کتب ستہ کے رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم سلسلہ ۱

صحیح بخاری کے رواۃ

صحابہ رضی اللہ عنہم کا دلنشین تذکرہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب پر منفرد کاوش

www.KitaboSunnat.com

تالیف

الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

نظر ثانی

ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد

مکتبہ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب پر منفرد کاوش

صحیح بخاری کے رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم کا دلنشین تذکرہ

www.KitaboSunnat.com

ابن مسعود اسلامک لائبریری
کتاب نمبر: J3-504

تالیف
الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

نظر ثانی
ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد

مکتبہ اسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب ---------- صحیح بخاری کے رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم کا دلنشین تذکرہ

تالیف ---------- الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

ناشر ---------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------- 2014ء

قیمت ----------

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 37244973-042 فیکس: 37232369-042

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 2641204 ,2631204-041

e-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

صحیح بخاری کے رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم

(الف)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
	عرض مؤلف			13
	کتاب اور صاحب کتاب			18
	تقدیم			24
	امام بخاری اور صحیح بخاری			32
	مرویات صحابہ رضی اللہ عنہم			38
1	سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	الایمان	۹	45
2	سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	الایمان	۱۱	64
3	سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ	الایمان	۱۳	70
4	سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ	الایمان	۱۹	76
5	سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ	الایمان	۳۱	82
6	سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ	الایمان	۵۵	92
7	سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ	العلم	۶۶	96
8	سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ	العلم	۶۷	100
9	سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما	العلم	۸۶	103
10	سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا	العلم	۱۱۵	110
11	سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ	الوضوء	۱۳۹	122
12	سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ	الوضوء	۱۴۴	127

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13	حضرت ابوقتادہ السلمی رضی اللہ عنہ	الوضوء	۱۵۳	133
14	سیدہ ام عطیۃ الانصاریہ رضی اللہ عنہا	الوضوء	۱۶۷	139
15	حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ	الوضوء	۱۸۷	142
16	سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا	الوضوء	۲۲۳	145
17	سیدہ ام الدرداء رضی اللہ عنہا	الأذان	۶۵۰	146
18	سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا	الغسل	۲۸۰	149
19	سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ	الغسل	۲۹۳	153
20	سیدنا ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ	مواقيت الصلاة	۵۴۱	157
21	ابوامامہ انصاری رضی اللہ عنہ	مواقيت الصلاة	۵۴۹	161
22	سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ	الجمعة	۹۲۵	163
23	سیدنا احنف بن قیس تمیمی رضی اللہ عنہ	الزكاة	۱۴۰۷	167
24	سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا	الحج	۱۶۵۸	169
25	سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ	الصوم	۱۹۴۵	172
26	سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ	فضل ليلة القدر	۲۰۱۶	177
27	سیدنا ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ	المزارعة	۲۳۲۱	182
28	سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا	الصلح	۲۶۹۲	186
29	سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا	الجهاد والسير	۲۷۹۹	189
30	سیدنا ابوبشیر رضی اللہ عنہ	الجهاد والسير	۳۰۰۵	194
31	سیدہ ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا	الجهاد والسير	۳۰۷۱	195
32	سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ	بدء الخلق	۳۳۲۲	197
33	سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا	بدء الخلق	۳۳۲۸	204

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

34	سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا	احادیث الانبیاء	۳۳۸۸	214
35	سیدنا ابو اُسید ساعدی رضی اللہ عنہ	مناقب الانصار	۳۷۸۹	218
36	سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ	مناقب الانصار	۳۷۹۲	220
37	ابوسعید بن معلّیٰ الانصاری رضی اللہ عنہ	التفسير	۴۴۷۴	225
38	سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا	النكاح	۵۱۰۶	227
39	سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ	الذبائح والصيد	۵۴۷۸	234
40	سیدنا ابوشریح رضی اللہ عنہ	الأدب	۶۰۱۶	237
41	سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ	الحيل	۶۹۸۰	240
42	سیدہ ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا	التعبير	۷۰۰۳	245

(ب)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
43	سیدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ	الحدود	۶۸۴۸	248
44	سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ	الايمان	۴۰	250

(ث)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
45	سیدنا ثابت بن ضحاک انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ	الجنائز	۱۳۶۳	255

(ج)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
46	سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	بدء الخلق	۴	257
47	سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	الايمان	۵۷	266
48	سیدنا جبیر بن مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ	الغسل	۲۵۴	272

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

49	سیدنا جندب بن عبداللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ	العیدین	۹۸۵	276
50	سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا	الصوم	۱۹۸۶	277

(ح)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
51	سیدنا حُر بن قیس فزاری رضی اللہ عنہ	العلم	۷۴	283
52	سیدنا حذیفہ بن یمان العبسی رضی اللہ عنہ	الوضوء	۲۲۴	287
53	سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا	الحیض	۳۲۴	293
54	سیدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ	التقصیر	۱۰۸۳	298
55	حضرت حکیم بن حزام بن خویلد رضی اللہ عنہ	الزکاۃ	۱۴۲۷	299
56	سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما	البیوع	۲۰۸۹	302

(خ)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
57	سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ	البیوع	۲۰۹۱	306
58	حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا	فرض الخمس	۳۱۱۸	311
59	سیدہ خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ عنہا	النکاح	۵۱۳۸	312
60	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	الاطعمة	۵۴۰۰	313

(ر)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
61	سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ	مواقیت الصلاۃ	۵۵۹	317
62	سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ	الأذان	۷۹۹	320
63	سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا	الصوم	۱۹۶۰	323

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ز)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
64	سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ	العلم	۹۱	326
65	سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ	العمل فی الصلاة	۲	329
66	سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	الأذان	۷۶۴	333
67	سیدہ زینب بنت ابی معاویہ رضی اللہ عنہا	الزكاة	۱۴۶۶	341
68	سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	الزكاة	۱۴۷۱	346
69	حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	أحاديث الأنبياء	۳۳۴۶	352

(س)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
70	سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	الایمان	۲۷	363
71	سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ	العلم	۱۰۹	370
72	سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ	الوضوء	۱۸۷	375
73	سیدنا سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ	الوضوء	۲۰۹	377
74	سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ	الوضوء	۲۴۳	378
75	سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ	الحيض	۳۳۲	381
76	سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	الجمعة	۸۸۳	384
77	حضرت سفیان بن ابی زہیر ازدی رضی اللہ عنہ	فضائل المدينة	۱۸۷۵	396
78	سیدنا سلیمان بن صرد خزاعی رضی اللہ عنہ	بدء الخلق	۳۲۸۲	398
79	سیدنا سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ	مناقب الانصار	۳۹۰۶	402
80	سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ	المغازی	۴۱۳۱	408
81	سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ	التفسير	۴۴۷۸	410

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

82	سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ	استتابة المرتدين	٦٩٣٤	416

(ص)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
83	سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا	الاعتكاف	٢٠٣٥	419
84	حضرت صعب بن جثامہ اللیثی رضی اللہ عنہ	الهبة	٢٥٧٣	425

(ض)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
85	سیدنا ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ	العلم	تعليقاً	426

(ط)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
86	سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ	الايمان	٣٥	431
87	حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	الايمان	٣٦	433

(ع)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
88	سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	بدء الخلق	١	438
89	ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	بدء الخلق	٢	466
90	سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	بدء الخلق	٥	482
91	سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	الايمان	٨	493
92	سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما	الايمان	١٠	504
93	سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	الايمان	باب١٩	511
94	سیدنا عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ	الايمان	باب٢٠	518
95	سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ	الايمان	١٨	522

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

96	سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما	العلم	٦٨	526
97	سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ	العلم	٨٨	536
98	سیدنا علی رضی اللہ عنہ	العلم	١٠٦	538
99	سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما	العلم	١٠٧	552
100	سیدنا عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ	الوضوء	١٣٧	557
101	سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ	الوضوء	١٧٥	559
102	سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ	التیمم	٣٤٨	569
103	سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ	الصلاۃ	٣٧٥	574
104	سیدنا عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ	الصلاۃ	٣٩٠	578
105	سیدنا عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ	الاطعمة	٥٤٢٢	579
106	سیدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ	كفارات الأيمان	٦٧٢٢	581
107	سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	الاعتصام بالكتاب والسنة	٧٣٥٢	586
108	سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ	الأذان	٦٢٤	591
109	سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ	الأذان	٦٨٦	596
110	سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ	الأذان	٧٨٧	600
111	سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ	الجنائز	١٣٠٧	606
112	سیدنا عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہما	الأدب	٦١٣٢	610
113	سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	الأدب	٣٨٨٣	612
114	سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما	الزكاة	١٤٩٧	621
115	سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما	العمرة	١٧٨٤	624

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

116	سیدنا عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ	الوصايا	۲۷۳۹	627
117	سیدنا عروہ بن جعد البارقی رضی اللہ عنہ	الجهاد والسير	۲۸۵۰	628
118	سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ	الجهاد والسير	۲۹۲۷	631
119	سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ	الجزية والموادعة	۳۱۷۶	632
120	سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ	أحاديث الأنبياء	۳۳۷۷	636
121	سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ	الايمان والنذور	۶۶۳۲	638
122	سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہما	المناقب	۳۵۴۶	641
123	سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ	التيمم	۳۳۱	644
124	سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ	التفسير	۴۴۸۰	647
125	سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	فضائل القرآن	۵۰۲۸	655
126	سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ	الصلاة	۳۵۴	672
127	سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما	الأطعمة	۵۴۴۰	674

(ف)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
128	سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما	الحج	۱۶۷۰	679

(ق)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
129	سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ	الجهاد والسير	۲۹۷۴	683

(ك)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
130	سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ	الصلاة	۴۵۷	687
131	سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ	المحصر	۱۸۱۴	700

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(م)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
132	سیدنا محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ	العلم	۷۷	701
133	سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	الوضوء	۱۸۲	702
134	حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	الوضوء	۲۱۰	706
135	سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما	مواقیت الصلاۃ	۵۸۷	710
136	سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ	الاذان	۶۲۸	717
137	سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	الاذان	۷۰۰	719
138	سیدنا معن بن یزید رضی اللہ عنہ	الزکاۃ	۱۴۲۲	728
139	سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما	الحج	۲۷۳۱	730
140	سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہما	البیوع	۲۰۷۲	749
141	سیدنا مجاشع بن مسعود اسلمی رضی اللہ عنہما	الجهادوالسير	۳۹۶۲	750
142	سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما	بدء الخلق	۳۲۰۷	753
143	سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہما	التفسير	۴۵۲۹	760
144	سیدنا مرداس بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہما	الرقاق	۶۴۳۴	763

(ن)

نمبر شمار	نام	کتاب	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
145	سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما	الایمان	۵۲	764
	اسماء من يعرف بكنيته			769

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض مؤلف

نحمده ونصلي على رسوله الكريم. أما بعد! فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم ، بسم الله الرحمٰن الرحيم.

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؀﴾ 1

''اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے، یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں، یاد رکھو یقیناً اللہ کا گروہ ہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خطبہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا تھا:

((أَكْرِمُوا أَصْحَابِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) 2

''میرے صحابہ کی تعظیم کرو، پھر ان کی جو ان کے بعد ہیں، پھر ان کی جو ان کے بعد ہیں۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((أَكْرِمُوا أَصْحَابِي، فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ)) 3

''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم کرو، بے شک وہ تم سب سے بہتر ہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پاکباز ہستیوں کے بارے زبانِ طعن دراز کرنے سے منع فرمایا ہے:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ)) 4

---

1 ٥٨/ المجادلة: ٢٢۔ 2 السنن الکبریٰ للنسائی: ٩١٧٨، صحیح۔

3 شرح السنة للبغوی: ٢٢٥٤۔ 4 بخاری، المناقب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت متخذا خليلا: ٣٦٧٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی مت دو، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ان کے خرچ کیے ہوئے ایک مد یا نصف مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔"

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((إِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ، يُقَاتِلُونَ عَلَى دِينِهِ)) [1]

"بے شک اللہ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام دلوں سے بہتر دل محمد ﷺ کے دل کو پایا، انہیں چن لیا اور ان کو رسالت عطا کر دی پھر محمد کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا، تو محمد کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کو سب سے بہتر پایا، تو انہیں اپنے نبی کے وزیر بنا دیا جو اس کے دین کی خاطر لڑتے ہیں۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ)) [2]

"تم محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا نہ کہو ان کا نبی کے ساتھ ایک گھڑی ٹھہرنا تمہارے ساری عمر کے اعمال سے بہتر ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا)) [3]

"جب میرے صحابہ کا ذکر (ان کی شان کے خلاف) کیا جائے، پس تم رک جاؤ خاموش ہو جاؤ۔"

---

[1] مسند احمد: ۳۶۰۰۔ [2] ابن ماجه، افتتاح الكتاب فى الإيمان وفضائل الصحابة والعلم فضل اهل بدر: ۱۶۲، حسن۔ [3] السلسلة الصحيحة: ۳۴، ۴۳۱، ۱۱۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک لوگوں کی تذلیل وتحقیر اور ان کی گستاخی کرنا سخت جرم ہے اور پھر کائنات کی پاک باز ہستیوں صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق ایسا سلوک کرنے والے تو سخت مجرم ہیں، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تکلیف دینے والے اور ان کے متعلق گستاخانہ انداز اپنانے والے بہت بڑا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ [1]

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو ان کے کسی قصور کے بغیر دکھ پہنچاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھا لیا۔''

ایسے شخص کو اللہ جہان والوں کے لیے عبرت کا نشان بنا دیتا ہے اور ساری کائنات کو اس کے مخالف کر دیتا ہے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ کہنے والے کے پیچھے سانپ لگ گیا، ایک عورت نے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر ناجائز تہمت لگائی تو اللہ نے اسے اندھی کر کے عبرت ناک موت دی۔ کوفے کے ایک آدمی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر جھوٹے الزام لگا دیئے تو اللہ تعالیٰ نے گستاخ کو سخت سزا دی اور یہ ادھیڑ عمر میں غربت کی موت مرا اور آخر عمر میں اپنی بری حرکتوں کی وجہ سے بہت ذلیل ورسوا ہوا۔ یہی معاملہ ابن زیاد کے ساتھ پیش آیا، یہ بڑا ہٹ دھرم اور گستاخ آدمی تھا اس بدنصیب شخص نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اس پاکیزہ چہرے کی گستاخی کی کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام چوما کرتے تھے اور اس بدبخت نے اس چہرے پہ چھڑی رکھی جس چہرے پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبت سے بوسہ دیا کرتے تھے۔

یہ گستاخ جب بری طرح ذلیل ہو کر قتل کیا گیا تو اس کی گردن کو کوفے کی جامع مسجد میں لایا گیا، اچانک دیکھتے ہی دیکھتے تیزی کے ساتھ سانپ آیا اور وہ سب گردنوں کو پھلانگتے ہوئے اس گستاخ کی گردن کے پاس پہنچا اور نتھنوں میں داخل ہو گیا کافی دیر تک وہیں رکا رہا پھر باہر نکلا اور غائب ہو گیا لیکن پھر تھوڑی دیر کے بعد آیا اور ساری گردنوں کو پھلانگتا ہوا

---

[1] ۳۳/الاحزاب: ۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا اور یہی عبرت ناک معاملہ تین بار پیش آیا۔ [1]

قارئین کرام! راقم نے 2011ء کو مدیر جامعہ اسلامیہ سلفیہ (مسجد مکرم) گوجرانوالہ حافظ اسعد محمود سلفی حفظہ اللہ کے حکم سے بعد از نماز عصر ''اللؤلؤ والمرجان'' کی ایک حدیث کا درس جو کہ پانچ سے سات منٹ پر مشتمل ہوتا تھا دینا شروع کیا' درس کے سامعین میں چونکہ عوام الناس کے علاوہ طلباء جامعہ بھی شریک ہوتے تھے جس کی وجہ سے درس کا انداز عام روٹین سے مختلف رکھا گیا یعنی مختصر خطبہ کے بعد عربی عبارت پڑھی جاتی پھر سلیس اردو ترجمہ ہوتا اور اس کے بعد راویٔ حدیث کے متعلق چند باتیں کی جاتیں اور آخر میں مفہوم حدیث کے ساتھ ساتھ اُحکام ومسائل کی طرف اشارہ کیا جاتا۔ طلباء و سامعین کا اکثر استفسار ہوتا کہ آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ باتیں کس کتاب سے مطالعہ کر کے بتاتے ہیں تاکہ ہم ان کو مفصل پڑھ سکیں مگر راقم تو مختلف عربی، اردو اور اسماء ورجال کی کتب کی معاونت سے درس دیا کرتا تھا تاہم چند دوستوں نے حکم دیا کہ عوام الناس اور طلبہ کی راہنمائی کے لیے آپ انہیں مرتب کر دیں۔ چنانچہ بندۂ عاجز اللہ سے مدد کی دعا کر کے اس کو کرنے کے لیے تیار ہو گیا اور اب یہ زیر نظر کتاب صحاحِ ستہ کے رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پہلی جلد ''صحیح بخاری کے رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم'' ہے اس کتاب کے چند نمایاں پہلو مندرجہ ذیل ہیں:

① شروع کتاب میں مکمل رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم کی فہرست پیش کی گئی ہے۔

② مرویات صحابہ رضی اللہ عنہم اور طبقات صحابہ رضی اللہ عنہم پر مقدمہ لکھا گیا ہے۔

③ شروع میں امام بخاری وصحیح بخاری کے متعلق ضروری اور قیمتی معلومات درج کی گئیں ہیں۔

④ ہر صحابی کے نام ونسب اور کنیت ولقب کے ساتھ ساتھ ان کے قبولِ اسلام کی داستانوں کو تحریر کر دیا گیا ہے۔

⑤ ہر صحابی کی حتی الوسع مرویات کی تعداد کو ذکر کیا گیا ہے۔

⑥ ہر صحابی وصحابیہ کے تذکرے کے آخر میں ان سے مروی ایک حدیث صحیح بخاری سے

---

[1] جامع ترمذی: ۳۷۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بطور نمونہ با ترجمہ درج کر دی گئی ہے۔

⑦ کتاب کے آخر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی تحریر کر دیے گئے ہیں جو اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔

محترم قارئین! راقم نے اپنے آپ کو خدامِ حدیث اور محبانِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل کرنے کے لیے یہ ادنی سی کوشش کی ہے۔ ان شاء اللہ جلد ہی باقی صحاح ستہ کے رواۃ کی دوسری جلد بھی قارئین کے ہاتھوں میں ہوگی، اللہ تعالیٰ اسے قبولیت سے نوازے۔ آخر میں شکر گزار ہوں اپنے محسن دوست سرپرست مکتبہ اسلامیہ محمد سرور عاصم صاحب اور محترم المقام جناب حافظ محمد عباد صاحب کا کہ جو ہمیشہ دین حنیف کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اشاعت دین کے عمل میں مصروف رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنتوں کو قبول فرمائیں اور مال وجان میں برکت عطا فرمائے۔ علاوہ ازیں میں مولانا حکیم رانا مدثر محمد خان صاحب اور شیخ مجیب الرحمن سیاف صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ جنہوں نے اسے ایک نظر پڑھا اور مناسب مقامات پر مفید مشوروں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ شیخ محترم مولانا عبدالستار الحماد حفظہ اللہ کے علم وعمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے کہ جنہوں نے اسے ایک نظر دیکھا اور اس پر تقدیم لکھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو میرے لیے، میرے اہل وعیال، والدین، اساتذہ اور قارئین وناشرین کے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین

اخوکم
محمد عظیم حاصل پوری
محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر جالندھر کالونی
وہاڑی روڈ حاصل پور ضلع بہاولپور
0301-6131916

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب اور صاحب کتاب

وہ پاک باز لوگ جنہوں نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور اسلام پر ان کی وفات ہوئی، صحابہ کہلائے۔ رضی اللّٰہ عنهم ورضوا عنه۔

البدایہ میں ہے کہ ایک رومی قیدی رہا ہو کر ہرقل کے دربار میں پہنچا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اس نے کہا: وہ رات کو قیام کرتے ہیں، دن کو روزہ رکھتے ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہیں، امام ابوزرعہ رازی کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اس وقت ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے تھے جنہوں نے زبان نبوت سے سماعِ حدیث کا شرف حاصل کیا اور اسے آگے روایت کیا۔ یہی اولین جماعت ہے جس نے حفاظت وکتابت حدیث کا فریضہ سرانجام دیا اور ''فلیبلغ الشاھد الغائب'' پر عمل کرتے ہوئے اشاعتِ حدیث میں مشغول ہو گئے۔ اس برگزیدہ گروہ کے متعدد اراکین نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت اور حکم سے فرامین رسول ﷺ کو تحریر فرمایا اور اپنے تلامذہ کو املا کرایا، اس کے نتیجے میں عہد صحابہ رضی اللہ عنہم ہی میں حدیث کا اچھا خاصا ذخیرہ احاطہ تحریر میں آچکا تھا۔ اس زمانے کی یادگار میں صحیفہ صادقہ از عبداللہ بن عمرو بن العاص، صحیفہ عمرو بن حزم، صحیفہ انس بن مالک، صحیفہ علی بن ابی طالب، صحیفہ وائل بن حجر، خطبہ فتح مکہ، صحیفہ جابر بن عبداللہ، صحیفہ سعد بن عبادہ، مسند ابی ہریرہ، صحیفہ ابوبکر صدیق، صحیفہ سمرہ بن جندب، صحیفہ عبداللہ بن عباس، صحیفہ عبداللہ بن ابی اوفی، صحیفہ اسماء بنت عمیس، صحیفہ محمد بن مسلمہ انصاری، صحیفہ عمر بن خطاب، صحیفہ زید بن ثابت، صحیفہ عبداللہ بن مسعود، صحیفہ عثمان بن عفان، کتاب الصدقہ از عبداللہ بن عمر، مرویات سیدہ عائشہ مرتبہ عروہ بن زبیر، صحیفہ صحیحہ ابوہریرہ مرتبہ ہمام بن منبہ، صحیفہ ابوہریرہ مرتبہ بشیر بن نہیک، مرویات عبداللہ بن عمر مرتبہ نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کوائف حیات سے کتبِ احادیث وسنن وسیر وتواریخ معمور ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورشروحات حدیث میں بھی ان باکمال ہستیوں کے حالات جابجا ملتے ہیں۔علاوہ ازیں اس موضوع کی مستقل کتب بھی موجود ہیں۔علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی "الاستیعاب فی معرفة الاصحاب" امام علی بن محمد الجزری رحمہ اللہ کی "أسد الغابة فی معرفة الصحابة" اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی "الإصابة فی تمییز الصحابة" اس سلسلے کی معروف کتابیں ہیں۔متاخرین نے بھی اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے اور اس موضوع کی کتابوں میں قابل قدر اضافہ کیا ہے۔

اس علم میں رواۃ حدیث کو موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔یہ ایک ایسا علم ہے جس سے متعصب مستشرق بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔"الإصابة" کی تدوین کے دوران ڈاکٹر سپرنگر کا ذہن مسلم قوم کی عظمت وفضیلت کا اندازہ لگانے پر مجبور ہو گیا۔اور وہ پکار اٹھا کہ دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال جیسا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو۔جس کی بدولت پانچ لاکھ اشخاص اور بارہ صدیوں کے مسلم علماء کی سوانح عمریاں معلوم کی جا سکتی ہیں۔الفضل ما شهدت به الأعداء مسلمانوں نے اس فن میں بے شمار کتابیں تصنیف کی ہیں۔دنیا کی کوئی قوم اس سلسلے میں ان کی ہم سری کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اس علم کی رو سے تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عادل قرار دیا گیا ہے۔

ذخیرۂ احادیث میں کتب ستہ کو اور ان میں سے صحیح بخاری کو جو مقام ملا ہے وہ کسی اور مجموعہ حدیث کے حصے میں نہیں آیا۔علمائے امت نے اس کتاب کو "أصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ" قرار دیا ہے۔

برصغیر کے اہلحدیث علمانے جس طرح حدیث کی خدمت کا شرف حاصل کیا اور کر رہے ہیں اسے عالم اسلام کے علمانے بنظر استحسان دیکھا ہے اور اس کا برملا اعتراف بھی کیا ہے۔ان خادمین حدیث میں ایسے اہل علم بھی شامل ہیں جنھوں نے امام بخاری کی صحیح بخاری کی خدمت کی ہے۔اس طائفہ میں شاہ ولی اللہ دہلوی،نواب سید صدیق حسن قنوجی،مولانا سید نذیر حسین دہلوی،قاضی محمد مچھلی شہری،مولانا سید عبدالاول غزنوی،مولانا ابوالحسن سیالکوٹی،مولانا سید امیر علی ملیح آبادی،مولانا وحید الزمان حیدر آبادی،نواب ضمیر الدین لوہاروی،مولانا محمد ابراہیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیالکوٹی، مولانا فضل حق دلاوری، مولانا تمیز الدین، مولانا عزیز الحسن بجنوری، مولانا عبدالصبور، مولانا شمس الحق ڈیانوی، مولانا شرف الدین دہلوی، مولانا محمد بن ہاشم سورتی، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی، مولانا عبدالحق ہاشمی، مولانا عبدالتواب ملتانی، مولانا نذیر احمد رحمانی، مولانا عبدالستار دہلوی، مولانا محمد رئیس احمد ندوی، مولانا عبدالسلام مبارکپوری، مولانا اقبال احمد عمری، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا سلطان محمود جلال پوری، مولانا محمد داود راز دہلوی، مولانا محمد خالد گرجاکھی، مولانا حافظ محمد گوندلوی، مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی، مولانا عبدالعزیز زبیدی، مولانا عبدالوکیل ہاشمی، حافظ عبدالمنان نور پوری، محترمہ غزالہ حامد، حافظ محمد بنیامین طور، مولانا کرم الجلیلی، مولانا عبدالرحمن کیلانی، مولانا عبدالعلیم بستوی، مولانا صغیر احمد شاغف بہاری، مولانا برق التوحیدی، مولانا فضل الٰہی، مولانا ارشاد الحق اثری، حافظ عبدالعزیز علوی، حافظ زبیر علی زئی، مولانا عبدالستار حنیف، حافظ ثناء اللہ زاہدی، مفتی حافظ عبدالستار الحماد، مولانا عبدالکبیر محسن، حافظ خالد بن بشیر مرجالوی، مفتی عبدالرحمن عابد، مولانا محمد یونس عتیق، مولانا محمد حسنین شاکر اور مولانا محمد عظیم حاصل پوری یہ چند نام ہیں جو نوک قلم پر آ گئے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ

سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

''صحیح بخاری کے رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم'' محترم بھائی الشیخ محمد عظیم حاصل پوری صاحب کے رشحات قلم کی شاہکار اور ان کے ذوق علم و تحقیق کی آئینہ دار ہے۔ اب عظیم صاحب بھی خدام صحیح بخاری کی صفوں میں شامل ہو گئے ہیں۔ ایک سو کے لگ بھگ مصادر سے کشید کی گئی اس کتاب میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات حیات درج کیے گئے ہیں جن کی احادیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح البخاری میں درج کیا ہے۔ اس کتاب میں ہر صحابی کے نام و نسب اور کنیت و لقب کی تحقیق کی گئی ہے، ان کے قبول اسلام کی داستانوں کو تحریر کیا گیا ہے۔ ان کی ذہانت، عظمتِ علمیہ، ایثار نفسی، جرأت و شجاعت، صدق و صفا، زہد و ورع اور شرافت و دیانت کے دلچسپ اور قابل رشک واقعاتِ حیات کو احاطۂ تحریر میں لایا گیا ہے۔ ان کے جذبۂ اطاعتِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اور داعیہ اتباع سنت کے ایمان افروز وقائع قلم بند کیے گئے ہیں۔ یہ واقعات قاری کے دل میں جذبہ عمل کو پروان چڑھاتے ہیں اور حصول وخدمت علم کی تحریض دلاتے ہیں، اس کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر صحابی وصحابیہ کے تذکرے کے آخر میں ان سے مروی ایک حدیث باترجمہ درج کر دی گئی ہے۔ اس طرح کتاب ہذا سے مستفید ہونے والا ہر شخص احادیث نبویہ کے موتیوں سے بھی اپنا دامن مالا مال کر لے گا۔ یوں اس کتاب کی اہمیت وضرورت دو چند بلکہ سہ چند ہو گئی ہے۔ یہ اپنی نوعیت کی منفرد خدمت حدیث وصحیح بخاری ہے۔

مصنف نے شروع میں امام بخاری وصحیح بخاری کے بارے میں ضروری اور قیمتی معلومات درج کر دی ہیں کتاب کے آخر میں فضیلۃ الشیخ ابو الفتح محمد بن حسین الموصلی کے رسالہ "أسماء من يعرف بكنيته" سے ماخوذ ومستفاد ایک سو ستر ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی تحریر کر دیے گئے ہیں جو اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ اس سے ان مشہور بہ کنیت صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام جاننے میں آسانی پیدا ہو گئی ہے۔

اب کچھ باتیں صاحب کتاب کے بارے میں ملاحظہ کیجیے:

مولانا ابو عبدالرحمٰن محمد عظیم بن غلام مصطفی بن محمد شریف بن علم دین ۱۹۸۴ء کو چک نمبر ۷۵ فتح تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ رسمی تعلیم مڈل تک پائی اور پھر جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ مرکز طیبہ مرید کے میں داخل ہوئے۔ تین سال یہاں اکتساب کے بعد جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کا رخ کیا اور وہیں سے سند فراغت حاصل کی۔ وفاق المدارس کے امتحانات بھی پاس کیے اور ہائر ایجوکیشن اسلام آباد سے ایکول (مقابل ایم عربی، ایم اسلامیات) بھی حاصل کیا۔ علم طب حکیم انقلاب میڈیکل کالج گوجرانوالہ میں پڑھا، اسی دوران میں میٹرک، ایف اے، فاضل عربی اور اے ٹی سی کے امتحانات پاس کیے۔ انہوں نے زمانہ طالب علمی میں بہت محنت کی اور اپنے رفقاء میں ہمیشہ ممتاز رہے۔ موصوف کے اساتذہ کرام میں حافظ عبدالمنان نور پوری، حافظ عبدالسلام بھٹوی، مولانا عبدالحمید ہزاروی، قاری سعید احمد کلیروی، مولانا محمد رفیق سلفی، حافظ خالد بن بشیر مرجالوی، مفتی عبدالرحمٰن عابد، مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللطیف ملتانی، مولانا عبداللہ شرقپوری، حافظ عبدالرحمن ثانی، حافظ جمیل احمد، مولانا عبدالرؤوف عابد، مفتی عبدالولی حقانی، مولانا محمد یوسف صارم، حافظ مبشر حسین لاہوری، حافظ عمران ایوب لاہوری، حافظ ابوموسیٰ شہید، مولانا محمد ادریس اثری، مولانا محمد زبیر جھجوی، خواجہ محمد عدنان، مولانا محمد مالک بھنڈر، مولانا ابو یاسر عبداللہ بن بشیر، حافظ شاہد تبسم، قاری منظور احمد، حافظ عبدالصبور ظفر، قاری نصیر احمد، حافظ رضوان کوثر، پروفیسر عمر فاروق اور حکیم شبیر احمد شامل ہیں۔

مولانا ممدوح نے اپنی عملی زندگی کا آغاز جامع مسجد تاج گوجرانوالہ سے کیا۔ یہاں خطبہ جمعہ کے علاوہ روزانہ فجر اور عصر کے بعد درس دیتے اور ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ تبلیغی پروگرام کراتے تھے۔ ۲۰۰۸ء میں جامعہ اسلامیہ سلفیہ مسجد مکرم گوجرانوالہ میں استاد مقرر ہوئے۔ یہاں سے انہوں نے سہ ماہی مجلہ المکرم بھی جاری کیا اور اس کے مدیر بنائے گئے۔ مدیر مکتبۃ الجامعہ کی ذمہ داری بھی خوش اسلوبی سے نبھائی، اور ہر جمعے کو حاصل پور جا کر خطبہ جمعہ دیتے رہے۔ اب (جون ۲۰۱۳ء سے) حاصل پور منتقل ہو چکے ہیں، جہاں ایک مدرسہ جامعہ اسلامیہ سلفیہ (مسجد اقصیٰ)، جامعہ مصباح القرآن للبنات اور محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر کی بنیاد رکھ چکے ہیں اور وہاں سے ایک مجلہ ماہنامہ ''ندائے امت'' اور ''مجلہ المحمدیہ'' کا بھی اجراء کر چکے ہیں۔

مولانا محمد عظیم صاحب کا قلم سے رشتہ عہد طالب علمی ہی میں استوار ہو گیا تھا۔ اس عہد میں موصوف نے سترہ (۱۷) برس کی عمر میں ایک کتاب ''میں محبت کس سے کروں'' مرتب کر کے شائع کی۔ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی اور اسے بہت سراہا گیا۔ حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ کی ''مرآۃ التفسیر'' انہی کی کوششوں سے پہلی بار دستیاب ہوئی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ موصوف کا قلم سے رشتہ روز بروز ترقی پذیر ہے، تصنیفی خدمات کا دائرہ وسعت پذیر ہے تھوڑے ہی عرصے میں ان کا شمار کثیر التصانیف مصنفین میں ہونے لگا ہے ہماری بھی دعا ہے کہ

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

مولانا کے قلم سے نکلنے والی چند کتابوں کے نام یہ ہیں، دروس المساجد (حصہ اول، حصہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم)، دروس القرآن (حصہ اول)، صحیح منتخب واقعات، سب سے پہلے (الاوائل)، رسول اللہ ﷺ کی وصیتیں، جنت میں لے جانے والے چالیس عمل، جنت سے محروم کردینے والے چالیس عمل، چالیس آسان نیکیاں، چالیس خصائصِ رسول ﷺ، اے میرے بیٹے! (بچوں کے لیے چالیس نصیحتیں)، تاجروں کو چالیس نصیحتیں، راستے کے حقوق، الاصطلاحات فی العلوم والفنون، گلدستہ احادیث مع سنہرے اقوال، فرشتوں کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے پیار، آسمانوں کی سیر، آیات شفا اور طب نبوی، زکوۃ وعشر وصدقہ فطر، خواتین کا انسائیکلو پیڈیا، رحمت الٰہی کے مستحق لوگ، رحمت الٰہی سے محروم لوگ، پیارے اسلامی نام، میں محبت کس سے کروں؟ پریشانیاں کیوں آتی ہیں، اسلام اور آسانیاں، دعائے رسول ﷺ پانے والے، نماز رسول ﷺ، ہم شب وروز کیسے بسر کریں؟ حج وعمرہ کا طریقہ، میت کو نفع دینے والے اعمال، دکھوں کا علاج، شب برأت حقیقت کے آئینے میں، ذرا بتاؤ تو، خواتین پر اسلام کی مہربانیاں، جنت کے متلاشی، نیکیوں کے ثمرات، خوشخبری، صحابہ رضی اللہ عنہم جب روئے، قرآن سے انٹرویو، میدان محشر میں عزت اور ذلت بخشنے والے اعمال اور یہ کتاب صحیح بخاری کے رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم۔

ان میں سے اکثر کتب ورسائل علم اور اہل علم کے حقیقی خادم مولانا محمد سرور عاصم صاحب نے اپنے مکتبہ اسلامیہ سے شائع کیے ہیں۔ یہ کتاب بھی موصوف ہی شائع کر رہے ہیں۔ یقیناً وہ مبارکباد اور ہمارے شکریے کے مستحق ہیں کہ اس گرانی کے دور میں تعلیمات کتاب وسنت پر مبنی دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے معیاری کتابیں ارزاں نرخوں پر عوام الناس تک پہنچانے کی ذمہ داری بخوبی نبھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

حکیم مدثر محمد خان

۲۰ رجون ۲۰۱۳ء

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، محمد والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین.

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''مجھ سے پہلے جس قدر بھی انبیا تھے، انہیں ایسے معجزات سے نوازا گیا جن کی بدولت لوگ ایمان سے سرفراز ہوجایا کرتے تھے اور مجھے وہ معجزہ وحی کی صورت میں عطا کیا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرے پیروکار سابقہ انبیائے کرام کے متبعین سے زیادہ ہوں گے۔'' [1]

رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی دو اقسام پر مشتمل تھی۔ ایک وحی جلی جو قرآنِ مجید کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے اور دوسری وحی خفی جو صاحبِ قرآن ﷺ کے ارشادات، معمولات اور تقریرات کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ وحی کی یہ دونوں اقسام محفوظ ہیں، جبکہ دورِ حاضر میں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرامینِ عالیہ اور حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلو جو کتب احادیث میں ہیں یہ عجمی سازش کا نتیجہ ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حسبِ وعدہ قرآن کریم کی حفاظت جس حیرت انگیز طریقے سے فرمائی ہے، اسی طرح احادیث کی حفاظت کا بھی ایسا بے مثل اہتمام فرمایا جو عقل کو دنگ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے احادیث کی حفاظت درج ذیل دو طریقوں سے فرمائی۔

(1) حفاظتِ حدیث بذریعہ حفظ (2) حفاظتِ حدیث بذریعہ کتابت

اب ہم دونوں طریقوں کی قدرے تفصیل بیان کرتے ہیں۔

حفاظتِ حدیث بذریعہ حفظ

مسجد نبوی میں صفہ نبوی کے نام سے ایک مدرسہ قائم تھا، جس میں حفظِ قرآن اور حفظِ حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی، وہاں تیس چالیس طلبہ ہر وقت قرآن وحدیث کی تعلیم میں

---

[1] صحیح بخاری، فضائل القرآن: ٤٩٨١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصروف رہتے تھے، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم ان طلبہ کو تعلیم دینے پر مامور تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے لیے دعا فرمائی ہے جو حدیث کو حفظ کر کے آگے منتقل کرتا ہے، دعا یہ ہے۔

"اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے، جس نے ہم سے حدیث کو سنا پھر اسی طرح آگے پہنچا دیا جس طرح سنا تھا، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جسے حدیث پہنچائی جاتی ہے وہ پہنچانے والے سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہوتا ہے۔" 1

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تبلیغِ حدیث کی نہ صرف ترغیب دیا کرتے تھے بلکہ اسے محفوظ رکھنے کے طریقے کی راہنمائی بھی فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک دفعہ قبیلہ عبدالقیس کے وفد کو احکام دین سکھائے پھر انہیں الوداع کرتے وقت یہ تاکید فرمائی۔

ان احکام کی حفاظت کرنا اور اپنے بعد آنے والوں کو ان سے مطلع کرنا۔ 2

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ احادیث بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

"حاضر انسان کو چاہیے کہ وہ میری باتیں غائب کو پہنچا دے، ممکن ہے کہ حاضر اس شخص کو پہنچائے جو ان باتوں کو اس سے زیادہ محفوظ کر سکے" 3

اس ترغیب کا یہ اثر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگ خود آ کر فرمائش کرتے کہ ہمارے ساتھ کسی آدمی کو بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے۔ 4

مردوں کے علاوہ خواتین میں بھی سماعِ حدیث اور حفظِ حدیث کا شوق تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک خاتون آئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مرد حضرات تو آپ سے احادیث حاصل کرتے رہتے ہیں، ہمارے لیے بھی کوئی دن مقرر کر دیں تا کہ ہم اس دن حاضر ہو جایا کریں اور جو باتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی ہیں آپ وہ ہمیں بھی بتایا کریں، آپ نے فرمایا: "تم فلاں فلاں دن جمع ہو جایا کرو۔" 5

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام اور صحابیات سب مل کر احادیث یاد کرتے تھے

---

1 ترمذی، العلم: ۲۶۵۷۔ 2 بخاری، الایمان: ۵۷۔
3 بخاری، العلم: ٦٧۔ 4 مسلم، فضائل الصحابة: ۲۴۲۔
5 صحیح بخاری، اعتصام: ۷۳۱۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رسول اللہ ﷺ ان سب کو خود تعلیم دیتے تھے، تاہم مردوں اور عورتوں کی تعلیم کے لیے علیحدہ علیحدہ دن مقرر تھے۔

اسی طرح درس وتدریس اور حفظِ احادیث کا سلسلہ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین میں جاری رہا، ہمارے ہاں دینی مدارس بھی حفاظتِ حدیث کے امین اور اپنے اسلاف ہی کی یاد گار ہیں۔

حفاظتِ حدیث بذریعہ کتابت

رسول اللہ ﷺ نے مختلف مقامات اور متعدد مواقع پر حسب ضرورت حفاظتِ حدیث بذریعہ کتابت کا بندوبست فرمایا جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں کے باشندوں سے مشورہ کر کے ایک دستور مملکت نافذ فرمایا جو میثاق مدینہ کے نام سے مشہور ہے، اس تحریری معاہدے میں حاکم ورعایا دونوں کے حقوق وواجبات کی تفصیل ہے، یہ معادہ تقریباً ۴۷ دفعات پر مشتمل ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دفعات کے تمام مواد کے لیے کتنے صفحات درکار ہوں گے۔ [1]

رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کی مردم شماری کروائی، آپ نے فرمایا: ''مجھے ان لوگوں کے نام لکھ دو جو اسلام کا اقرار کرتے ہیں۔'' [2]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ اس وقت ہم نے آپ کو پندرہ سو آدمیوں کے نام لکھ کر دیئے، واضح رہے کہ عربوں کے نام کے ساتھ ولدیت اور کنیت بھی ضروری خیال کی جاتی تھی۔ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس طرح پندرہ سو آدمیوں کے اندراج کے لیے کتنے صفحات کی ضرورت ہوگی۔

سرکاری دستاویزات، معاہدات اور پروانوں کی شکل میں بھی تحریری سرمایہ خاصی مقدار میں موجود تھا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

---

[1] سيرة ابن هشام ص: ۵۰۱، ج، ۲۔

[2] بخاري، الجهاد: ۳۰۶۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ سرکاری دستاویز: بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کو قبلیہ کی کانوں کا ٹھیکہ دیا۔ 1

☆ پروانہ امن: حضرت سراقہ بن مالک مدلجی رضی اللہ عنہ کو پروانہ امن لکھ کر دیا۔ 2

☆ معاہدہ صلح: حدیبیہ کے مقام پر کفارِ قریش سے تحریری معاہدہ ہوا۔ 3

☆ مختلف ملوک وسلاطین کے نام دعوتی خطوط تحریر کیے جن میں قیصر وکسریٰ، مقوقس اور نجاشی سرفہرست ہیں، ان خطوط پر دستخطوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہر بھی بنوائی تھی۔ 4

☆ انتظامی ضرورتوں کے پیش نظر بعض اوقات ہدایت نامے تحریر کیے گئے، جیسا کہ آپ نے فوج کے ایک امیر کو مکتوب دیا اور ہدایت فرمائی کہ اسے فلاں جگہ پر کھول کر پڑھنا، چنانچہ انہوں نے وہاں پہنچ کر مکتوب نبوی کھولا اور حاضرین کو پڑھ کر سنایا۔ 5

☆ کتابتِ حدیث کی بعض اتفاقی صورتیں بھی پیش آتیں تھی۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کچھ ہدایات لکھ کر دیں۔ 6

☆ انسانی حقوق پر مشتمل ایک خطبہ ابوشاہ یمنی کو لکھ دیا۔ 7

☆ قبیلہ بنو اسد کے نام ایک خط لکھا۔ 8

اس طرح متفرق طور پر احادیث پر مشتمل خاصہ سرمایہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جمع ہوگیا تھا۔ اس کے علاوہ کچھ شخصی صحائف بھی تھے جو صحابہ کرام نے اپنے طور پر لکھے تھے، جن میں احادیث نبویہ تحریر تھیں، ان کی تعداد پچاس سے زائد تھی، یہ تدوین بالکل سادہ اور ابتدائی شکل میں تھی جو بطور فن نہیں بلکہ صرف یادداشت کے طور پر معرض تحریر میں آئی۔ آخر کار حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مدینے کے گورنر حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو خط لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث تمہیں دستیاب ہوں انہیں قلمبند کرلو، کیونکہ

---

1 ابوداود، الخراج: ٣٠٦٢۔ 2 فتح الباری: ١٨٤ ج ٩۔

3 بخاری، المغازی: ٤١٨٠۔ 4 بخاری، العلم: ٦٥۔

5 بخاری، العلم: قبل الحدیث: ٦٤۔ 6 بخاری، الزکاۃ: ١٤٤٨۔

7 بخاری، العلم: ١١٢۔ 8 طبقات ابن سعد، ص: ٢٧٠۔ ج: ١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے خطرہ ہے کہ علما کے رخصت ہونے سے کہیں علم ختم نہ ہو جائے۔ ❶

واضح رہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا یہ حکم صرف گورنر مدینہ کے لیے مخصوص نہ تھا بلکہ آپ نے یہ حکم اسلامی مملکت کے تمام گورنروں کے نام جاری کیا تھا۔ ❷

احادیث وسنن کے دفاتر اس طرح مرتب ہو کر دار الخلافہ دمشق آئے تو خلیفہ راشد نے ان کی نقلیں تیار کر کے مملکتِ اسلامیہ کے گوشے گوشے میں ارسال کیں۔ ❸

اس طرح تابعین کرام اور محدثینِ عظام نے سلسلہ سند کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کی زبان حق ترجمان سے صادر ہونے والے فرامین عالیہ اور حیات مبارکہ کے مختلف مجموعے تیار کیے، جس مسلمان کے دل میں آسمانی تعلیمات کی قدر و منزلت ہے وہ کتب حدیث کے مؤلفین یعنی محدثینِ عظام کو بھی عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے، خدمتِ حدیث اور حفاظتِ حدیث کے سلسلہ میں ان لامتناہی قربانیوں کا دل وجان سے معترف ہے۔ احادیث مبارکہ کے ان تمام مجموعوں میں صحیح بخاری کو اولین حیثیت دیتا ہے اور اس پر مکمل اعتماد کرتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی محنت اور آپ کے اخلاص کا نتیجہ ہے کہ ہمیشہ سے صحیح بخاری امت مسلمہ کی توجہ کا مرکز ہے۔ اور کوئی شخص اس وقت تک عالم نہیں کہلا سکتا جب تک وہ صحیح بخاری سے فراغت کی سند نہیں لے لیتا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کو امت مسلمہ نے مختلف حوالوں سے جو خراج تحسین پیش کیا ہے، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ صحیح بخاری پر مختلف نوعیت کے کام سینکڑوں کی تعداد میں پہنچتے ہیں۔ ان کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ امت کا ہر فرد کم از کم امام بخاری کے نام سے ضرور واقف ہے، زیر نظر کتاب، ''صحیح بخاری کے رواۃ صحابہ'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس کتاب میں ان تمام صحابہ کرام کے نام ونسب اور کنیت ولقب کے ساتھ ساتھ ان کے قبولِ اسلام کی داستان کو تحریر کیا گیا ہے، چنانچہ مؤلفِ کتاب لکھتے ہیں۔

''راقم نے اپنے آپ کو خدامِ حدیث اور محبانِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل کرنے کے لیے یہ

---

❶ صحیح بخاری، العلم، قبل حدیث: ۱۰۰۔

❷ فتح الباری، ص: ۲۵۷۔ ج:۱۔ ❸ تذکرۃ الحفاظ، ص: ۱۰۶۔ ج:۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادنی سی کوشش کی ہے، ان شاء اللہ جلد ہی باقی صحاح ستہ کے رواۃ صحابہ کی دوسری جلد بھی قارئین کے ہاتھوں میں ہوگی۔"

چنانچہ اس طرح مؤلف بھی خدام صحیح بخاری کی صف میں شامل ہو گئے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں مزید توفیق سے نوازے اس میں شک نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام اپنے عقیدے، منہج اور دین میں بہت پختہ اور پُرعزم تھے، اسلام کی سربلندی کے لیے اور اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کے لیے انہوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں، انہوں نے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول، کے منشور کو اپنے فکر و عمل کا محور بنایا۔ اس بنا پر ان کے لیے ہر طرف سے غلبے اور کامیابیوں کی راہیں کھل گئیں، اللہ تعالیٰ نے ان نفوس قدسیہ کا تذکرہ بایں الفاظ اپنی کتاب میں کیا ہے۔

"وہ مہاجرین وانصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز جو بعد میں راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی عظیم الشان کامیابی ہے" ❶

اللہ تعالیٰ نے اس عالم رنگ وبو میں ہی ان حضرات کو اپنی رضا کا پروانہ عطا کر دیا ہے، بلکہ ایک آیت میں تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے ایمان کو معیار اور رشد وہدایت کی مثال قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اگر یہ لوگ اس طرح ایمان لے آئیں جیسے تم ایمان لائے ہو، تو یہ لوگ ہدایت پالیں اور اگر انہوں نے منہ پھیرا تو یقیناً یہ مخالفت میں ہیں" ❷

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے ایمان کو بطور نمونے اور آئیڈیل پیش کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور جب ان منافقین سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح دوسرے لوگ ایمان لائے

---

❶ ٩/التوبة: ١٠٠۔ ❷ ٢/البقرة: ١٣٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اسی طرح تم بھی ایمان لاؤ" [1]

آیت کریمہ "میں دوسرے لوگ" سے مراد صحابہ کرام ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار بایں الفاظ کرتے ہیں۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام دلوں سے بہتر دل، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو پایا اور اسے اپنے لیے منتخب فرمایا، نیز انہیں رسالت سے سرفراز فرمایا، پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں کو سب سے بہتر پایا، اس بنا پر انہیں اپنے نبی کے وزیر بنا دیا، جو ان کے دین کی خاطر اپنی جان کی بازی لگانے سے گریز نہیں کرتے۔ [2]

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور فرامین عالیہ کی حفاظت کے لیے صرف اپنے پاکباز بندوں یعنی صحابہ کرام کو منتخب کیا اور منافقین کی دسترس سے اپنی وحی کو دور رکھا، یہی وجہ ہے کہ آج حدیث روایت کرنے والوں میں کسی منافق کا نام نہیں ملتا، صرف وہی صحابہ کرام احادیث بیان کرتے ہیں جو صادق اور امین تھے اور جن کے ایمان اور کھرے پن کی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے شہادت دی ہے، بلاشبہ تمام صحابہ کرام حق وانصاف پر قائم تھے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تزکیہ فرمایا، قرآن مجید میں ان کے اوصاف حمیدہ بیان ہوئے، اور ان کی دیانت وامانت کا ذکر ہوا، اس بنا پر اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ "الصحابة كلهم عدول" یعنی تمام صحابہ کرام عادل اور ثقہ ہیں۔

اگرچہ صحابہ کرام حفاظت حدیث میں پیش پیش تھے لیکن اس علم میں ان کا احتیاط بھی بہت تھا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"میں اگر احادیث بیان نہیں کرتا تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ میں نے دیگر صحابہ کی نسبت کم احادیث یاد کی ہیں، لیکن دراصل بات یہ ہے کہ گواہی دیتا ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے میری طرف کوئی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کی تو وہ

---

[1] ۲/البقرة: ۱۳۔ [2] مسند امام احمد، ص: ۳۷۹، ج۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے۔" [1]

بہر حال یہی وہ لوگ ہیں جن کے ذریعے یہ دین متین ہم تک پہنچا ہے، ان میں سے ہر ایک شخص اس قابل ہے کہ تمام اہل اسلام ان کی سیرت وسوانح کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن اور اس کے بیان کی حفاظت ان حضرات سے کروائی، نیز ان کی ظاہری اور باطنی صفائی کی شہادت خود آسمان سے نازل فرمائی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب واذہان کو صحابہ کرام کی محبت والفت سے منور فرمائے۔ (آمین)

آخر میں ہم مؤلف گرامی جناب محمد عظیم حاصل پوری کے لیے دعا گو ہیں کہ انہوں نے صحیح بخاری کے رواۃ صحابہ پر قلم اٹھایا اس مبارک تالیف میں صحابہ کرام کی عظمت وجرأت اور شرافت و دیانت کو لکھا پھر ان کے جذبۂ اطاعت اور داعیۂ اتباع سنت کو قلمبند کیا، ہمارے نزدیک یہ اپنی نوعیت کی منفرد خدمتِ حدیث ہے۔ اللہ تعالیٰ راقم الحروف، مؤلف اور ناشر بلکہ تمام اعوان وانصار کو قیامت کے دن خدامِ حدیث کے زمرہ میں شامل فرمائے اور محدثین کرام کی رفاقت نصیب کرے۔ آمین یارب العالمین۔

ابو محمد عبدالستار الحماد
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں
موبائل: 0300-4178626

---

[1] مسند امام احمد: ج:۱، ص: ۴۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری اور صحیح بخاری

نسب نامہ:

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردز بہ بخاری جعفی امام بخاری رحمہ اللہ کے جدامجد بردزبہ مجوسی تھے اسی حالت میں فوت ہوگئے۔ بردزبہ کے فرزند مغیرہ نے بخارا کے حاکم یمان جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، دیارعرب میں دستور تھا کہ جس کے ہاتھ پر اسلام لاتے اسی کی طرف نسبت ہوجاتی اس کونسبت ولاء کہتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ کو اسی وجہ سے جعفی بھی کہتے ہیں، وگرنہ وہ اس خاندان میں سے نہیں تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے والد اسماعیل جلیل القدر محدث تھے۔

ولادت:

امام بخاری رحمہ اللہ ۱۳ شوال ۱۹۴ ہجری بعد نماز جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ کی کم سنی میں ہی باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا، تعلیم وتربیت والدہ نے فرمائی، بچپن میں آپ کی بینائی جاتی رہی ماں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول فرمایا، امام بخاری رحمہ اللہ کو نور نظر سے نوازا گیا۔

سفر علم:

۲۱۰ ہجری میں اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ حج کے لیے مکہ کی طرف روانہ ہوئے سفر حج کے بعد طلبِ حدیث کے لیے مکہ ہی میں رہ گئے، مکہ کے بعد عمر عزیز کے اٹھارویں برس ۲۱۲ ہجری میں مدینہ پہنچے شیوخ مدینہ سے علم حاصل کیا اس کے بعد طلب حدیث میں بصرہ کا چار مرتبہ سفر اختیار کیا، کوفہ، بغداد، شام، مصر، جزیرہ، خراسان، مرو اور بلخ وغیرہ کا سفر کیا، جعفر بن محمد فرماتے ہیں مقدمہ فتح الباری میں ہے: میں نے ایک ہزار سے زائد اساتذہ سے حدیثیں لکھیں ہیں اور سند کے بغیر کوئی حدیث یاد نہیں کرتا۔

حافظہ بخاری:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ کو خدا نے عجیب حافظہ عطا کیا تھا، بزم علمی میں آئے ہوئے چند سال ہی گزرے تھے کہ ہر طرف ان کی ذہانت، حافظہ اور فطانت کا چرچہ تھا۔ ہاشد بن اسماعیل راوی کہتے ہیں کہ جب ہم مشائخ بخارا سے پڑھتے تھے تو ہم لکھتے تھے امام بخاری رحمہ اللہ نہیں لکھتے تھے چار دن کے بعد ہم نے کہا آپ لکھتے کیوں نہیں ہم اس وقت پندرہ ہزار سے زائد احادیث لکھ چکے تھے وہ تمام حدیثیں امام بخاری رحمہ اللہ نے زبانی سنا دیں۔ ہم نے جان لیا کہ جو نایاب خزانہ ہمارے کاغذوں میں ہے وہ امام بخاری رحمہ اللہ کے سینے میں محفوظ ہے، ہمیں بخاری کی یاداشت سے اپنے نوشتوں کی اصلاح کرنی پڑی۔

مختلف علاقوں سے علم وفضل کے پھول چنتے چنتے آپ بغداد پہنچے تو علما نے امتحان لیا دس حدیثیں سند تبدیل کر کے پیش کیں اور پھر دس حدیثیں دس آمیوں نے پیش کیں، امام صاحب نے ان کی غلط اور تبدیل شدہ کل ۲۰۰ حدیثیں پیش کر دیں۔ الغرض ہر ایک کا متن، سند ترتیب وار بیان کر دیا حاضرین مجلس آپ کی زبردست قوت حافظہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ہر ایک آپ کے علم وفضل اور فہم وفراست سے مدح خواں ہو کر مجلس سے نکلا۔

تصنیف وتالیف:

۱۸ سال کی عمر میں "قضایا صحابہ" روضۃ من ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر کتاب لکھی، "کتاب التاریخ" چاندنی میں لکھی اس کے علاوہ "جزء القرأۃ" وغیرہ سب سے زیادہ اہم اور بلند پایہ تصنیف صحیح بخاری ہے یہی وہ تصنیف ہے جس نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شخصیت کو غیر معمولی بنا دیا ہے ۱۶ سال کی طویل مدت میں بڑی جانکاہی اور دیدہ دلیری کے بعد کتاب زیور تکمیل سے آراستہ ہوئی ایک حدیث کے لکھنے کے لیے غسل پھر دو رکعت نماز اور پھر استخارہ کرنے کے بعد حدیث تحریر فرماتے یہی ایک تصنیف ہے جس کا لقب "اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ" ہے۔

الجامع الصحیح:

امام بخاری رحمہ اللہ کی تصنیفات تقریبا (۲۲ بائیس) ہیں ان میں سے ایک جامع صحیح بخاری ہے، جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ۱۶ سال کی مدت میں مکمل کیا۔ الجامع الصحیح کا پورا نام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننه وایامه" جامع وہ ہے جس میں فن حدیث کے آٹھ باب ہوں آٹھ ابواب یہ ہیں نمبر ۱۔ توحید، نمبر ۲۔ احکام، نمبر ۳۔ آداب، نمبر ۴۔ فتن، نمبر ۵۔ تاریخ وسیر، نمبر ۶۔ رقاق، نمبر ۷۔ مناقب، نمبر ۸۔ تفسیر۔

مقبولیت الجامع الصحیح:

ابوزید مروزی رحمہ اللہ کا بیان ہے:

میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان سویا ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب کا درس دیتا ہے میری کتاب کا درس کیوں نہیں دیتا؟'' عرض کیا آپ ﷺ کی کون سی کتاب ہے تو کہا: ''محمد بن اسماعیل کی جامع صحیح۔'' [1]

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جو شخص جامع صحیح کی عظمت کا قائل نہ ہو وہ مبتدعی ہے اور مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے۔ [2]

معلقات بخاری

معلقات وہ روایات ہیں جن کی سند حذف کردی گئی ہو خواہ کل سند یا بعض۔

امام بخاری رحمہ اللہ معلقات موقوف روایات اور اقوال صحابہ اور فتاویٰ تابعین کو اصل حدیث صحیح کی تائید وتوضیح کے لیے ضمناً لاتے ہیں لیکن صحت بخاری پر ان معلقات کے لانے سے کچھ ضرر نہیں کیونکہ احادیث مسندہ متصلہ ہی مقصود بالذات ہیں اور وہ ہی معیار صحت ہیں اور وہ سب کی سب بحمد اللہ غایت درجہ صحت میں ہیں۔ [3]

حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

معلقات بلکہ موصول روایات بھی اگر شواہد کے طور پر ہوں تو ان میں شرائط صحت کی

---

[1] فتح الباری: ۱/ ۵۷۷۔ [2] حجة اللّٰہ: ۱/ ۲۹۷۔

[3] مقدمہ فتح الباری: ۱/ ۵۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری پابندی مشروط نہیں ہوتی کیونکہ ان سے تائید مزید مقصود ہوگی۔ ❶

علامہ عینی عمدۃ القاری ص ۱۰ پر فرماتے ہیں معلقات وشواہد میں صحت کاملہ نہ ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ اصالۃ وارد نہیں کیے گئے اور نہ ہی اس سے امام بخاری رحمہ اللہ کے التزام صحت پر کچھ اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ ان کا التزامِ صحت صرف مسندات کے لیے ہے۔

اقسام معلقات:

معلقات کی دو قسمیں ہیں:

(نمبر۱) بعض تو ایسی ہیں جن کو امام صاحب بخاری میں موصول السند روایت کرتے ہیں اور دوسری جگہ محض اختصار کے خیال سے مقطوع السند روایت کرتے ہیں۔

(نمبر ۲) بعض تعلیقات کی سند بخاری میں نہیں ہوتی لیکن دوسرے محدثین ومفسرین اصحاب طبقات وتاریخ کی کتابوں میں ان کی سند موجود ہوتی ہے۔ ❷

ان معلقات میں زیادہ حصہ ان کا ہے جو خود بخاری میں دوسری جگہ میں موصول السند ہیں اور جن معلقات کو بخاری نے موصول نہیں فرمایا ان کی تعداد بہت کم ہے وہ صرف ۱۶۰ ہیں۔ ❸

مسندات بخاری

مسندات بالفاظ دیگر اصولی روایت کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا جامع صحیح بخاری میں کسی راوی سے تخریج کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ راوی اعلیٰ درجے کا عادل اور ثقہ راوی ہے اور صحیح حافظے والا ہے اور یہ بات راوی کو حاصل نہیں ہے۔ جس سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں تخریج نہیں فرمایا ہے بس صحیحین میں مذکور فرمایا ہے اس کی تعدیل پر جمہور محدثین کا اتفاق ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے:

ما ادخلت فی کتابی الا ما صح. ❹

---

❶ مقدمہ ابن الصلاح، ص: ۳۰۔ ❷ مقدمہ فتح الباری: ۱/ ۹۸۔
❸ فتح الملہم، ص: ۳۷۔ ❹ فتح المغیث، ص: ۲۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نے اپنی کتاب میں صرف صحیح احادیث کو لکھا ہے''

ابن صلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صحیحین کے جن رواۃ پر مسلم بخاری کے علاوہ کسی نے جرح کی ہے اس کے بارہ میں توقف نہیں کیا جا سکتا اس کی حدیث قبول کی جاتی ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی تخریج سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جرح غیر معتبر و غیر ثابت ہے اسی لیے شک مٹ جاتا ہے راوی کی تعدیل ہو جاتی ہے۔ (1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ احادیث مسند ۷۳۹۷ ہیں۔ حافظ ابن صلاح اور امام نووی نے بھی ۷۳۹۷ ذکر کیا ہے۔

متابعات بخاری رحمہ اللہ

جن راویوں سے امام بخاری رحمہ اللہ نے متابعات وشواہد میں احتجاج کیا ہے گو وہ درجات حفظ میں مختلف ہیں مگر صادق کا لقب ان کو شامل ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اگر متابعات وشواہد کے راویوں سے کسی پر کسی امام کی جرح یا طعن ہوگا تو وہ قبول نہ ہوگا جب تک مفسر نہ ہو تو اعتبار نہ ہوگا۔ (2)

احادیث معلقات کی تعداد بخاری میں ۱۳۴۱ ہے اور متابعات کی تعداد ۳۴۴ ہے۔ (3)

احادیث مسندات ۷۳۹۷ ہے۔ (4)

جملہ مسندات معلقات متابعات کی تعداد ۹۰۸۲ ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے موقوف و مقطوع کے علاوہ مسندات متابعات کی تعداد ۹۰۸۲ ہی ذکر کی ہے حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ اور امام نووی رحمہ اللہ نے مسندات کی تعداد ۷۲۳۵ کی ہے۔ (5)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا شمار ہے ۷۳۹۷ حدیثیں مسندات ہیں۔

---

(1) مقدمہ ابن صلاح، ص: ۴۹۔ (2) مقدمہ فتح الباری: ۱/ ۴۴۴۔
(3) مقدمہ فتح الباری: ۱/ ۵۵۶۔ (4) مقدمہ فتح الباری: ۱/ ۵۵۱ وفتح المغیث، ص: ۱۲۔ (5) تہذیب الاسماء: ۱/ ۷۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات

حاکم بخارا احمد بن احمد ذہلی کا قاصد آپ کے پاس پہنچا اور حاکم کی طرف سے یہ درخواست کی کہ آپ اپنی کتاب ''بخاری شریف'' اور کتاب التاریخ'' ہمیں آ کر سنایا کریں بخاری نے فرمایا کہ امیر بخارا سے کہہ دو کہ علم دین حاکم اور امرا کے آستانوں پر جا کر نہیں پڑھایا جاتا، اگر دین کی تڑپ ہے تو میرے مکان اور مسجد میں آ کر عام مسلمانوں کی طرح سنو، والی بخارا کو یہ جواب ناگوار گزرا اس نے درباری ملاؤں کی ملی بھگت سے امام صاحب پر تہمت لگائی کہ آپ قرآن کے الفاظ کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں۔ اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کو جلاوطن کر دیا گیا آپ کے دل پر اس کا بے حد اثر ہوا فرمایا ان لوگوں نے جو میرے ساتھ سلوک کیا ہے اللہ ان کو اس کا بدلہ دے گا۔ چنانچہ ایک ماہ بعد والی بخارا کو معزول کر کے قید کر لیا گیا اور قید میں ہی دم توڑ گیا۔ امام صاحب کے رشتہ دار سمرقند کے قریب ایک گاؤں خرتنگ میں رہتے تھے وہاں آپ چلے گئے باقی کے دن وہاں گزارے آپ اللہ سے دعا گو ہوئے کہ اے اللہ! یہ دنیا وسیع ہونے کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی ہے۔ اے خدا! مجھ کو اٹھا لے اہل سمرقند نے دعوت دی سفر کا ارادہ بھی کیا لیکن آپ نہ جا سکے۔ عید الفطر یکم شوال ۲۵۶ ہجری بعد نماز عشا آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ جنازہ اٹھا تو سمرقند اور ارد گرد کا بچہ بچہ جنازے کے ساتھ تھا، نماز فجر کے بعد علم و عمل، زہد و تقویٰ کے مجسمے کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) ۱۳ دن کم ۶۲ برس کی عمر میں وفات پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرویات صحابہ رضی اللہ عنہم

محدثین کے ہاں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایتیں چالیس سے کم ہوں وہ قلیل الروایات شمار کیے جاتے ہیں، اس بنا پر قلت وکثرت روایت کی حیثیت سے محدثین نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے چار طبقے قرار دیئے ہیں۔

① پہلا طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں ہزار یا ہزار سے زیادہ ہیں۔
② دوسرا طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں پانچ سو یا پانچ سو سے زیادہ ہیں۔
③ تیسرا طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں چالیس یا چالیس سے زیادہ ہیں۔
④ چوتھا طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں چالیس سے کم ہیں۔

لیکن چونکہ پانچ سو سے چالیس تک کے رواۃ زیادہ ہیں، اس لیے ہم نے اس کے دو حصے کردیئے ہیں، سو سے پانچ سو تک ایک طبقہ اور چالیس سے سو تک دوسرا طبقہ، اس تفصیل کی رو سے ہم نے صحابہ کے پانچ طبقہ قرار دیئے ہیں:

① وہ صحابہ جن کی روایتیں ہزار یا ہزار سے زیادہ ہیں۔
② وہ صحابہ جن کی روایتیں پانچ سو یا پانچ سو سے زیادہ ہیں مگر ہزار سے کم۔
③ وہ صحابہ جن کی روایتیں سو یا سو سے زیادہ ہیں مگر پانچ سو سے کم۔
④ وہ صحابہ جن کی روایتیں چالیس یا چالیس سے زیادہ ہیں مگر سو سے کم۔
⑤ وہ صحابہ جن کی روایتیں چالیس سے کم ہیں۔

مذکورہ پانچ طبقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام، تعداد اور روایات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبقہ اوّل

وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی روایتیں ہزار یا ہزار سے زیادہ ہیں، اس طبقے میں سات صحابہ ہیں:

نمبر شمار	اسماء	مروی احادیث
۱	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	۵۳۷۴
۲	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۲۶۶۰
۳	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۲۲۱۰
۴	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۱۶۳۰
۵	حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما	۱۵۴۰
۶	حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ	۱۲۸۶
۷	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ	۱۱۷۰

طبقہ دوم

وہ صحابہ جن کی روایتیں پانچ سو یا پانچ سو سے زائد ہیں اس طبقہ میں صرف چار صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں:

نمبر شمار	اسماء	مروی احادیث
۱	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۸۴۸
۲	حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما	۷۰۰
۳	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۵۸۶
۴	حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ	۵۳۹

طبقہ سوم

وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی روایتیں سو یا سو سے زیادہ ہیں مگر پانچ سو سے کم ہیں اس طبقہ میں چھبیس صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	اسماء	مروی احادیث
۱	ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	۳۷۸
۲	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۳۶۰
۳	حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ	۳۰۵
۴	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	۲۸۱
۵	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۲۱۵
۶	حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ	۱۸۸
۷	حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ	۱۸۱
۸	حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ	۱۷۹
۹	حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ	۱۷۰
۱۰	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	۱۶۴
۱۱	حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ	۱۶۴
۱۲	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۱۵۷
۱۳	حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ	۱۵۰
۱۴	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۱۴۶
۱۵	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ	۱۴۶
۱۶	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۴۲
۱۷	حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	۱۳۶
۱۸	حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ	۱۳۰
۱۹	حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ	۱۳۰
۲۰	حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما	۱۳۰
۲۱	حضرت ثوبان مولی النبی رضی اللہ عنہ	۱۲۷
۲۲	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما	۱۲۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳	حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ	۱۲۴
۲۴	حضرت سمرہ بن جندب فزاری رضی اللہ عنہ	۱۲۳
۲۵	حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمر رضی اللہ عنہ	۱۰۲
۲۶	حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ	۱۰۰

طبقہ چہارم

وہ صحابہ جن کی تعدادِ روایت چالیس سے سو تک ہے اس طبقہ میں ۴۳ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں:

نمبر شمار	اسماء	مروی احادیث
۱	حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ	۹۵
۲	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	۹۲
۳	حضرت ابوطلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ	۹۲
۴	حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ	۹۰
۵	حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ	۸۱
۶	حضرت کعب بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ	۸۰
۷	حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ	۷۸
۸	حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ	۷۷
۹	حضرت ابورافع قبطی رضی اللہ عنہ	۶۸
۱۰	حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ	۶۷
۱۱	حضرت عدی بن ابی حاتم الطائی رضی اللہ عنہ	۶۶
۱۲	حضرت عبدالرحمن بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ	۶۵
۱۳	ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۶۵
۱۴	حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما	۶۲
۱۵	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۶۴
۱۶	ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	۶۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷	حضرت جبیر بن مطعم قرشی رضی اللہ عنہ	۶۰
۱۸	حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا	۵۶
۱۹	حضرت واثلہ بن اسقع کنانی رضی اللہ عنہ	۵۶
۲۰	حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ	۵۵
۲۱	حضرت فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ	۵۰
۲۲	حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ	۴۸
۲۳	حضرت کعب بن عجرہ انصاری رضی اللہ عنہ	۴۷
۲۴	حضرت فضیلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ	۴۶
۲۵	ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	۴۶
۲۶	حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا	۴۶
۲۷	حضرت ابو جحیفہ بن وہب سوائی رضی اللہ عنہ	۴۵
۲۸	حضرت بلال بن رباح تیمی رضی اللہ عنہ	۴۴
۲۹	حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ	۴۳
۳۰	حضرت مقداد بن اسود کوفی رضی اللہ عنہ	۴۳
۳۱	حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا	۴۱
۳۲	حضرت حکیم بن حزام اسدی رضی اللہ عنہ	۴۰
۳۳	حضرت سلمہ بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ	۴۰

طبقہ پنجم

وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی روایتیں چالیس یا چالیس سے کم ہیں اس طبقہ میں پچپن صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں:

نمبر شمار	اسماء	مروی احادیث
۱	حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	۳۸
۲	حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا	۳۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳	حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ	۳۲
۴	حضرت عیاض بن حماد تمیمی رضی اللہ عنہ	۳۰
۵	حضرت مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ	۲۸
۶	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ	۲۵
۷	حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا	۲۴
۸	حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ	۲۵
۹	حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ	۲۲
۱۰	حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا	۲۱
۱۱	حضرت اسید بن حضیر اشہلی رضی اللہ عنہ	۱۸
۱۲	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	۱۸
۱۳	حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ	۱۸
۱۴	حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا	۱۵
۱۵	حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ	۱۴
۱۶	حضرت معاویہ بن حکیم السلمی رضی اللہ عنہ	۱۳
۱۷	حضرت عروہ بن ابی جعد الاسدی رضی اللہ عنہ	۱۳
۱۸	حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا	۱۱
۱۹	حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ	۱۰
۲۰	حضرت مجمع بن یزید رضی اللہ عنہ	۱۰
۲۱	حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ	۷
۲۲	حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ	۷
۲۳	حضرت قبیصہ بن مخارق عامری رضی اللہ عنہ	۶
۲۴	حضرت عاصم بن عدی قضاعی رضی اللہ عنہ	۶
۲۵	حضرت سلمہ بن نعیم اشجعی رضی اللہ عنہ	۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶	حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ	۵
۲۷	حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ	۵
۲۸	حضرت سائب بن فلاح رضی اللہ عنہ	۵
۲۹	حضرت خفاف غفاری رضی اللہ عنہ	۵
۳۰	حضرت ذومخبر حبشی رضی اللہ عنہ	۵
۳۱	حضرت مالک بن ہبیرہ کندی رضی اللہ عنہ	۴
۳۲	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	۴
۳۳	حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ	۲
۳۴	حضرت کعب بن عیاض اشعری رضی اللہ عنہ	۲
۳۵	حضرت کلثوم بن حصین غفاری رضی اللہ عنہ	۲
۳۶	حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ	۲
۳۷	حضرت جدانہ بنت وہب رضی اللہ عنہا	۲
۳۸	حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ	۱
۳۹	حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ	۱
۴۰	حضرت کلثوم بنت علقمہ رضی اللہ عنہا	۱

ان کے علاوہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم باقی رہ گئے ہیں چونکہ وہ صغار صحابہ ہیں اور ان کی روایت کتب حدیث میں اس قدر کم ہے کہ وہ شمار میں نہیں آئی، اس لیے ہم نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ مختلف طبقات میں ہم نے جن صحابہ کا نام لیا ہے ان کی مجموعی تعداد ایک سو پچیس ہے اور مسلمانوں کے پاس احادیث کا جو سرمایہ باقی ہے وہ انہی بزرگوں کا فیض ہے۔ [1]

[1] سیر الصحابة: ۵/ ۲٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا جاہلیت میں نام ابوالاسود عبد شمس تھا، اسلامی اسم گرامی عبدالرحمٰن بن صخر ہے، آپ یمن کے قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے ہیں، آپ بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ روایات مروی ہیں، ان کی مرویات کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) ہے، آپ کو حدیث سننے اور یاد کرنے کا شوق اس قدر زیادہ تھا کہ کھانے پینے کی پروانہیں کرتے تھے اور ہر وقت حدیث سننے اور یاد کرنے میں محو رہتے تھے۔ اسی شوق کے نتیجے میں آپ کو معجزانہ انداز میں حافظہ ملا، جس طرح صحیح البخاری میں موجود ہے کہ آپ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں مجھے احادیث بھول جاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چادر بچھاؤ۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے چادر بچھائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پڑھا اور تین چلو چادر پر ڈالے اور فرمایا: ''اس چادر کو سینے سے لگا لو۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے چادر سینے سے لگالی تو اس دن کے بعد مجھے کوئی حدیث نہیں بھولی۔'' آپ علم کے ساتھ ساتھ عمل میں بھی ممتاز تھے، انتہائی عبادت گزار تھے، رات کا ایک تہائی حصہ قیام کرتے اور ایک تہائی حصہ احادیث مبارکہ کی دہرائی کرتے اور ایک تہائی آرام فرماتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چھوٹی سی بلی تھی جس سے وہ کھیلتے رہتے تھے، جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابوہریرہ (بلی والے) رکھ دی۔ آپ نے ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں تقریباً ۷۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔ بقیع میں دفن ہوئے۔ [1]

---

[1] تهذيب التهذيب: ١٢/ ٢٨٨؛ صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضل ابى هريرة الدوسى: ٦٣٩٦_٢٤٩١_

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

حافظِ حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو سب سے بڑے حافظِ حدیث تھے جب وہ انتقال فرما گئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے افسوس وحسرت کے لہجے میں کہا:

كَانَ يَحْفَظُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَدِيْثَ النَّبِيِّ ﷺ.

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے تمام راویانِ حدیث میں سب سے بڑھ کر حافظ الحدیث تھے۔'' ❶

آپ کو تقریباً پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث یاد تھیں۔

صحبت رسول ﷺ کی سعادت

خود سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تین سال رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا ہوں۔ ❷

مشہور تابعی حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چار سال نبی ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں۔ ❸

ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکمل تین سال تک اور چوتھے سال کا کچھ حصہ رہے، جسے راویوں نے اپنے اپنے علم کے مطابق بیان کر دیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا قیام اللیل

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رات کے ایک تہائی حصے میں قیام کرتے (تہجد پڑھتے) تھے اور ان کی زوجہ محترمہ ایک تہائی حصے میں قیام کرتیں اور ان کا بیٹا (یا بیٹی) ایک تہائی حصے میں قیام

---

❶ فتح الباری، ۱: ۱۰۹۔ ❷ کتاب المعرفة والتاریخ: ۳/ ۱۶۱ صحیح۔

❸ سنن ابی داود: ۸۱، صحیح؛ سنن النسائی: ۲۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا تھا۔ [1]

اِدھر دعا اُدھر کلمہ شہادت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا اور وہ مشرکہ تھی۔ ایک دِن میں نے اس کو مسلمان ہونے کو کہا تو اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ بات کہی جو مجھے ناگوار گزری۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کی کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا، وہ نہ مانتی تھی۔ آج اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مجھے وہ بات کہی جو مجھے ناگوار ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجیے کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ اھْدِ أُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ))

''اے اللہ! ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔''

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے خوش ہو کر نکلا۔ جب گھر آیا اور دروازے پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی تو کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ غرض یہ کہ میری ماں نے غسل کیا اور اپنا لباس پہن کر جلدی سے اوڑھنی اوڑھی، پھر دروازہ کھولا اور کہا کہ اے ابوہریرہ:

اَشْھَدُ أَنْ لَّآ إِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مٰیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خوشی سے دوڑتا ہوا آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! خوش ہو جایئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا قبول کی اور ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی صفت کی اور بہتر بات کہی۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجیے کہ میری ماں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے اور ان کی محبت ہمارے دِلوں

---

[1] کتاب الزهد للامام احمد: ۹۸۶؛ کتاب الزهد لابی داود: ۲۹۸ صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ڈال دے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِيْ أَبَا هُرَيْرَةَ وَ أُمَّهٗ إِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ حَبِّبْ إِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ))

''اے اللہ! اپنے بندے کی یعنی ابو ہریرہ اور اس کی والدہ کی محبت اپنے مومن بندوں کے دِلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے۔''

پھر کوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے مجھے سنا ہو یا دیکھا ہو مگر اس نے مجھ سے محبت رکھی۔ [1]

مروان نے امتحان لے لیا

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے عظیم حافظہ عطا فرمایا تھا۔ ایک دفعہ مروان بن الحکم الاموی نے ان سے کچھ حدیثیں لکھوائیں اور اگلے سال کہا کہ وہ کتاب گم ہوگئی ہے، وہی حدیثیں دوبارہ لکھوادیں۔ انہوں نے وہی حدیثیں دوبارہ لکھوا دیں۔ جب دونوں کتابوں کو ملایا گیا تو ایک حرف کا بھی فرق نہیں تھا۔

بعض کا کہنا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کثرت روایت کی وجہ سے بعض اشخاص کے دل میں ان کی روایات کی جانب سے شکوک وشبہات پیدا ہوئے، چنانچہ ایک مرتبہ مروان نے امتحان کی غرض سے ان کو بلوایا اور اپنے کاتب کو تخت کے نیچے بٹھا کر ان سے حدیثیں پوچھنا شروع کیں، یہ بیان کرتے جاتے تھے اور کاتب چھپا ہوا ان کی لاعلمی میں لکھتا جاتا تھا، دوسرے سال پھر اسی طریقہ سے امتحان لیا، اس مرتبہ بھی انہوں نے بلا کم و کاست وہی جوابات دیئے جو ایک سال قبل دے چکے تھے، حتیٰ کہ ترتیب میں بھی کوئی فرق نہ آیا۔ [2]

آپ سب سے بڑے حافظ حدیث تھے

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضل ابى هريرة الدوسى: ٦٣٩٦؛ جامع الترمذى، المناقب، باب مناقب ابى هريرة رضی اللہ عنہ؛ البخارى فى الادب المفرد: ٣٤؛ احمد: ٣١٩/٢۔ [2] المستدرك للحاكم: ٥١٠/٣ حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پوری دنیا میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے۔" 1

میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اور قراءت کے درمیان میں کچھ سکوت فرماتے تھے (ابو زرعہ کہتے ہیں) مجھے خیال ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھوڑی دیر، تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، تکبیر اور قرأت کے مابین سکوت کرنے میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (یہ دعا) پڑھتا ہوں: ((اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ ... الخ)) اے اللہ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان میں ایسا فصل کر دے جیسا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان میں کر دیا ہے، اے اللہ مجھے گناہوں سے پاک کر دے، جیسے سفید کپڑا میل سے پاک صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال......" 2

آپ کو ابو ہریرہ کیوں کہتے ہیں؟

عبداللہ بن رافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کو ابو ہریرہ کیوں کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کیا تم مجھ سے نہیں ڈرتے؟

ابن رافع نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! میں آپ سے ضرور ڈرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: میں اپنے گھر والوں کے لیے بکریاں چراتا تھا اور میری ایک چھوٹی سی بلی تھی۔ رات کو میں اسے ایک درخت پر چھوڑ دیتا اور دن کو اس کے ساتھ کھیلتا تھا تو لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ مشہور کر دی۔ 3

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی توہین کرنے والے کا انجام

قاضی ابو طیب فرماتے ہیں کہ دمشق کی جامع مسجد المنصور میں ہم بیٹھے تھے کہ ایک

---

1 تاریخ دمشق لابن عساکر: ۷۱/ ۲۵۳ حسن۔ 2 بخاری، الاذان، باب ما یقول بعد التکبیر: ۷۴۴۔ 3 طبقات ابن سعد: ۴/ ۲۴۵ سندہ حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خراسانی نوجوان آیا جو مسلکاً حنفی تھا، اس نے ''مسئلہ مصراۃ'' (جانور کے تھنوں میں دودھ روک کر اس کو فروخت کرنا) کے متعلق سوال کیا اور اس کی دلیل طلب کی، مفتی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا جو اس مسئلہ میں نص قطعی ہے، اس حنفی نے کہا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو غیر فقیہ تھے، حدیث میں وہ مقبول نہیں ہیں۔

جب حنفی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گستاخانہ الفاظ استعمال کیے تو اچانک من جانب اللہ ایک اژدھا (بڑا سانپ) عذاب الٰہی کی صورت میں مسجد کی چھت سے نیچے گرا تو لوگ انتہائی خوف زدہ ہو گئے، اسی اثنا میں وہ حنفی بھاگنے لگا تو سانپ نے اس کا پیچھا کیا تو ایک آدمی نے کہا:

تُبْ تُبْ، فَقَالَ تُبْتُ.

''اپنے گستاخانہ الفاظ سے توبہ کرو تو اس نے کہا میں نے توبہ کی۔''

پھر سانپ ایسا غائب ہوا کہ اس کا اثر تک نہ رہا، نا معلوم کہاں چلا گیا۔ [1]

آپ رضی اللہ عنہ روتے کیوں ہو؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے مرض الموت میں رونے لگے، آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمانے لگے: میں تمہاری اس دنیا (کو چھوڑنے کی) وجہ سے نہیں روتا بلکہ (آیندہ پیش آنے والے) طویل سفر اور قلت زادِ سفر کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ میں نے ایسی بلندی پر شام کی ہے، جس کے آگے جنت ہے یا جہنم، اور میں نہیں جانتا ان دونوں میں سے میرا مقام کون سا ہوگا؟ [2]

سادگی اور کسب حلال

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے دور امارت کے دوران میں بھی خود لکڑیاں اٹھا کر بازار سے گزرا کرتے تھے۔ اور جب آپ مدینہ میں داخل ہوتے تو بچے ازراہ مذاق کہتے لوگوں پیچھے

---

[1] سير اعلام النبلاء للذهبي: ٤/ ١٩٨؛ المنتظم في تاريخ الامم والملوك لابن الجوزي: ١٧/ ١٠٦؛ العرف الشذي لانورشاه الديوبندي: ١/ ٣٤٤؛ جمال الاولياء لاشرف علي الديوبندي، ص: ٣٠، ٣١۔ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((اسناده ائمة)) اس واقعہ کی سند ائمہ پر مشتمل ہے۔ سیر اعلام النبلاء: ٤/ ١٩٨۔ [2] حلية الأولياء: ١/ ٣٨٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہٹ جاؤ گورنر مدینہ آرہے ہیں۔ [1]

آپ خوش مزاج نرم دل تھے

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: آپ کا رنگ سفید اور آپ خوش مزاج، نرم دل تھے۔ آپ سرخ رنگ کا خضاب یعنی مہندی لگاتے تھے۔ آپ کاٹن کا کھردرا اچھا ہوا لباس پہنتے تھے۔ [2]

تو کہے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا

ابو سلمہ بن عبد الرحمن رحمہ اللہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیماری کے دوران میں ان کے پاس گئے تو کہا: اے اللہ! ابو ہریرہ کو شفا دے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے اللہ! مجھے واپس نہ کر...... اے ابو سلمہ! اگر مر سکتے ہو تو مر جاؤ، اس ذات (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے! علما پر ایسا وقت آئے گا کہ ان کے نزدیک سرخ خالص سونے سے زیادہ موت پسندیدہ ہوگی اور قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت آ جائے کہ آدمی جب کوئی کسی مسلمان کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا کہ کاش! میں اس قبر میں ہوتا۔'' [3]

مجھے جلدی آگے لے چلو

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا جب وقت آیا تو انہوں نے فرمایا:

''مجھ (میری قبر) پر خیمہ نہ لگانا اور میرے ساتھ آگ لے کر نہ جانا اور مجھے (قبرستان کی طرف) جلدی لیکر جانا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب نیک انسان یا مومن کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: مجھے (جلدی) آگے لے چلو اور کافر یا فاجر کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: ہائے میری تباہی مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟'' [4]

---

[1] کتاب الزهد لابی داود: ۹۷، وسنده صحیح۔ [2] طبقات ابن سعد: ٤/ ۳۳۳،۳۳٤ وسنده حسن۔ [3] طبقات ابن سعد: ٤/ ۳۳۷،۳۳۸ حسن۔

[4] مسند احمد: ۲/ ۲۹۲، ح: ۷۹۱٤ حسن؛ طبقات ابن سعد: ٤/ ۳۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھ پر نوحہ نہ کرنا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں مرجاؤں تو مجھ پر نوحہ (آواز کے ساتھ ماتم) نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ نہیں کیا گیا۔ ❶

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا توشہ دان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو اکٹھا کر کے برکت کی دعا فرمائی اور ان سے کہا:

''ان کھجوروں کو لے کر اپنے توشہ دان (تھیلی) میں ڈال لو، اس میں سے جب بھی کھجوریں لینا چاہو تو ہاتھ ڈال کر نکال لینا اور انہیں (ساری باہر نکال) نہ بکھیرنا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اتنے وسق (ایک وسق تقریباً ۱۵۰ کلو) اللہ کے راستے میں خرچ کیے۔ ہم ان میں سے کھاتے بھی تھے اور کھلاتے بھی تھے۔ یہ توشہ دان ہر وقت میری کمر سے بندھا رہتا تھا حتیٰ کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو یہ پھٹ (کر گم ہو) گیا۔ ❷

اپنی خطاؤں کا جائزہ لو

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ:

يُبْصِرُ أَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِيْ عَيْنِ أَخِيْهِ وَيَنْسَى الْجِذْعَ أَوِ الْجِذْلَ فِيْ عَيْنِهِ. ❸

''تم میں سے ہر شخص دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھ لیتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظرانداز کر دیتا ہے۔''

---

❶ تاریخ دمشق لابن عساکر: ۷۱/۲۸۲ حسن۔

❷ سنن الترمذی: ۳۸۳۹، حسن وصححه ابن حبان: ٦٤٩٨۔

❸ کتاب الزهد للامام احمد، ص: ۱۷۸، ح: ۹۹۲ صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی معنی کی روایت مرفوعاً بھی مروی ہے۔ 1

اشاعت حدیث میں کردار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ خاص امتیاز ہے کہ خدا نے آپ رضی اللہ عنہ کو جس فیاضی سے علم کی دولت عطا کی، اسی فیاضی سے آپ نے اس کو مسلمانوں کے لیے وقف عام کیا، چلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے، جہاں بھی کچھ مسلمان مل جاتے ان کے کانوں تک اقوال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا دیتے، جمعہ کے دن، نماز کے قبل کا وقت حدیث کے لیے مخصوص تھا، چنانچہ ہر جمعہ کو نماز سے پہلے لوگوں کے سامنے حدیثیں بیان کرتے اور یہ سلسلہ اس وقت تک قائم رہتا جب تک مقصورہ کا دروازہ نہ کھلتا اور امام برآمد نہ ہوتا۔ 2

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علم وعرفان کی بارش سے عورتیں بھی سیراب ہوتی تھیں، گو اس طبقہ کو وہ باقاعدہ تعلیم نہیں دیتے تھے، لیکن اگر کسی عورت سے کوئی فعل خلافِ احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سرزد ہوجاتا تو فوراً ٹوک دیتے اور اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اس کو بتا دیتے، ایک مرتبہ ایک عورت سے ملے، اس کے پیراہن سے خوشبو کی لپٹ آتی تھی، پوچھا تو مسجد سے آئی ہے اس نے کہا: ہاں، پھر پوچھا خاص طور پر مسجد جانے کے لیے خوشبو لگائی تھی؟ اس نے کہا: ہاں، فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس عورت کی نماز جو خاص طور پر مسجد جانے کے لیے خوشبو لگاتی ہے اس وقت تک مقبول نہ ہوگی، جب تک کہ وہ غسل جنابت نہ کرلے۔ 3

یعنی اس کی خوشبو دھل نہ جائے، کیونکہ وہ فتنہ بن جاتی ہے، غرض اس عہد مبارک کی خواتین بھی ان کے خرمن علم کی خوشہ چین تھیں، چنانچہ آپ کے زمرۂ رواۃ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی نظر آتا ہے۔

آپ کے دامن کمال میں جس قدر علمی جواہر تھے، سب عام مسلمانوں میں تقسیم کر

---

1 صحیح الترغیب والترهیب: ٢٣٣١؛ موارد الظمان الی زوائد ابن حبان: ١/ ٤٥٧، ١٨٤٨۔ 2 مستدرك حاكم: ٣/ ٣١٢۔

3 ابوداود، الترجل، باب ماجاء نهی المرءة تتطیب للخروج: ٤١٧٤ صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیئے، لیکن وہ احادیث جو فتنہ سے متعلق تھیں اور جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا تھا زبان سے نہ نکالیں کہ یہ خود فتنہ کی بنیاد بن جاتیں، فرماتے تھے کہ ''میں نے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دو ظروف میں محفوظ کی ہیں'' ایک ظرف کی پھیلائیں، اگر دوسرے کی پھیلا دوں تو نرخرہ کاٹ ڈالا جائے۔ [1]

صوفیہ کہتے ہیں کہ یہ اسرار توحید کی گرانقدر امانت تھے، متکلمین کہتے ہیں کہ وہ اسرار دین تھے، لیکن محدثین کا فتویٰ یہی ہے کہ وہ فتنہ کی حدیثیں تھیں۔

اشاعت علم فریضہ مذہبی اور عمل خیر ہے، لیکن اگر اس میں مذہبی خدمت کے جذبہ کے بجائے نمود و نمائش کا شائبہ شامل ہو جائے تو یہی عمل شر بن جائے گا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جس جذبہ کے تحت اس فرض کو انجام دیتے تھے، اس کے متعلق خود ان کا بیان ہے کہ اگر سورۂ بقرہ کی دو آیتیں

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝﴾

''ان لوگوں پر جو ہمارے نازل کیے ہوئے، کھلے ہوئے احکام اور ہدایت کی باتوں میں جن کو ہم نے لوگوں کے لیے کتاب میں کھول کر بیان کر دیا ہے چھپاتے ہیں، خدا بھی لعنت بھیجتا ہے اور لعنت بھیجنے والے بھی لعنت بھیجتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور کھول کر بیان کر دیا تو یہ لوگ ہیں جن کی میں توبہ قبول کرتا ہوں اور میں ہی بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہوں۔''

نہ ہوتیں تو میں کبھی کوئی حدیث نہ بیان کرتا۔ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کل مرویات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی مجموعی تعداد ۵۳۷۴ ہے، ان میں ۳۲۵ متفق

---

[1] بخاری، العلم، باب حفظ العلم: ۱۲۰۔

[2] صحیح بخاری، العلم، باب حفظ العلم: ۱۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ ہیں اور ۹۷ میں بخاری اور ۹۳ میں مسلم منفرد ہیں۔ ❶

احادیث نبوی ﷺ کے عظیم الشان ذخیرہ کی مناسبت سے آپ کے رواۃ تلامذہ کا دائرہ بھی وسیع تھا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے رواۃ کی نہایت مختصر فہرست ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ ملا کران کے رواۃ کی تعداد ۸۰۰ سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ ❷

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور خوف الٰہی

حضرت شُفَیًّا اصبحی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے گرد جمع ہوئے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔۔؟ کہا گیا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، میں بھی ان کے قریب ہوگیا، یہاں تک کہ ان کے بالکل سامنے بیٹھ گیا وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے جب وہ خاموش ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے اللہ کے واسطے ایک سوال کرتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور اچھی طرح سمجھا ہو، فرمایا: ضرور بیان کروں گا، پھر چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا: میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جو آپ ﷺ نے مجھ سے اسی گھر میں بیان کی تھی، اس وقت میرے اور آپ ﷺ کے علاوہ یہاں کوئی تیسرا آدمی نہیں تھا اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت زور سے چیخ ماری اور دوبارہ بے ہوش ہو گئے تیسری مرتبہ بھی اسی طرح ہوا اور منہ کے بل نیچے گرنے لگے تو میں نے انہیں سہارا دیا اور کافی دیر تک سہارا دیئے کھڑا رہا پھر انہیں ہوش آیا تو کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے نزول فرمائیں گے اس وقت ہر امت گھٹنوں کے بل گری پڑی ہوگی پس جنہیں سب سے پہلے بلایا جائے گا وہ تین شخص ہوں گے ایک حافظ قرآن، دوسرا شہید اور تیسرا دولتمند شخص، اللہ تعالیٰ قاری سے پوچھیں گے، کیا میں نے تمہیں وہ کتاب نہیں سکھائی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی؟ عرض کرے گا: کیوں نہیں یا اللہ، اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: تو نے اپنے حاصل کردہ علم کے مطابق عمل کیا؟ وہ عرض کرے

❶ تہذیب الکمال، ص: ٤٦٢۔ ❷ تہذیب الکمال: ٣٤/ ٣٧٧ ترجمة ابو هريرة۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا: میں اسے دن اور رات پڑھا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم جھوٹ بولتے ہو اسی طرح فرشتے بھی اسے جھوٹا کہیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم اس لیے ایسا کرتے تھے کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص قاری ہے چنانچہ وہ تو کہہ دیا گیا، پھر مالدار آدمی کو پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے، کیا میں نے تمہیں مال میں اتنی وسعت نہ دی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رکھا؟ وہ عرض کرے گا، ہاں اے اللہ، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، میری دی ہوئی دولت سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتا اور خیرات کرتا تھا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو جھوٹا ہے فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو چاہتا تھا کہ کہا جائے فلاں بڑا سخی ہے سو ایسا کیا جا چکا، پھر شہید کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو کس لیے قتل ہوا؟ وہ کہے گا تو نے مجھے اپنے راستے میں جہاد کا حکم دیا پس میں نے لڑائی کی یہاں تک کہ میں شہید ہوا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تیری نیت یہ تھی کہ لوگ کہیں فلاں بڑا بہادر ہے پس یہ بات کہی گئی۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے زانو پر مارتے ہوئے فرمایا: "اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے انہی تین آدمیوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔" ولید ابوعثمان مدائنی کہتے ہیں: مجھے عقبہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہی شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جلاد تھے۔ کہتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بتائی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تینوں کا یہ حشر ہے تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اتنا روئے یہاں تک کہ ہم سوچنے لگے کہ وہ اب فوت ہو جائیں گے اور ہم نے کہا یہ آدمی ہمارے پاس شر لے کر آیا ہے پھر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو آپ نے چہرہ صاف کیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا پھر یہ آیت پڑھی:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ ❶

''جو شخص دنیاوی زندگی اور اس کی رونق چاہتا ہے ہم ایسے لوگوں کے اعمال کا بدلہ دنیا میں دے دیتے ہیں اور اس میں کوئی کمی نہیں رکھتے یہ ایسے لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ نہیں پس جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا وہ ضائع ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہو گئے۔'' ❷

دُہرا اجر مل گیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ یہ واقعہ پیش آیا کہ:

''وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اسی حال میں ایک شخص آیا اور اس نے ان کو نماز پڑھتا ہوا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں اس بات کی خوشی پیدا ہوئی کہ اس شخص نے مجھے نماز جیسے اچھے کام میں مشغول پایا۔ انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا خدانخواستہ اگر یہ بھی ریاکاری کی کوئی شاخ ہو تو اس سے توبہ واستغفار کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اطمینان دلایا کہ یہ ریاکاری نہیں ہے بلکہ تم کو اس صورت میں خلوت کی نیکی کا بھی ثواب ملے گا، اور جلوت کی نیکی کا بھی۔'' ❸

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بازار میں اعلان کر دیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے ایک بازار سے گزرے تو وہاں رک گئے اور کہنے لگے:

يَا أَهْلَ السُّوقِ! مَا أَعْجَزَكُمْ؟

''اے بازار والو! تم کس قدر سست ہو؟''

انہوں نے کہا:

---

❶ ۱۱/ هود: ۱۵ـ۱۷ـ ❷ صحيح ترمذی، الزهد، باب ماجاء فی الرياء والسمعة: ۲۳۸۲؛ الحاكم: ۱/ ۴۱۹ـ ❸ معارف الحديث: ۱/ ۲/ ۳۴؛ تفسير ابن كثير: ۴/ ۵۵؛ تفسير سورة الماعون۔ فيه ضعف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا ذَاكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ!

"اے ابوہریرہ! کیا ہوا ہے؟"

انہوں نے کہا:

ذَاكَ مِيْرَاثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُقْسَمُ وَأَنْتُمْ هَاهُنَا أَلَا تَذْهَبُوْنَ فَتَأْخُذُوْنَ نَصِيْبَكُمْ مِنْهُ.

"وہاں رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم یہاں ہو تم وہاں جا کر اس سے اپنا اپنا حصہ کیوں نہیں لے لیتے؟"

انہوں نے دریافت کیا: وہ کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: فِي الْمَسْجِدِ "مسجد میں"

وہ تیزی سے مسجد کی طرف گئے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے واپس آنے تک وہیں رکے رہے، ان کے پلٹ کر آنے پر انہوں نے فرمایا:

مَالَكُمْ

"تمہارے لیے کیا ہے؟"

انہوں نے عرض کیا:

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! قَدْ أَتَيْنَا الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فِيْهِ فَلَمْ نَرَ فِيْهِ شَيْئًا يُقْسَمُ.

"اے ابوہریرہ! ہم مسجد گئے ہیں اور اس میں داخل بھی ہوئے لیکن وہاں تو ہم نے کوئی چیز تقسیم ہوتی ہوئی نہیں دیکھی۔"

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

وَمَا رَأَيْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ أَحَدًا؟۔

"تم نے مسجد میں کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا؟"

انہوں نے فرمایا:

بَلٰى رَأَيْنَا قَوْمًا يُصَلُّوْنَ وَقَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ وَقَوْمًا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَتَذَاكَرُوْنَ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ.

''کیوں نہیں! ہم نے ایک جماعت کو نماز پڑھتے ہوئے، ایک گروہ کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے اور ایک ٹولی کو حلال وحرام کے مسائل آپس میں سمجھتے سمجھاتے دیکھا۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا:

وَيْحَكُمْ! فَذَاكَ مِيْرَاثُ مُحَمَّدٍ ﷺ. [1]

''تم پر افسوس! وہی تو محمد ﷺ کی میراث ہے۔''

وہ ماں کا حد درجہ احترام کرتے ہیں

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حد درجہ اپنی والدہ کی خدمت کرتے تھے۔ وہ ضعیف العمر تھیں جس کی وجہ سے انہیں چھوڑ کر کہیں نہ جاتے تھے حتیٰ کہ کئی بار حج کا ارادہ کیا لیکن اس خیال سے کہ ان کا خیال کون رکھے گا حج پر نہ جا سکے۔ حدیث میں آیا ہے:

وَلَمْ يَحُجَّ اَبُوْهُرَيْرَةَ حَتّٰى مَاتَتْ اُمُّهُ. [2]

''ابوہریرہ نے اس وقت تک حج نہیں کیا جب تک ان کی والدہ زندہ تھیں وہ فوت ہوئیں تو آپ نے حج کیا۔''

مجھے تو اسلام نے عزت دی ہے

ایک دن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث پڑھاتے ہوئے رونے لگے:

سَأَلَ سَائِلٌ مِنْ تَلَامِذِهٖ.

''شاگردوں میں سے ایک نے سوال کر دیا۔''

کہ آپ کیوں رو رہے ہیں تو فرمانے لگے مجھے اپنا بچپن یاد آ گیا ہے۔

انہوں نے دریافت کیا: کیا بچپن......؟ تو انہوں نے فرمایا: ایک وقت تھا کہ میں ایک

---

[1] مجمع الزوائد: ۱/ ۱۲۲-۱۲۳؛ الترغیب والترہیب، العلم، الترغیب فی العلم: ۳۹، ۱/ ۱۰۳-۱۰۴؛ صحیح الترغیب والترہیب: ۸۳ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ [2] مسلم: ۱۶۶۵ و الجمع بین الصحیحین (۲۱۸۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کا غلام تھا اور مجھے وہ ٹکڑے کھانے کو نصیب ہوتے تھے جو اس کے کھانے سے بچ جاتے تھے اور میں ان پر گزارا کرتا تھا لیکن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الدِّیْنَ قِوَامًا وَجَعَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ إِمَامًا. ❶

"اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے دین کے ذریعے سے اس قدر عزت عطا فرمائی ہے کہ مجھے (غلام سے) امام بنا دیا ہے۔"

محبت رسول کی اک مثال

صحیح بخاری میں ہے ایک دن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، کہنے لگے آج رات عشا کی نماز باجماعت آپ نے پڑھی ہے؟ سب کہنے لگے: جی ہاں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے بتاؤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں کون سی سورت پڑھی تھی؟ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کون سی سورت پڑھی تھی۔؟

سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، کسی کو پتہ ہی نہیں تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں فلاں سورت پڑھی تھی اور دوسری میں فلاں سورت پڑھی تھی۔ ❷

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چور پکڑ لیا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا: پھر ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے کھجوریں سمیٹنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا، اس پر اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں بہت محتاج ہوں۔ میرے بال بچے ہیں اور میں سخت ضرورت مند ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے اظہار معذرت پر میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: "اے ابو ہریرہ! گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کہا تھا؟"

---

❶ صحیح ابن حبان: ۷۱۵۰ امام بوصیری نے مصباح الزجاجة: ۲/ ۲۶۱ میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ ❷ صحیح بخاری، الجمعة، باب یفکر الرجل الشیء فی الصلاة: (۱۲۲۳)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ اس نے سخت ضرورت اور بال بچوں کا رونا رویا، اس لیے مجھے اس پر رحم آگیا، اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

آپ نے فرمایا: ''وہ تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے، ابھی وہ پھر آئے گا۔'' رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کی وجہ سے مجھ کو یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا۔ اس لیے میں اس کی تاک میں لگا رہا، اور جب وہ دوسری رات آکے پھر غلہ اٹھانے لگا، تو میں نے اسے پھر پکڑا اور کہا کہ تجھے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر کروں گا۔ لیکن اب بھی اس کی وہی التجا تھی کہ مجھے چھوڑ دے، میں محتاج ہوں، بال بچوں کا بوجھ میرے سر پر ہے۔ اب میں کبھی نہیں آؤں گا، مجھے رحم آگیا، اس لیے اسے چھوڑ دیا آپ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا: ''تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے۔'' اور وہ پھر آئے گا، تیسری مرتبہ پھر میں اس کے انتظار میں تھا کہ اس نے پھر تیسری رات آکر غلہ اٹھانا شروع کیا، تو میں نے اسے پکڑ لیا، اور کہا کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچانا اب ضروری ہو گیا ہے۔ یہ تیسرا موقع ہے، ہر مرتبہ تم یقین دلاتے رہے کہ پھر نہیں آؤ گے، لیکن تم باز نہیں آئے اس نے کہا کہ اس مرتبہ مجھے چھوڑ دے تو میں تمہیں ایسے چند کلمات سکھا دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ پہنچائے گا، میں نے پوچھا، وہ کلمات کیا ہیں؟ اس نے کہا، جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیۃ الکرسی ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ ﴾ پوری پڑھ لیا کرو، ایک نگران فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برابر تمہاری حفاظت کرتا رہے گا۔ اور صبح تک شیطان تمہارے پاس نہیں آسکے گا، اس مرتبہ پھر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ''گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا معاملہ کیا؟'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اس نے مجھے چند کلمات سکھائے اور یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے فائدہ پہنچائے گا، اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ نے دریافت کیا: ''وہ کلمات کیا ہیں؟'' میں نے عرض کیا کہ اس نے بتایا تھا کہ جب بستر پر لیٹو تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اللہ کی طرف سے تم پر ایک نگران فرشتہ مقرر رہے گا، اور صبح تک شیطان تمہارے قریب بھی نہ آسکے گا، صحابہ خیر کو سب سے آگے بڑھ کر لینے والے تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ جھوٹا تھا، لیکن تم سے یہ بات سچ کہہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے، اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا معاملہ کس سے تھا؟" انہوں نے کہا: نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ شیطان تھا۔" [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَارِزًا يَوْمًا لِّلنَّاسِ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: ((اَلْإِيْمَانُ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَبِلِقَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ)). قَالَ: مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: ((اَلْإِسْلَامُ: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ، وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ)). قَالَ: مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهٗ يَرَاكَ)). قَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((مَا الْمَسْئُوْلُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا: إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا، وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْإِبِلِ الْبُهْمِ، فِي الْبُنْيَانِ فِيْ خَمْسٍ لَّا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ)). ثُمَّ تَلَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ (اَلْاٰيَة). (۳۱/لقمان: ۳۴) ثُمَّ أَدْبَرَ، فَقَالَ: ((رُدُّوْهُ)). فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَقَالَ: ((هٰذَا جِبْرِيْلُ، جَآءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِيْنَهُمْ)) قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ: جَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ مِنَ الْإِيْمَانِ. [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں نمایاں مقام پر تشریف رکھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا، اور کہنے لگا ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اور (آخرت

---

[1] صحیح بخاری، الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا: ۲۳۱۱، ۳۲۷۵، ۵۰۱۰۔

[2] بخاری، الایمان، باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں) اللہ سے ملنے پر، اور اللہ کے رسولوں پر اور دوبارہ جی اٹھنے پر یقین رکھو۔'' اس نے پوچھا: اسلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، فرض زکوٰۃ ادا کرو، اور رمضان کے روزے رکھو۔'' پھر اس نے پوچھا: احسان کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو جیسے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر یہ تصور نہ ہو سکے تو پھر یہ سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' پھر اس نے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا، البتہ میں تمہیں قیامت کی علامتیں بتادوں گا (وہ یہ ہیں) کہ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی، اور جب سیاہ اونٹوں کے چرواہے مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے پر بازی لے جائیں گے۔ (ان علامتوں کے علاوہ قیامت کا علم) ان پانچوں چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے'' مکمل آیت پڑھی، اس کے بعد وہ شخص لوٹ گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے واپس لاؤ۔'' لیکن صحابہ نے وہاں کسی کو نہ پایا۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ جبریل تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھلانے آئے تھے۔'' ابوعبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام باتوں کو ایمان ہی کا جزو قرار دیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

تعارف ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ بن قیس ہے۔ ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کر کے یمن چلے گئے۔ پھر یمن سے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور سات ہجری کو حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، غزوہ خیبر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس طرح انہیں تین ہجرتوں کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے تین سو ساٹھ احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے پچاس متفق علیہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بعد بصرہ کا گورنر بنایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کیا مگر پھر اہل کوفہ کی کوشش پر ان کو کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ جنگ جمل کے موقع پر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو جنگ سے الگ تھلگ رہنے کا مشورہ دیا، تو علی رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا۔ پھر جنگ صفین میں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم بنے (جبکہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے) پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مکہ چلے آئے اور وہیں فوت ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا انتقال کوفہ میں ۴۲ھ میں ہوا۔ ایک قول ۴۴ھ یا ۵۴ھ کا بھی ہے، کل عمر تریسٹھ سال پائی۔ [1]

[1] تہذیب التہذیب: ٥/ ٣١٦؛ اسد الغابة: ٦/ ٢٩٩، ٣٠٠؛ الاصابة، ت: ١٠٥٩٠؛ الاستیعاب، ت: ٣٢٢٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

آپ رضی اللہ عنہ لحن داؤدی دیے گئے تھے

تلاوت قرآن مجید اس قدر خوبصورت آواز میں کرتے تھے کہا آواز دل میں اتر جاتی تھی۔ کیونکہ آپ لحن داؤدی دیئے گئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا:

((لَقَدْ أُوتِيَ أَبُو مُوسَى مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ)) 1

''ابوموسیٰ کو آلِ داؤد کا سوز و آواز عطا کیے گئے ہیں۔''

یعنی داؤد علیہ السلام جیسی خوبصورت اور سریلی آواز ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دی گئی ہے جس کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح کیا کرتے تھے۔

امیر المومنین بھی ان سے قرآن سنا کرتے تھے

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی تلاوت سننے کے لیے انہیں بلاتے تو فرماتے:

شَوِّقْنا إِلَى رَبِّنَا يَا أَبَا مُوسَى. 2

''اے ابوموسیٰ! ہمارے دلوں میں حبِ الٰہی کا شغف بڑھایئے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ غَدًا أَقْوَامٌ، هُمْ أَرَقُّ قُلُوبًا لِلإِسْلَامِ مِنْكُمْ)) 3

''کل تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جو تم سے زیادہ اسلام سے ہمدردی رکھتے ہیں۔''

ان لوگوں میں سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

---

1 دارمي، فضائل القرآن، باب التغني بالقرآن؛ بخاري: ٥٠٤٨۔ 2 كتاب الزهد لابن أبي عاصم: ١/١١٩۔ 3 مسند أحمد: ٣/١٥٥، ح: ١٢٥٨٢ و سنده صحيح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف کر دے اور قیامت کے دن اسے مدخل کریم (جنت) میں داخل فرما۔'' ❶

اشعریوں کی خوبی

جب حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اپنے ساتھ پچاس سے زائد افراد لائے۔ جو آپ کی کوششوں سے مشرّف بہ اسلام ہوئے تھے۔ نبی اقدس ﷺ نے آپ اور آپ کے ساتھیوں کے اخلاقِ حسنہ کی تعریف فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اشعری لوگ جب حالتِ جنگ وغیرہ میں قلت طعام اور بھوک سے دو چار ہوتے ہیں۔ تو سب لوگ کھانے کی اشیاء ایک کپڑے میں جمع کرنے کے بعد آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔''

((فَهُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ)) ❷

''وہ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔''

اس امت کے قاضی

حضرت عامر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قُضَاةُ هَذِهِ الأُمَّةِ أَرْبَعَةٌ. ❸

''اس امت کے قاضی چار ہیں۔''

عمر، علی، ابوموسیٰ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

جنت کا ایک خزانہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''جب آنحضرت ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی یا یہ فرمایا کہ جب آپ ﷺ خیبر کی طرف چلے تو لوگ ایک وادی پر پہنچ کر بلند آواز سے تکبیر پڑھنے لگے کہ:

((اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحيح بخاري: ٤٣٢٣؛ صحيح مسلم: ٢٤٩٨_ ❷ صحيح بخاري، الشركة، باب الشركة فى الطعام والنهد والعروض: ٢٤٨٦_ ❸ طبقات لابن سعد: ٢/ ٢٦٨_

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اپنے آپ پر نرمی کرو (یعنی زور سے نہ چیخو) کیونکہ تم کسی بہرے یا غیر موجود ذات کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم سننے والے کو جو قریب بھی ہے پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہے'' ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا آپ نے مجھے ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)) کہتے ہوئے سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن قیس!'' میں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟'' میں نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان، ضرور بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)) ہے۔'' [1]

پہلے اسے قتل کرو پھر اتروں گا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دو اشعری آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، ایک میرے دائیں جانب تھا اور دوسرا میرے بائیں جانب تھا ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عامل (گورنر) کا عہدہ طلب کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کے اس سوال کے جواب میں) خاموش تھے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوموسیٰ یا فرمایا: اے عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کنیت تھی) تمہاری کیا رائے ہے؟'' میں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ (نبی بنا کر) بھیجا! انہوں نے مجھے اپنے دلوں کی بات سے مطلع نہیں کیا اور مجھے یہ احساس بھی نہ ہوا کہ یہ دونوں عامل (گورنری) کا عہدہ طلب کرنا چاہتے ہیں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں گویا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک کو آپ کے ہونٹ کے نیچے دیکھ رہا ہوں کہ ہونٹ اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم ہرگز اسے گورنر نہیں بنائیں گے۔'' یا فرمایا کہ ہم اسے گورنر نہیں بنائیں گے اپنے کاموں پر جو اسے چاہے، لیکن ابوموسیٰ یا فرمایا: اے عبداللہ بن قیس! تم جاؤ، تو انہیں یمن کا گورنر بنا کر بھیج دیا پھر ان کے بعد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو

---

[1] صحیح بخاری، المغازی، باب غزوۃ خیبر: ٤٢٠٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(گورنر) بنایا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ابوموسیٰ نے فرمایا: اتریئے اور ان کے لیے تکیہ رکھا تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص بندھا ہوا پڑا ہے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔۔؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ پہلے یہودی تھا پھر اسلام لے آیا پھر دوبارہ اپنے دین کی طرف لوٹ گیا ہے جو برا دین ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق اسے قتل نہ کیا جائے۔ تین مرتبہ یہ فرمایا، چنانچہ اس کے قتل کا حکم دیا گیا تو اسے قتل کر دیا گیا پھر دونوں کے درمیان رات کے قیام کا تذکرہ ہوا تو دونوں میں سے ایک یعنی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ہی فرمایا کہ جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو سوتا ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں فرمایا کہ قیام اللیل بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں اپنی نیند کے بارے میں بھی اسی (اجر وثواب کی) امید رکھتا ہوں جس کی اپنے قیامُ اللّیل میں رکھتا ہوں۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے دلیل طلب کر لی

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے (ملاقات کے لیے) اجازت طلب کی مگر ان کو اجازت نہ ملی (کیوں کہ اس وقت) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (کسی کام میں) مشغول تھے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ لوٹ گئے۔ پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری) کی آواز سنی تھی ان کو اجازت دے دو تو لوگوں نے کہا کہ وہ تو واپس چلے گئے ہیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوایا (اور پوچھا کہ تم کیوں لوٹ گئے تھے؟) انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اسی بات کا حکم دیا جاتا تھا۔ (یعنی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے کہ اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس پر کوئی گواہ پیش کرو لہٰذا وہ انصار کی مجلس میں آئے اور ان سے پوچھا تو انصار نے کہا کہ اس بات کی گواہی تو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی دے سکتے ہیں جو ہم سب سے چھوٹے ہیں چنانچہ وہ انہی کو لے گئے (اور انہوں نے شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ پر رسول

---

[1] ابو داود، الحدود، باب الحکم فیمن ارتد: ٤٣٥٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کا یہ حکم پوشیدہ رہ گیا کیوں کہ میں بازاروں میں تجارت کے لیے سفر کرنے میں مشغول ہو گیا تھا۔ 1

نمونہ

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ الْقُرَشِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ)) 2

حدیث بیان کی ہے ہمیں سعید بن یحییٰ بن سعید اموی قرشی نے اور سعید بن یحییٰ کہتے ہیں: حدیث بیان کی ہے مجھے میرے والد یحییٰ بن سعید نے۔ اور وہ کہتے ہیں: حدیث بیان کی ہے ہمیں ابو بردہ بن عبداللہ بن ابو بردہ نے، اور یہ ابو بردہ بن عبداللہ بن ابو بردہ اپنے دادا ابو بردہ سے روایت کرتے ہیں۔ (یہ ابو بردہ رضی اللہ عنہ جو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں ان کا نام عامر ہے)۔ اور یہ روایت کرتے ہیں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے۔ (اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن قیس ہے)۔ وہ کہتے ہیں: صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! کون سا اسلام بہتر ہے؟ (اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اسلام کی خصلتوں میں سے کون سی خصلت اور اعمال میں سے کون سا عمل بہتر ہے؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ کے ایذاء سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (اس کا اسلام سب سے افضل ہے)۔''

1 بخاری، البیوع، باب الخروج فی التجارۃ: ۲۰۶۲۔

2 بخاری، الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ: ۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

تعارف

خادم رسول حضرت انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید، انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوحمزہ تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور آپ سے دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶) احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک سو اڑسٹھ (۱۶۸) متفق علیہ ہیں۔ بخاری میں ان کی روایت کردہ کل احادیث ۸۳۵ ہیں جن میں سے فقط ۴ ثلاثی الاسناد ہیں۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے درازیٔ عمر اور مال و اولاد میں برکت کی دعا کی تھی اس لیے آپ کی عمر سو سال سے متجاوز ہوئی۔ اولاد میں برکت کی یہ کیفیت تھی کہ آپ خود بیان کرتے ہیں کہ میری اولاد اور پوتے پوتیوں کی تعداد سو سے زائد ہے اور مال میں برکت کا اثر یہ تھا کہ دوسرے لوگوں کے باغات سال میں ایک مرتبہ پھل دیا کرتے تھے جبکہ آپ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیا کرتا تھا۔ ۹۳ھ کو ایک سو تین (۱۰۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔ [1]

[1] تہذیب الکمال: ۳/ ۳٦٤؛ تہذیب التہذیب: ۱/ ۳۲۹، ۳۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

دعائے رسول پانے والے خوش نصیب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ (اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! انس آپ کا خادم ہے، اس کے لیے دعا کریں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَ وَلَدَهُ وَ بَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)) [1]

''اے اللہ! اس کے مال واولاد کو زیادہ کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔''

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بچہ تھا اور میرے ساتھ میری والدہ اُمّ سلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے لیے اللہ سے دعا کریں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ)) [2]

''اے اللہ! اس کو مال واولاد کثرت سے عطا فرما، اور اسے جنت میں داخل کر۔''

کرامت انس رضی اللہ عنہ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ایک خاص منظر دکھایا، بصرہ میں آپ کی زمین تھی اور وہاں عرصہ دراز سے بارش نہیں ہو رہی تھی جس وجہ سے زمین قحط سالی کا شکار ہو گئی۔ زمین کے نگران نے آپ کو بتایا تو آپ سن کر کافی فکر مند ہوئے اور بعد میں اپنی زمین

---

[1] صحیح بخاری، الدعوات، باب الدعاء بکثرۃ المال مع البرکۃ: ٦٣٧٨۔ ٦٣٧٩۔ ٦٣٨١؛ مسلم: ٦٣٧٢؛ الترمذی: ٣٨٢٩۔ [2] صحیح مسلم، المساجد، باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ والصلاۃ علی حصیر: ١٤٩٩؛ الترمذی: ٣٨٢٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تھوڑا سا دور جا کر وضو کیا، دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی:

فَثَارَتْ سَحَابَةٌ وَغَشِيَتْ اَرْضَهُ وَاَمْطَرَتْ.

ابھی دعا مکمل ہی ہوئی تھی کہ بادل امنڈ آئے اور جہاں تک آپ کی زمین تھی وہاں وہاں پر اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش نازل فرمادی اور وہ بارش صرف اور صرف آپ کی زمین تک محدود رہی۔

مؤرخ اسلام امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَذِهِ كَرَامَةٌ بَيِّنَةٌ ثَبَتَتْ بِاِسْنَادَيْنِ. [1]

''یہ واضح کرامت دو سندوں کیساتھ ثابت ہے۔''

ام سلیم کا تحفہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں:

فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمْ يَبْقَ رَجُلٌ وَلَا امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلَّا وَقَدْ اَتْحَفَكَ بِتُحْفَةٍ وَاِنِّيْ لَا اَقْدِرُ عَلَى مَا اُتْحِفُكَ بِهِ اِلَّا ابْنِيْ هَذَا فَخُذْهُ فَلْيَخْدُمْكَ مَابَدَالَكَ۔ [2]

''اور کہا: اے اللہ کے رسول! انصار قبیلہ کی تقریباً ہر عورت اور ہر مرد نے آپکو کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور دیا ہے اور میں آپ کو اپنے اس بچے کے علاوہ کوئی اور چیز تحفہ میں دینے کی طاقت نہیں رکھتی، آپ اس کو بطور تحفہ اپنی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔''

دلہن کو تحفہ دے کر آؤ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، اپنی خدمت نبوی کا ایک واقعہ کچھ اس طرح سناتے ہے کہ ایک بار ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دولہا تھے

---

[1] تاریخ دمشق: ۸۵/ ۳؛ طبقات ابن سعد: ۲۱/ ۷؛ سیراعلام النبلاء: ۴۰۱/ ۳؛ تهذيب التهذيب: ۱۹۱/ ۱؛ صفة الصفوة: ۷۱۲/ ۱۔

[2] كنزالعمال: ۲۸۶/ ۳۶۸۲۹،۱۳؛ مسند ابی یعلی: ۳۰۶/۶، ۳۶۲۴؛ اتحاف الخيرة المهرة: ۲۲۲/ ۱، ۵۴۰ ضعیف الاسناد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا تو اُم سلیم (میری والدہ) مجھ سے کہنے لگیں اس وقت ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفے بھیجیں تو اچھا ہے۔

میں نے کہا مناسب ہے۔ انہوں نے کھجور، گھی اور پنیر ملا کر ایک ہنڈیا میں حلوہ بنایا اور میرے ہاتھ میں دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھجوایا۔ میں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑا، جب میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکھ دو اور جا کر فلاں فلاں لوگوں کو بلاؤ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام لیا اور جو بھی تمہیں راستے میں ملے اسے بلا لانا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق لوگوں کو دعوت دینے گیا۔ جب لوٹ کر آیا تو دیکھتا ہوں کہ سارا گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے پر رکھے اور جو اللہ کو منظور تھا وہ زبان سے کہا (یعنی برکت کی دعا فرمائی) پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلانا شروع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے جاتے تھے کہ اللہ کا نام لو اور ہر ایک آدمی اپنے آگے سے کھائے حتی کہ سب لوگ کھا کر گھروں کو چل دیئے۔" [1]

خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار زیارت کرنیوالے

خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ایک سچی حقیقت ہی نہیں بلکہ بہت بڑی سعادت بھی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردِ رشید اور خاص خادم تھے اور آپ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے سچے پیروکار تھے، اسی لیے آپ کو خواب میں بیشمار مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تقریباً ۸۳ سال زندہ رہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ہر رات ہی بابرکت رہی، قیام اللیل کی لذت ختم نہ ہوتی تھی کہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی مٹھاس لینا شروع کر دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا مِنْ لَيْلَةٍ إِلَّا وَأَنَا أَرَاى فِيهَا حَبِيبِي ثُمَّ يَبْكِي. [2]

"میں نے تقریباً ہر رات اپنے پیارے کو خواب میں دیکھا۔۔۔۔۔۔ راوی

[1] صحیح بخاری، النکاح، باب الهدية للعروس: ۵۱۶۳۔

[2] طبقات ابن سعد: ۱۹/۷؛ سیر اعلام النبلاء: ۴۰۳/۲۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کرتا ہے پھر آپ رو پڑتے۔''

وہ نماز کی بڑی فکر رکھتے تھے

عبدالعزیز کے بھائی عثمان بن ابی رواد بیان کرتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِدَمِشْقَ وَهُوَ يَبْكِيْ فَقُلْتُ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ فَقَالَ لَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا أَدْرَكْتُ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ، وَهٰذَا الصَّلٰوةُ قَدْ ضُيِّعَتْ۔ 1

''میں نے زہری سے سنا کہ میں دمشق میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا، آپ اس وقت رو رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی کوئی چیز اس نماز کے علاوہ اب میں نہیں پاتا اور اب اس کو بھی ضائع کر دیا گیا ہے۔''

سفر میں نماز کا اہتمام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سفر میں ہوتے تھے تو سواری کے اوپر ہی بیٹھے بیٹھے نفل نماز پڑھ لیتے تھے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھتے تھے۔ 2

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی محبت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں مومن یا مسلم کے دل میں علی اور عثمان دونوں کی محبت اکٹھی نہیں ہو سکتی، سن لو کہ ان دونوں کی محبت میرے دل میں اکٹھی ہے۔'' 3

نمونہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ

---

1 بخاری، الصلاۃ، باب تضییع الصلاۃ عن وقتها: ۵۳۰۔

2 مسلم، صلاۃ المسافرین، باب جواز الصلوٰۃ النافلۃ علی الدابۃ فی السفر حیث توجهت: ۱۶۱۶، ۱۶۲۰۔ 3 تاریخ دمشق لابن عساکر: ۴۱ / ۳۳۲ وسندہ صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)) [1]

حدیث بیان کی ہے ہمیں مسدد ابن مسرہد نے اور مسدد کہتے ہیں: کہ حدیث بیان کی ہے ہمیں یحییٰ نے اور یحییٰ روایت کرتے ہیں شعبہ بن الحجاج سے، اور شعبہ نے روایت کی ہے قتادہ بن دعامہ السدوسی سے، اور قتادہ روایت کرتے ہیں حضرت انس سے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ اور حسین المعلم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہے ہمیں قتادہ نے اور قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے اس وقت تک کوئی آدمی بھی مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

---

[1] بخاری، الایمان، باب من الإیمان ان یحب لاخیه مایحب لنفسه: ۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

تعارف ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

مشہور صحابی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام و نسب سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر خزرجی ہے۔ان کے اجداد میں ابجر کا نام خُدرہ تھا۔جن کی طرف ان کی نسبت ہے۔بعض نے یہ بھی کہا کہ: خدرہ اصل میں ابجر کی والدہ کا نام تھا۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد سعد بن مالک غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔اور آپ کو کم عمری کی وجہ سے غزوۂ احد میں شرکت کی اجازت نہیں دی گئی۔البتہ بعد کے بارہ غزوات میں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔آپ سے کل گیارہ سو ستر احادیث مروی ہیں۔جن میں سے چھیالیس متفق علیہ ہیں۔حنظلہ بن ابی سفیان اپنے اساتذہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ کم سن صحابہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی افقہ و اعلم نہیں تھا۔ ۶۴ھ یا ۷۴ھ کو مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی۔اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ [1]

---

[1] الإصابة في تمييز الصحابة: ٣/ ٧٨، ٧٩؛ اسد الغابة: ٦/ ١٣٣؛ الاصابة، ت: ١٠٠٧؛ ذيل الكاشف: ١٨٢٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

سنت سے محبت کی ایک مثال

خلیفہ مروان نے یہ شاہی حکم جاری کر رکھا تھا کہ جب بادشاہ خطبہ پڑھ رہا ہو تو دورانِ خطبہ آنے والا بغیر دو رکعتیں پڑھے بیٹھ جائے کیونکہ اس سے شان شاہی کی تحقیر ہوتی ہے اتفاق سے ایک جمعہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو مروان خطبہ دے رہا تھا انہوں نے نماز پڑھنی شروع کر دی اس پر محافظ انہیں بٹھانے کے لیے آئے لیکن آپ نہ مانے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے پھر جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو گئے تو ہم ان کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے یہ لوگ تو آپ پر ٹوٹ پڑے تھے، انہوں نے فرمایا میں ان دو رکعتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھ لینے کے بعد کبھی نہیں چھوڑ سکتا پھر واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن ایک آدمی آیا میلی کچیلی صورت میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا اس نے دو رکعتیں پڑھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے رہے (یارو اگر آج شاہی فرمانروا مجھے نماز کی وجہ سے قتل بھی کر دیتے تو مجھے برا نہ لگتا اور میں روز قیامت دربار الٰہی میں فخر سے کہہ سکتا کہ اے اللہ! میں نے تیرے نبی کی سنت کی لاج اپنی گردن پیش کر کے رکھ لی، اب تو مجھ سے راضی ہو جا۔) [1]

سیدنا ابوسعید نے چور پکڑ لیا

سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ ان کی کھجوریں روزانہ کوئی نہ کوئی کھا جایا کرتا تھا، ایک رات انہوں نے پہرہ دیا اور ایک جن پکڑ لیا اور اس جن نے اقرار کیا کہ ہم ہی آپ کی کھجوریں کھایا کرتے تھے، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ ہم تم سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں؟ اس نے کہا کہ جو شخص آیۃ الکرسی صبح کے وقت پڑھ

---

[1] جامع ترمذی، الجمعة، باب ماجاء فی الرکعتین اذاجاء الرجل والامام یخطب: ٥١١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے وہ شام تک اور جو شام کو پڑھے وہ صبح تک محفوظ ہو جاتا ہے، تو صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات اللہ کے رسول کے سامنے پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس خبیث شیطان نے سچی بات کہی۔'' ❶

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نماز سے آگے گزرنے والے کو دھکا دیا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن کسی چیز کو سترہ بنا کر نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک جوان آیا جو (قبیلہ) بنی ابی مُعیط سے تھا۔ اسے گزرنے کے لیے اور کوئی راستہ نظر نہ آیا تو اس نے یہ چاہا کہ ان کے آگے سے ہی گزر جائے تو سیدنا ابو سعید نے اس کے سینے میں دھکا دیا۔ جوان نے ان کی طرف دیکھا اور پھر جب اسے دوسرا کوئی راستہ نظر نہ آیا تو اس نے دوبارہ آگے سے گزرنے کی کوشش کی۔ لیکن حضرت ابو سعید نے پہلے سے زیادہ زوردار دھکا دیا جس سے اسے تکلیف ہوئی اور وہ مروان کے پاس چلا گیا اور ابو سعید سے جو معاملہ ہوا تھا اس کی مروان سے شکایت کی۔ اس کے پیچھے پیچھے ابو سعید بھی مروان کے پاس چلے گئے تو مروان نے کہا: اے ابو سعید! تمہارا اور تمہارے بھائی کے بیٹے کا کیا معاملہ ہے؟ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ)) ❷

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے آگے سترہ رکھ کر نماز پڑھ رہا ہو تو کوئی ایک اس کے سامنے سے گزرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اسے ہٹا دے اور اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے اس لیے کہ وہ شیطان ہی ہے۔''

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے دم کر دیا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کسی سفر میں گئے انہوں نے عرب کے کسی قبیلہ میں جا کر پڑاؤ کیا اور ان سے مہمان نوازی کرنے کو کہا لیکن انہوں نے

---

❶ عمل اليوم والليلة للنسائي: ٩٦١، ٩٦٢؛ دلائل النبوة للبيهقي: ٧، ١٠٨ وصححه ابن حبان: ٧٨٤۔ ❷ بخاري، الصلاة، باب يرد المصلي من مر بين يديه: ٥٠٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا پھر اتفاق سے اس قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا تو لوگوں نے ہر قسم کی تدبیر کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پھر کسی نے کہا تم صحابہ کرام کے پاس جاؤ شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہو۔ چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے لوگو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے ہم نے ہر قسم کی تدبیر کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہے؟ تو ابو سعید نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! جھاڑ پھونک تو کرتا ہوں، مگر اللہ کی قسم! ہم نے تم سے مہمانی طلب کی لیکن تم نے ہماری مہمان نوازی نہ کی اس لیے میں دم نہیں کروں گا۔ ہاں اگر تم ہمارے لیے کچھ اجرت مقرر کرو (تو پھر دم کروں گا جب) ان لوگوں نے کچھ بکریوں پر صحابہ کو رضامند کر لیا تو میں گیا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو فوراً ہی وہ شخص تندرست ہو گیا۔ گویا اس کے بندھن کھول دیئے گئے ہیں اور وہ اٹھ کر چلنے لگا ایسا معلوم ہوا کہ اسے کوئی بیماری ہی نہ تھی۔ (حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے ان کی وہ اجرت جس پر ان کو راضی کیا تھا دے دی تو بعض لوگوں نے کہا (اس کو) تقسیم کر لو مگر جنہوں نے دم کیا تھا انہوں نے کہا ایسا نہ کرو۔ حتی کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس واقعہ کا ذکر کریں۔ پھر دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعے کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: ”تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ سے دم کیا جاتا ہے؟“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم نے اچھا کیا اور جو کچھ ملا ہے وہ تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی نکالو۔“ [1]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ پر فتن دور میں

۶۳ ہجری میں یزید کی بداعمالیوں کی وجہ سے اہل حجاز نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی کے بیٹے تھے، بیعت کی۔ حضرت ابو سعید بھی ان میں تھے۔ ۶۳ ہجری میں اہالیان حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ یزید سے فسخ بیعت کر کے حضرت عبداللہ بن حنظلہ الغسیل الانصاری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، لشکر شام سے مقابلہ پیش آیا، جس میں اہل مدینہ کو ہزیمت ہوئی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نہایت

---

[1] بخاری، الاجارة، باب ما يعطى في الرقية...: ۲۲۷۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانبازی سے لڑ کر مارے گئے اس وقت عجیب تشویش اور اضطراب کا عالم تھا، مدینے کا گلی کوچہ خون سے لالہ زار تھا، مکان لوٹے جا رہے تھے، عورتیں بے ناموس کی جا رہی تھیں اور وہ مقام جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرح حرام کیا تھا، اہل شام کے ہاتھوں قتل و غارت گری کا مرکز بنا ہوا تھا۔

صحابہ سے یہ بے حرمتی دیکھی نہیں جاتی تھی اس لیے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ پہاڑ کی ایک غار میں چلے گئے تھے، لیکن یہاں بھی پناہ نہ تھی، ایک شامی بلائے بے درماں کی طرح پہنچ گیا اور اندر اتر کر تلوار اٹھائی انہوں نے بھی دھمکانے کی خاطر تلوار کھینچ لی، وہ آگے بڑھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر تلوار رکھ دی اور یہ آیت پڑھی:

﴿ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴾ [1]

''اگر تم مجھے مارنے کو ہاتھ بڑھاؤ گے تو میں تمہیں مارنے کو تیار نہ ہوں گا، کیونکہ میں خدائے رب العالمین کا خوف کرتا ہوں''۔

شامی یہ سن کر پیچھے ہٹا، اور کہا خدا کے لیے بتائیے آپ کون ہیں فرمایا: ابوسعید خدری۔ بولا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں کہا ہاں۔ یہ سن کر غار سے نکل کر چلا گیا۔ [2]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مروان کو ٹوک دیا

اسی طرح مروان نے عید کے دن منبر نکلوایا اور نماز سے قبل خطبہ پڑھا ایک شخص نے اٹھ کر ٹوکا کہ دونوں باتیں خلاف سنت ہیں، بولا کہ اگلا طریقہ متروک ہو چکا ہے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا چاہے کچھ ہو مگر اس نے اپنا فرض ادا کر دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص امر منکر دیکھے تو اس کو ہاتھ سے دفع کرنا چاہیے اگر اس پر قدرت نہ ہو تو زبان سے اور یہ بھی نہیں تو کم از کم دل سے ضرور برا سمجھے۔ [3]

---

[1] ۵/ المائدہ: ۲۸۔

[2] الاصابۃ: ۳/ ۸۵۔

[3] مسند احمد: ۳/ ۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يُوْشِكُ أَنْ يَكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ)) ❶

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال بھیڑ، بکریاں بن جائیں گی۔ اور ان کو لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں کی تلاش میں رہے گا۔ اوران مواضع کی تلاش میں رہے گا جہاں بارش کے قطرات پڑ گئے ہیں۔ (جہاں گھاس وغیرہ موجود ہے تاکہ اپنی بھیڑ بکریوں کو اس گھاس میں چرا لے) وہ اپنے دین کو ساتھ لے کر فتنوں سے بھاگتا ہے۔''

❶ بخاری، الایمان، باب من الدین الفرار من الفتن: ۱۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو کنانہ کی شاخ بنو غفار سے تھا۔ان کا نام جندب یا بریر بن جنادہ تھا۔یہ کبار صحابہ میں سے تھے اور کہا جاتا ہے کہ قبول اسلام میں چوتھے یا پانچویں شخص تھے۔وہ پیکرِ زہد وصدق، مجسم علم وفضل، جسور وغیور بلا خوفِ لومۃ لائم حق بات کہنے والے صحابئ رسول تھے،وہ ہجرت نبوی کے بعد مدینہ آئے۔ان کا انتقال ۳۱ھ یا ۳۲ھ میں ربذہ (نزد مدینہ) میں ہوا بعض کے ہاں ان کا انتقال ۳۶ھ میں ہوا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔[1]

[1] سیر أعلام النبلاء: ۲/ ٤٦، ۷۸؛ الاصابۃ، ت: ۹۸۷۷؛ اسد الغابۃ: ٦/ ۹٦؛ تجرید اسماء الصحابہ: ۲/ ۱۲٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

دور جاہلیت میں بھی نمازی

چنانچہ صحیح مسلم فضائل ابی ذر میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں ایک چھوٹا سا جملہ خود حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنے متعلق بھی کہہ گئے ہیں، ملاحظہ ہو:

وَقَدْ صَلَّيْتُ يَا ابْنَ اَخِيْ قَبْلَ اَنْ اَلْقٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ. قُلْتُ لِمَنْ؟ قَالَ لِلّٰهِ، قُلْتُ: فَاَيْنَ تَوَجَّهُ؟ قَالَ: اَتَوَجَّهُ حَيْثُ يُوَجِّهُنِيْ رَبِّيْ اُصَلِّيْ عِشَاءً. [1]

''اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ کی ملاقات سے تین سال قبل نماز پڑھی ہے، میں نے سوال کیا، نماز کس کی پڑھا کرتے تھے؟ جواب دیا: اللہ تعالیٰ کی، میں نے پھر سوال کیا: قبلہ کونسا تھا؟ فرمایا: جس طرف میرے رب نے چاہا میرا منہ پھیر دیا، میں اسی طرف نماز پڑھ لیتا۔

یعنی جس طرف رخ ہو جاتا، نماز پڑھ لیتا۔

نڈر مسلمان

جس دور میں آپ نے اسلام قبول کیا وہ خفیہ دعوت کا دور تھا اور اس دور میں علی الاعلان اسلام کا اظہار کرنا پورے عرب کے غیظ و غضب کو چیلنج کرنے کے مترادف تھا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں تلقین کی کہ وہ مکہ میں ٹھہرنے کی بجائے اپنی قوم کے پاس چلے جائیں اور اسلام کی دعوت دیں۔ لیکن حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جس حق کو قبول کر چکے تھے اس کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے مسجد حرام میں رؤساء کفار کے سامنے آواز سے کہا:

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. [2]

[1] مسلم: ۲/ ۲۹۶۔ [2] بخاری، المناقب، باب اسلام ابی ذر الغفاری: ۳۸۶۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ آواز سن کر کفار کے بھیڑیئے آپ پر ٹوٹ پڑے اور اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بڑی مشکل سے چھڑایا۔

چنانچہ ان کی کوششوں سے نہ صرف ان کا پورا قبیلۂ غفار مسلمان ہوگیا بلکہ ایک دوسرا قبیلہ ''اسلم'' بھی مسلمان ہوگیا۔

ہجرت کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے اس سمندر کو دیکھ کر۔جس کی سطح آب پر ایمان کی روشنی جھلمل جھلمل کر رہی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسرور ہوئے اور فرمایا:

((غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا۔وَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ)) [1]

''قبیلہ غفار کو اللہ معاف فرمائے اور قبیلہ اسلم کو اللہ سلامت رکھے۔''

وہ کون ہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔۔؟

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَلَمَّا رَآنِي قَالَ هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، قَالَ فَجِئْتُ حَتَّى جَلَسْتُ فَلَمْ أَتَقَارَّ أَنْ قُمْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالاً إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ تَنْطِحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ. [2]

''میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جس وقت وہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے

---

[1] بخاري، الجمعة، باب دعاء النبي اجعلها سنين كسني يوسف: ١٠٠٦۔

[2] مسلم، الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة: ٩٩٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے پس جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے هم الاخسرون ورب الكعبة ''کعبہ کے رب کی قسم! وہ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔'' راوی کہتے ہیں کہ میں ان کے قریب آ کر بیٹھ گیا پس میں کھڑا ہو گیا اور عرض کرنے لگا، اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کون ہیں وہ لوگ، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ بہت زیادہ مال والے مگر جس نے ایسا ایسا کیا یعنی اپنے سامنے، پیچھے، اپنے دائیں اور بائیں (خرچ کیا) اور جو لوگ اونٹوں والے، گائے والے، بکریوں والے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ وہ قیامت کے دن (ان جانوروں سے) زیادہ موٹے تازے جانوروں کے ساتھ آئیں گے جو ان لوگوں کو اپنے سینگوں کے ساتھ ماریں گے اپنے پاؤں کے ساتھ ان کو روندیں گے، جب بھی روندتے ہوئے (قطار) ختم ہو گی تو پھر سے پہلے والے جانور دوبارہ یہی عمل کرنا شروع کر دیں گے۔ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک یہی عمل ہوتا رہے گا۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی:

((يَا أَبَا ذَرٍّ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَنَا فِدَاكَ. [1]

''اے ابوذر!'' تو میں نے کہا: لبيك وسعديك اور میں آپ پر فدا ہوں۔

کاش میں ایک درخت ہوتا

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں وہ باتیں دیکھتا ہوں جن کو تم نہیں دیکھتے اور سنتا ہوں جن کو تم نہیں سنتے، آسمان چرچر کر رہا ہے اور کیونکر چرچر نہ کرے گا اس میں چار انگلیوں کی جگہ بھی باقی نہیں ہے جہاں ایک فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو، قسم خدا کی! اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے اور تم کو بچھونوں پر اپنی عورتوں کے ساتھ مزہ نہ آتا اور تم جنگلوں کو نکل جاتے، اللہ تعالیٰ

[1] ابو داود، الادب، باب فاذا الرجل يقول جعلنى لله فداك: ٥٢٢٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے فریاد کرتے ہوئے۔'' (ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) قسم خدا کی! مجھے تو آرزو ہے کاش میں ایک درخت ہوتا جس کو لوگ کاٹ ڈالتے۔ ❶

ابھی تمہارے اندر جاہلیت کی بو موجود ہے

کسی کے نسب میں عیب لگانا بھی جاہلیت کا ترکہ ہے، جیسے ایک دفعہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کی والدہ کے بارے میں یہ کہا تھا:

يَا ابْنَ سَوْدَاءَ!

''اے کالی ماں کے بیٹے!''

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں آ گئے اور فرمایا:

((أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ)) ❷

''تو نے اس کو اس کی ماں کے بارے میں عار دلائی ہے، ابھی تمھارے اندر جاہلیت کی بو موجود ہے۔''

ابوذر رضی اللہ عنہ کا تقوی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ تھا کہ ایک شخص کو روزانہ جتنی بھی آمدن حاصل ہو وہ اس آمدن میں سے صرف اتنی رقم اپنے پاس محفوظ رکھے کہ اس دن کے اخراجات کے لیے کافی ہو۔ اور اس ایک دن کے اخراجات سے زائد آمدنی اگر اس کے پاس ہے تو اسے فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا جائے۔ جمہور صحابہ کا مسلک حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مختلف تھا۔ ان کا مسلک یہ تھا کہ اگر ایک شخص کے پاس روزمرہ کے اخراجات سے زائد آمدنی موجود ہے۔ اور وہ آمدنی نصاب کو پہنچتی ہے۔ اور وہ شخص اس میں سے اللہ تعالیٰ کے نام پر زکوٰۃ دیتا ہے، صدقات دیتا ہے۔

تو روزمرہ کے اخراجات سے زائد کمائی اگر اس کے پاس محفوظ بھی رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

---

❶ سنن ابن ماجه، الزهد، باب الحزن والبكاء: ٤١٩٠ حسن عند الألباني۔

❷ صحيح البخاري: ٣٠؛ مسلم: ١٦٦١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴾ ❶

''جو لوگ سونا، چاندی ذخیرہ کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو''۔

اس آیت کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو لوگ سونے اور چاندی کو اپنے گھر میں محفوظ رکھتے ہیں۔ یعنی وہ روزمرہ کے اخراجات سے زائد سونا اور چاندی اللہ تعالیٰ کے نام پر تقسیم نہیں کرتے تو ان کو عذاب الیم کی خوشخبری دے دو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ تھا:

((مَا أَدَّيْتِ زَكَاتَهُ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ)) ❷

''جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے وہ کنز نہیں ہے۔''

اور وہ مال ایک شخص کے گھر میں پڑا رہے۔ اور فقراء اور مساکین میں تقسیم نہ بھی ہو۔ تو اس کے ساتھ اس آیت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

ایک دفعہ ان کا یہ معاملہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھڑ گیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اس آیت کا تعلق یہودیوں سے ہے۔ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اس کا تعلق یہودیوں، مسلمانوں اور پوری دنیا سے ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں شکایت کی کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اس طرح جگہ جگہ باتیں کرتے پھرتے ہیں۔ اور بہت سے نوجوان ان کے گردا گرد جمع ہوتے ہیں۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے پاس بلایا وہاں مدینہ منورہ بھی نوجوانوں کی ٹولیوں کی ٹولیاں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہتی تھیں کہ بتائیں کہ مال اور دولت کو جمع کرنے کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟۔ تو وہ جواب دیتے کہ یہ بالکل ناجائز ہے۔ اور ایک شخص کے پاس اگر روزمرہ کے اخراجات سے زائد سونا اور چاندی ہے تو اس سونے اور چاندی کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں پر داغ دیئے جائیں گے۔

---

❶ ٩/التوبة: ٣٤۔ ❷ سنن أبی داود، الزکاۃ، باب الکنز ما هو وزکاۃ الحلی: ١٥٦٤؛ المستدرك حاکم: ١/ ٥٤٧، ١٤٣٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ ایک شخص نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ وفات کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاں سونے اور چاندی کے بڑے ذخیرے تھے۔ بہت مالدار آدمی تھے۔ یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں۔ اور انہوں نے ایک بیوی کو طلاق دی تھی جوان کی وفات کے وقت عدت گزار رہی تھی۔ تو پھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے وارثوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اس ایک بیوی کے ساتھ مصالحت کر لی کہ ہم اسی ہزار درہم تمہیں دیں گے لیکن میراث میں تمہارا جو حصہ ہے اس حصے سے دستبردار ہو جاؤ۔

تو معلوم ہوا کہ مالِ میراث میں سے بتیسواں حصہ زیادہ تھا۔ اور اسی ہزار درہم کم تھے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اتنے مال اور متاع کو چھوڑ کر انتقال فرمایا۔ اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جوش اور غضب میں آ کر کہا کہ: وہ جہنمی ہیں۔

حالانکہ وہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب صحابی تھے۔

کعب الاحبار رحمہ اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بہت بڑے اسرائیلی عالم تھے۔ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ بات کی کہ روزمرہ کے اخراجات سے زائد وہ سونا اور چاندی جس کو ایک شخص اپنے گھر میں جمع کر لیتا ہے اگر وہ اس میں سے زکوٰۃ ادا کرتا رہے۔ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے غصے میں آ کر کہا کہ: اے یہودیہ کے بچے! تم اسلام کو کیا سمجھتے ہو؟ [1]

اور لاٹھی اٹھا کر کعب الاحبار رحمہ اللہ کو مارنے لگے۔ کعب الاحبار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پناہ میں آئے۔ اور ان کی پشت کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے جب لاٹھی ماری تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر لگی۔ اور اس وقت وہ غصے اور غیض وغضب کے عالم میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ چنانچہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خادموں نے ان کو لٹایا اور ان کو کچھ آرام دیا۔ اور بعد میں وہ شدت غضب سے ہوش میں آئے۔

تو وہ خود فرمانے لگے کہ میرا مسلک تو آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ اب ہر جگہ نوجوان جمع

---

[1] سیر أعلام النبلاء: ٢/ ٤٦_٧٨_

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں۔ اور مجھ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ بتائیں آپ کا مسلک کیا ہے؟ اور روز روز جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اگر آپ لوگوں سے الگ تھلگ رہنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کے لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ آپ ربذہ میں چلے جائیں۔ یہ مدینہ منورہ سے کافی فاصلے پر ایک جگہ تھی۔ [1]

ایک گاؤں تھا۔ وہاں رہیں۔ اور بیت المال کے اونٹ آپ کے پاس رہیں گے۔ اور میں ایک غلام آپ کی خدمت کے لیے دے دوں گا۔

تو وہاں رہتے رہے۔ وہاں سے وہ کبھی کبھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے آتے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو فتویٰ دینے سے روک رکھا تھا کہ اگر لوگ آپ سے کوئی مسئلہ پوچھیں تو آپ جواب نہ دیں اور فتویٰ نہ دیں۔

لیکن حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ گئے تو ان کے جذبہ حق گوئی نے پھر جوش مارا۔ اور پھر وہ اسی قسم کی باتیں کرنے لگے۔ تو کسی نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ کو فتویٰ دینے سے روکا نہیں گیا؟ آپ پھر فتویٰ دینے لگے ہیں۔ تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اور یہ کہا:

لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلٰى هٰذِهٖ، ثُمَّ ظَنَنْتُ أَنِّيْ أُنْفِذُ كَلِمَةً، قَبْلَ أَنْ تُجِيْزُوْا عَلَيَّ، لَأَنْفَذْتُهَا.

”میری اس گردن پر اگر تم کاٹنے والی تلوار بھی رکھ دو اور پھر مجھے اس بات کا یقین ہو جائے کہ میں ایک کلمہ جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ میں اس کلمے کو ادا کر سکتا ہوں اور لوگوں تک پہنچا سکتا ہوں، اس سے پہلے کہ تم میرا فیصلہ کر دو۔ اور میری گردن کاٹ دو، تو میں وہ کلمہ ضرور ادا کر کے رہوں گا۔“

یعنی اگر مجھے یہ بات معلوم ہو جائے کہ میری عمر میں اتنی مہلت باقی ہے کہ گردن کے جدا ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات پہنچا سکتا ہوں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ایک بات کو پہنچا کر رہوں گا۔

---

[1] فتح الباری: ۱/ ۱۱۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا خطاب

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے لوگو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں، میں تمہارے متعلق فکر مند ہوں، رات کی تاریکی میں قبر کی تنہائی کے لیے عبادت کرلو، قیامت کی گرمی کے لیے دنیا میں روزہ رکھ لو، تنگدستی کے دن کے خوف سے اب صدقہ کرو، اے لوگو! میں تمھیں نصیحت کر رہا ہوں، میں تمھارے متعلق فکر مند ہوں۔" [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَّاصِلٍ الْأَحْدَبِ، عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ: لَقِيْتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبْذَةِ، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ، وَّعَلٰى غُلَامِهِ حُلَّةٌ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنِّيْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا أَبَا ذَرٍّ، أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ، إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَّا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَأَعِيْنُوْهُمْ)) [2]

"حضرت معرور سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں ربذہ کے مقام پر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ملا۔ ان کے بدن پر جیسا جوڑا تھا ویسا ہی ان کے غلام کے جسم پر بھی تھا۔ میں نے اس (حیرت انگیز بات) کا سبب دریافت کیا، تو کہنے لگے کہ میں نے ایک شخص (غلام) کو برا بھلا کہا، پھر میں نے اسے اس کی ماں کا طعنہ دیا، تو رسول خدا ﷺ نے مجھے فرمایا: "اے ابوذر رضی اللہ عنہ! کیا تم نے اسے اس کی ماں کا طعنہ دیا؟ بے شک تم میں ابھی کچھ جاہلیت کا اثر ہے۔ تمہارے ماتحت

---

[1] كتاب الزهد لإمام أحمد بن حنبل، ص: ١٤٨۔ [2] بخاري، الايمان، باب المعاصي من امر الجاهلية، ولا يكفر صاحبها بارتكابها إلا بالشرك: ٣٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(غلام) تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے انہیں تمہارے قبضہ میں دے رکھا ہے۔ جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو تو اس کو بھی وہی کھلائے جو آپ کھائے، اور وہی پہنائے جو خود پہنے، اور انہیں اس کام کا مکلف نہ بناؤ جو ان پر بھاری ہو۔ اور اگر کوئی ایسا سخت کام ان پر ڈالو تو تم (خود بھی) ان کی مدد کرو"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ

تعارف ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ ہے، یہ جلیل القدر بدری صحابی ہیں، نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ابتدائی سالوں میں انصار کے جن خوش قسمت لوگوں کو اسلام کی دعوت پر لبیک کہنے کی سعادت حاصل ہوئی حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ ان پاکباز ہستیوں میں شامل ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں جو لوگ شریک ہوئے آپ ان میں سب سے کم عمر تھے۔ آپ انصار کے قبیلہ ''خزرج'' سے تعلق رکھتے تھے۔ جن کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((حُبُّ الْأَنْصَارِ مِنَ الْإِيْمَانِ)) ''انصار کی محبت ایمان میں سے ہے۔'' یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی خدمت گزار تھے۔ آپ نے ۴۰ھ کے قریب یا کچھ بعد کوفہ میں وفات پائی۔ آپ سے ایک سو دو احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے نو (۹) حدیثیں متفق علیہ ہیں، ایک حدیث میں امام بخاری رحمہ اللہ اور سات حدیثوں میں امام مسلم رحمہ اللہ منفرد ہیں۔ [1]

---

[1] الاصابة: ٤/ ٥٢٤؛ عمدة القاری: ١/ ٣١٧؛ تهذیب الکمال: ٢٠/ ٢١٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

ابو مسعود خیال کرو

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام ان کے دل میں کس قدر تھا؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کو کتنی زیادہ اہمیت دیتے تھے؟ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے جس کے راوی آپ خود ہیں۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ میں اپنے غلام کو چابک سے مار رہا تھا کہ میں نے پیچھے سے آواز سنی:

((اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ))

''ابو مسعود خیال کرو۔''

لیکن اس وقت میں جوش غضب کی وجہ سے یہ پہچان نہ سکا کہ آواز کس کی ہے؟ جب یہ آواز مجھے بہت قریب سے سنائی دی تو میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہیں اور آپ فرما رہے ہیں: ''ابو مسعود خیال کرو! ابو مسعود خیال کرو!'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی چابک میرے ہاتھ سے گر پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو مسعود یاد رکھو! تمہیں اس غلام پر جتنی قدرت ہے اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ قدرت ہے۔'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آج کے بعد کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا اور اس غلام کو میں ابھی اللہ کی رضا کی خاطر آزاد کرتا ہوں۔ [1]

عظیم جنگجو صحابی

غزوۂ بدر میں آپ رضی اللہ عنہ نے شرکت کی یا نہیں، اس بارے میں اہل علم کے ہاں اختلاف ہے، محدثین کی ایک بڑی جماعت جن میں امام بخاری، امام مسلم اور ابو عبید قاسم بن

---

[1] رواه مسلم في الايمان، باب صحبة المماليك: ١٦٥٩؛ ابوداود: ٥١٥٩؛ الترمذي، البر والصلة، باب النهي عن ضرب الخدام وشتمهم: ١٩٤٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں، اس بات کے قائل ہیں آپ غزوۂ بدر میں شریک تھے ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کے نزدیک آپ کو بدری اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ بدر کے مقام پر رہائش پذیر تھے لیکن محدثین کے نزدیک یہ دونوں باتیں ممکن ہیں۔

① کہ آپ بدر میں سکونت کی وجہ سے بدری کہلائے۔

② اور ساتھ ہی غزوۂ بدر میں شرکت کی وجہ سے بھی بدری کہلانے کا اعزاز پایا۔

چنانچہ صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ''شَهِدَ بَدْرًا'' [1]

غزوۂ بدر کے بعد تمام غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔

بے خوف نمازی

آپ رضی اللہ عنہ آخر عمر میں کوفہ منتقل ہو گئے تھے۔ اس وقت کوفہ کے گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک دفعہ جب انہوں نے نمازِ عصر لیٹ کر دی تو آپ نے ان کے عہدے کی پروا کیے بغیر انہیں سرعام متنبہ کیا اور انہیں نماز صحیح وقت پر ادا کرنے کی تلقین کی۔ [2]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، لَا أَكَادُ أُدْرِكُ الصَّلَاةَ مِمَّا يُطَوِّلُ بِنَا فُلَانٌ، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْ يَوْمِئِذٍ، فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ مُنَفِّرُوْنَ، فَمَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيْضَ وَالضَّعِيْفَ وَذَا الْحَاجَةِ)). [3]

---

[1] المغازی، باب بلا ترجمہ۔ [2] مؤطا امام مالک: ۱؛ صحیح بخاری: ۵۲۱۔

[3] بخاری، العلم، باب الغضب فی الموعظة والتعليم، إذا رای ما یکرہ: ۹۰، ۶۷۰، ۶۷۲، ۵۷۵۹، ۶۷٤۰؛ مسلم: ۷۱۳؛ ابن ماجة: ۹۷٤؛ الدارمی: ۱۲۳۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں: ہمیں سفیان بن ابو خالد نے خبر دی وہ قیس بن ابو حازم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں فلاں صاحب کے طول دینے کی وجہ سے نماز میں شریک ہونے سے قاصر ہوں۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن سے زیادہ کبھی غضبناک نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! تم لوگوں کو متنفر کرنے والے ہو جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے، وہ تخفیف اختیار کرے کیونکہ ان میں بیمار، کمزور اور ضرورت مند لوگ بھی ہوتے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ

اصل نام حارث بن عوف، بنو عامر بن لیث کی طرف منسوب ہیں اس لیے لیثی کہلائے، قدیم الاسلام ہیں، انکا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے۔ایک قول کے مطابق یہ غزوہ بدر میں شریک تھے مکہ کے پڑوس میں رہائش اختیار کرلی۔آپ فتح مکہ میں شریک تھے۔آپ کا شمار اہلِ مدینہ میں ہی ہوتا ہے۔اگرچہ اپنی وفات سے چند دن قبل آپ مکہ منتقل ہوگئے تھے۔آپ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں میں حضرت عطاء بن یسار، سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر وغیرہ رحمہم اللہ حضرات شامل ہیں۔۶۵ یا ۶۸ ہجری میں وفات پائی۔ان کی عمر ۷۵ یا ۸۶ برس تھی۔مکہ کے قریب مہاجرین کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ [1]

[1] الاصابة: ۱۰۷۰۱؛ الاستيعاب: ۳۲۵۸؛ سير أعلام النبلاء: ۲/ ۵۷۴، ۵۷۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

اور خود ہی سر کٹ کر گر گیا

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ کا نام حارث بن عوف بیان کیا ہے۔ ابواحمد الحاکم کے بیان کے مطابق آپ نے غزوۂ بدر میں بھی شرکت کی تھی۔ چنانچہ محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے مازن قبیلے کے ایک آدمی کے حوالے سے بتایا کہ حضرت ابوواقد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ غزوۂ بدر میں جب میں ایک مشرک کی طرف بڑھا تو میری تلوار اس تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر کٹ کر گر گیا۔

جیسے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے روز ایک (انصاری یعنی ابوواقد) مسلمان آدمی کسی کافر کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ ایسے میں اوپر سے ایک کوڑے کی آواز آئی اور سوار کی بھی آواز آئی جو کہہ رہا تھا حیزوم! (یہ اس کے گھوڑے کا نام تھا) آگے بڑھ۔ اتنے میں اس مسلمان نے دیکھا کہ وہ کافر اس کے سامنے چت پڑا ہے۔ (یعنی مرا پڑا ہے) اس کی ناک پر کوڑے کا نشان تھا اور اس کا چہرہ چھٹ چکا تھا گویا کسی نے اسے کوڑے سے مارا ہے پھر اس کا سارا جسم ہی سبز ہو گیا۔ وہ انصاری مسلمان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم سچ کہتے ہو، یہ فرشتے آسمان سے مدد کے لیے آئے تھے۔'' [1]

آپ اہل علم میں سے تھے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کے بارے میں کبھی کبھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابوواقد رضی اللہ عنہ سے استفادہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ کو یہ معلوم کرنے کی ضرورت

---

[1] صحیح مسلم، الجهاد، باب الامداد بالملائكة في غزوة بدر: ۱۷۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش آئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز میں کون کون سی سورتیں تلاوت فرماتے تھے، تو آپ نے اس سلسلے میں جب حضرت ابوواقد کی طرف رجوع کیا تو آپ نے بتایا:

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ... الخ﴾ ﴿قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ①﴾ کی تلاوت فرماتے تھے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ: أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ: عَنْ أَبِيْ وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ۔ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ، قَالَ: فَوَقَفَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا: فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا، وَأَمَّا الْآخَرُ: فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَأَمَّا الثَّالِثُ: فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا۔ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ؟ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوٰى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ، فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ)) [2]

''ہمیں اسماعیل نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں: مجھے مالک نے حدیث بیان کی وہ اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ عقیل بن ابوطالب کے آزاد کردہ غلام ابومرہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت ابوواقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس اثنا میں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے تین آدمی آئے۔ ان میں سے دو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے آئے جبکہ ایک

[1] صحیح مسلم، العیدین، باب مایقرء به فی صلاۃ العیدین: ۲۰۶۰۔

[2] بخاری، العلم: ٦٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تیسرا) آدمی چلا گیا، ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کھڑے رہے۔ پھر ان میں سے ایک نے حلقہ میں خالی جگہ دیکھی اور وہ اس میں بیٹھ گیا، اور دوسرا شخص ان کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور تیسرا پیٹھ پھیر کر واپس چلا گیا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا: ''کیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ تعالیٰ کے قرب میں جگہ تلاش کی تو اللہ نے اسے جگہ دے دی، دوسرے نے شرم کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے حیا کی، رہا تیسرا تو اس نے اعراض کیا، اللہ تعالیٰ نے اس سے اعراض کیا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی حضرت نُفیع بن الحارث بن کلدہ ہیں۔ بکرہ عربی میں چرخی کو کہتے ہیں۔ قلعہ طائف کے محاصرے کے دوران میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا تھا کہ اہل طائف میں سے جو غلام ہمارے پاس آجائے گا وہ آزاد ہوگا۔ چنانچہ نُفیع بن حارث ایک چرخی کے ذریعے قلعہ سے باہر اتر آئے تھے۔ اس لیے یہ ابو بکرہ (چرخی والا) کی کنیت سے مشہور ہو گئے۔

آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں جبکہ آپ سے آپ کے بیٹے عبید اللہ، عبد الرحمٰن، عبد العزیز اور ابو عثمان نہدی، ربعی بن حراش وغیرہ رحمہم اللہ روایت کرتے ہیں۔

۵۱ھ یا ۵۲ھ میں رحلت فرمائی۔ [1]

---

[1] الاستیعاب: ۲٦٦۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

اہل علم کے ہاں مقام و مرتبہ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَكَانَ مِنْ فُضَلَاءِ الصَّحَابَةِ. [1]

''وہ فضلاء صحابہ میں سے تھے۔''

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معاملے میں بہت سخت تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے ''جس دور میں مَیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرسکوں اس دور میں کوئی خیر نہیں۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: ذَكَرَ النَّبِيَّ ﷺ قَعَدَ عَلٰى بَعِيْرِهِ، وَأَمْسَكَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ أَوْ بِزِمَامِهِ، قَالَ: ((أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا)) فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ سِوَى اسْمِهِ، قَالَ: ((أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ)) قُلْنَا: بَلٰى؟ قَالَ: ((فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟)) فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، فَقَالَ: ((أَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ))، قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، بَيْنَكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهُ مِنْهُ. [2]

---

[1] اسد الغابة: ۵۷۳۱۔ [2] بخاری، العلم، باب قول النبی ﷺ: رب مبلغ اوعٰی من سامع: ۶۷، ۱۰۵، ۱۶۵۴، ۳۰۲۵، ۴۱۴۴، ۴۳۸۵، ۵۲۳۰، ۶۶۶۷، ۷۰۰۹؛ مسلم: ۳۱۷۹، ۳۱۸۰؛ ابن ماجہ: ۲۲۹؛ الدارمی: ۱۸۳۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں مسدد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ: ہمیں بشر نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ: ہمیں ابن عون نے ابن سیرین سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے روایت ہے کہ ابوبکرہ نے رسول اکرم ﷺ کا ذکر فرمایا کہ آپ اپنے اونٹ پر بیٹھے تھے اور ایک انسان آپ کے اونٹ کی نکیل یا رسی تھامے ہوئے تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سا دن ہے؟'' ہم لوگ خاموش رہے، یہاں تک کہ ہمیں یہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ کوئی دوسرا نام تجویز فرمائیں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سا مہینہ ہے؟'' ہم خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ ﷺ اس ماہ کا کوئی دوسرا نام تجویز فرمائیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا: جی ہاں!۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تمہاری جانیں، تمہارے اموال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں، جیسے کہ آج کے دن اس ماہ میں اس شہر میں حرام ہیں۔ حاضرین، غائبین تک یہ بات پہنچا دیں، اس لیے کہ حاضر ممکن ہے اس شخص تک بات پہنچا دے، جو اس سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا

تعارف سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بہن ہیں عبدالرحمن بن زبیر کی والدہ ہیں، سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ میں ہجرت نبویہ سے ۲۷ سال پہلے پیدا ہوئیں اور اپنے والد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں پرورش پائی کہ جن میں تمام تر خوبیاں ایک ساتھ پائی جاتی تھیں، مکہ میں ایمان لانے والے قدیم الاسلام مسلمانوں میں سے تھیں۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ سیدہ اسما رضی اللہ عنہا نے اپنے والد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں پرورش پائی، ان سے اعلیٰ اخلاقیات کی تعلیم لی اور اعلیٰ وعمدہ انداز میں پروان چڑھیں۔ آپ سے ۵۸ احادیث مروی ہیں جن میں سے تیرہ متفق علیہ ہیں۔ حضرت عبداللہ کے شہید کیے جانے کے تقریباً ایک ماہ بعد مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا: اس وقت ان کی عمر تقریباً سو برس تھی، ان کے بیٹے کی شہادت ۱۷ جمادی الاولیٰ ۷۳ ہجری کو ہوئی۔ [1]

---

[1] سیرت ابن هشام: ٣٤؛ اسد الغابة: ٧/ ٧؛ طبقات ابن سعد: ٨/ ٢٥٥؛ المستدرك: ٤/ ٦٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

عظیم باپ کی عظیم بیٹی

وہ جن کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ابوبکر صدیق کے علاوہ جس نے بھی ہم پر احسان کیا ہم نے اسکا بدلہ چکا دیا، لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہم پر اتنا بڑا احسان ہے کہ اسکا بدلہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی قیامت کے دن دیں گے۔ جتنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے مجھے نفع دیا اتنا کسی اور کے مال نے مجھے نفع نہیں دیا، اگر میں نے لوگوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر صدیق کو بناتا۔ خبردار تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا خلیل ہے۔'' [1]

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نیک بیوی

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میرے ساتھ زبیر رضی اللہ عنہ نے شادی کی، ان کے پاس نہ کوئی مال تھا نہ کوئی غلام اور نہ ہی کوئی اور چیز تھی۔ بس ان کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کو میں چارہ ڈالتی اور پانی پلاتی۔ اس طرح میں خاوند کا ہاتھ بٹایا کرتی اور گھر میں آٹا گوندھتی لیکن اچھی طرح روٹی نہیں پکانا جانتی تھی۔ میری انصاری سہیلیاں بڑی مخلص تھیں وہ میری روٹیاں پکا دیا کرتی تھیں۔ میرے خاوند کی تھوڑی سی زمین تھی جو گھر سے فاصلے پر تھی۔ ایک دن میں گھوڑے کے لیے چارہ کاٹ کر اپنے سر پر اٹھائے ہوئے گھر کی طرف آرہی تھی تو راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جا رہے تھے۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: ''ذرا ٹھہرو'' آپ مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھانا چاہتے تھے لیکن مجھے شرم محسوس ہوئی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں۔ اس کے علاوہ زبیر اور اس کی غصیلی عادت بھی مجھے یاد آگئی۔

---

[1] ترمذی: ٣٦٦١ علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ زبیر بن عوام لوگوں میں سب سے بڑھ کر غصیلے تھے، رسول اللہ ﷺ پہچان گئے کہ میں شرماتی ہوں، تو آپ چلے گئے۔ میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور بتایا کہ راستے میں مجھے رسول اللہ ﷺ ملے تھے، میرے سر پر چارے کی گٹھڑی تھی اور آپ ﷺ کے ساتھ چند صحابہ کرام بھی تھے، آپ نے اپنی اونٹنی بٹھائی تاکہ میں اس پر سوار ہو جاؤں لیکن میں شرما گئی اور میں آپ کی طبیعت کے بارے میں جانتی تھی، تو انہوں نے کہا:

اللہ کی قسم! آپ کا چارے کی گٹھڑی سر پر اٹھا کر چلنا مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار ہونے سے زیادہ ناگوار محسوس ہوا ہے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کے بعد میرے ابا جان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میری طرف خادم بھیج دیا، اس نے گھوڑے کی ذمے داری سے مجھے فارغ کر دیا اور مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے مجھے آزاد کر دیا گیا ہو۔ [1]

ابوجہل نے میرے چہرے پر زوردار طمانچہ مار دیا

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کیا گیا، وہ فرماتی ہیں کہ ابوجہل چند افراد کے ساتھ آیا اور اس نے دروازے پر دستک دی، (جبکہ نبی ﷺ ہجرت کے لیے نکلے تھے) میں باہر نکلی تو اس نے پوچھا: تیرا باپ کہاں ہے؟ میں نے کہا: مجھے کیا پتا، میں نہیں جانتی وہ کہاں ہے؟ ابوجہل نے میرے چہرے پر زوردار طمانچہ مارا جس سے میرے کان کی بالی دور جا گری، پھر وہ واپس چلے گئے۔ [2]

اللہ سے ڈرنے والی اللہ کی بندی

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا روزے دار، عبادت گزار اور اللہ کے خوف کی خوگر تھیں۔ عباد بن حمزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو وہ نماز میں کھڑی یہ آیت پڑھ رہی تھیں: ﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾﴾ [3]

---

[1] حیاۃ الصحابہ کاندھلوی: ۲/ ۶۹۱۔ [2] سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۹۰۔

[3] ۵۲/الطور: ۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں جھلسا دینے والے عذاب سے بچا لیا۔''

اس طرح وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ رہی تھیں۔ اور دعا کر رہی تھیں میں اٹھ کھڑا ہوا، بازار چلا گیا اور دیر تک وہاں رہا جب واپس گھر آیا تو وہ نماز میں مشغول روتے ہوئے اللہ سے پناہ مانگ رہی تھیں، اور دعا کر رہی تھیں۔ [1]

محبتِ رسول کی نادر مثال

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ قرآن کی ایک آیت سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی۔ سیدہ اسماء کی والدہ کا نام قتیلہ تھا، وہ ایک دفعہ اپنی بیٹی سیدہ اسماء کے پاس بہت سے تحائف لے کر آئی۔ چونکہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، تو انہوں نے اپنی والدہ سے اس وقت تک تحائف قبول نہ کیے جب تک اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہیں لیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل کی:

﴿ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑧ ﴾ [2]

''اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی کرو اور انصاف کا برتاؤ کرو کہ جنہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' [3]

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے آخری ایام

آپ نے سو سال عمر پائی، لیکن آخر تک ایک دانت بھی نہیں گرا تھا اور ہوش وحواس بالکل درست تھے۔ دراز قد اور لحیم شحیم تھیں۔ البتہ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔

آپ بہت زیادہ سخاوت کرنے والی خاتون تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان

---

[1] مصنف ابن ابي شيبة: ٢/ ٢٥، ٦٠٣٧۔ [2] ٦٠/الممتحنة: ٨۔

[3] طبقات ابن سعد: ٨/ ٢٥٢؛ تفسير جامع البيان ابن جرير: ٢٨/ ٦٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں کہ میں نے ان دونوں بہنوں (عائشہ صدیقہ اور اسماء رضی اللہ عنہما) سے بڑھ کر کسی خاتون کو اتنا سخی نہیں دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا معمول یہ تھا کہ وہ تھوڑا تھوڑا مال جمع کرتی رہتیں اور ایک ہی دفعہ مستحقین میں تقسیم کر دیتیں، اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا معمول یہ تھا کہ وہ مال جمع ہی نہیں ہونے دیتی تھیں۔ اور وہ کل کے لیے بچا کر نہیں رکھتی تھیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت منذر کا بیان ہے کہ جب آپ بیمار ہوتیں تو اپنے غلاموں کو آزاد کر دیتی تھیں۔

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب آپ کو سر درد لاحق ہوتا تو سر پر ہاتھ رکھ کر فرماتیں:

بِذَنْبِیْ، وَمَا یَغْفِرَ اللّٰہُ أَکْثَرُ.

''یہ میرے کسی گناہ کی شامت ہے، اور جو گناہ اللہ ویسے ہی معاف کر دیتے ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔'' [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَهِيَ تُصَلِّيْ، فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ؟۔ فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ، فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، قُلْتُ: آيَةٌ؟ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا: أَيْ نَعَمْ، فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِيَ الْغَشْيُ، فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلٰى رَأْسِيَ الْمَاءَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أُرِيتُهُ إِلَّا رَأَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ، حَتَّى الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَأُوحِيَ إِلَيَّ: أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِيْ قُبُورِكُمْ))۔ مِثْلَ أَوْ۔ قَرِيبَ۔ لَا أَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ۔ ((مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، يُقَالُ مَا عِلْمُكَ

---

[1] سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۲۸۷۔ ۲۹۶ ملخصًا والاستیعاب: ٤/ ۱۷۸۱۔ ۱۷۸۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِهٰذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوْقِنُ))۔ لَا أَدْرِيْ بِأَيِّهِمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ۔ ((فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ، جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى، فَأَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا، هُوَ مُحَمَّدٌ، ثَلَاثًا، فَيُقَالُ: نَمْ صَالِحًا، قَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهٖ۔ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ)) لَا أَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ۔ ((فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِيْ، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهٗ)) [1]

ہمیں موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں: ہمیں وہیب نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں: ہمیں ہشام نے حدیث بیان کی وہ فاطمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا: لوگوں کا کیا معاملہ ہے؟۔ تو انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا، اچانک لوگ کھڑے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سبحان اللہ کہا میں نے کہا: عذاب کی نشانی ہے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں! پس میں بھی کھڑی ہوگئی، لیکن مجھ پر غشی طاری ہوگئی۔ چنانچہ میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثنا کی اور پھر فرمایا: ''کوئی ایسی چیز نہیں جو پہلے میں نے نہ دیکھی مگر اس مقام پر دیکھ لی، حتی کہ جنت اور دوزخ بھی، مجھ پر وحی اتاری گئی ہے کہ تم اپنی قبروں میں مسیح دجال کے مماثل یا قریب فتنہ کے ذریعے آزمائے جاؤ گے۔'' حضرت فاطمہ کہتی ہیں کہ مجھے مثل اور قریب میں شک ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کون سا لفظ استعمال کیا تھا (قبر میں) کہا جائے گا: اس شخص کے متعلق تمہیں کیا علم ہے؟ مومن یا موقن، حضرت فاطمہ کہتی ہیں کہ معلوم نہیں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کیا لفظ کہا تھا، کہے گا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ اللہ کے رسول ہیں، یہ

---

[1] بخاری، العلم، باب من اجاب الفتیا یاشارۃ الید والراس: ۸۶، ۱۸۲، ۸۸۰، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۱۲، ۱۱۷۸، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے پاس روشن دلائل اور ہدایت لے کر آئے پس ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ تین بار کہے گا پھر اس سے کہا جائے گا اب تم آرام کے ساتھ سو جاؤ۔ ہمیں پہلے ہی معلوم تھا کہ تم اس پر یقین رکھنے والے ہو۔ جہاں تک منافق یا مرتاب (شک کرنے والا) راوی کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کیا لفظ بولا تھا کا تعلق ہے وہ کہے گا مجھے معلوم نہیں، میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا تھا، میں نے بھی وہی کہہ دیا۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

تعارف سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

چھٹے نمبر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت اُمّ سلمہ بنت ابی رمیہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ ان کے خاوند حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ تھے، یہ اُحد کی جنگ میں لڑتے ہوئے زخمی ہوئے اور پھر انہی زخموں کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ ان کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید کی بیوہ کی تکریم کے لیے ان سے شادی کی اور شہید کی اولاد کی پرورش اور تربیت کی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے تین سو اٹھتر احادیث مروی ہیں یہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر زبانی یاد کر لی تھیں۔ صحیحین میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ۱۲۹ احادیث مروی ہیں۔ ۱۳ احادیث متفق علیہ ہیں جبکہ تین احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں، اور تیرہ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا طویل العمر خاتون تھیں، انہوں نے تقریباً نوے سال عمر پائی، انہوں نے خلافت راشدہ میں زندگی بسر کی، اس کے بعد وہ یزید بن معاویہ کے دور تک زندہ رہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ((وَکَانَتْ آخِرُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ)) ''وہ امہات المومنین میں سب کے بعد فوت ہوئیں۔'' [1]

---

[1] سنن نسائی، النکاح، باب النکاح لابن امه: ۳۲۵٤؛ سیر اعلام النبلا الذهبی: ۲/ ۲۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

امام ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

دَخَلَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فِي سَنَةِ اَرْبَعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَكَانَتْ مِنْ اَجْمَلِ النِّسَاءِ وَاَشْرَفِهِنَّ نَسَبًا.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۴ ہجری میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی، وہ سب عورتوں سے بڑھ کر حسین وجمیل اور خاندانی اعتبار سے معزز خاتون تھیں۔''

مزید فرماتے ہیں:

وَكَانَتْ تُعَدُّ مِنْ فُقَهَاءِ الصَّحَابِيَّاتِ.❶

''وہ فقیہہ صحابیات میں شمار کی جاتی تھیں۔''

اوران کے بارے میں یہ لکھتے ہیں:

اَلسَّيِّدَةُ الْمُحَجَّبَةُ، الطَّاهِرَةُ هِنْدٌ بِنْتُ اَبِيْ اُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَخْزُوْمِ بْنِ يَقَظَةَ بْنِ مُرَّةَ الْمَخْزُوْمِيَّةِ بِنْتُ عَمِّ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ، سَيْفِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَمِّ أَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأَوَّلِ كَانَتْ قَبْلَ النَّبِيِّ عِنْدَ أَخِيْهِ مِنَ الرَّضَاعَةِ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالْأَسَدِ الْمَخْزُوْمِيِّ الرَّجُلِ الصَّالِحِ.❷

''سیدہ، پردہ دار، طاہرہ، ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ، یہ اللہ کی تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چچا کی بیٹی اور اسی طرح یہ

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۰۳، ۲۰۲۔

❷ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۰۱، ۲۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوجہل بن ہشام کے چچا کی بیٹی تھی، ان خواتین میں سے ہے جنہیں پہلے مرحلے میں ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے پہلے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی صالح مرد سیدنا ابوسلمہ عبدالاسد المخزومی کی بیوی تھی۔''

اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاوند عطا کر دیئے

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دِن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ خوشی خوشی گھر لوٹے اور پوچھنے پر بتایا کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہت اچھی حدیث سنائی ہے، وہ یہ کہ جب کسی کی کوئی عمدہ چیز اس سے گم ہو جائے یا روٹھ جائے تو وہ یہ کلمات پڑھے اللہ اسے اس سے اچھی چیز عطا کر دے گا۔ اور یہ کلمات تھے:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا.

''ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے بدلے میں اس سے بہتر عطا کر۔''

اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ عرصہ بعد ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے ہو گئے، تو میں نے سوچا ابوسلمہ سے کون مسلمان بہتر ہو سکتا ہے؟ وہ تو گھر کا پہلا شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ پھر میں یہ کلمات کہتی رہی اور مسلسل وظیفہ کرتی رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاوند عطا کر دیئے۔ [1]

الٰہی! ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو مجھ سے بہتر آدمی عطا کر دینا

جب سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بستر مرگ پر دراز ہوئے تو میاں بیوی کے درمیان کچھ اس طرح تبادلہ خیال ہوا۔ زیاد بن ابی مریم بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ

---

[1] احمد: ۱٦٣٤٤؛ صحیح مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة: ۹۱۸؛ تحفة الأشراف: ۱۸۲٤۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہا: مجھے یہ پتا چلا ہے کہ عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ جنتی ہو اور وہ عورت کسی سے شادی نہ کرے تو اللہ ان دونوں کو جنت میں پھر اکٹھا کر دیں گے۔ آیئے! ہم دونوں یہ معاہدہ کریں کہ آپ میرے مرنے کے بعد شادی نہیں کریں گے اور آپ کے فوت ہو جانے کے بعد میں شادی نہیں کروں گی۔ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کیا تم میری بات مانو گی۔۔۔؟ اس نے کہا: ہاں! بالکل چشم ما روشن دل ما شاد۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں مر جاؤں تو تم میرے بعد شادی کر لینا اور ساتھ یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ أُمَّ سَلَمَةَ رَجُلًا خَيْرًا مِنِّيْ))

''الٰہی! ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو مجھ سے بہتر آدمی عطا کر دینا۔''

یعنی ایسا آدمی جو اس کو نہ کوئی غم دے اور نہ ہی تکلیف۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب وہ وفات پا گئے تو میں نے اپنے دل میں کہا: ''بھلا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے۔۔۔؟ ابھی عدت پوری ہی ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بھتیجے یا بیٹے کے ذریعے نکاح کا پیغام بھیجا۔ میں نے کہا کہ میں خود اس کا جواب دوں گی اور اپنی ننھی منھی اولاد کا حوالہ دوں گی۔ اگلے روز آپ نے نکاح کا پیغام بھیج دیا۔'' [1]

ہجرت مدینہ اور قربانیاں

ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ ہجرت کرنا چاہتی تھیں (ان کا بچہ سلمہ بھی ساتھ تھا) لیکن (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے) قبیلہ نے مزاحمت کی تھی، اس لیے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ان کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے، اور یہ اپنے گھر واپس آ گئی تھیں (ادھر سلمہ کو بھی خاندان والے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے چھین لے گئے) اس لیے ام سلمہ کو اور بھی تکلیف تھی، چنانچہ روزانہ گھبرا کر گھر سے نکل جاتیں اور ابطح میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں، کئی دن تک یہ حالت رہی اور خاندان کے لوگوں کو احساس تک نہ ہوا۔

---

[1] طبقات ابن سعد: ۸/۸۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دن ابطح سے ان کے خاندان کا ایک شخص نکلا اور ام سلمہ کو روتے ہوئے دیکھا تو اس کا دل بھر آیا۔ گھر آ کر لوگوں سے کہا کہ اس غریب پر ظلم کیوں کرتے ہو، اس کو جانے دو اور اس کا بچہ اس کے حوالے کر دو، روانگی کی اجازت ملی تو بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو گئیں اور مدینے کا راستہ لیا۔

چونکہ بالکل تنہا تھیں، یعنی کوئی مرد ساتھ نہ تھا، تنعیم میں عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) کی نظر پڑی، بولا ''کدھر کا قصد ہے؟'' کہا: ''مدینہ کا'' پوچھا: ''کوئی ساتھ بھی ہے'' جواب میں بولیں: ''خدا اور یہ بچہ'' عثمان نے کہا: ''یہ نہیں ہو سکتا تم تنہا کبھی نہیں جا سکتیں'' یہ کہہ کر اونٹ کی مہار پکڑی اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا، راستہ میں جب کہیں ٹھہرتا تو اونٹ کو بٹھا کر کسی درخت کے نیچے چلا جاتا، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اتر پڑتیں، روانگی کا وقت آتا تو اونٹ پر کجاوہ رکھ کر ہٹ جاتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہتا کہ ''سوار ہو جاؤ'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا شریف آدمی کبھی نہیں دیکھا، غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتا ہوا مدینہ لایا، قبا کی آبادی پر نظر پڑی تو بولا ''اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ، وہ یہیں مقیم ہیں'' یہ ادھر روانہ ہوئیں اور عثمان نے مکہ کا راستہ لیا۔ [1]

مبارک ہو، تمہاری توبہ قبول ہو گئی

محاصرۂ بنو قریظہ (۵ ھ) میں یہود سے گفتگو کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا، اثنائے مشورہ میں ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کے اشارے سے بتلایا کہ تم قتل کیے جاؤ گے، لیکن بعد میں اس کو افشائے راز سمجھ کر اس قدر نادم ہوئے کہ مسجد کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا، چند دنوں تک یہی حالت رہی پھر توبہ قبول ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف فرما تھے کہ صبح کو مسکراتے ہوئے اٹھے تو بولیں: خدا آپ کو ہمیشہ ہنسائے، اس وقت ہنسنے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا: ''ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔'' عرض کی تو کیا میں ان کو یہ مژدہ سنا دوں، فرمایا: ''ہاں اگر چاہو۔'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ کے دروازے پر کھڑی ہوئیں، اور پکار کر کہا: ''ابولبابہ! مبارک ہو، تمہاری

---

[1] زرقانی: ۳/ ۲۷۲، ۲۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توبہ قبول ہوگئی۔'' اس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ تمام مدینہ امڈ آیا۔ ❶

وہ تو نابینا ہیں ان سے پردہ کیسا۔۔؟

اسی سن میں آیت حجاب نازل ہوئی اس سے پیشتر ازواج مطہرات بعض دور کے اعزہ و اقارب کے سامنے آیا کرتی تھیں، اب خاص خاص اعزہ کے سوا سب سے پردہ کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت ابن ام مکتوم قبیلہ قریش کے ایک معزز صحابی اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے اور چونکہ نابینا تھے، اس لیے ازواج مطہرات کے حجروں میں آیا کرتے تھے، ایک دن آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ''ان سے پردہ کرو۔'' بولیں: وہ تو نابینا ہیں، فرمایا: ''تم تو نابینا نہیں ہو۔ تم تو انہیں دیکھتی ہو۔'' ❷

کیا تو اس گھر میں شیطان داخل کرنا چاہتی ہے۔؟

عبید بن عمیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں نے کہا میں پردیسی ہوں اور پردیس میں پڑی ہوں، میں اتنا روؤں گی کہ لوگ اپنی محفلوں میں تذکرہ کیا کریں گے۔ میں رونے کے لیے تیار ہوئی ہی تھی کہ مدینہ منورہ کے نواحی علاقے میں سے ایک عورت آئی، وہ رونے میں میرا ساتھ دینا چاہتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ملے اور فرمانے لگے کیا تو اس گھر میں شیطان داخل کرنا چاہتی ہے جس گھر سے اللہ تعالیٰ نے اسے باہر نکال کیا ہے۔۔۔؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دو مرتبہ کہی تو میں رونے دھونے سے رک گئی۔ میں اس کے بعد نہیں روئی۔ ❸

اب میں کیا دعا کروں۔۔۔؟

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اب میں کیا دعا کروں۔۔۔؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم یہ دعا مانگا کرو:

---

❶ زرقانی: ۳/ ۷۸۔ ❷ مسند أحمد: ۶/ ۲۹۶؛ ابو داود: ۴۱۱۲ فیه ضعف۔

❸ مسند امام احمد: ۶/ ۲۸۹؛ مسلم: ۹۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَهُ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْهُ عُقْبٰی صَالِحَةً))

''الٰہی! ہمیں اور اسے بخش دے اور مجھے اس کا نعم البدل عطا کرتا۔''

میں نے یہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں نعم البدل عطا کر دیا۔ 1

اے اللہ! ابوسلمہ کو بخش دے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (میرے پہلے شوہر) حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت تشریف لائے جب کہ ان کی آنکھیں پتھرا گئیں تھیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں کو بند کیا اور فرمایا کہ جب روح قبض کی جاتی ہے تو اس کے ساتھ بینائی بھی چلی جاتی ہے۔ ابوسلمہ کے اہل بیت (یہ سن کر) سمجھ گئے کہ ابوسلمہ کا انتقال ہو گیا، چنانچہ وہ سب رونے، چلانے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے نفسوں کے بارہ میں خیر و بھلائی ہی کی دعا کرو (یعنی واویلا اور بددعا نہ کرو) کیونکہ تم (بری یا بھلی) جس دعا کے بھی الفاظ اپنے منہ سے نکالتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا ارشاد فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَهْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ)) 2

''اے اللہ! ابوسلمہ کو بخش دے اور اس کا مرتبہ بلند فرما ان لوگوں میں جو سیدھی راہ دکھائے گئے ہیں اور اس کے پسماندگان کا جو باقی رہے ہوئے لوگوں میں ہیں کارساز بن جا اور اے دونوں جہاں کے پروردگار ہمیں اور اس کو بخش دے اور اس کی قبر میں کشادگی کر اور اس کے لیے قبر کو منور فرما دے۔''

---

1 مسلم، الجنائز: ۹۱۹؛ مسند امام احمد: ٦/ ۲۹۱۔

2 مسلم، الجنائز، باب فی اغماض المیت والدعاء له اذا حضر: ۹۲۰؛ ابو داود: ۳۱۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے نعم البدل عطا کر دیا

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے ہیں:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُونَ﴾ اَللّٰهُمَّ اجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا))

''جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اللہ کے حکم کے مطابق ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُونَ﴾ کہتا ہے اور ساتھ ہی یہ دعا مانگتا ہے، الٰہی مجھے اس مصیبت کے بدلے اجر عطا فرما اور مجھے اس کا نعم البدل عطا کر اللہ تعالیٰ اسے نعم البدل عطا کر دیتا ہے۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا: مسلمانوں میں اس سے بہتر کون ہو گا۔۔؟ یہ پہلا گھر ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ لیکن جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعم البدل کے طور پر مجھے عطا کر دیا۔

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا۔ اس نے جب مجھ سے اس موضوع پر بات کی تو میں نے کہا: میری ایک بیٹی ہے اور میں ایک غصیلی عورت ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عذر سن کر فرمایا: ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ وہ بیٹی کے بارے میں اسے مستغنی کر دے اور اسی طرح میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کروں گا کہ وہ اسکا غصہ ختم کر دے۔ [1]

مسلم شریف میں ایک دوسری روایت کچھ اس طرح منقول ہوئی ہے، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی دعا کی۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں یہ کہوں کہ الٰہی مجھے اس سے بہتر بدل عطا کر۔ پھر میں نے دل میں خیال کیا کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بھلا بہتر کون ہو گا۔۔۔؟

---

[1] مسلم، الجنائز، باب مایقال عندالمصیبة: ۲۱۲۶، ۹۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرحال میں دعا کرتی رہی، جب میری عدت ختم ہوگئی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا، میں نے انکار کردیا۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے انکار کردیا۔ بعدازاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتی ہوں۔

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوگئی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کے لیے پیغام بھیجا تو انہوں نے مسترد کردیا۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کے لیے پیغام بھیجا تو انہوں نے مسترد کردیا پھر اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے لیے پیغام بھیجا تو اس نے خوش آمدید کہتے ہوئے آپ کو اطلاع دی کہ میں غصیلی عورت ہوں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور میرے ورثا میں کوئی گواہ بھی نہیں ہے۔

آپ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کا کہنا ہے کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تو اللہ تعالیٰ تیرے بچوں کی حفاظت کرے گا اور آپ کا یہ کہنا کہ میں غصیلی ہوں تو میں یہ دعا کروں گا اور اللہ تعالیٰ غصہ ختم کردے گا، جہاں تک تیرے ورثا کا تعلق ہے تو تیرا ہر وارث میرے بارے میں سن کر خوشی کا اظہار کرے گا۔

پھر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹا اٹھو میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ شادی کا اہتمام کرو۔ اس کی تفصیل اسد الغابۃ (۷۴۲۲) وغیرہ میں موجود ہے۔

تفقہ فی الدین اور دانائی

صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، صلح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں، لیکن لوگ اس قدر دل شکستہ تھے کہ ایک شخص بھی نہ اٹھا، یہاں تک کہ جیسا صحیح بخاری میں ہے، تین دفعہ بار بار کہنے پر بھی ایک شخص بھی آمادہ نہ ہوا (چونکہ معاہدہ کی شرطیں بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اس لیے تمام لوگ رنجیدہ اور غصہ سے بے تاب تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی، انہوں نے کہا: آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتارنے کے لیے بال منڈوائیں۔ آپ نے باہر آ کر خود قربانی کی اور بال منڈوائے، اب جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتارا، ہجوم کا یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا اور عجلت اس قدر تھی کہ ہر شخص حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا۔ [1]

اے ام سلمہ وہ جبرئیل علیہ السلام

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور باتیں کرتے رہے، ان کے جانے کے بعد آپ نے پوچھا: ''ان کو جانتی ہو''؟ بولی دحیہ تھے، لیکن جب آپ نے اس واقعہ کو اور لوگوں سے بیان کیا تو اس وقت معلوم ہوا کہ وہ جبرئیل تھے، (غالباً نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہے)۔ [2]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور سخاوت

ایک مرتبہ چند فقراء جن میں عورتیں بھی تھیں، ان کے گھر آئے اور نہایت اصرار سے سوال کیا، ام الحسن بیٹھی تھیں، انہوں نے ڈانٹا لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم کو اس کا حکم نہیں ہے۔ اس کے بعد لونڈی سے کہا ان کو کچھ دے کر رخصت کرو، کچھ نہ ہو تو ایک ایک چھوہارا ان کے ہاتھ پر رکھ دو۔ [3]

اتباع سنت اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں ایک مرتبہ ایک ہار پہنا جس میں سونے کا کچھ حصہ شامل تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا تو اس کو توڑ ڈالا۔ [4]

ہر مہینہ میں تین دن (سوموار، جمعرات اور جمعہ) روزہ رکھتی تھیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی علمی حیثیت

علمی حیثیت سے اگرچہ تمام ازواج بلند رتبہ تھیں، تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ان میں کوئی جواب نہ تھا، چنانچہ محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

---

[1] صحیح بخاری، الشروط: ۲۷۳۲، ۲۷۳۱۔ [2] صحیح مسلم، الفضائل: ۲۴۵۱۔
[3] الاستیعاب: ۲/ ۸۰۳۔ [4] مسند احمد: ۲۶۷۳۵۔ فیه ضعف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَانَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَحْفَظْنَ مِنْ حَدِيْثِ النَّبِيِّ ﷺ كَثِيْرًا وَلَا مَثَلًا لِعَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ. ❶

''آنحضرت ﷺ کی ازواج احادیث کا مخزن تھیں، تاہم عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ان میں کوئی ہم مثل نہ تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دریائے علم ہونے کے باوجود ان کے دریائے فیض سے مستغنی نہ تھے، تابعین کرام کا ایک بڑا گروہ ان سے علمی فیض حاصل کرتا تھا۔

وہ مجتہد بھی تھیں، صاحب اصابہ نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے:

صَاحِبُ الْعَقْلِ الْبَالِغِ وَالرَّايِ الصَّائِبِ. ❷

''یعنی وہ کامل العقل اور صائب الرائے تھیں''۔

نبی کریم ﷺ کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے محبت

آپ ﷺ کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ انہوں نے کہا یارسول اللہ (ﷺ) اس کا کیا سبب ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں، تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی:

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ ❸

نمونہ

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَعَمْرٍو، وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتَنِ، وَمَا ذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ، أَيْقِظُوا صَوَاحِبَاتِ الْحُجَرِ، فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ. ❹

---

❶ طبقات ابن سعد: ۲/ ۱۲۶۔ ❷ الاصابۃ: ۸/ ۲۴۱۔

❸ مسند احمد: ۲۶۵۷۵۔ ❹ بخاری، العلم: ۱۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدقہ نے ہم سے بیان کیا، انہیں ابن عیینہ نے معمر کے واسطے سے خبر دی، وہ زہری سے روایت کرتے ہیں، زہری ہند سے، وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے، (دوسری سند میں) عمرو اور یحییٰ بن سعید زہری سے، وہ ہند سے، وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہوتے ہی فرمایا: ''سبحان اللہ! آج کی رات کس قدر فتنے اتارے گئے ہیں اور کتنے ہی خزانے بھی کھولے گئے ہیں۔ ان حجرہ والیوں کو جگاؤ۔ کیونکہ بہت سی عورتیں (جو) دنیا میں (باریک) کپڑا پہننے والی ہیں وہ آخرت میں ننگی ہوں گی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

تعارف اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما

آپ کی کنیت ابومحمد، لقب حب رسول (محبوب رسول)، والد محترم زید بن حارثہ بن شرحبیل ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنی بیٹے تھے اور والدہ اُمّ ایمن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرنے والی اور جن کا نام برکت رضی اللہ عنہا تھا۔ آپ ۷ نبوی میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام کے گہوارے میں پرورش پائی تھی، اس لیے زندگی کا کوئی حصہ کفروشرک کی آلودگیوں سے ملوث نہ ہوا۔ ۷ یا ۸ھ میں، جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی صرف چودہ، پندرہ سال تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سریہ خرفہ کی جہادی مہم میں امیر مقرر فرمایا اور اس کے بعد بھی متعدد سرایا میں انہیں امیر مقرر کیا گیا۔ جو آپ رضی اللہ عنہ کی خداداد صلاحیتوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہترین اعتماد کا اظہار تھا۔ آپ کی مرویات کی تعداد ۱۲۸ ہے جن میں سے ۱۵ متفق علیہ ہیں۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ نے ساٹھ سال کی عمر میں جب کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ آخر تھا، ۵۴ھ میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] الاستیعاب: ۱/ ۷۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مواقع پر اسامہ سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ ابوعثمان حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایک ران پہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھا لیتے پھر ہم دونوں کو اپنے سینے سے لگاتے اور فرماتے:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا. ❶

''اے اللہ تو ان دونوں کے ساتھ رحم کا معاملہ فرما، میں بھی ان دونوں پر شفقت کرتا ہوں''

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا اسامہ سے محبت

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّنِيْ فَلْيُحِبَّ أُسَامَةَ)) ❷

''جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے اسامہ سے بھی محبت کرنی چاہیے۔''

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جب وہ بچے تھے کی ناک اپنے دستِ مبارک سے صاف کرنے کا ارادہ کیا، تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ چھوڑیئے میں صاف کیے دیتی ہوں آپ نے فرمایا:

''اے عائشہ! تم اس سے محبت کیا کرو کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔'' ❸

---

❶ صحیح بخاری، الأدب، باب وضع الصبی علی الفخذ: ٦٠٠٣۔

❷ صحیح مسلم، الفتن واشراط الساعة: ٢٩٤٢۔

❸ سنن ترمذی، المناقب عن رسول لله، باب مناقب اسامة بن زید: ٣٨١٨ حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اسامہ رضی اللہ عنہ سے محبت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وظیفہ تین ہزار اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا ساڑھے تین ہزار مقرر کیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا اسامہ بن زید مجھ سے کسی معرکہ میں بھی سبقت نہیں لے گئے، پھر آپ نے ان کو مجھ پر کیوں فضیلت دی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس لیے کہ اسامہ کا باپ (زید) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے باپ سے بڑھ کر محبوب تھا، اور اسامہ تجھ سے بڑھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے، اس لیے میں نے حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی محبت پر ترجیح دی ہے۔ [1]

کاش! میں اس دن سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خربہ کی طرف بھیجا، صبح کے وقت ہم نے اس قوم پر حملہ کیا اور ان کو شکست فاش دی۔ میں اور ایک انصاری کفار کے ایک شخص سے پنجہ آزما تھے جب ہم نے اسے گھیر لیا تو اس نے کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ انصاری رک گیا لیکن میں نے اسے نیزے کا وار کر کے مار ڈالا۔ جب ہم مدینہ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ))

''اے اسامہ! کیا تو نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد مار ڈالا؟''

میں نے عرض کی کہ وہ تو اپنے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھ رہا تھا۔ (سچے دل سے نہیں پڑھ رہا تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے رہے (کہ تو نے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اسے مار ڈالا؟) حتی کہ میں نے یہ خواہش کی:

أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ. [2]

''کاش! میں اس دن سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا (بلکہ اس کے بعد لاتا تاکہ میرا یہ گناہ معاف ہو جاتا)۔''

---

[1] سنن ترمذی، المناقب عن رسول اللّٰہ، باب مناقب زید بن حارثۃ: ۳۸۱۳ ضعیف۔

[2] بخاری، الدیات، باب ومن احیاھا....: ۶۸۷۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری فوجی مہم کے سپہ سالار

رومن حکومت کی کبریائی کو گوارا نہ تھا کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کا حق تسلیم کرے اسی لیے اس کے زیر اثر رہنے والا کوئی شخص بھی اسلام قبول کر لیتا تو اس کے جان کی خیریت نہ رہتی جیسا کہ معان کے رومی گورنر حضرت فروہ بن عمرو جزامی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آچکا تھا۔ اس کے بے جا غرور کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفر گیارہ ہجری میں ایک بڑے لشکر کی تیاری شروع فرمائی اور حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر فرماتے ہوئے حکم بھی ارشاد فرمایا کہ بلقاء کا علاقہ اور روم کی فلسطینی سرزمین سواروں کے ذریعہ روند آؤ اور اس کا مقصد یہ تھا کہ رومیوں کو خوف زدہ کرتے ہوئے ان کی حدود پر واقع عرب قبائل کا اعتماد بحال کر دیا جائے اور کسی کو بھی یہ تصور کرنے کی گنجائش نہ دی جائے کہ کلیسا کے تشدد پر کوئی باز پرس کرنے والا نہیں۔ اور اسلام قبول کرنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ اپنی موت کو دعوت دی جارہی ہے۔

اس موقع پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سپہ سالار کی نوعمری پر اعتراض تو کیا گیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اس کی سپہ سالاری پر طعنہ زنی کر رہے ہو تو اس سے پہلے ان کے والد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری پر بھی طعنہ زنی کر چکے ہو۔ حالانکہ اللہ کی قسم! وہ سپہ سالاری کے اہل تھے اور میرے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے تھے اور یہ بھی ان کے بعد میرے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں۔'' [1]

بالآخر صحابہ کرام حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور لشکر روانہ ہو کر مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام جرف میں خیمہ زن بھی ہو گیا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے متعلق پریشان کن خبروں کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا بلکہ اللہ کے فیصلے کے انتظار میں وہیں ٹھہرنے پر مجبور ہو گیا اور اللہ کا فیصلہ یہ تھا کہ یہ لشکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی پہلی مہم قرار پائے۔

---

[1] عیون الأثر: ۲/ ۳۵۰؛ بخاری، المغازی، باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامة بن زید: ۴۴۶۹؛ المغازی للواقدی: ۳/۱۱۱۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ، فَقُلْتُ: الصَّلَاةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((الصَّلَاةُ أَمَامَكَ)) فَرَكِبَ، فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ، فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيْرَهُ فِيْ مَنْزِلِهِ، ثُمَّ أُقِيْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّى، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا. [1]

حضرت کریب (عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ (جب) رسول اکرم ﷺ عرفات سے واپس پلٹے یہاں تک کہ گھاٹی میں پہنچے تو آپ ﷺ اترے اور پیشاب کیا، پھر وضو فرمایا اور پورا وضو نہیں کیا، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! نماز کا ارادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز آگے چل کر پڑھیں گے۔'' چنانچہ آپ ﷺ سوار ہوئے، پھر جب مزدلفہ پہنچے تو وضو فرمایا، اور پورا پورا وضو فرمایا، پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی، اور آپ نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر انسان نے اپنا اونٹ اپنے ٹھکانے میں بٹھا دیا، پھر عشا کے لیے اقامت ہوئی، اور آپ ﷺ نے عشا کی نماز پڑھی، اور ان کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔

[1] بخاری، الوضوء، باب إسباغ الوضوء: ۱۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ: آپ کا نام خالد بن زید بن کلیب ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی ان منتخب بزرگانِ مدینہ میں ہیں، جنہوں نے عقبہ کی گھاٹی میں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی تھی کبار صحابہ کرام میں سے ہیں، بدر میں شرکت کا اعزاز حاصل کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیال کی طرف سے رشتہ دار تھے۔ مدینہ میں آمد پر سب سے پہلی مہمان نوازی کا شرف انہیں حاصل ہوا۔ عہد رسالت سے عہد معاویہ تک جتنی بھی جنگیں ہوئیں سبھی میں شریک ہوئے۔ ۵۰ یا ۵۱ ہجری میں قسطنطنیہ کی لڑائی میں شرکت کے لیے نکلے اور وہیں انتقال ہوا۔ دیوار استنبول کے قریب مدفون ہوئے۔ [1]

[1] الاصابة، ت: ٢١٦٥؛ الاستيعاب، ت: ٦١٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

سب سے پہلی مہمانی کا شرف پانے والے

سب سے پہلی مہمانی کا شرف حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔ اس کا منظر کچھ اس طرح ہے: حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ہر کوئی جھگڑا کر رہا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر قدم رنجہ فرمائیں۔ یہ منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں بنو نجار کے محلے میں سواری سے اتروں گا، جو عبدالمطلب کے ننھیال ہیں۔" [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پھر جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچ گئے تو پوچھا: "ہمارے ننھیالی رشتہ داروں میں سے کس کا گھر یہاں سے قریب ہے؟"

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بولے:

اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں، میرا گھر اور میرا دروازہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے کہا:

"جاؤ! پھر ہمارے دوپہر کے آرام کا بندوبست کرو"۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

"اللہ کی برکت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں تشریف لے چلیں، اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔" [2]

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نادر مثال

صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام پذیر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نچلی منزل میں اور وہ اوپر والی منزل میں رہنے لگے۔ ایک رات حضرت

---

[1] مسلم، الزهد، باب فی حديث الهجرة ويقال حديث الرحل: ٧٥٢١۔ [2] صحيح بخاري، مناقب الأنصار، باب هجرة النبی ﷺ وأصحابه الى المدينة: ٣٩١١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوایوب رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نیچے ہیں اور ہم ان کے اوپر چل پھر رہے ہیں۔ اس سوچ کے تحت وہ کمرے کے ایک کونے میں ہو گئے اور ساری رات اسی کونے میں گزار دی۔ اگلے دِن اس واقعہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیچے ہی بہتر ہے۔ لیکن ابوایوب رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے رہیں اور میں چوبارے پر، ایسا نہیں ہوگا۔"

چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اوپر قیام پذیر ہو گئے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نیچے آ گئے۔ 1

میں بھی اس کو ناپسند کروں گا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تک ان کے مکان میں تشریف فرما رہے عموماً انصار یا خود حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روزانہ کھانا بھیجا کرتے تھے، کھانے سے جو کچھ بچ جاتا، آپ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیتے تھے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشان دیکھتے اور جس طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا ہوتا وہیں انگلی رکھتے اور کھاتے، ایک دفعہ کھانا واپس آیا تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول نہیں فرمایا۔ مضطربانہ خدمت اقدس میں پہنچے اور نہ کھانے کا سبب دریافت کیا: ارشاد ہوا: کھانے میں لہسن تھا اور میں لہسن پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: إنی أکرہ ما کرھت "جو آپ کو ناپسند ہو یارسول اللہ! میں بھی اس کو ناپسند کروں گا۔" 2

آپ رضی اللہ عنہ کا مصر کا سفر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کا زمانہ آیا، عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ ان کی طرف سے مصر کے گورنر تھے، حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے عہد امارت میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کو دومرتبہ سفر مصر کا اتفاق ہوا، پہلا سفر طلب حدیث کے لیے تھا، انہیں معلوم ہوا تھا کہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کسی خاص حدیث کی روایت کرتے ہیں، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ایک حدیث سننے کی خاطر مدنیہ منورہ سے روانہ ہو کر حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کی

---

1 صحیح مسلم، الأشربة، باب إباحة أکل الثوم......: ۱۷۱/ ۲۰۵۳۔

2 صحیح مسلم، الأشربة، باب إباحة أکل الثوم ......: ۱۷۱، ۲۰۵۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں مصر حاضر ہوئے۔ جب امیر مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے تو بڑے تپاک سے ملے۔ معانقہ کیا اور زحمت فرمانے کی وجہ پوچھی۔ فرمانے لگے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی۔ آج روئے زمین پر میرے اور عقبہ کے سوا دوسرا کوئی شخص موجود نہیں۔ جس نے یہ حدیث نبی کرام صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ آپ میرے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو مجھے عقبہ کے گھر تک پہنچا دے۔ جب عقبہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے تو انہوں نے گھر سے نکل کر معانقہ کیا اور آنے کی وجہ پوچھی۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے سبب بیان کیا۔ عقبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص نے مومن کے کسی عیب کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔'' ابوایوب رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آپ نے بجا فرمایا: پھر ابوایوب رضی اللہ عنہ اپنی ناقہ پر سوار ہو کر مدینہ لوٹ آئے۔ اور اس کا کجاوہ بھی نہ کھول پائے۔ اور جب امیر مسلمہ بن مخلد کا بھیجا ہوا قافلہ ان کی تلاش میں نکلا تو وہ عریش مصر کے مقام پر پہنچ چکے تھے۔ [1]

غزوۂ روم میں شرکت

دوسری بار غزوۂ روم میں شرکت کے ارادہ سے مصر تشریف لے گئے، فتح قسطنطنیہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشارت دے گئے تھے، امرائے اسلام منتظر تھے کہ دیکھیے یہ پیشین گوئی کس جانباز کے ہاتھوں پوری ہوتی ہے۔ شام کے دارالحکومت ہونے کے سبب سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کا سب سے زیادہ موقع حاصل تھا، چنانچہ ۵۲ھ میں انہوں نے روم پر فوج کشی کی یزید بن معاویہ اس لشکر کا سپہ سالار تھا، دیگر اصحاب کی طرح حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بھی اس پر جوش فوج کے ایک سپاہی تھے، مصر وشام وغیرہ ممالک اسلام کے الگ الگ دستے تھے۔ مصری فوج کے سرعسکر گورنر مصر مشہور صحابی حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک دستہ فضالہ بن عبید کے ماتحت تھا۔ ایک جماعت عبدالرحمن بن خالد بن ولید کے زیر قیادت تھی۔ رومی بڑے سروسامان سے لڑائی کے لیے تیار ہوئے اور ایک فوج گراں مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے بھیجی، مسلمانوں نے بھی مقابلہ کی تیاریاں کیں، ان کی

---

[1] معرفة علوم الحديث للحاكم، ص: ۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعداد بھی دشمنوں سے کم نہ تھی جوش کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک مسلمان رومیوں کی پوری پوری صف سے معرکہ آرا تھا، ایک صاحب کے جوش کی یہ کیفیت تھی کہ رومیوں کی صفوں کو چیر کر تنہا اندر گھس گئے، انہیں دیکھ کر عام مسلمانوں نے بیک آواز کہا کہ: یہ صریح آیت قرآن ﴿ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ﴾ ''اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو'' کے خلاف ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فوج کو مخاطب کر کے فرمایا: لوگو! تم نے اس آیہ شریفہ کے یہ معنی سمجھے؟ حالانکہ اس کا تعلق انصار کے ارادۂ تجارت سے ہے، اسلام کے امن و فراخی کے بعد انصار نے یہ ارادہ کیا تھا کہ گزشتہ سالوں میں جہاد کی مشغولیت کی وجہ سے ان کو جو نقصانات اٹھانے پڑے ہیں ان کی تلافی کی جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''پس ہلاکت جہاد میں نہیں، بلکہ ترک جہاد اور فراہمی مال میں ہے۔''

اسی سفر جہاد میں عام وبا پھیلی اور مجاہدین کی بڑی تعداد اس کی نذر ہوگئی، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بھی اس وبا میں بیمار ہوئے اور شہید ہوگئے تمام فوج نے ہتھیار سج کر رات کو لاش قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے دفن کی، نماز میں جس قدر مسلمان فوجی تھے شامل تھے۔ دفن کرنے کے بعد یزید نے قبر کے ساتھ کفار کی بے ادبی کے خوف سے اس کو زمین کے برابر کرادیا، صبح کو رومیوں نے مسلمانوں سے پوچھا کہ رات آپ لوگ کچھ مصروف نظر آتے تھے، بات کیا تھی؟ مسلمانوں نے کہا کہ ہمارے پیغمبر کے ایک بڑے جلیل القدر دوست نے وفات پائی ان کے دفن میں مشغول تھے لیکن جہاں ہم نے دفن کیا ہے تمہیں معلوم ہے اگر قبر کے ساتھ کوئی گستاخی تمہاری طرف سے روا رکھی گئی تو یاد رکھو اسلام کی وسیع الحدود حکومت میں کہیں ناقوس نہ بج سکے گا۔ [1]

الاستیعاب میں ہے کہ: جس وقت حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ، فوت ہوگئے تو عیسائیوں نے کہا کہ ہم اس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کریں گے اور اس کو ہم قبر سے نکالیں گے اس وقت یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ اسلامی فوجوں کا سپہ سالار تھا، اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی فوت ہوگئے ہیں اور ہم یہاں قسطنطنیہ کی سرزمین میں انہیں دفن کرنا چاہتے

[1] طبقات ابن سعد: ۳/ ۳۸۹ سیر الصحابة: ۳/ ٤/ ۱۰٤ تا ۱۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں لیکن اگر کہیں سے بھی میں نے سنا کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی لاش کی بے حرمتی کی گئی ہے تو کبھی کسی گرجے میں ناقوس نہیں بجایا جا سکے گا۔ یعنی کسی گرجے کو بھی سلامت نہیں رہنے دوں گا (اس پر عیسائی اپنے ارادے سے باز آ گئے۔) ❶

نمونہ

حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ، فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يُوَلِّهَا ظَهْرَهُ، شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا)) ❷

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی قضائے حاجت کے لیے جائے تو وہ قبلہ کی طرف رُخ نہ کرے اور نہ ہی اس کی طرف پشت کرے، (البتہ) مشرق یا مغرب کی طرف رخ کر لے۔''

---

❶ الاستیعاب: ٤ / ١٦٠٦۔ ❷ بخاری، الوضوء، باب لا تستقبل القبلة بغائط او بول إلا عند البناء، جدار او نحوه: ١٤٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوقتادہ السلمی رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ابوقتادہ السلمی رضی اللہ عنہ

ابوقتادہ کنیت، نام حارث بن ربعی ہے بڑے جلیل القدر صحابی رسول ہیں اور نسب الانصاری السلمی ہے۔ فارس (شہسوار) رسول اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ انصار سے تعلق کی وجہ سے انصار کہلائے۔ غزوہ احد اور بعد والی جنگوں میں شریک رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے بہت سی احادیث بھی مروی ہیں۔ بعض نے ان کی تعداد ۱۷۰ بتائی ہے۔ تاہم روایت حدیث میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے، جائے وفات میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ مدینے میں اور بعض نے کہا کہ کوفے میں ۵۴ ہجری کو فوت ہوئے۔ [1]

---

[1] طبقات ابن سعد: ٦/ ١٥؛ التاریخ لابن معین: ٢/ ٧٢٠؛ تاریخ خلیفة بن خیاط: ٩٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

میت کے قرض کی ادائیگی

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسی اثنا میں ایک جنازہ لایا گیا، لوگوں نے عرض کیا: اس پر نماز پڑھ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس پر کوئی قرض ہے؟'' ہم نے کہا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی پھر ایک دوسرا جنازہ لایا گیا، لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا اس پر کوئی قرض ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا: ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے کوئی چیز چھوڑی ہے۔'' لوگوں نے کہا: تین دینار تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی، پھر ایک تیسرا جنازہ لایا گیا تو لوگوں نے عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھ دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے کوئی چیز چھوڑی ہے؟'' لوگوں نے کہا: نہیں آپ نے فرمایا: ''اس پر قرض ہے؟'' لوگوں نے کہا: تین دینار، آپ نے فرمایا: ''تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو۔'' ابوقتادہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھیں میں اس کے قرض کا ذمہ دار ہوں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ [1]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے جب قرض کی ادائیگی کا ذمہ لے لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ فتح الباری میں ہے کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوقتادہ سے ملتے تو فرماتے: اے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ! تمہارے ان دو دیناروں کا وعدہ کیا ہوا؟ یہاں تک کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا کہ ان کو میں ادا کر چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب تم نے اس میت کے جسم کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔''

---

[1] بخاری، الحوالة، باب ان حال دین المیت علی رجل جاز: ۲۲۸۹؛ النسائی: ۱۹۶۳؛ احمد: ۴/ ۴۷؛ ابن ماجه: ۲/ ۷۵؛ الدارمی: ۲/ ۲۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے قرض معاف کر دیا

ایک مسلمان پر ان کا کچھ قرض تھا، جب یہ تقاضا کرنے جاتے تو وہ چھپ جاتا، ایک روز گئے تو اس شخص کے لڑکے سے معلوم ہوا کہ گھر میں بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں، پکار کر کہا، نکلو مجھے معلوم ہو گیا ہے اب چھپنا بیکار ہے، جب وہ آیا تو چھپ جانے کی وجہ پوچھی، اس نے کہا: بات یہ ہے کہ میں تنگدست ہوں، میرے پاس کچھ نہیں ہے اس کے ساتھ عیال دار بھی ہوں، پوچھا واقعی تمہارا حال خدا کی قسم! ایسا ہی ہے، بولا ہاں، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے اور اس کا قرض معاف کر دیا۔ [1]

اکثر خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت بھی حاصل ہوتی تھی، ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ پانی کی خبر لو ورنہ سویرے پیاسے اٹھو گے، لوگ پانی ڈھونڈنے نکل گئے، لیکن حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ مرکب نبوی کے ساتھ رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سو رہے تھے، جب آپ اونگھ میں کسی طرف جھکتے تو یہ بڑھ کر ٹیک لگا دیتے، ایک دفعہ گرنے کے قریب تھے انہوں نے ٹیک لگائی، آپ کی آنکھ کھل گئی، فرمایا: ''کون؟'' عرض کیا: ابو قتادہ، فرمایا: ''کب سے میرے ساتھ ہو؟'' کہا شام سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی

((حَفِظَكَ اللّٰهُ كَمَا حَفِظْتَ رَسُوْلَهُ)) [2]

''جس طرح تم نے میری نگہبانی کی، خدا تمہارا نگہبان رہے۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((اَللّٰهُمَّ احْفَظْ أَبَا قَتَادَةَ كَمَا حَفِظَ نَبِيَّكَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ)) [3]

''اے اللہ! ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) کی حفاظت فرما، جس طرح انہوں نے اس رات تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی۔''

---

[1] مسند احمد: ۲۲۶۲۳۔ [2] مسند احمد: ۲۲۵۴۶؛ مسلم: ۶۸۱، ۳۱۱۔

[3] مجمع الزوائد: ۹/ ۳۹۲، ۱۵۷۶۹؛ الطبرانی فی الصغیر: ۲/ ۱۵۲؛ کنز العمال: ۳۳۲۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں ہے کہ مشرکین نے آپ ﷺ پر حملہ کیا پس میں سوار ہوا اور انہیں پا کر شکست دے دی اور مسعدہ کو قتل کر دیا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو ان کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ، ثَلَاثًا)) 1

''اے اللہ! اسے بخش دے، آپ ﷺ نے یہ تین بار ارشاد فرمایا۔''

جانوروں پر رحم کی ایک مثال

فطرۃً نہایت رحیم تھے، جانوروں تک پر رحم کرتے تھے، ایک مرتبہ اپنے بھائی کے گھر گئے۔ بہو نے وضو کے لیے پانی رکھا، بلی آئی اور منہ ڈال کر پانی پینے لگی، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بھگانے کی بجائے برتن اس کی طرف جھکا دیا کہ خوب اچھی طرح پی لے، بہو کھڑی ہوئی یہ تماشا دیکھ رہی تھیں، کہا بیٹی اس میں تعجب کی کیا بات ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ نجس نہیں، وہ تو گھروں کی آنے جانے والی ہے۔'' 2

شکار کا بے حد شوق تھا ایک مرتبہ آپ ﷺ کے ہمراہ مکہ جا رہے تھے راستہ سے کچھ ساتھیوں کو لے کر نکل گئے، علاقہ پہاڑی تھا، ان کو پہاڑ پر تیزی سے چڑھنے کی مشق تھی، دوستوں کو لے کر پہاڑ پر تفریحاً چڑھے کہ ایک جانور نظر آیا، انہوں نے بڑھ کر دیکھا اور پوچھا بتاؤ کونسا جانور ہے؟ لوگوں نے کہا ہم ٹھیک نہیں بتا سکتے، بولے گورخر یعنی جنگلی گدھا ہے، پہاڑ چڑھتے وقت کوڑا بھول آئے تھے، ساتھیوں سے کہا میرا کوڑا لاؤ، یہ لوگ احرام باندھ چکے تھے، اس بنا پر شکار میں شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لیے خود نیزہ لے کر گورخر کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور اس کو شکار کر کے ساتھیوں کو آواز دی کہ اس کے اٹھانے میں ہاتھ بٹاؤ، لیکن اس میں بھی کسی نے مدد نہ کی، آخر خود اٹھا کر لائے، اور گوشت پکایا لوگوں کو کھانے میں بھی تامل ہوا۔ بعضوں نے کھایا اور بعض محترز رہے، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا! تھوڑی دیر میں بتاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ سے چل کر پوچھتا ہوں، چنانچہ جب آپ سے ملاقات ہوئی تو اس واقعہ

---

1 مجمع الزوائد: ۹/ ۳۹۲، ۱۵۷۷۰؛ الطبرانی فی الکبیر: ۳/ ۲۷۰؛ الطبرانی فی الصغیر: ۲/ ۱۵۲۔ 2 ابو داود، الطهارة، باب سؤر الهرة: ۷۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا: ''اس کے کھانے میں کیا مضائقہ ہے، خدا نے تمہارے ہی لیے بھیجا تھا، اگر کچھ باقی ہو تو میرے لیے لاؤ۔'' لوگوں نے پیش کیا، آپ نے صحابہ سے فرمایا: ''اس کو کھاؤ۔'' [1]

ابوقتادہ بہترین سوار ہیں

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر کے چند غطفانی چرواہوں نے اونٹوں کو اپنے قبضے میں کر لیا تو سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے رباح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدد طلب کرنے کے لیے بھیجا اور خود ان کے پیچھے لگ گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے پیچھے تین سوار بھیجے۔ اخرم اسدی، ابوقتادہ انصاری اور مقداد کندی۔

غطفانی چرواہوں نے جب ان تین چار سواروں کو دیکھا تو فرار ہو گئے لیکن اخرم کو شوق شہادت دامنگیر تھا۔ غطفانیوں کے پیچھے ہو لیے۔ آگے بڑھ کر ان میں اور عبدالرحمٰن غطفانی میں مقابلہ ہو گیا اور اخرم شہید ہو گئے۔ عبدالرحمٰن ان کا گھوڑا لے جانا چاہتا تھا کہ ابوقتادہ پہنچ گئے اور بڑھ کر نیزے کا وار کیا اور عبدالرحمٰن کا قصہ بھی پاک ہو گیا۔ یہاں سے لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصہ سن کر فرمایا:

((كَانَ خَيْرُ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ أَبُو قَتَادَةَ)) [2]

''آج ابوقتادہ بہترین سوار تھے۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، هُوَ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَ بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ، وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ، وَلَا يَتَمَسَّحْ

---

[1] صحيح بخاري، الذبائح والصيد، باب التصيد على الجبال: ٥٤٩٢۔

[2] صحيح مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة ذي قرد وغيرها: ١٨٠٧، ٣٢١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِيَمِيْنِهِ)) [1]

ہمیں معاذ بن فضالہ نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں: ہمیں ہشام الدستوائی نے حدیث بیان کی وہ یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب تم میں سے کوئی شخص (پانی) پیے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب وہ بیت الخلا آئے تو اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے ذکر کو نہ چھوئے، اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔“

[1] بخاری، الوضوء، باب: النھی عن الاستنجاء بالیمین (۱۵۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام عطیۃ الأنصاریہ رضی اللہ عنہا

تعارف سیدہ ام عطیہ الأنصاریہ رضی اللہ عنہا

سیدہ ام عطیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا فقیہہ، حافظہ، عالمہ اور فاضلہ خاتون تھیں۔ ان سے چالیس احادیث مروی ہیں اور ان میں چھ احادیث بخاری و مسلم میں ہیں۔ سیدہ ام عطیہ الأنصاریہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا اور تابعین میں سے محمد بن سیرین، ان کی ہمشیرہ حفصہ بنت سیرین، ام شرحبیل، علی بن الاقمر، عبدالملک بن عمیر اور اسماعیل بن عبدالرحمٰن نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ غزوۂ خیبر میں سیدہ ام عطیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا ان بیس خواتین میں شامل تھیں، جو جہاد کا اجر وثواب حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لیے روانہ ہوئیں۔ [1]

[1] الطبقات الکبریٰ: ۸/ ٤٥٦؛ سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۳۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

ام عطیہ رضی اللہ عنہا میدان جہاد میں

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا عہدِ رسالت کے سات معرکوں میں شریک ہوئیں۔ جن میں وہ مردوں کے لیے کھانا پکاتیں، ان کے سامان کی حفاظت کرتیں، مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ [1]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا خواتین کو غسل میت دینے والی

۸ھ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ام عطیہ اور چند عورتوں نے ان کو غسل دیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غسل دینے کی ترکیب بتائی۔ [2]

اس کے بعد یہ اکثر عورتوں کو غسل دیا کرتیں یا غسل دینے والی عورتوں کی رہنمائی کرتی تھیں۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا متبع رسول

خلافت راشدہ کے زمانے میں ان کا لڑکا کسی جنگ میں شریک تھا، وہ بیمار ہو کر بصرہ آیا، حضرت ام عطیہ کو مدینہ منورہ میں اطلاع ملی تو فوراً بصرہ کے لیے روانہ ہوئیں۔ مگر پہنچنے سے ایک دو دن قبل ہی بیٹا وفات پا گیا تھا۔ یہاں آ کر آپ نے بنو خلف کے قصر میں قیام کیا تیسرے روز انہوں نے خوشبو منگائی اور خوشبو لگانے کے بعد فرمایا کہ: خاوند کے علاوہ کسی اور شخص پر تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں۔ (اس کے بعد بصرہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی) [3]

---

[1] صحیح مسلم، الجہاد والسیر، باب النساء الغازیات یرضخ لهن: ۱۸۱۲۔

[2] صحیح بخاری، الجنائز، باب غسل المیت ووضوئه بالماء والسدر: ۱۲۵۳؛ صحیح مسلم، الجنائز، باب فی غسل المیت: ۳۶، ۹۳۹۔

[3] صحیح بخاری، الجنائز، باب احداد المرءة علی غیر زوجها: ۱۲۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا عالمہ فاضلہ خاتون تھیں

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو ایک مکان میں جمع کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دروازہ پر بھیجا کہ ان شرائط پر بیعت لیں کہ شرک نہ کریں گی، چوری اور زنا سے بچیں گی، اولاد کو قتل نہ کریں گی، کسی پر بہتان نہ باندھیں گی، اچھی باتوں سے انکار نہ کریں گی۔ حضرت ام عطیہ نے پوچھا کہ اچھی باتوں سے انکار کرنے کے کیا معنی ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نوحہ اور بین کرنا'' ❶

نمونہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَهُنَّ فِيْ غُسْلِ ابْنَتِهِ: ((ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا)) ❷

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کے غسل کے بارے میں عورتوں سے فرمایا: ''تم اس کی داہنی جانبوں اور وضو کی جگہوں سے شروع کرو۔''

---

❶ مسند أحمد: ٢٠٧٩٦۔ ❷ بخاری، الوضوء، باب التیمن فی الوضوء والغسل: ١٦٥؛ مسلم: ١٥٥٧۔٥٦١؛ الترمذی: ٩١١؛ النسائی: ١٨٦١؛ ابو داود: ٢٧٣٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ

ان کا اصل نام وہب بن عبداللہ العامری رضی اللہ عنہ تھا۔ آپ وہب الخیر کے نام سے معروف ہیں۔ آپ کا شمار صغار صحابہ میں ہوتا ہے، نبی اکرم رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت آپ قریب البلوغ تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ہم عمر تھے۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں علی بن الاقمر سلمہ بن کہیل اور آپ کے بیٹے عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ان کے سیکورٹی گارڈ اور معتمد خاص تھے۔ جب آپ منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو یہ منبر کے پاس کھڑے ہوتے۔ آپ سے پینتالیس احادیث مرفوعہ مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ۷۴ھ میں وفات پائی۔ [1]

[1] سیر أعلام النبلاء: ۳/ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

حکم رسول ﷺ کا احترام کرنے والے

آپ کے بیٹے حضرت عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ آپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ گوشت روٹی سے سیر ہو کر وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں ڈکار آرہے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ اپنے ڈکار روک لو، دنیا میں زیادہ سیر ہونے والا قیامت کے دن زیادہ بھوکا ہوگا۔ اس کے بعد ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے مرتے دم تک پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ اگر دوپہر کو کھا لیتے تو شام کا ناغہ کر لیتے اگر شام کو کھا لیتے تو دوپہر کا کھانا چھوڑ دیتے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ: هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ، أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ، أَوْ مَافِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ۔ قَالَ: قُلْتُ: فَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ، وَفِكَاكُ الْأَسِيْرِ، وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ۔ [2]

''ہمیں محمد بن سلام نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں: ہمیں وکیع نے خبر دی وہ سفیان سے اور وہ مطرف سے اور وہ شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی سے کہا: کیا تمہارے پاس کوئی

---

[1] سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول اللّٰہ ﷺ: ٢٤٧٨؛ الاستیعاب: ٤/ ١٦٢٠، ت: ٢٨٩١۔ [2] بخاری: ١١١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھی ہوئی چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ (میرے پاس) سوائے اللہ کی کتاب، ایک فہم جو ایک مسلمان آدمی کو دیا جاتا ہے اور جو کچھ اس صحیفے میں ہے، کچھ بھی نہیں۔ میں نے کہا: اس صحیفے میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس میں دیت کے احکام، قیدیوں کو آزاد کرنے اور کافر کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہ کیے جانے کے احکام ہیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا

سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا

حضرت ام قیس بنت محصن بن حرثان الاسدیہ رضی اللہ عنہا کا شمار صحابیات مطہرات میں ہوتا ہے۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں ابتدائی دور میں ہی اسلام قبول کر لیا، اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ آپ حضرت عکاشہ بن محصن کی ہمشیرہ ہیں، صحابہ کرام میں سے حضرت ابن معبد نے آپ سے حدیث روایت کی ہے اور تابعین میں سے عبیداللہ بن عبداللہ اور نافع مولیٰ حمنہ بنت شجاع جیسے ممتاز لوگوں نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ: أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ، لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ، إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَأَجْلَسَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ حِجْرِهِ، فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. [2]

''ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا چھوٹا بیٹا لے کر آئی، ابھی تک جس نے کھانا نہیں کھایا تھا (یعنی ابھی دودھ پیتا بچہ تھا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا اور اس پر محض بہا دیا (شدت کے ساتھ) نہیں دھویا۔''

---

[1] الاستیعاب: ۲/ ۱۳۳؛ اسد الغابۃ: ۳/ ۳۵۵، ۳۵۶۔

[2] بخاری، الوضوء، باب بول الصبیان: ۲۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام الدرداء رضی اللہ عنہا

تعارف ام الدرداء رضی اللہ عنہا

ام الدرداء دو تھیں، اور دونوں حضرت ابو درداء کے عقد نکاح میں آئیں لیکن جو بڑی تھیں وہ صحابیہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کے قول کے مطابق ان کا نام خیرہ تھا اور ابو حدرد اسلمی کی صاحبزادی تھیں۔ آپ نہایت عابدہ اور زاہدہ تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو درداء سے چند حدیثیں روایت کی ہیں ان کے شاگرد میمون بن مہران ہیں، جن کی سماعت پر جمہور کا اتفاق ہے، حضرت ابو درداء سے دو سال قبل شام میں وفات پائی یہ خلافت عثمان کا زمانہ تھا۔ [1]

---

[1] الاصابۃ: ۸/۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

وہ بڑی عاقلہ اور فاضلہ ہیں

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كَانَتْ مِنْ فُضَلَاءِ النِّسَاءِ وَعُقَلَائِهِنَّ وَذَوَاتِ الرَّأْيِ فِيهِنَّ. ❶

''وہ بڑی عاقلہ اور فاضلہ اور صاحب الرائے تھیں۔''

ام درداء نے دعا کی درخواست کر دی

امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا میں اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ:

حضرت صفوان حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لائے، وہ گھر پر موجود نہیں تھے اور آپ نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ وہ گھر میں نہیں ہیں اور میں نے سنا ہے کہ آپ اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں، حضرت صفوان نے جواب دیا ہاں میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں، تو ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

فَادْعُ لَنَا بِخَيْرٍ.

''ہمارے لیے خیر کی دعا کرنا۔''

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

((دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ وَعِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ آمِينَ)) ❷

''جب مسلمان اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے لیے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کے سر پر ایک فرشتے کو مقرر فرما دیتے ہیں اور جب یہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! اس کی اپنے

❶ الاصابة: ٨/ ٧٣۔ ❷ صحيح مسلم، الذكر والدعا: ٢٧٣٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی کے بارے میں دعا قبول فرما جو یہ نعمت مانگ رہا ہے اس کو بھی عطا فرما۔"

میرے میاں ہمیشہ دوستوں کے لیے دعا کرتے تھے

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے تین سو سے زائد دوست تھے اور آپ ان کا نام لے لے کر ان کے لیے دعائیں مانگا کرتے تھے، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے:

أَفَلَا أَرْغَبُ أَنْ تَدْعُوَلِيَ الْمَلَائِكَةُ۔ ❶

"کیا یہ بات مجھے خوش نہیں کرتی کہ میرے لیے فرشتے دعائیں کریں۔"

نمونہ

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِی قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَا أَغْضَبَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّونَ جَمِيعًا. ❷

"ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سالم سے سنا۔ کہا کہ میں نے ام الدرداء سے سنا، آپ نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) ابو درداء آئے، بڑے ہی خفا ہو رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ کیا بات ہوئی، جس نے آپ کو غضبناک بنا دیا۔ فرمایا، خدا کی قسم! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی کوئی بات اب میں نہیں پاتا۔ سوا اس کے کہ جماعت کے ساتھ یہ لوگ نماز پڑھ لیتے ہیں۔"

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۳۵۔ ❷ بخاری: ۶۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا

تعارف سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا

فاختہ نام، ام ہانی کنیت، ابو طالب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں ماں کا نام فاطمہ بنت اسد تھا، اس بنا پر حضرت علی، حضرت جعفر طیار اور ام ہانی رضی اللہ عنہا حقیقی بھائی بہن ہیں۔ ان کا ہبیرہ بن عمرو (بن عائذ) مخزومی سے نکاح ہوا۔ ۸ ھ میں جب مکہ فتح ہوا مسلمان ہوئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز ان کے مکان میں غسل کیا تھا، اور چاشت کی نماز پڑھی تھی، انہوں نے اپنے دو عزیزوں کو جو مشرک تھے پناہ دے دی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو پناہ دی، ان کا شوہر ہبیرہ فتح مکہ میں نجران بھاگ گیا تھا۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے ۴۶ حدیثیں مروی ہیں، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔ [1]

---

[1] اسد الغابۃ: (۷۱۶۵)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

آپ ﷺ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر

فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس کھانا ہے، جسے ہم کھا سکیں۔ تو اس نے عرض کی، یا رسول اللہ (ﷺ)! بس تھوڑا سا سرکہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسے ہمارے پاس لاؤ وہ گھر سالن سے خالی نہیں ہوتا جس میں سرکہ ہو۔'' [1]

ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں:

((مَا أَقْفَرَ مِنْ إِدَامٍ بَيْتٌ فِيهِ خَلٌّ)) [2]

''وہ گھر سالن سے خالی نہیں ہوتا جس میں سرکہ موجود ہو۔''

بہترین عورتوں میں ایک

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا تو اس نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں عمر رسیدہ ہو چکی ہوں اور میں عیال دار بھی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ)) [3]

''بہترین عورتیں جو اونٹ پر سوار ہوں۔''

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کا احترام

نبی کریم ﷺ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جایا کرتے، اس کے ہاں قیلولہ کرتے اس کا مشورہ قبول کرتے اور اس کی رائے کی مخالفت نہیں کیا کرتے تھے۔

---

[1] ترمذی، علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع: ٤٣٨٧۔

[2] صحیح الجامع: ٥٥٤٤۔ [3] صحیح الجامع: ٣٣٢٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کر رہے تھے اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے پردے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ میں نے سلام عرض کیا آپ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے عرض کیا: میں ام ہانی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ام ہانی کو خوش آمدید۔''

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل سے فارغ ہوئے، تو آپ نے آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم پر کپڑا لپیٹ رکھا تھا۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ کے بیٹے علی اس شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہیں جس کو میں نے پناہ دے رکھی ہے۔ یعنی ہبیرہ کے فلاں بیٹے کو میں نے پناہ دی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ)) [1]

''اے ام ہانی! جس کو تو نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔''

یہ چاشت کا وقت تھا۔

انہوں نے روزہ کھول لیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو جو عقیدت تھی، وہ اس سے ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے زمانہ میں ان کے مکان پر تشریف لائے اور شربت نوش فرمایا، اس کے بعد ان کو دیا (انہوں نے کہا میں روزہ سے ہوں لیکن آپ کا جوٹھا واپس نہیں کرنا چاہتی ہوں، بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے پی لیا اور پھر خود ہی عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں روزہ سے ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر روزہ رمضان کی قضا کا ہے تو کسی دوسرے دن یہ روزہ رکھ لینا اور اگر محض نفل ہے تو اس کی قضا کرنے یا نہ کرنے کا تم کو اختیار ہے۔ [2]

کمزوری دور کرنے کا وظیفہ

ایک مرتبہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اب میں بوڑھی ہو گئی ہوں

---

[1] بخاري، الصلاة: ٣٥٧۔

[2] مسند احمد: ٢٦٩١٠ فيه ضعف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چلنے پھرنے میں ضعف معلوم ہوتا ہے اس لیے ایسا عمل بتلایا جائے جس کو بیٹھے بیٹھے انجام دے سکوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وظیفہ بتلایا سبحان اللہ ایک سو مرتبہ الحمد للہ ایک سو مرتبہ، اللہ اکبر ایک سو مرتبہ اور لا الہ الا اللہ ایک سو مرتبہ کہہ لیا کرو۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللَّهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ، فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ ((فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ)) [2]

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے روایت کی۔ انہوں نے امام مالک سے، انہوں نے عمر بن عبید اللہ کے مولیٰ ابونضر سے کہ ام ہانی بنت ابی طالب کے مولیٰ ابومرہ نے انہیں بتایا کہ انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے سنا کہ میں فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے دیکھا کہ آپ غسل فرما رہے ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کر رکھا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون ہیں؟'' میں نے عرض کی کہ میں ام ہانی ہوں۔

---

[1] مسند احمد: ۲۶۹۱۱ والصحیحة: ۱۳۱۶۔

[2] بخاری، الغسل، باب التستر فی الغسل عند الناس: ۲۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نامور صحابی قاری قرآن تھے۔ سید القراء، سید الانصار کے القابات سے معروف ہوئے۔ ان کا تعلق خزرجی قبیلہ نجار کے خاندان بنو معاویہ سے تھا جنہیں بنو جدیلہ بھی کہا جاتا تھا۔ ان کا شمار انصار کے تعلیم یافتہ لوگوں میں ہوتا تھا۔ انہوں نے بیعت عقبہ ثانیہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مؤاخات قائم ہوئی تو وہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے بھائی بنے۔ وہ غزوات طائف تک تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ انہوں نے عہد صدیقی میں قرآن مجید کی تدوین کا اہم کام انجام دیا۔ خلافت فاروقی میں مجلس شوریٰ کے اہم رکن تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب نماز تراویح کی باجماعت قیام کا حکم دیا تو اس کی امامت آپ کے سپرد کی، انہیں قرآن کریم کے ساتھ غیر معمولی لگاؤ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جسے قرآن سننے کا ذوق ہو وہ ابی کے پاس جائے۔ انہوں نے ۳۰ھ یا ۳۲ھ میں وفات پائی اور خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ [1]

[1] اسد الغابة: ١/ ١٦٨؛ الاصابة، ت: ٣٢؛ الاستيعاب، ت: ٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

وہ خوشی سے رو پڑے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں تجھے ﴿لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ پڑھ کر سناؤں۔'' حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' حضرت ابی رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے۔ [1]

میں آپ پر کتنا درود پڑھوں۔۔؟

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عرض کیا: اے اللہ کے نبی! (میں نے جب سے درود پاک کی فضیلت سنی ہے تو) میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھوں۔ پس آپ فرمائیں کہ میں کتنا وقت لگاؤں۔۔؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا شِئْتَ))

جتنا تیری مرضی...... میں نے عرض کیا: اپنے وقت کا چوتھا حصہ آپ پر درود پڑھوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ))

تیری مرضی ہے، اگر زیادہ وقت لگائے تو تیرے لیے بہتر ہے...... میں نے عرض کیا: پھر میں آدھا وقت لگاؤں گا، آپ نے فرمایا: تیری مرضی اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے، میں نے عرض کیا:

اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِیْ کُلَّھَا.

اب تو میں سارا وقت آپ پر درود شریف پڑھتا رہوں گا......

---

[1] صحیح بخاری، المناقب، باب مناقب أبی رضی اللہ عنہ: ۳۸۰۹؛ مسلم: ۱۸۶۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ))

''تب تو تیرے دکھ اور غم دور کر دیئے جائیں گے اور تیرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' ❶

مسند احمد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذًا يَكْفِيْكَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَا اَهَمَّكَ مِنْ دُنْيَاكَ وَآخِرَتِكَ)) ❷

''تب تو اللہ تیرے دنیا و آخرت کے غموں پریشانیوں کو دور کر دے گا۔''

تمہارا علم تمہیں مبارک ہو

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِيْ اَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ اَعْظَمُ))

''اے ابو منذر! کیا تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے پاس قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟'' میں نے عرض کیا:

﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

((لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ اَبَا الْمُنْذِرِ)) ❸

''اے ابو منذر! تمہارا علم تمہیں مبارک ہو۔''

حضرت ابی رضی اللہ عنہ کا علمی مرتبہ

حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ایک آیت پڑھائی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو پوچھا تم نے یہ کس سے سیکھی، اس نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کا نام لیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو ساتھ لے کر ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور استفسار کیا، انہوں نے کہا میں نے رسول

---

❶ ترمذی، ابواب صفة القيامة، باب في الترغيب في ذكر الله وذكر الموت وفضل اكثار الصلوة على النبي صلی اللہ علیہ وسلم: ٢٤٥٧ حسن۔ ❷ مسند احمد: ٥/ ١٣٦۔

❸ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل سورة الكهف واية الكرسي: ٨١٠؛ سنن ابوداود: ١٤٦٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے منہ سے ایسا ہی سیکھا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید تحقیق کے لیے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کے منہ سے تم نے سیکھا ہے، جواب دیا ہاں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جملہ کو پھر دہرایا تیسری مرتبہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا، بولے واللہ یہ آیت خدا نے جبرئیل پر نازل کی تھی اور جبرئیل نے قلب محمد ﷺ پر نازل کی، اس میں خطاب اور اس کے بیٹے سے مشورہ نہیں لیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر ان کے گھر سے تکبیر کہتے ہوئے نکل گئے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو أَيُّوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَلَمْ يُنْزِلْ قَالَ: ((يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْأَةَ مِنْهُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي)) قَالَ أَبُوعَبْدِاللَّهِ الْغَسْلُ أَحْوَطُ، وَذَاكَ الآخِرُ، وَإِنَّمَا بَيَّنَّا لِاخْتِلَافِهِم. [2]

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے ہشام بن عروہ سے، کہا مجھے خبر دی میرے والد نے، کہا مجھے خبر دی ابوایوب نے، کہا مجھے خبر دی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ جب مرد عورت سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عورت سے جو کچھ اسے لگ گیا اسے دھو لے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے۔'' ابوعبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا: غسل میں زیادہ احتیاط ہے اور یہ آخری احادیث ہم نے اس لیے بیان کر دیں (تاکہ معلوم ہو جائے کہ) اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور پانی (سے غسل کر لینا ہی) زیادہ پاک کرنے والا ہے۔ (نوٹ: یہ اجازت ابتدا اسلام میں تھی بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا)۔

---

[1] کنز العمال: ۲/ ۶۰۵، ۴۸۵۷۔

[2] بخاری، الغسل، باب غسل ما یصیب من فرج المراۃ: ۲۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ

ابو برزہ کا نام نضلہ بن عبید یا خالد بن نضلہ اسلمی، دعوت اسلام کے ابتدائی زمانہ میں اسلام لائے، اسلام کے بعد جس قدر غزوات ہوئے سب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے، ابو برزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر مدینہ میں رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بصرہ میں رہنے لگے، جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، نہروان میں خارجیوں کا مقابلہ کیا، پھر خراسان کی فتوحات میں مجاہدانہ شریک ہوئے، ان کی مرویات کی مجموعی تعداد ۴۶ ہے۔ ان میں سے ۲۷ متفق علیہ ہیں، ان کے علاوہ ۲ میں بخاری اور ۴ میں مسلم منفرد ہیں، زمانہ وفات میں اختلاف ہے، بعض ۶۰ھ اور بعض ۶۵ھ بتاتے ہیں۔ [1]

[1] ابن سعد: ۱/ ۴؛ تهذيب التهذيب: ۱۰/ ۴۴۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

عبداللہ بن خطل کا قتل کردیا

فتح مکہ کے موقع پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دشمنان اسلام کے لیے عفو و درگزر کا اعلان فرما دیا تھا، چند معاندین جن کا عناد اور جن کی سرکشی حد سے بڑھی ہوئی تھی البتہ اس سے مستثنیٰ تھے، اور ان کا خون ہدر کردیا گیا تھا، ان میں ایک عبداللہ بن خطل تھا، یہ پہلے اسلام لا چکا تھا، مگر اپنے ایک مسلمان خادم کو قتل کر دیا، اور اسلامی عدالت کے قانون قصاص سے ڈر کر پھر مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا (زرقانی، فتح مکہ) اس کی دو طوائفیں تھیں جو بازاروں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو گاتی پھرتی تھیں۔ اس لیے جب مکہ فتح ہوا تو امان کے لیے خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر لٹک گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے کہا کہ وہ کعبہ کے غلاف کی پناہ میں ہے، آپ نے فرمایا اس کو قتل کردو، آقا کا اشارہ پاتے ہی ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔ [1]

حسن ظن اور اخوت کی نادر مثال

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ میں زہد و عفاف کا رنگ بہت نمایاں تھا، نہ کبھی بیش قیمت کپڑا پہنا اور نہ گھوڑے پر سوار ہوئے، گیروے رنگ کے دو کپڑوں سے ستر پوشی کرتے تھے، ان کے ایک معاصر عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیش قیمت کپڑا بھی پہنتے اور گھوڑے پر بھی سوار ہوتے تھے۔ ایک شخص نے ان دونوں کے درمیان پھوٹ ڈلوانے کے خیال سے عائذ رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا، ابوبرزہ کو دیکھئے، وہ لباس اور وضع قطع میں بھی آپ کی مخالفت کرتے ہیں، آپ خز (ایک بیش قیمت کپڑا) استعمال کرتے ہیں اور گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اور وہ ان دونوں چیزوں سے احتراز کرتے ہیں، لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کی اخوت لباس اور طرز معاشرت کے اختلاف سے بلند تھی، جواب دیا، اللہ ابوبرزہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، آج ہم میں ان کا رتبہ کا کون ہے، یہاں سے مایوس

---

[1] ابن سعد: ۱/ ٤؛ مسند احمد: ۱۹۸۰۲ حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر یہ شخص ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے کہا عائذ رضی اللہ عنہ کو دیکھیے، آپ کی وضع تک ان کو ناپسند ہے، گھوڑ سواری میں ہے، خز کا لباس زیب تن ہے، مگر یہاں بھی وہی جواب ملا کہ اللہ عائذ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، ہم میں ان کا ہم رتبہ کون ہے؟ 1

احترام نبوت کرنے والے

ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی قسم کا طنز و تمسخر برداشت نہیں کر سکتے تھے، عبیداللہ ابن زیاد کو حوض کوثر کے متعلق کچھ پوچھنا تھا، اس نے لوگوں سے پوچھا، حوض کوثر کے متعلق کون بتا سکتا ہے؟ انہوں نے ابو برزہ کا نام لیا، عبیداللہ نے ان کو بلا بھیجا یہ گئے، اس نے آتے دیکھا تو بہ سبیل استہزاء کہا کہ یہ تمہارے محمدی ساتھی ہیں؟ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے برہمی سے جواب دیا: خدا کا شکر ہے کہ میں ایسے زمانہ تک زندہ رہا جس میں شرف صحبت پر عار دلایا جاتا ہے، اور اس برہمی کی حالت میں تخت پر بیٹھ گئے، عبیداللہ نے اپنا سوال پیش کیا، انہوں نے جواب دیا کہ جو شخص اس (حوض کوثر) کو جھٹلائے گا، وہ نہ اس کے پاس جانے پائے گا اور نہ خدا اس کو اس سے سیراب کرے گا یہ کہا اور اٹھ کے چلے آئے۔ 2

نمونہ

حَدَّثَنَا حَفصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِی الْمِنْهَالِ عَنْ أَبِی بَرْزَةَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُصَلِّی الصُّبْحَ وَأَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيسَهُ، وَيَقْرَأُ فِيهَا مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ، وَيُصَلِّی الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَالْعَصْرَ وَأَحَدُنَا يَذْهَبُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ ثُمَّ يَرْجِعُ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِی الْمَغْرِبِ، وَلَا يُبَالِی بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ-ثُمَّ قَالَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ- وَقَالَ مُعَاذٌ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِيتُهُ مَرَّةً فَقَالَ أَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ. 3

---

1 ابن سعد: ٤/ ٢٢٤۔ 2 ابن سعد: ٤/ ٢٢٤۔

3 بخاری، الصلاۃ، باب وقت الظهر عند الزوال: ٥٤١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا ابوالمنہال کی روایت سے، انہوں نے ابو برزہ (نضلہ بن عبید رضی اللہ عنہ) سے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب ہم اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو پہچان لیتے تھے۔ صبح کی نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ سے سو تک آیتیں پڑھتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔ اور عصر کی نماز اس وقت کہ ہم مدینہ منورہ کی آخری حد تک (نماز پڑھنے کے بعد) جاتے لیکن سورج اب بھی تیز رہتا تھا۔ نماز مغرب کا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو وقت بتایا تھا وہ مجھے یاد نہیں رہا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز کو تہائی رات تک دیر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، پھر ابوالمنہال نے کہا کہ آدھی رات تک (موخر کرنے میں) کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ اور معاذ نے کہا کہ شعبہ نے فرمایا کہ پھر میں دوبارہ ابوالمنہال سے ملا تو انہوں نے فرمایا یا تہائی رات تک۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوامامہ انصاری رضی اللہ عنہ

تعارف ابوامامہ رضی اللہ عنہ

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن سہل بن حنیف انصاری ہے۔ آپ ﷺ نبی کریم ﷺ کی زندگی ہی میں پیدا ہوئے لیکن آپ ﷺ سے سماعت نہ کر سکے۔ اس لیے یہ صحابی ہونے کے باوجود مرسل ہی روایت کرتے ہیں جبکہ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، عبداللہ بن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم و دیگر صحابہ سے متصل روایت کرتے ہیں اور آپ سے آپ کے بیٹے سہل اور محمد کے علاوہ عثمان بن حنیف، امام زہری اور یحییٰ بن سعید وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں گھٹی دی اور نام رکھا۔ انہوں نے ۱۰۰ھ میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] التهذيب التهذيب: ١/٢٥١، ت: ٤٩٨؛ الجرح والتعديل: ٢/ ٣٤٤؛ سير أعلام النبلاء: ٣/ ٥١٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کے لیے دعا فرمائی جو زنا کی اجازت مانگ رہا تھا کہ:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ وَحَصِّنْ فَرْجَهٗ)) [1]

''اے اللہ! اس کے گناہ معاف فرما اور اس کے دِل کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کو محفوظ رکھ۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ يَقُولُ صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ الظُّهْرَ، ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَقُلْتُ يَا عَمِّ، مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرُ، وَهٰذِهِ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الَّتِي كُنَّا نُصَلِّي مَعَهُ۔

''ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہمیں عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابو بکر بن عثمان بن سہل بن حنیف نے خبر دی، انہوں نے کہا: میں نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ (سعد بن سہل) سے سنا، وہ کہتے تھے کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر ہم نکل کر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ اے مکرم چچا! یہ کون سی نماز آپ نے پڑھی ہے۔ فرمایا کہ عصر کی اور اسی وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی یہ نماز پڑھتے تھے۔'' [2]

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ٥/ ٧٠؛ جمع الجوامع: ٤٢٧٥؛ مسند احمد: ٢٢٢١١ صحیح۔

[2] بخاری، مواقیت الصلاۃ، باب وقت العصر: ٥٤٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ

تعارف ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ

ابوحمید ساعدی کا نام عبدالرحمٰن بن سعد بن منذر آپ قبیلہ خزرج کے خاندان ساعدہ سے ہیں، والدہ بھی اسی قبیلہ سے تھیں، ان کا نام امامہ بنت ثعلبہ ہے آپ نے (غالباً) ہجرت کے بعد اسلام قبول کیا۔ احد اور مابعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، وادی القریٰ اور تبوک کی شرکت خود ان کی روایت سے ثابت ہوتی ہے۔ آپ نے ایک لڑکا چھوڑا، منذر نام تھا۔ آپ بہت بڑے فقیہ تھے۔ ان کے سلسلہ سے ۲۶ حدیثیں مروی ہیں، حضرت جابر بن عبداللہ، عروہ ابن زبیر، عباس بن سہل، محمد بن عمرو بن عطاء، خارجہ بن ثابت، عبدالملک بن سعید بن سوید، عمرو بن سلیم زرقی، اسحاق بن عبداللہ بن عمرو، سعید بن منذر (پوتے تھے) عبدالرحمٰن بن سعید جیسے اکابران سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ روایت حدیث میں سخت محتاط تھے، ایک مرتبہ ایک حدیث بیان کی تو فرمایا: ((سَمِعَ اُذُنِیْ اَبْصَرَ عَیْنِیْ وَسَلُوْا زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ)) ''اس واقعہ کو میرے کان نے سنا اور آنکھ نے دیکھا، اس کو زید بن ثابت سے پوچھ سکتے ہو۔'' امیر معاویہ کے آخر عہد خلافت یا یزید کے ابتدائی دور حکومت میں وفات پائی۔ [1]

[1] اسد الغابة: ٦/ ٧٥؛ مسند احمد: ٢٣٥٩٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کے تمام اوصاف میں سے خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نمایاں ہے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خالص دودھ جس کو خوب سرد کیا تھا پیالہ میں لے کر آئے، لیکن کھلا لائے تھے، ارشاد ہوا اس کو ڈھانپ کے لاتے خواہ لکڑی ہی رکھ کر۔ [1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں دکھاتا ہوں

محمد بن عمرو بن عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو سنا، انہوں نے اصحاب رسول میں سے دس افراد کی جماعت میں کہا...... اور ان میں ابو قتادہ بھی تھے...... کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق تم سب سے زیادہ جانتا ہوں، انہوں نے کہا کیسے؟ قسم اللہ کی! تم کوئی ہم سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے تو نہیں ہو، یا ہماری طرح قدیم الصحبت تو نہیں ہو، انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اچھا تو بیان کرو، (ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ) نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتی کہ وہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے، پھر (اللہ اکبر) کہتے، حتی کہ ہر ہڈی اپنے جوڑ پر ٹھیک طرح ٹک جاتی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قراءت فرماتے پھر (اللہ اکبر) کہتے، اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، حتی کہ دونوں کندھوں کے برابر آجاتے، پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور اعتدال وسکون سے رکوع کرتے نہ سر کو جھکاتے اور نہ اوپر اٹھائے ہوئے ہوتے، پھر رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے حتی کہ

---

[1] مسند أحمد: ١٤١٣٧ صحيح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کندھوں کے برابر آجاتے ...... اور خوب اعتدال وسکون سے کھڑے ہوتے، پھر (اللہ اکبر) کہتے اور زمین کی طرف جھکتے اور (سجدے میں) اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے۔ پھر اپنا سر اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو موڑ لیتے، اور اس کے اوپر بیٹھ جاتے حتی کہ ہر ہڈی اپنے اپنے جوڑ پر لوٹ آتی، پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے، پھر جب دو رکعتوں سے تیسری کے لیے اٹھتے، تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے حتی کہ دونوں کندھوں کے برابر آجاتے، جیسا کہ نماز کے شروع میں کرتے تھے، پھر بقیہ نماز میں اسی طرح کرتے حتی کہ جب اس سجدہ میں ہوتے جس میں سلام کہنا ہوتا، (تو تشہد) میں اپنے بائیں پاؤں کو آگے کر دیتے اور بائیں سرین کے حصے پر بیٹھ جاتے۔ ان سب صحابہ نے کہا آپ نے سچ فرمایا: آپ ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔" [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَتَشَهَّدَ وَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ تَابَعَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، تَابَعَهُ الْعَدَنِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ فِي أَمَّا بَعْدُ. [2]

"ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خبر دی، انہوں

[1] سنن ابو داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة: ٧٣٠؛ سنن ترمذی، باب ما جاء فی وصف الصلاة وباب منه: ٣٠٤؛ سنن ابن ماجه: ١١١٠؛ ابن خزيمة: ٨٨٨؛ ابن حبان: ٤٤٢۔ [2] بخاری، الجمعة: ٩٢٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا کہ مجھے عروہ نے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا کے بعد کھڑے ہوئے۔ پہلے آپ نے کلمہ شہادت پڑھا، پھر اللہ تعالیٰ کے لائق اس کی تعریف کی، پھر فرمایا: امابعد! زہری کے ساتھ اس روایت کی متابعت ابومعاویہ اور ابواسامہ نے ہشام سے کی، انہوں نے اپنے والد عروہ سے اس کی روایت کی، انہوں نے ابوحمید سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا امابعد! اور ابوالیمان کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن یحییٰ نے بھی سفیان سے روایت کیا۔ اس میں صرف امابعد ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا احنف بن قیس تمیمی رضی اللہ عنہ

تعارف احنف بن قیس تمیمی رضی اللہ عنہ

احنف ان کا لقب تھا نام صخر بن قیس تمیمی رضی اللہ عنہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر آپ کی زیارت نہ کر پائے، ظہور اسلام پر بنو تمیم نے اسلام پر توجہ نہیں دی تھی۔ احنف ہی نے انہیں قبول اسلام پر مائل کیا۔ وہ بصرہ کے اولین باشندوں میں سے تھے۔ انہوں نے قم، کاشان اور اصفہان کی تسخیر میں نمایاں حصہ لیا اور ہرات، مرو، بلخ اور دوسرے علاقے فتح کیے۔ وہ جنگ جمل میں غیر جانبدار رہے، مگر جنگ صفین میں علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑے۔ ۷۲ھ/۶۹۱ء میں جب وہ مصعب بن زبیر کی فوج میں شامل ہو کر مختار ثقفی کذاب پر حملہ کرنے کو نکلے جا رہے تھے تو راستے میں ان کا انتقال ہو گیا۔ بنو امیہ ان سے سیاسی مشورے لیتے رہتے تھے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُالأَعْلَى حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلاَءِ عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَسْتُ۔ وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلاَءِ بْنُ الشِّخِّيرِ أَنَّ الأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى مَلإٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَجَاءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعَرِ وَالثِّيَابِ وَالْهَيْئَةِ حَتَّى قَامَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بَشِّرِ الْكَانِزِينَ بِرَضْفٍ يُحْمَى عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، ثُمَّ يُوضَعُ عَلَى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفِهِ،

---

[1] اسد الغابة: ۱/ ۱۷۸؛ طبقات ابن سعد: ۷/ ۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيُوضَعُ عَلَى نُغْضِ كَتِفِهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيِهِ يَتَزَلْزَلُ، ثُمَّ وَلَّى فَجَلَسَ إِلَى سَارِيَةٍ، وَتَبِعْتُهُ وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، وَأَنَا لاَ أَدْرِي مَنْ هُوَ فَقُلْتُ لَهُ لاَ أُرَى الْقَوْمَ إِلاَّ قَدْ كَرِهُوا الَّذِي قُلْتَ. قَالَ إِنَّهُمْ لاَ يَعْقِلُونَ شَيْئًا. [1]

''ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے سعید جریری نے ابوالعلاء یزید سے بیان کیا ان سے احنف بن قیس نے انہوں نے کہا کہ میں بیٹھا تھا (دوسری سند) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالصمد بن عبدالوارث نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا: انہوں نے کہا مجھ سے سعید جریری نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابوالعلاء بن شخیر نے بیان کیا، ان سے احنف بن قیس نے بیان کیا کہ میں قریش کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں سخت بال، موٹے کپڑے اور پراگندہ حالت میں ایک شخص آیا اور کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا کہ خزانہ جمع کرنے والوں کو اس پتھر کی بشارت ہو جو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس کی چھاتی کی بھٹنی پر رکھ دیا جائے گا جو مونڈھے کی طرف سے پار ہو جائے گا۔ اس طرح وہ پتھر برابر ڈھلکتا رہے گا۔ یہ کہہ کر وہ صاحب چلے گئے اور ایک ستون کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ چلا اور ان کے قریب بیٹھ گیا۔ اب تک مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کی بات قوم نے پسند نہیں کی۔ انہوں نے کہا یہ سب تو بیوقوف ہیں۔''

[1] بخاری، الزکاۃ، باب ما ادی زکاته فلیس بکنز: ۱۴۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا

تعارف ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا

حضرت ام الفضل کا نام لبابہ بنت حارث بن حزن رضی اللہ عنہا ہے آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس تشریف لاتے تھے اور قیلولہ کیا کرتے تھے۔ یہی وہ خاتون ہیں جنہوں نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی جو آخری نماز پڑھائی اس میں سورہ والمرسلات پڑھی تھی۔ ۳۰ ۱ احادیث روایت کی ہیں۔ والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا اور قبیلہ کنانہ سے تھیں، لبابہ کی حقیقی اور اخیافی کئی بہنیں تھیں، جو خاندان ہاشم اور قریش کے دوسرے معزز گھرانوں میں منسوب تھیں، چنانچہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو، لبابہ حضرت عباس (عم رسول اللہ) کو سلمیٰ حضرت حمزہ (عم رسول اللہ) کو اور اسماء حضرت جعفر طیار (برادر حضرت علی) کو منسوب تھیں، اسی بنا پر ان کی والدہ (ہند بنت عوف) رضی اللہ عنہم کی نسبت مشہور ہے کہ سسرالی قرابت میں ان کا کوئی نظیر نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۳۰ احادیث مروی ہیں، ام الفضل رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی، اس وقت عباس رضی اللہ عنہ زندہ تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ [1]

---

[1] اسد الغابۃ: (۷۲۵۲)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا کے ایمان کی گواہی

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْأَخَوَاتُ الْأَرْبَعُ مُؤْمِنَاتٌ: أُمُّ الْفَضْلِ وَمَيْمُوْنَةُ، وَأَسْمَاءُ وَسَلْمٰى)) [1]

"چاروں بہنیں مومن ہیں: "ام الفضل، میمونہ، اسماء اور سلمٰی (رضی اللہ عنہن)۔"

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئیں اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ام الفضل کی حقیقی ہمشیرہ تھیں۔

عظیم اولاد کی ماں

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اکثر اولاد ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئی، اور چونکہ سب بیٹے نہایت قابل تھے اس لیے بڑی خوش قسمت سمجھی جاتی تھیں، فضل، عبداللہ، معبد، عبیداللہ، قثم، عبدالرحمٰن اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہم ان ہی کی یادگاریں ہیں، ان میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عبیداللہ رضی اللہ عنہ آسمان علم کے مہر و ماہ تھے۔

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کا خواب اور تعبیر

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا اور وہ اس کی تعبیر معلوم کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ کے جسم کا ایک حصہ میرے گھر میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آپ نے اچھا خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور تم اسے اپنے بیٹے قثم کے ساتھ دودھ پلاؤ گی۔" سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا یہ خوشخبری سن کر گھر سے باہر نکلی تھوڑے عرصے کے بعد حسین بن علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ام

---

[1] صحیح الجامع الصغیر: ٢٧٦٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفضل رضی اللہ عنہا نے اس کی کفالت اپنے ذمے لے لی۔ سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ایک دن حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئی تو آپ اس سے پیار کرنے لگے اور اسے چومنے لگے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ام الفضل! ذرا بیٹے کو پکڑیں اس نے مجھ پر پیشاب کر دیا ہے۔'' وہ کہتی ہیں کہ میں نے اسے پکڑا اور اس کو چٹکی کاٹی تو وہ رو پڑا۔ میں نے اسے کہا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کر کے انہیں تکلیف دی ہے۔ جب بچہ رونے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تو نے میرے بیٹے کو رلا کر مجھے تکلیف دی ہے۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور کپڑوں پر چھینٹے مار دیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر لڑکا پیشاب کرے تو چھینٹے مار دیا کرو اور اگر لڑکی پیشاب کرے تو کپڑے کو دھو لیا کرو۔'' [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَالِمٌ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ شَكَّ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَعَثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ. [2]

''ہمیں بیان کیا علی بن عبداللہ نے، ہمیں بیان کیا سفیان نے وہ زہری سے وہ سالم سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ام فضل کے غلام سے وہ ام فضل سے بیان کرتے ہیں کہ (ام الفضل رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج بھی کیا ہے، چنانچہ حجۃ الوداع میں) جب لوگوں کو عرفہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صائم ہونے کی نسبت شبہ ہوا اور ان کے پاس آ کر ذکر کیا، تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ دودھ بھیجا، آپ چونکہ روزہ سے نہ تھے۔ دودھ پی لیا اور لوگوں کو تشفی ہو گئی۔''

---

[1] طبقات ابن سعد: ٨/ ٢٧٩، ٢٧٨؛ سنن الترمذی: ٣٧٥ حسن۔

[2] بخاری، الحج، باب صوم یوم عرفة: ١٦٥٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ

عویمر نام، ابودرداء کنیت، قبیلہ خزرج کے خاندان عدی بن کعب سے ہیں۔ والدہ کا نام محبہ تھا۔ جو ثعلبہ بن کعب کے سلسلہ سے وابستہ تھیں، بعثت نبوی کے زمانہ میں تجارت کسب معاش کا ذریعہ تھا لیکن جب یہ شغل عبادت میں خلل انداز ہوا تو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہا، ۲ ہجری میں مشرف باسلام ہوئے، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے جو روایات احادیث میں مدون ہیں، ان کی تعداد ۱۷۹ ہے، جن میں سے بخاری میں ۱۳ اور مسلم میں ۸ ہیں۔ [1]

[1] الاصابة: (٦١٣٢)(٤/٦٢١)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

ابودرداء رضی اللہ عنہ حدیث سناتے ہیں

حضرت کثیر ابن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق (شام) کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے آپ کے پاس ایک حدیث کے لیے آیا ہوں جس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسے آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کرتے ہیں۔ آپ کے پاس میرے آنے کی اس کے علاوہ اور کوئی غرض نہیں ہے (یہ سن کر) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے یہ سنا کہ جو آدمی کسی راستہ کو (خواہ لمبا ہو یا مختصر) علم دین حاصل کرنے کے لیے اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کے راستے پر چلاتا ہے اور فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لیے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں اور عالم کے لیے ہر وہ چیز جو آسمانوں کے اندر ہے (یعنی فرشتے) اور جو زمین کے اوپر ہے (یعنی جن وانس) اور مچھلیاں جو پانی کے اندر ہیں دعائے مغفرت کرتی ہیں۔

((وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ)) [1]

''اور عابد پر عالم کو ایسی ہی فضیلت ہے جیسے کہ چودھویں کا چاند تمام ستاروں پر فضیلت رکھتا ہے اور علما انبیا کے وارث ہیں۔ انبیا وراثت میں دینار درہم نہیں چھوڑ کر گئے ہیں، ان کا ورثہ علم ہے لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے کامل حصہ پایا۔''

---

[1] سنن ابوداود، العلم، باب الحث علی طلب العلم: ٣٦٤١؛ مسند احمد: ٢٢٠٥٨؛ جامع ترمذی: ٢٦٨٢؛ سنن ابن ماجه: ٢٢٣؛ درامی: ٣٤٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ اپنے دینی بھائی کے ساتھ

ایک دفعہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان سے ملنے ان کے گھر گئے، یہ دونوں مواخاۃ کے قاعدے سے بھائی بھائی تھے، بھاوج کو دیکھا تو نہایت معمولی وضع پایا، سبب پوچھا تو نیک بی بی نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی (ابوالدرداء رضی اللہ عنہ) دنیا سے بے نیاز ہو گئے ہیں، ان کو اب ان چیزوں کی کچھ پروا نہیں، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ آئے سلمان کو مرحبا کہا اور کھانا پیش کیا: سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ بھی آیئے، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو روزے سے ہوں، سلمان رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا: آپ کو میرے ساتھ کھانا ہو گا ورنہ میں بھی نہ کھاؤں گا، رات کو سلمان نے انہی کے مکان میں قیام کیا، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نماز کے لیے اٹھے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے روک لیا، اور فرمایا: بھائی آپ پر خدا کا بھی حق ہے، بیوی کا بھی اور اپنے بدن کا بھی، آپ کو ان سب کا حق ادا کرنا چاہیے۔ صبح کا تڑکا ہوا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ابودرداء کو جگایا اور کہا اب اٹھو۔ دونوں بزرگوں نے نماز پڑھی، اس کے بعد ادائے دوگانہ کے کے لیے مسجد نبوی گئے، حضرت ابودرداء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلمان نے ٹھیک کہا، وہ تم سے زیادہ سمجھدار ہیں۔'' [1]

جھوٹ بولنا بہت بری بات ہے

یوسف بن عبداللہ بن سلام ان کے پاس شام گئے، سفر کا مقصد تحصیل علم تھا، یہ وہ ساعت تھی جب حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ مرض الموت میں گرفتار تھے، یوسف سے پوچھا کیسے آئے؟ انہوں نے کہا آپ کی زیارت کو، یوسف نے یہ بات چونکہ واقعہ کے خلاف کہی تھی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جھوٹ بولنا بڑی بری بات ہے، لیکن جو شخص استغفار کر لے تو معاف ہو جاتا ہے۔ [2]

ظلم سے برأت کا اعلان

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو شام سے جلاوطن کر دیا، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ

---

[1] صحیح بخاری، الصیام، باب من اقسم علی اخیہ ــــ الخ: ١٩٦٨۔

[2] مسند احمد: ٢٧٥٤٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو راستہ میں خبر ملی تو دس مرتبہ انا للہ پڑھا، اور کہا کہ اب ان لوگوں کا بھی انتظام کرو، جیسا کہ اصحاب ناقہ کے بارہ میں کہا گیا تھا۔ اس کے بعد نہایت جوش میں فرمایا، خدایا ان لوگوں نے ابوذر کو جھٹلایا لیکن میں نہیں جھٹلاتا ہوں، لوگوں نے ان کو متہم کیا، لیکن میں نہیں کرتا، اور ان لوگوں نے ان کو خارج البلد کیا، لیکن میں نے اس رائے میں شرکت نہیں کی، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے برابر کسی کو زمین پر نہیں سمجھتے تھے، اور ان کے برابر کسی سے روا نہ رکھتے تھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابودرداء کی جان ہے! اگر ابوذر میرا ہاتھ بھی کاٹ ڈالیں تو بھی میں ان سے بغض نہ رکھوں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور میں نے سنا تھا کہ:

((مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِیْ لَهْجَةٍ اَصْدَقَ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ)) [1]

"آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچا کوئی نہیں۔"

خوف الٰہی رکھنے والے

ایک روز مکان میں تشریف لائے۔ چہرہ سے غیظ وغضب عیاں تھا، بیوی نے پوچھا کیا حال ہے؟ فرمایا خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی ایک بات بھی باقی نہیں رہی۔ لوگوں نے سب کو چھوڑ دیا، صرف نماز با جماعت پڑھتے ہیں۔ [2]

آخری لمحات

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ مسافرانہ زندگی بسر کرتے تھے، ہجرت کا بتیسواں سال تھا کہ یہ مسافر کاروان سرائے عالم سے وطن مالوف کو سدھارا، وفات کا واقعہ عجیب حسرت ناک تھا، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ گریہ وزاری میں مصروف تھے، ام درداء (بیوی کا نام ہے) نے کہا آپ صحابی ہو کر روتے ہیں؟ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہ روؤں، نا معلوم گناہوں سے کیونکر چھٹکارا ہو، اسی حالت میں بلال کو بلایا، اور فرمایا دیکھو! ایک دن تم کو بھی یہ

---

[1] مسند احمد: ٢١٧٢٤ حسن لغيره۔

[2] مسند احمد: ٢١٧٠٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ پیش آنا ہے، اس دن کے لیے کچھ کر رکھنا، موت کا وقت قریب آیا تو جزع وفزع کی کوئی انتہاء نہ تھی، ایمان کے متعلق کہا گیا ہے کہ خوف ورجاء کے درمیان ہوتا ہے، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ پر خوف الٰہی کا نہایت غلبہ تھا، بیوی کے جو پاس بیٹھی تسکین دے رہی تھیں کہا تم موت کو محبوب رکھتے تھے، پھر اس وقت پریشانی کیوں ہے؟ فرمایا یہ سچ ہے لیکن جس وقت سے موت کا یقین ہوا سخت پریشانی ہے، یہ کہہ کر روئے، پھر فرمایا یہ میرا اخیر وقت ہے، کلمہ بڑھاؤ چنانچہ لوگ کلمہ کی تلقین کرتے رہے، اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اس کو دہراتے رہے، یہاں تک کہ روح مطہر نے آخری سانس لی۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عُبَيْدِاللّٰهِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ حَارٍّ حَتَّى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ، وَمَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَابْنِ رَوَاحَةَ. [2]

”ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا، ان سے ابوعبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن عبیداللہ نے بیان کیا، اور ان سے ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے۔ دن انتہائی گرم تھا۔ گرمی کا یہ عالم تھا کہ گرمی کی سختی سے لوگ اپنے سروں کو پکڑ لیتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی شخص روزے سے نہیں تھا۔“

---

[1] اسدالغابة: ٤/٣٠٦۔ [2] بخاري، الصوم: ١٩٤٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی قرشی ہے۔ والدہ کا نام برہ بنت عبدالمطلب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دونوں کے رضاعی بھائی تھے۔ ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ نے انہیں اپنا دودھ پلایا تھا۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبیدہ بن حارث، حضرت ارقم بن ابی ارقم اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم ایک ساتھ ایمان لائے تھے، ہجرت اپنی اہلیہ کے ساتھ کی، غزوہ بدر میں شریک ہوئے، اور غزوہ احد میں زخمی ہوئے۔ زخم پہلے تو درست ہوگیا، مگر پھر جاری ہوگیا۔ ۴ھ جمادی الاولیٰ میں وفات پائی۔ شوال میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حرم نبوی میں داخل فرمالیا۔ وفات کے وقت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے آنکھیں بند کیں، اور ان کی مغفرت کی دعا مانگی۔ [1]

---

[1] اسد الغابۃ: ۵/ ۲۸۱؛ زرقانی: ۳/ ۲۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

سب سے پہلے مہاجر تھے

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سرزمین حبش کی دونوں ہجرتوں میں شریک تھے، ان کی بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی رفیق سفر تھیں، پھر حبش سے واپس آ کر عازمِ مدینہ ہوئے، بخاری کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب سے پہلے مہاجر تھے جو وارد یثرب ہوئے، لیکن دوسری روایت میں اوّلیت کا سہرا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے سر باندھا گیا ہے، علامہ ابن حجر ان دونوں میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''(حضرت) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جب حبش سے مکہ واپس آئے تو مشرکین نے پھر ان کو ہدفِ اذیت بنایا، اس بنا پر ان کا مدینہ آنا مشرکین کے خوف سے تھا، مستقل ہجرت کا ارادہ نہ تھا، برخلاف اس کے (حضرت) مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اس وقت پہنچے جب کہ مستقل ہجرت کا حکم ہو چکا تھا، اس لیے ان دونوں روایتوں میں باہم تخالف نہیں ہے۔''

بہر حال حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مدینہ پہنچے، یہ محرم کی دسویں تاریخ تھی، خاندان عمرو بن عوف نے ان کو کامل دو ماہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تک اپنا مہمان رکھا۔ [1]

غزوات اور آخری ایام

غزوۂ بدر و احد میں سرگرمِ پیکار تھے، معرکہ اُحد میں ابواسامہ جشمی کے ایک تیر نے ان کا بازو زخمی کر دیا جو کامل ایک ماہ تک زیر علاج رہنے کے بعد بظاہر مندمل ہو گیا، لیکن غیر محسوس طریقہ پر اندر ہی اندر زہر پھیلتا رہا۔ اسی اثنا میں وہ سریہ قطن پر مامور ہوئے جس کی تفصیل یہ

---

[1] فتح الباری: ۷/ ۲۰۳؛ طبقات ابن سعد: ۳/ ۱۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ قطن ایک پہاڑ کا نام ہے جس کا دامن بنو اسد بن خزیمہ کا مسکن تھا، آنحضرت ﷺ کو خبر ملی کہ طلیحہ اور اسد بن خویلد یہاں اپنی قوم اور دوسرے زیر اثر قبائل کو جنگ کے لیے ابھار رہے ہیں، اس بنا پر اوائل محرم ۴ ھ میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے زیر سیادت تقریباً ڈیڑھ سو مجاہدین کی ایک جماعت جس میں مہاجرین و انصار دونوں شریک تھے، قبل از وقت اس فتنہ انگیز تحریک کو دبانے پر مامور ہوئی، آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو علم دے کر فرمایا:

''روانہ ہو جاؤ یہاں تک کہ بنو اسد کی سرزمین میں پہنچ کر ان کی جمعیت کے فراہم ہونے سے پہلے ان کا شیرازہ منتشر کر دو۔''

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ غیر معروف راستہ سے یلغار کرتے ہوئے یکایک بنو اسد پر جا پڑے۔ وہ اس ناگہانی حملہ سے بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے تو انہوں نے اپنی جماعت کو تین دستوں پر منقسم کر کے ان کے تعاقب پر مامور فرمایا، چنانچہ وہ دشمن کو دور تک بھگا کر نہایت کثرت کے ساتھ اونٹ اور بھیڑ، بکریاں چھین لائے جن کو حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ پہنچ کر بطورِ مال غنیمت دربارِ نبوت میں پیش کیا۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اس مہم سے واپس آئے تو زخم پھر عود کر آیا اور ایک عرصہ تک بیمار رہ کر ۳/ جمادی الآخر ۴ ھ میں واصل بحق ہوئے، اتفاق سے آنحضرت ﷺ عین حالت نزع میں عیادت کے لیے تشریف لائے تھے، روح دیدار جمال کی منتظر تھی، ادھر آپ تشریف لائے اور ادھر روح نے جسم کا ساتھ چھوڑا، آپ نے دست مبارک سے ان کی دونوں آنکھیں بند کر کے فرمایا:

''انسان کی روح جس وقت اٹھائی جاتی ہے تو اس کی آنکھیں اس کے دیکھنے کے لیے کھلی رہ جاتی ہیں''۔

ایک طرف پردہ کے پیچھے گھر کی عورتیں مصروفِ ماتم تھیں، آنحضرت ﷺ نے ان کو اس سے روک کر فرمایا کہ یہ دعائے خیر کا وقت ہے کیونکہ ملائکہ آسمانی جومیت کے پاس موجود ہوتے ہیں وہ دعا گویوں کی دعا میں آمین کہتے ہیں، پھر خود اس طرح دست بدعا ہوئے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''خدایا! اس کی قبر کو کشادہ و روشن کر، اس کو پر نور بنا، اس کے گناہوں کو بخش دے اور ہدایت یاب جماعت میں اس کا درجہ بلند فرمایا۔'' [1]

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے گھر خیر و برکت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز ابوسلمہ رضی اللہ عنہ دربارِ نبوت سے خوش خوش گھر واپس آئے اور کہنے لگے کہ آج مجھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد نے بے حد محظوظ کیا، آپ نے فرمایا ہے کہ جو مصیبت زدہ مسلمان اپنی مصیبت میں خدا کی طرف رجوع کر کے کہتا ہے:

((إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ أُجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا))

''ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔
اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے بدلے میں اس سے بہتر عطا کر۔''

تو خدا اس کی دعا قبول فرماتا ہے، چنانچہ ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) کی وفات نے جب مجھے صدمہ پہنچایا تو میں نے خدا کی طرف رجوع کر کے کہا ''اے خدا! میری مدد کر اور تلافی بالخیر فرما'' لیکن دل میں خیال گزرا کہ میرے لیے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا نعم البدل کون ہو سکتا ہے؟ عدت گزرنے کے بعد جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیام بھیجا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ خدا نے تلافی بالخیر کی صورت پیدا کر دی۔ [2]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ وَكَانَ لِي صَدِيقًا فَقَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الْعَشْرَ الأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فَخَرَجَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ، فَخَطَبَنَا وَقَالَ: ((إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، ثُمَّ أُنْسِيتُهَا

---

[1] طبقات ابن سعد: ۳/ ۱۷۲؛ ابو داود، الجنائز: ۳۱۱۸۔

[2] صحیح مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة: ۹۱۸؛ احمد: ۱۶۳۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَوْ نُسِّيتُهَا، فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ فِي الْوَتْرِ، وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ، فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلْيَرْجِعْ)) فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، فَجَائَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتَّى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ، وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ، حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ. [1]

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا، وہ میرے دوست تھے، انہوں نے جواب دیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ رمضان کے دوسرے عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھے۔ پھر بیس تاریخ کی صبح کو آنحضرت ﷺ اعتکاف سے نکلے اور ہمیں خطبہ دیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی، لیکن بھلا دی گئی یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میں خود بھول گیا۔ اس لیے تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے (خواب میں) کہ گویا میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ اس لیے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو وہ پھر لوٹ آئے اور اعتکاف میں بیٹھے۔'' خیر ہم نے پھر اعتکاف کیا۔ اس وقت آسمان پر بادلوں کا ایک ٹکڑا بھی نہیں تھا۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے بادل آیا اور بارش اتنی ہوئی کہ مسجد کی چھت سے پانی ٹپکنے لگا جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ پھر نماز کی تکبیر ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کیچڑ میں سجدہ کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ کیچڑ کا نشان میں نے آپ ﷺ کی پیشانی پر دیکھا۔

[1] بخاری، فضل لیۃ القدر، باب التماس لیلۃ القدر فی السبع الأواخر: ۲۰۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ

ابوامامہ کنیت نام صدی بن عجلان ہے۔ باہلہ قبیلے سے ہونے کی وجہ سے باہلی کہلائے جو کہ ایک مشہور قبیلہ ہے۔ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ ان صحابہ کرام میں سے ہیں جن سے بکثرت روایات مروی ہیں۔ مصر میں سکونت اختیار کی، پھر حمص کی جانب منتقل ہو گئے۔ وہیں ان کی وفات ۸۱ یا ۸۶ ہجری میں ہوئی۔ شام میں وفات پانے والے سب سے آخری صحابی یہی ہیں۔ [1]

[1] الاصابة، ت: ٩٥٤٦؛ الاستيعاب، ت: ٢٨٩٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ پر آزمائش کی گھڑی

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا تو آپ نے میرا جذبہ دیکھ کر مجھے میرے ہی قبیلہ کی طرف حاکم بنا کر بھیجا جب میں اس قبیلے کے لوگوں کے پاس پہنچا تو مجھے شدید بھوک لگی ہوئی تھی اور وہ کھانا کھا رہے تھے وہ مجھے دیکھ کر میرے پاس آئے اور مجھے بڑی عزت دی، خوش آمدید کہا لیکن جب میں دستر خوان کے قریب ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو خون پی رہے تھے میں نے خون پینے سے انکار کر دیا انہوں نے کہا کہ محسوس ہوتا ہے تو بے دین ہو چکا ہے میں نے کہا نہیں بلکہ

آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

"میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں۔"

اور مجھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں تمھیں اسلام کی دعوت دے سکوں، اتنی بات سنناتھی کہ وہ لوگ سب میرے مخالف ہو گئے اور فرماتے ہیں:

فَكَذَّبُوْنِیْ وَزَبَرُوْنِیْ.

"انہوں نے مجھے جھٹلایا اور مجھے دھمکیاں دیں۔"

فَاِنِّیْ شَدِیْدُ الْعَطْشِ.

اور مجھے شدید پیاس لگی ہوئی تھی۔ میں نے نڈھال ہو کر ان سے کہا کہ کم از کم مجھے تھوڑا سا پینے کے لیے پانی تو دے دو وہ جواب میں کہنے لگے۔ ہم تجھے کبھی بھی پانی نہیں دیں گے جاؤ پیاسے ہی مر جاؤ۔ سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے سخت پیاس اور بھوک تھی سفر کی تھکان بھی۔ میں نڈھال ہو گیا اور میرا دم گھٹنے لگا اسی بے بسی کی حالت میں، میں تپتی گرم ریت پر اپنی پگڑی پر سر رکھ کر سو گیا۔ جب نیند آئی تو میرے پاس دودھ لایا گیا، لوگوں نے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر لذیذ دودھ کبھی نہ دیکھا نہ لیا ہوگا جب میں نے جی بھر کر پیا تو مجھے ہوش آ گئی اور میں اس قدر سیراب ہو کر چکا تھا کہ عَظُمَ بَطْنِیْ ''میرا پیٹ بڑا ہو چکا تھا۔''

اسی دوران میری قوم کے کچھ سمجھ دار لوگوں نے میرے شدید مخالفوں کو برا بھلا کہا اور کہا کہ تم اس سے اچھا سلوک نہ کرو لیکن کم از کم اسے پانی تو پلا دو یا کچھ کھلا ہی دو، اس کی تعلیم کو ماننا یا نہ ماننا بعد کی بات ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چنانچہ وہ میرے پاس کھانا لے کر آئے اور مجھے پیش کیا تو میں نے کہا:

((لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ طَعَامِكُمْ وَشَرَابِكُمْ))

''مجھ کو تمہارے کھانے پینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

((فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ))

''مجھ کو میرے اللہ نے کھلا پلا دیا ہے۔''

ابو امامہ کہتے ہیں میں نے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر اپنا پیٹ دکھایا تب جا کے انہیں یقین ہوا کہ واقعتا کھانے پینے سے سیر ہوں تو وہ سارے کے سارے مسلمان ہو گئے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيُّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ وَرَأَى سِكَّةً وَشَيْئًا مِنْ آلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الذُّلَّ)) قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ وَاسْمُ أَبِي أُمَامَةَ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ. [2]

---

[1] السلسلة الأحاديث الصحيحة: ۲۷۰۶؛ المعجم الكبير للطبراني: ۸/ ۳۴۳۔ ۳۴۴، ۸۰۹۹ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ فضائل جہاد، ص: ۹۲۔

[2] بخاری، المزارعة، باب ما يحذر من عواقب الاشتغال بآلة الزرع، أو مجاوزة الحد الذی أمر به: ۲۳۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبداللہ بن سالم حمصی نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد الہانی نے بیان کیا، ان سے ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا آپ کی نظر پھالی اور کھیتی کے بعض دوسرے آلات پر پڑی۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس قوم کے گھر میں یہ چیز داخل ہوتی ہے تو اپنے ساتھ ذلت بھی لاتی ہے۔'' ابوعبداللہ نے کہا: ابی امامہ کا نام صدی بن عجلان ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا

تعارف حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا

انہوں نے مکہ میں اسلام قبول کیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ہیں۔ والدہ کا نام اروی بنت کریز تھا۔ اس بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اخیافی بھائی بہن ہیں۔ صلح حدیبیہ کے زمانے میں پیدل ہجرت کی۔ آپ کے بھائیوں ولید اور عمارہ نے تعاقب کیا لیکن ناکام رہے۔ مدینہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ جنگ موتہ میں ان کی شہادت کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ لیکن انہوں نے طلاق دے دی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے نکاح ہوا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عمرو بن العاص سے نکاح ہوا اور یہ آخری نکاح تھا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی، لیکن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے زینب اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ابراہیم، حمید، محمد اور اسماعیل پیدا ہوئے۔ [1]

---

[1] الاصابۃ: (۱۲۲۳۱)؛ اسد الغابۃ: (۸۵ : ۷)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

ام کلثوم کا اسلام اور ہجرت

۷ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے مدینہ کی طرف ہجرت کی خزاعہ کے ایک شخص کے ہمراہ مکہ سے پاپیادہ روانہ ہوئیں، چونکہ بھاگ کر نکلیں تھیں، اس لیے ان کے بھائی پیچھے سے آئے، مدینہ پہنچیں تو دوسرے دن وہ بھی پہنچ گئے، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے فریاد کی کہ مجھ کو اپنے ایمان کا خوف ہے، میں عورت ہوں اور عورتیں کمزور ہوتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامہ میں یہ شرط کی تھی کہ قریش کا کوئی آدمی مدینہ آئے گا تو واپس کر دیا جائے گا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر ہوئی لیکن چونکہ اس میں عورتیں داخل نہ تھیں اس لیے ان کے متعلق خاص یہ آیت اتری۔

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ ﴾

''مسلمانو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کو جانچ لو خدا ان کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے اب اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہیں تو ان کو کافروں کے ہاں واپس نہ بھیجو۔''

اور آپ نے اس کے مطابق حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّهُ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عُقْبَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ: ((لَیْسَ الْكَذَّابُ الَّذِی یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ، فَیَنْمِی خَیْرًا، أَوْ یَقُولُ خَیْرًا)) ❶

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا صالح بن کیسان سے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا: ''جھوٹا وہ نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس کے لیے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا اسی سلسلہ کی اور کوئی اچھی بات کہہ دے۔''

❶ بخاری، الصلح، باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس: ۲۶۹۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا

تعارف سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا

ام حرام بنت ملحان بن خالد، ام حرام کنیت تھی، قبیلہ خزرج کے خاندان بنونجار سے تھیں۔ والدہ کا نام ملیکہ تھا۔ جو مالک بن عدی کی دختر تھیں، اس بنا پر ام حرام حضرت ام سلیم کی بہن اور حضرت انس کی خالہ ہیں۔ آپ سے بھی ان کا یہی رشتہ تھا۔ عمرو بن قیس انصاری سے نکاح ہوا۔ لیکن جب انہوں نے احد میں شہادت پائی تو حضرت عبادۃ بن صامت کے عقد نکاح میں آئی۔ جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے۔ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سمندر پہ سوار ہوئیں، واپسی پر ان کے لیے خچر مہیا کی گئی تا کہ وہ اس پر سوار ہو جائیں، خچر نے انہیں زمین پر گرا دیا جس سے ان کی گردن کا منکا ٹوٹ اور وہ فوت ہو گئیں اور انہیں جزیرۃ قبرص میں دفن کر دیا گیا۔ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کی قبر قبرص میں ہے اور وہ نیک بی بی کی قبر کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ عجیب و غریب بات یہ دیکھنے میں آئی کہ قبرص کے باشندے اس قبر کو متبرک سمجھتے ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے پتا چلا ہے کہ انگریز اس قبر کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔ [1]

[1] سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۳۱۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

خوش قسمت خاوند

دن گزرتے گئے اور سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا ایمان میں دن بدن ترقی کرتی گئیں یہاں تک کہ ان کی شادی ایک ایسے شخص سے ہوئی کہ جس کے بارے میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ وہ ایک ہزار آدمی کے برابر ہے، اور وہ تھے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ۔

جب مسلمانوں نے مصر فتح کرنے کا ارادہ کیا تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر جرار نے مصر کی طرف پیش قدمی کی۔ لیکن جب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ لشکر کے ہمراہ سرزمین مصر پہنچے تو انہوں نے مصریوں اور رومیوں کی بہت بڑی تعداد دیکھ کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول کیا اور چار ہزار افراد مدد کے لیے روانہ کر دیے اور انہیں ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا:

> ''میں نے چار ہزار افراد آپ کی مدد کے لیے روانہ کیے ہیں اور ہر ہزار پر ایک ایسا شخص سالار مقرر کیا ہے کہ جو اکیلا ایک ہزار افراد کے برابر ہے۔'' ان چار میں سے ایک سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ تھے۔'' [1]

بہترین بیوی

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا اور سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رشتہ ازواج میں منسلک ہو گئے، ان کے ہاں ایک بیٹے نے جنم لیا جس کا نام محمد بن عبادہ بن صامت تھا سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی قدر و منزلت جانتے تھے، وہ ان کے لیے بہترین خاوند ثابت ہوئے اور سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا ان کے لیے ایک بہترین بیوی

---

[1] أصحاب الرسول از ابو عمار محمود المصری: ۲/ ۱۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوئی اور دونوں میاں بیوی نے ایمان اور توحید کے آنگن میں زندگی بسر کی۔

اٹھو! میں تمہیں نماز پڑھاؤں

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، گھر پر میں، میری امی اور میری خالہ جان سیدہ ام احرام رضی اللہ عنہا تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا: ''اٹھو! میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔'' تو آپ نے ہمیں نماز پڑھائی اور وہ کسی فرض نماز کا وقت نہ تھا۔'' [1]

تو تو پہلے لوگوں میں سے ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی قبا کی طرف تشریف لے جاتے تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر آتے اور کھانا نوش فرماتے تھے۔ حجۃ الوداع کے بعد ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کھانا کھا کر آرام فرمایا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے آپ کا سر دیکھنا شروع کیا، آپ کو نیند آ گئی لیکن تھوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ کہ ''میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوہ کے ارادے سے سوار ہیں''۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا ''یا رسول اللہ دعا کیجیے کہ میں بھی ان میں شامل ہوں۔'' آپ نے دعا کی اور پھر آرام فرمایا، کچھ دیر کے بعد پھر مسکراتے ہوئے اٹھے اور اسی خواب کا اعادہ کیا، حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے پھر اپنی شرکت کے لیے دعا کی درخواست کی فرمایا تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو، اس خواب کی تعبیر ۲۸ ھ میں پوری ہوئی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے حاکم تھے، انہوں نے متعدد بار جزائر پر حملہ کرنے کی خواہش ظاہر کی، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت نہیں دی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو اجازت ملی، انہوں نے جزیرہ قبرس (سائپرس) پر حملہ کرنے کے لیے ایک بیڑا تیار کیا، اس حملہ میں بہت سے صحابہ شریک تھے، جن میں حضرت ابوذر، حضرت ابودرداء، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ام حرام رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔ بیڑا حمص کے ساحل سے روانہ ہوا اور قبرص فتح ہو

---

[1] مسلم، باب المساجد: ٦٦٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ واپسی میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سواری پر چڑھ رہی تھیں کہ نیچے گریں اور شہید ہو گئیں، لوگوں نے وہیں ان کو دفن کر دیا۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ نَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ۔ فَقُلْتُ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ: ((أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ الأَخْضَرَ، كَالْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ)). قَالَتْ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَدَعَا لَهَا، ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ، فَفَعَلَ مِثْلَهَا، فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا، فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا۔ فَقَالَتِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ۔ فَقَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ)) فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُونَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِينَ فَنَزَلُوا الشَّأْمَ، فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ. [2]

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، ان سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ان کی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ میرے قریب ہی سو گئے۔ پھر جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے، میں عرض کیا کہ

---

[1] بخاری، الجهاد، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء: ٢٧٨٨؛ مسلم: ١٩١٢؛ ترمذی: ١٦٤٥؛ اسد الغابة: ٥/ ٥٧٥۔

[2] بخاری، الجهاد والسير، باب فضل من يصرع فی سبيل اللّٰه فمات فهو منهم: ٢٧٩٩، ٢٨٠٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے جو غزوہ کرنے کے لیے اس بہتے دریا پر سوار ہو کر جا رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر چڑھتے ہیں۔'' میں نے عرض کیا: پھر آپ ﷺ میرے لیے بھی دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر دوبارہ آپ سو گئے اور پہلے ہی کی طرح اس مرتبہ بھی کیا (بیدار ہوتے ہوئے مسکرائے) ام حرام رضی اللہ عنہا نے پہلے ہی کی طرح اس مرتبہ بھی عرض کی اور آپ ﷺ نے وہی جواب دیا۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: آپ دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم سب سے پہلے لشکر کے ساتھ ہو گی۔'' چنانچہ وہ اپنے شوہر عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے سب سے پہلے بحری بیڑے میں شریک ہوئیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں غزوہ سے لوٹتے وقت جب شام کے ساحل پر لشکر اترا تو ام حرام رضی اللہ عنہا کے قریب ایک سواری لائی گئی تا کہ اس پر سوار ہو جائیں لیکن جانور نے انہیں گرا دیا اور اسی میں ان کا انتقال ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوبشیر رضی اللہ عنہ

صحابی ہیں، ان کے نام میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام قیس بن عبید الانصاری الساعدی ہے احد وخندق اور دوسرے غزوات میں شریک ہوئے واقعہ حرہ کے بعد ان کی وفات ہوئی، ان کے شاگرد عباد بن تمیم اور ضمرہ بن سعید بن نافع، محمد بن فضالہ اور عمارہ بن غزیہ وغیرہ ہیں۔ ❶

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ. قَالَ عَبْدُاللّٰهِ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ. وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَسُولًا أَنْ لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ. ❷

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہمیں امام مالک رحمہ اللہ نے خبر دی انہیں عبداللہ بن ابی بکر نے انہیں عباد بن تمیم نے اور انہیں ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ وہ ایک سفر میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ عبداللہ (بن ابی بکر بن حزم راوی حدیث) نے کہا کہ میرا خیال ہے ابوبشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ اپنی خواب گاہوں میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک قاصد (زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ) یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا: ''جس شخص کے اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا ہو یا یوں فرمایا کہ گنڈا (ہار) ہو وہ اسے کاٹ ڈالے۔''

---

❶ الاصابة: ٧/٣٦۔ ❷ بخاری، الجهاد والسير، باب ما قيل في الجرس ونحوه في اعناق الإبل: ٣٠٠٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا

ان کا نام امتہ ہے مگر یہ اپنی کنیت ام خالد بنت خالد القرشیہ الامویہ رضی اللہ عنہا سے ہی مشہور ہیں، ان کے والدین نے ہجرت حبشہ کی تھی ان کی والدہ کا نام ہمینہ بنت خلف ہے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيصٌ أَصْفَرُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَنَهْ سَنَهْ)). قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ، قَالَتْ: فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ، فَزَبَرَنِي أَبِي، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهَا))، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَبْلِي وَأَخْلِقِي ثُمَّ، أَبْلِي وَأَخْلِقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي)) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ. [2]

ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی انہیں خالد بن سعید نے انہیں ان کے والد نے اور ان سے ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئی میں اس وقت ایک زرد رنگ کی قمیص پہنے ہوئے تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ''سناہ، سناہ۔'' عبداللہ نے کہا: یہ لفظ حبشی زبان میں عمدہ کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں مہر نبوت کے ساتھ (جو آپ کے پشت پر تھی کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا

---

[1] اسد الغابة: ۷/ ۳۱۳۔

[2] بخاری، الجهاد والسیر: ۳۰۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اسے مت ڈانٹو'' پھر آپ نے ام خالد کو (درازی عمر کی) دعا دی کہ ''اس قمیص کو خوب پہن اور پرانی کر پھر پہن اور پرانی کر اور پھر پہن اور پرانی کر۔'' عبداللہ نے کہا: چنانچہ یہ قمیص اتنے دنوں تک باقی رہی کہ زبانوں پر اس کا چرچا ہونے لگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا نام زید بن سہل تھا اور ان کا تعلق انصاری قبیلہ بنونجار سے تھا۔ ہجرت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح سے انکا بھائی چارہ قائم کردیا۔ غزوہ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے انہیں ۳۵ سے زیادہ زخم آئے۔ ان کی زوجہ مشہور صحابیہ ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ زید بن سہل رضی اللہ عنہ نے ۳۱ھ یا ۳۴ھ میں ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ [1]

[1] اسد الغابة: ٦/ ١٧٨؛ الاصابة، ت: ١٠١٦٧؛ الاستيعاب، ت: ٣٠٩٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا اسلام

ابھی زمانہ شباب کا آغاز تھا بہ مشکل بیس سال کی عمر ہو گی کہ آفتاب نبوت طلوع ہوا، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس کی والدہ ماجدہ) کو نکاح کا پیغام دیا اور انہوں نے اسلام کی شرط کے ساتھ نکاح کو وابستہ کر دیا، جس کا آخری اثر یہ مرتب ہوا کہ ابو طلحہ دین حنیف قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے یہ وہ وقت تھا جب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اسلام کے پرجوش شیدائی شہر یثرب میں دین اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے مدینہ کا جو مختصر قافلہ بیعت کے لیے روانہ ہوا تھا اس میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اس بیعت میں حضرت ابو طلحہ کو یہ شرف مزید حاصل ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو انصار کا نقیب تجویز فرمایا۔

میرے بچو! میرا زادِ سفر تیار کرو

ایک دفعہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا﴾ [1]

"نکلو (اللہ کے راستے میں) ہلکے ہو یا بوجھل۔"

تو انہوں نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ میرا رب یہ چاہتا ہے کہ ہم بوڑھے ہوں یا جوان، اس کے راستے میں نکلیں۔ میرے بچو! میرا زادِ سفر تیار کرو۔ آپ کے بیٹوں نے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل کر جہاد کیا ہے اور (اب) ہم آپ کی طرف سے جہاد کرتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: میرا زادِ سفر تیار کرو۔ پھر وہ بحری بیڑے میں (جہاد کے لیے) سوار ہوئے اور سمندر میں فوت ہو گئے۔ مجاہدین کو کوئی جزیرہ نہیں مل رہا تھا جہاں انہیں دفن کیا جائے، لہٰذا میت (جہاز میں ہی) پڑی رہی۔ سات دنوں کے بعد جب

---

[1] ۹/التوبہ: ۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزیرہ ملا تو انہیں وہاں دفن کیا گیا اور انکا جسم (ذرہ برابر) خراب نہیں ہوا تھا۔ ❶

باغ سب کا سب صدقہ کردیا

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ دوران نماز اچانک توجہ باغ کے سرسبز وشاداب پھل دار درختوں کی طرف چلی گئی اور رکعتوں کی تعداد بھول گئے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس چیز نے میری نماز میں خلل ڈالا ہے میں اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں آپ اسے جہاں چاہیں استعمال فرمائیں۔ ❷

ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور شوق عبادت

جناب عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک چڑیا اڑی اور اس نے چکر لگانا شروع کر دیے وہ وہاں سے نکلنے کا راستہ تلاش کر رہی تھی، مگر اسے راستہ نہ مل رہا تھا، چڑیا کے اس عمل نے جناب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو تعجب میں ڈال دیا اور آپ تھوڑی دیر اس چڑیا کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر نماز میں مشغول ہو گئے، جس کی وجہ سے انہیں پڑھی ہوئی رکعات کی تعداد یاد نہ رہی وہ ازخود پریشان ہوئے اور کہا: میرے مال نے مجھے فتنہ میں مبتلا کر دیا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز میں پیش آنے والے واقعہ کا تذکرہ کرنے کے بعد عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا وہ باغ صدقہ ہے، آپ جہاں چاہیں، اسے صرف فرما لیں۔ ❸

بعض روایات میں ہے کہ یہ واقعہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پیش آیا اور اس میں چڑیا کے پھڑکنے کی بجائے باغ کے پکے ہوئے پھل دیکھ کر رکعات بھول جانے کا ذکر ہے، اس میں مزید یہ ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو پچاس

---

❶ طبقات ابن سعد: ۳/ ۵۰۷ صحیح، وصححه الحاكم علی شرط مسلم: ۵۵۰۸ فيه علی بن زيدبن جدعان تابعه ثابت البنانی۔ ❷ سير أعلام النبلاء(۲/۳۳) ❸ سير أعلام النبلاء(۲/۳۳) حياة الصحابه: ۳/ ۱۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہزار میں فروخت کر دیا اور اس باغ کا نام خمسین یعنی پچاسیہ رکھا گیا۔ ❶

ابو طلحہ کا مہمان اور اللہ کا مسکرانا

ایک شخص آپ کے یہاں مہمان ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کے گھروں میں کھانے کا معلوم کرایا تو اتفاق سے کسی کے یہاں انتظام نہ تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس میں موجود صحابہ سے فرمایا کہ میرے اس مہمان کی کون میزبانی کرے گا؟ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ سعادت میں حاصل کروں گا۔ چنانچہ اس مہمان کو لے کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر پہنچے اور اپنی پاک طینت اہلیہ حضرت ام سلیم سے پوچھا کہ کھانے کا کیا انتظام ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بس ہمارے اور بچوں کے بقدر انتظام ہے۔ حضرت ابوطلحہ نے فرمایا کہ بچوں کو بہلا کر سلا دو اور جب دستر خوان بچھاؤ تو چراغ بجھا دینا اور مہمان کے ساتھ میں بیٹھ جاؤں گا۔ اور یہ احساس دلاؤں گا کہ میں بھی کھا رہا ہوں تاکہ مہمان کو ناگواری نہ ہو۔ چنانچہ اہلیہ نے ایسا ہی کیا۔ اپنا سارا کھانا ان دونوں نے مہمان کو کھلا دیا اور خود حالانکہ دن میں روزے سے تھے، بھوکے ہی سو گئے۔ صبح نماز فجر میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھتے ہی فرمایا: ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رات تمہارا اپنے مہمان کے ساتھ معاملہ اللہ تعالیٰ کو بڑا پسند آیا اور اس نے تم دونوں میاں بیوی کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ ❷

''اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ۔'' ❸

قبر نبوی کھودنے کی سعادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے مکان میں تھے، ادھر سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں گفتگو ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کون تیار کرے، مدینہ

---

❶ حياة الصحابه: ٣/ ١١٤۔ ❷ ٩٥/الحشر:٩۔

❸ بخاري، مناقب الأنصار، باب قول الله عزوجل ويؤثرون على أنفسهم... الخ: ٣٧٩٨؛ مسلم، الأشربة، باب أكرم الضيف و فضل ايثاره: ٢٠٥٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بغلی اور مکہ میں صندوقی قبروں کا رواج تھا۔ لیکن آپ ﷺ بغلی قبر پسند فرماتے تھے، مسلمانوں میں دو شخص قبریں کھودتے تھے، مہاجرین میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور انصار میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ صندوقی اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بغلی قبر بناتے تھے۔ اس لیے دونوں کے پاس آدمی بھیجا گیا۔ اور یہ رائے قرار پائی کہ جو پیشتر پہنچے، اس شرف کو حاصل کرے، اور چونکہ آپ ﷺ کی مرضی بغلی کی تھی اس لیے بہت سے مسلمان دست بدعا تھے کہ مہاجرین کے آنے میں دیر ہو اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جلد آ جائیں، یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور اپنے ہاتھ سے بغلی قبر کھودی۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو فوراً پکڑ لیا

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ سے خاص خصوصیت تھی وہ عموماً تمام معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور ان کا اونٹ رسول اللہ ﷺ کے اونٹ کے برابر چلتا تھا۔ غزوۂ خیبر سے واپسی کے وقت، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے اونٹ پر سوار تھیں، مدینہ کے قریب پہنچ کر ناقہ ٹھوکر لے کر گری اور رسول اللہ اور صفیہ رضی اللہ عنہا زمین پر آ رہے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سواری سے فوراً کود پڑے اور رسول اللہ کے پاس پہنچ کر پوچھا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ.

چوٹ تو نہیں آئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں عورت کی خبر لو۔“ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ منہ پر رومال ڈال کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور ان کا کجاوہ درست کر کے اونٹ پر بٹھایا۔ [1]

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے لیے تحفہ بھیجا

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ سے جو محبت تھی اس کا اثر چھوٹی چھوٹی چیز میں بھی ظاہر ہوتا تھا۔ جب ان کے گھر میں کوئی چیز آتی تو خود رسول اللہ ﷺ کے حضور میں بھیج دیتے تھے ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک خرگوش پکڑ لائے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ذبح کیا اور ایک ران آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج دی۔ آپ نے یہ معمولی لیکن پرخلوص نذر قبول کر لی۔ [2]

---

[1] مسند احمد: ۱۲۹۴۷ صحیح۔ [2] مسند احمد: ۱۲۷۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کنواں وقف کر دیا

جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ شراب حرام ہونے سے قبل ایک روز فضیخ جو چھوہارے کی بنتی ہے پی رہے تھے کہ اسی حالت میں ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ شراب حرام ہوگئی یہ سن کر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اس گھڑے کو توڑ دو، انہوں نے توڑ دیا، جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ ﴾ [1]

''جب تک اس میں سے خرچ نہ کرو جو تم کو محبوب ہے نیکی نہیں پا سکتے۔''

تو امرائے انصار نے کیسوں کی مہریں توڑ دیں اور جس کے پاس جو قیمتی چیزیں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیں، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں آئے اور بیرحا کو خدا کی راہ میں وقف کیا۔

بیرحا ان کی قیمتی جائیداد تھی، اس میں ایک کنواں تھا، اس کا پانی نہایت شیریں اور خوشبودار تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت شوق سے اس کو پیتے تھے، یہ اراضی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے محلہ میں اور مسجد نبوی کے سامنے واقع تھی، (بعد میں اس مقام پر قصر بنی عدیلہ بنایا تھا)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے اس وقف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت محظوظ ہوئے اور فرمایا:

((بخ! ذالک مال رابح، ذاك مال رابح))

اور حکم دیا کہ اپنے اعزہ میں اس کو تقسیم کر دو، چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بنی اعمام اور اقارب میں جن میں حسان بن ثابت اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے، تقسیم کر دیا۔ [2]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ حَفِظْتُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ كَمَا أَنَّكَ هَاهُنَا أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا تَدْخُلُ

---

[1] ٣/آل عمران: ٨١۔

[2] مسند احمد: ١٢٤٣٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ)) ❶

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے اس حدیث کو اس طرح یاد رکھا کہ مجھ کو کوئی شک ہی نہیں، جیسے اس میں شک نہیں کہ تو اس جگہ موجود ہے۔ (انہوں نے بیان کیا کہ) مجھے عبیداللہ نے خبر دی، انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور انہیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(رحمت کے) فرشتے ان گھروں میں نہیں داخل ہوتے جن میں کتا یا (جاندار کی) تصویر ہو۔''

❶ بخاری، بدء الخلق: ٣٣٢٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا

تعارف حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا

ان کا نام رمیصاء یا غمیصاء ہے۔ والد کا نام ملحان ہے۔ یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ بہت بڑی عالمہ، فاضلہ خاتون تھیں۔ یہ پہلے مالک بن نضر کی زوجیت میں تھیں، یہ مسلمان ہوئیں تو انہوں نے اپنے خاوند کے سامنے اسلام پیش کیا۔ مگر یہ ناراض ہو کر شام کی طرف بھاگا اور وہاں فوت ہو گیا۔ مالک بن نضر کی وفات کے بعد ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ ابو طلحہ ابھی مشرک تھے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے شرط پیش کی کہ اسلام قبول کر لو تو میں تمہارے ساتھ نکاح کر لوں گی اس شرط کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے قبول کیا اور مسلمان ہو گئے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان سے نکاح کر لیا۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] اسد الغابة: ٦/ ٣٤٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

میرے بیٹے لیے دعا کر دیں

جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہو گئے، تو سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے پیارے بیٹے انس رضی اللہ عنہ کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے پیارے بیٹے انس کو آپ کی خدمت میں لے کر آئی ہوں، یہ آپ کی خدمت کرے گا، اسے قبول کر لیجیے اور اس کے لیے دعا کیجیے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ))

''الٰہی اسے زیادہ مال اور زیادہ اولاد عطا کر۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اللہ کی قسم! مجھے مال بھی بہت زیادہ ملا اور آج میرے بچے سو سے بھی زیادہ ہیں۔'' [1]

بیٹا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز کسی کو نہ بتانا

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی پوری کوشش ہوتی کہ اس کا بیٹا وہی کام کرے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں اور جو کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا باعث بنے اس سے دور رہے۔

سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کہا اور مجھے ایک کام کے لیے بھیجا۔ میں اپنی والدہ کے پاس تاخیر سے پہنچا تو اس نے مجھ سے پوچھا:

آج اتنی تاخیر کیوں ہوئی؟

---

[1] مسلم: ۱۴۳، ۲۴۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام پر بھیجا تھا اس لیے تاخیر ہوگئی۔ میری امی نے پوچھا: کیا کام تھا؟

میں نے کہا: امی جان یہ ایک راز کی بات ہے۔

میری والدہ نے مجھ سے کہا:

بیٹا! رسول اللہ ﷺ کا راز کسی کو نہ بتانا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اے ثابت! اگر میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ کا راز بتانا ہوتا تو تجھے بتاتا۔ [1]

آپ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور اس کے گھر والوں کے لیے دعا کی

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میری امی جان سیدہ ام سلیم (رضی اللہ عنہا) کے پاس تشریف لائے، اس نے آپ کی خدمت میں کھجور اور گھی پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: کھجور اور گھی کو برتن میں رکھ دو، میرا روزہ ہے۔ پھر آپ گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہوئے اور آپ نے ہمیں نفلی نماز پڑھائی۔ آپ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور اس کے گھر والوں کے لیے دعا کی۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میری ایک خاص چیز ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟''

اس نے کہا: آپ کا خادم میرا بیٹا انس (رضی اللہ عنہ)! تو رسول اللہ ﷺ نے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی میرے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مانگی، پھر آپ نے یہ دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَوَلَدًا وَبَارِكْ لَهُ فِيْهِ))

''الٰہی! اسے مال اور اولاد عطا کر اور اس کے لیے مال و اولاد میں برکت دے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب انصار سے زیادہ میرے پاس مال تھا۔ میری بیٹی امینہ نے بتایا کہ حجاج کی آمد تک بصرہ میں میری نسل میں سے ایک سو انتیس افراد دفن کیے گئے۔ [2]

---

[1] مسلم: ١٤٥، ٢٤٨٢۔

[2] بخاری، الصوم: ١٩٨٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کسی مشرک سے شادی نہیں کرسکتی

لوگ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بارے میں بڑی عمدہ اور حیرت انگیز باتیں بیان کیا کرتے تھے۔ ابوطلحہ یہ باتیں بڑے غور سے سنا کرتا تھا۔ جب اس کا دل محبت سے لبریز ہو گیا تو اس نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو بھاری مہر کے عوض شادی کی پیشکش کر دی۔ لیکن جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بڑے ہی باوقار انداز میں اسکی پیش کش کو مسترد کر دیا تو وہ انگشت بدنداں رہ گیا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا:

''میرے لیے یہ مناسب نہیں کہ میں کسی مشرک سے شادی کروں، ابوطلحہ! کیا آپ جانتے نہیں کہ آپکے خداؤں کو فلاں خاندان کے لوگ اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہیں، جب تمہیں آگ کی ضرورت پڑتی ہے تو انہیں جلا کر کام چلایا جاتا ہے۔'' [1]

ابوطلحہ کو یہ جواب سن کر اپنی طبیعت میں بڑی تنگی محسوس ہوئی۔ جو وہ دیکھ رہا تھا یا سن رہا تھا اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ لیکن اس کے دل نے اسے مجبور کیا اور اس نے دوسرے دن زیادہ مہر کی پیشکش کر دی۔ اس کے دل میں یہ تھا کہ شاید بھاری بھر کم مہر کا سن کر ام سلیم رضی اللہ عنہا کا دل نرم ہو جائے اور وہ میری پیش کش کو قبول کر لے۔

لیکن دین کی داعیہ، دانشمند اور ذہین وفطین سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا بچشم خود دیکھ رہی تھی کہ دنیا اپنے جاہ وجلال، مال ودولت اور بھرپور جوبن کے ساتھ اس کے سامنے رقص کناں ہے، وہ یہ محسوس کر رہی تھی کہ اسلام کی محبت اس کے دل میں دنیا کی ہر نعمت سے زیادہ ہے۔ اس نے بڑے ادب اور متانت سے کہا:

''اے ابوطلحہ! آپ جیسے مرد کو مسترد تو نہیں کیا جاتا، لیکن آپ ایک کافر شخص ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں، میرے لیے یہ درست نہیں کہ میں آپ کے ساتھ شادی کروں۔ اس نے کہا: آپ کا دنیاوی کیا مطالبہ ہے؟ اس نے کہا: ''میرا کوئی دنیاوی مطالبہ نہیں۔'' ابوطلحہ نے کہا: زرد مال چاہیے یا سفید یعنی سونا یا چاندی؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: نہ زرد مال چاہتی ہوں اور

---

[1] طبقات ابن سعد: ۸/۳۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ سفید، میں تجھ سے صرف اسلام چاہتی ہوں۔ ابوطلحہ نے کہا کہ اگر میں اسلام قبول کرلوں تو میرے لیے پھر ضامن کون ہوگا؟ اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضامن ہوں گے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بیٹھے ہوئے تھے، جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا: تمہارے پاس ابوطلحہ آرہا ہے اس کی آنکھوں میں اسلام کی چمک دکھائی دے رہی ہے۔ وہ آیا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بات کی اطلاع دی، تو آپ نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر نکاح پڑھا دیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ام سلیم نے کہا: ''اے ابوطلحہ! آپ جیسے مرد کو مسترد تو نہیں کیا جاتا، لیکن آپ ایک کافر مرد ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں، میرے لیے یہ جائز نہیں کہ میں آپ کے ساتھ شادی کروں، ہاں اگر آپ اسلام قبول کر لیتے ہیں تو یہ میرا مہر ہوگا۔ میں آپ سے اسلام کے علاوہ کسی چیز کا مطالبہ نہیں کروں گی۔'' [1]

ان کلمات نے ابوطلحہ کو اندر سے ہلا کر رکھ دیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کے دل پر گرفت مضبوط کر لی۔ وہ کوئی دنیادار خاتون نہ تھی کہ دنیاوی چکا چوند کے سامنے بہہ جاتی۔ وہ ایک دانش مند خاتون تھی کہ جو اپنے وجود کو اچھی طرح سمجھتی تھی۔ بھلا اس سے بہتر اسے کوئی خاتون میسر آسکتی ہے جو اس کی بیوی بنے اور اس کی اولاد کی ماں بنے؟ یہ خیال آتے ہی اس کی زبان پر یہ الفاظ آگئے: اے ام سلیم! جیسی تم ویسا میں، اور انہوں نے بے ساختہ کہہ دیا:

أَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔''

ابوطلحہ کی زبان سے کلمہ شہادت سن کر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے انس رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور بڑی خوشی سے کہنے لگی: اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے ابوطلحہ کو ہدایت دے دی ہے۔ انس! اٹھو اور اس کے ساتھ میری شادی کا اہتمام کرو۔ یوں اس کا حق مہر ابوطلحہ کا اسلام قبول کرنا قرار پایا۔

---

[1] نسائی: ٣٣٤١ اس کی سند صحیح ہے۔ حلية الأولياء: ٢/ ٦٠، ٥٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کے راوی ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمَا سَمِعْتُ بِامْرَءَ ةٍ قَطُّ كَانَتْ أَكْرَمُ مَهْرًا مِنْ أُمِّ سَلَيْمٍ، الْإِسْلَامُ. [1]

''میں نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کا حق مہر زیادہ باعزت نہیں دیکھا، ان کا حق مہر اسلام تھا۔''

رات کا منظر دیکھ کر رب بھی مسکرا دیے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ [2]

''یہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھوک لگی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف پیغام رساں کو کھانے کے لیے بھیجا، اسے ان کے ہاں سے کچھ نہ ملا۔ آپ نے اعلان کیا کہ کوئی آج رات اس شخص کو اپنا مہمان بنانے کے لیے تیار ہے؟ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا۔ تو ایک انصاری کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اس خدمت کے لیے تیار ہوں۔ وہ اسے اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہے، اس سے کوئی چیز بچا کر نہیں رکھنی۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! بچوں کے کھانے کے علاوہ تو کچھ نہیں۔ اس نے کہا کہ جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو انہیں بغیر کھانا کھلائے سلا دینا اور دیا بجھا دینا، آج رات ہم خود بھی کچھ نہیں کھائیں گے۔ اس خاتون نے ایسے ہی کیا۔ صبح کے وقت وہ شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فلاں شخص اور فلاں عورت کے رات کے کارنامے کو پسند کیا۔'' یا آپ نے یہ فرمایا کہ اللہ ان کا کارنامہ دیکھ کر ہنس پڑے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

---

[1] النسائی: ۳۳۴۱ اس کی سند صحیح ہے۔

[2] ۵۹/الحشر: ۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ ❶

''یہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔'' ❷

یہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا تھے

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا گھر بڑا ہی بابرکت تھا۔ آیئے! اب ہم دیکھتے ہیں کہ برکت اس گھر کے در و دیوار میں کس طرح در آئی۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر بھوک کے آثار دیکھے۔ میں وہاں سے نکلا اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ میں نے کہا: ام سلیم (رضی اللہ عنہا)! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر بھوک کے آثار دیکھے ہیں، کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ اس نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ معمولی سا کھانا ہے۔ میں نے کہا: تیار کرو، تھوڑا ہے تو کوئی بات نہیں۔ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا اور اس سے کہا کہ دیکھنا! رازدانہ انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دینا۔ جب انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر رازدانہ انداز آپ کو دعوت دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا: سنو! یہ انس خیر و برکت کا پیغام لے کر آیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باآواز بلند سب کے سامنے مجھ سے فرمایا: بیٹے! کیا تجھے تیرے باپ نے ہمیں بلانے کے لیے بھیجا ہے؟ اور ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''اللہ کا نام لے کر سب چلو۔''

یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا انس رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اسے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سب لوگوں کے ہمراہ تشریف لا رہے ہیں۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر گھر سے باہر نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کے چہرے پر بھوک کے آثار دیکھے، ہمارے پاس تو تھوڑا سا کھانا ہے جو صرف آپ کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ تھوڑا

---

❶ ۵۹/الحشر:۹۔ ❷ بخاری، التفسیر: ۴۸۸۹؛ فتح الباری: ۷/ ۱۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سا کھانا اور اتنے زیادہ لوگ! اب کیا بنے گا؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اندر جائیں اور خوش رہیں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔"

ہم نے چند روٹیاں پیش کر دیں جو آپ نے پکڑ کر ایک پلیٹ میں ٹکڑے کر کے رکھ لیں۔ پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے گھی ڈالے مشکیزے کو نچوڑ کر گھی نکالا اور بطور سالن پیش کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جو اللہ نے چاہا وہ دعا کی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دس دس افراد کو اندر بھیجتے جائیں۔"

اس طرح تمام لوگوں نے خوب جی بھر کر کھایا اور کھانا پھر بھی بچ گیا، رسول اللہ ﷺ نے بچے ہوئے کھانے کے بارے میں فرمایا:

"اب تم اور تمہارے گھر والے کھاؤ۔" تو سب نے جی بھر کر کھایا۔" [1]

ام سلیم! آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لاتے اور بستر پر سو جاتے۔ ایک دن آپ تشریف لائے اور بستر پر سو گئے۔ امی جان وہاں نہیں تھیں، انہیں بتایا گیا کہ نبی کریم ﷺ آپ کے بستر پر سوئے ہوئے ہیں۔ وہ آئیں، دیکھا کہ آپ کا پسینہ بہہ کر بستر پر پڑے چمڑے پر جمع ہو رہا ہے۔ آپ کا پسینہ شیشی میں ڈالنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھلی تو نبی کریم ﷺ نے گھبرا کر پوچھا: ام سلیم! آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟ انہوں نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس سے اپنے بچوں کے لیے برکت کی امید رکھتے ہیں۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آپ درست کہتی ہیں۔" [2]

---

[1] مجمع الزوائد للهيثمي: ١٤١١٩۔

[2] مسلم، الفضائل، باب طيب عرق النبي ﷺ والتبرك به: ٨٤، ٢٣٣١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت تو دیکھو

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، آپ نے کھڑے ہو کر اس کو منہ لگا کر پانی پیا۔ امی جان نے مشکیزے کا وہ حصہ کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ ❶

غزوہ حنین میں تو سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے غزوہ حنین کے موقع پر ایک خنجر پکڑ لیا، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس خنجر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''یہ خنجر کس لیے؟'' انہوں نے کہا: ''میرے سامنے اگر کوئی مشرک آیا تو میں اس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنسنے لگے۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ''یا رسول اللہ ﷺ! جو لوگ فتح مکہ کے دن نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں اگر وہ آپ سے آج پہلو تہی اختیار کرتے ہوئے نظر آئیں تو کیا میں انہیں قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''اے ام سلیم رضی اللہ عنہا رہنے دیں، اللہ کافی اور بہتر ہے۔'' ❷

نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو جنت میں دیکھا

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''مجھے جنت دکھلائی گئی، میں نے وہاں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو دیکھا، پھر اپنے سامنے جوتی کی آہٹ سنی تو وہ بلال تھے۔'' ❸

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''میں نے جنت میں داخل ہوا تو میں نے آہٹ سنی، میں نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' فرشتوں نے کہا: ''یہ انس بن مالک کی والدہ غمیصاء بنت ملحان (ام سلیم) ہے۔'' ❹

---

❶ طبقات ابن سعد: ٨/ ٤٢٨۔ ❷ مسلم: ١٣٤، ١٨٠٩؛ طبقات ابن سعد: ٨/ ٣١١۔ ❸ مسلم: ٢٤٥٧؛ مسند امام احمد: ١٥٠٠٢؛ مسند أبو يعلى: ٢٠٦٣۔
❹ مسلم: ٢٤٥٦؛ مسند امام احمد: ١٥٠٠٢؛ مسند أبو يعلى: ٢٠٦٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ، قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ الْغُسْلُ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ))، فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَبِمَا يُشْبِهُ الْوَلَدُ)) [1]

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ نے، ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے، ان سے (ام المؤمنین) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا، تو کیا اگر عورت کو احتلام ہو تو اس پر بھی غسل ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں بشرطیکہ وہ تری دیکھ لے۔'' ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس بات پر ہنسی آ گئی اور فرمانے لگیں، کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اگر ایسا نہیں ہے) تو پھر بچے میں (ماں کی) مشابہت کہاں سے آتی ہے۔''

[1] بخاری، بدء الخلق: ۳۳۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا

تعارف سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا

ام رومان بنت عامر رضی اللہ عنہا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی ایک جلیل القدر صحابیہ تھی۔ اس کا مسلمان خواتین میں بڑا بلند مقام و مرتبہ تھا۔ یہ اپنے پہلے خاوند الحارث بن سخبرۃ کے ہمراہ مکہ معظمہ آئی تھی اور وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حلیف تھا۔ یہ ظہور اسلام سے پہلے کی بات ہے۔ اس کا خاوند الحارث فوت ہوگیا۔ تو عدت پوری ہونے کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کرلی۔ ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مدینہ کو روانہ ہوگئے تھے، لیکن ان کا خاندان مکہ میں مقیم تھا۔ مدینہ پہنچے تو وہاں سے زید رضی اللہ عنہ ابن حارثہ اور ابورافع مستورات کو لانے کے لیے بھیجے گئے، ام رومان رضی اللہ عنہا بھی ان ہی کے ہمراہ مدینہ آئیں۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے ۹ ھ یا اس کے بعد انتقال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اترے اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کی، حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے دو نکاح کیے تھے۔ پہلے شوہر سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام طفیل تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کے ہاں حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ [1]

ام رومان نے جب بیٹی کو دولہن بنایا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شادی کی جب کہ میری عمر چھ سال تھی پھر ہم مدینہ منورہ آگئے۔ ہم بنوالحارث بن خزرج کے ہاں فروکش ہوئے، مجھے بخار ہوگیا۔ میرے سر کے بال جھڑ گئے۔ پھر میرے سر پر بال پورے آگئے۔ ایک روز میں جھولے میں تھی کہ میرے پاس میری والدہ ام رومان آئی۔ میرے ساتھ میری سہیلیاں کھیل رہی تھیں۔ اس

---

[1] الاصابۃ: ۸/ ۳۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مجھے اونچی آواز سے بلایا میں اس کے پاس گئی میں نہیں جانتی تھی کہ امی جان کے کیا ارادے ہیں۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ میرا سانس پھولا ہوا تھا پھر مجھے سانس لینے میں قدرے آسانی محسوس ہونے لگی۔ پھر میری امی جان نے پانی سے میرا منہ دھویا اور میرے سر کے بال اپنے ہاتھ سے درست کیے، اور مجھے گھر کے اندر داخل کر دیا۔ گھر میں انصار کی خواتین بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی خیر و برکت کی دعا دی اور مجھے اچھے نصیب والی قرار دیا۔ انہوں نے مجھے دلہن کا روپ دیا پھر میری رخصتی عمل میں آئی۔ اس وقت میری عمر نو سال تھی۔ [1]

ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ مذکور ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ عورتیں مجھے لے گئیں۔ انہوں نے میرا سر دھویا اور مجھے دلہن کے روپ میں سنوارا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں رخصت کیا۔ [2]

واقعہ افک اور ام رومان کی پریشانی

شعبان ٦ ھ میں افک کا واقعہ پیش آیا، ام رومان رضی اللہ عنہا کے لیے یہ نہایت مصیبت کا وقت تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر میکہ آئیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بالا خانے پر تھے اور ام رومان رضی اللہ عنہا نیچے بیٹھیں تھیں، پوچھا کیسے آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سارا واقعہ بیان کیا بولیں: بیٹی اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں جو عورت اپنے خاوند کو زیادہ محبوب ہوتی ہے اس کی سوتیں حسد کی وجہ سے ایسا کرتی ہیں۔" لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس سے تسکین نہ ہوئی اور چیخ مار کر روئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آواز سنی تو بالا خانہ سے اتر آئے اور خود بھی رونے لگے۔ پھر ان سے کہا کہ تم اپنے گھر واپس جاؤ اس کے ساتھ ہی ام رومان رضی اللہ عنہا کو لے کر خود بھی روانہ ہوئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چونکہ اس صدمہ سے بخار آ گیا تھا۔ دونوں نے ان کو گود میں لٹایا، عصر پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: "عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر واقعی تم سے ایسی

---

[1] بخاری، المناقب، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشة وقدومها المدینة وبنائه بها: ٣٨٩٤۔ [2] ابوداؤد، الأدب، باب فی الأرجوحة: ٤٩٣٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلطی ہوئی تو خدا سے توبہ کرو"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے والدین سے کہا آپ لوگ جواب دیں، لیکن جواب ملا کہ ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ غرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود جواب دیا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی، جس میں ان کی صاف طور پر برأت کی گئی تھی تو حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا بولیں کہ "تم اٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "میں نہ ان کی مشکور ہوں اور نہ آپ کی میں صرف اپنے اللہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ رُومَانَ، وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ، عَمَّا قِيلَ فِيهَا مَا قِيلَ قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ عَائِشَةَ جَالِسَتَانِ، إِذْ وَلَجَتْ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ، وَهِيَ تَقُولُ فَعَلَ اللَّهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ، قَالَتْ فَقُلْتُ لِمَ قَالَتْ إِنَّهُ نَمَى ذِكْرَ الْحَدِيثِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَيُّ حَدِيثٍ فَأَخْبَرَتْهَا، قَالَتْ فَسَمِعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ نَعَمْ، فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا، فَمَا أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمَّى بِنَافِضٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ، مَا لِهَذِهِ، قُلْتُ حُمَّى أَخَذَتْهَا مِنْ أَجْلِ حَدِيثٍ تُحُدِّثَ بِهِ، فَقَعَدَتْ فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُونِي، وَلَئِنِ اعْتَذَرْتُ لَا تَعْذِرُونِي، فَمَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ يَعْقُوبَ وَبَنِيهِ، فَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ، فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ مَا أَنْزَلَ، فَأَخْبَرَهَا فَقَالَتْ بِحَمْدِ اللَّهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ. [2]

'ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن فضیل نے خبر دی کہا ہم سے

---

[1] بخاری، تفسیر القران: ۴۷۵۰۔

[2] بخاری، احادیث الانبیاء: ۳۳۸۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصین نے بیان کیا ان سے سفیان نے ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو بہتان تراشا گیا تھا اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک انصاریہ عورت ہمارے یہاں آئی اور کہا کہ اللہ فلاں (مسطح بن اثاثہ) کو تباہ کردے اور وہ اسے تباہ کر بھی چکا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا: آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اسی نے تو یہ جھوٹ مشہور کیا ہے۔ پھر انصاریہ عورت نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا سارا) واقعہ بیان کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اپنی والدہ سے) پوچھا کہ کون سا واقعہ؟ تو ان کی والدہ نے انہیں واقعہ کی تفصیل بتائی۔ عائشہ نے پوچھا کہ کیا یہ قصہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم ہو گیا ہے؟ ان کی والدہ نے بتایا کہ ہاں۔ یہ سنتے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیہوش ہو کر گر پڑیں اور جب ہوش آیا تو جاڑے کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ انہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ ایک بات ان سے ایسی کہی گئی تھی اور اسی کے صدمے سے ان کو بخار آ گیا ہے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ کر بیٹھ گئیں اور کہا: اللہ کی قسم! اگر میں قسم کھاؤں جب بھی آپ لوگ میری بات نہیں مان سکتے اور اگر کوئی عذر بیان کروں تو اسے بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ بس میری اور آپ لوگوں کی مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کی سی ہے (کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کی من گھڑت کہانی سن کر فرمایا تھا کہ) جو کچھ تم کہہ رہے ہو میں اس پر اللہ ہی کی مدد چاہتا ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا وہ نازل فرمایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی تو انہوں نے کہا کہ اس کے لیے میں صرف اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کسی اور کا نہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو اُسید ساعدی رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ابو اُسید ساعدی رضی اللہ عنہ

حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ آپ اپنی کنیت ابو اسید ساعدی سے مشہور ہوئے، قبیلہ خزرج سے ہیں، آپ ہجرت سے قبل اسلام لائے، بدر اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ آخر عمر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل نابینے ہو گئے تھے، ان سے سہل بن سعد نے روایت لی ہے ایک دن سہل سے کہنے لگے اگر میری بینائی ہوتی تو میں آپ کو وہ گھاٹی دکھاتا جہاں ہمارے اوپر فرشتے نازل ہوئے۔ محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر واحد اور دوسرے غزوات میں شریک ہوئے۔ فتح مکہ کے دن بنو ساعدہ قبیلہ کا علم ان کے ہاتھوں میں تھا۔ آپ ۱۲۸ احادیث کے راوی ہیں۔ ۴۰ ہجری کو وفات پائی۔ [1]

[1] اسد الغابۃ: ۵/ ۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت وکردار

نمونہ

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ، بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ)). فَقَالَ سَعْدٌ مَا أَرَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا؟ فَقِيلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيرٍ وَقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، سَمِعْتُ أَنَسًا، قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِهَذَا، وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ. [1]

''مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنو نجار کا گھرانہ انصار میں سے سب سے بہتر گھرانہ ہے، پھر بنو عبدالاشہل کا، پھر بنوالحارث بن خزرج کا، پھر بنو ساعدہ بن کعب بن خزرج اکبر کا، جو اوس کا بھائی تھا، خزرج اکبر اور اوس دونوں حارثہ کے بیٹے تھے اور انصار کا ہر گھرانہ عمدہ ہی ہے۔'' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے کئی قبیلوں کو ہم پر فضیلت دی ہے، ان سے کسی نے کہا تجھ کو بھی تو بہت سے قبیلوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت دی ہے اور عبدالصمد نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے ابو اسید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث بیان کی، اس روایت میں سعد کے باپ کا نام عبادہ مذکور ہے۔''

---

[1] بخاری، مناقب الانصار: ۳۷۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

تعارف اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

ابویحییٰ وابوعتیک اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس کے خاندان اشہل سے تھے، ماں کا نام ام اسید بنت سکن تھا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ کے والد (حضیر) قبیلہ اوس کے سردار تھے، ایام جاہلیت میں اوس وخزرج میں جو لڑائیاں ہوئیں وہ حضیر ہی کی زیر قیادت ہوئیں، جنگ بعاث میں جو تمام لڑائیوں کا نچوڑ تھی، سپہ سالاری کا علم انہی کے ہاتھ میں تھا۔ دوسرے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح قرآن وحدیث کی نشرواشاعت میں ان کا بھی حصہ ہے انہوں نے براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے حضرت عائشہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت انس بن مالک، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم جیسے جلیل المنزلت صحابہ ان کے راویان حدیث کے سلسلہ میں داخل ہیں، غزوہ بدر میں ان کی شرکت کے بارے میں اختلاف ہے احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت المقدس کی فتح کے موقع پر موجود تھے۔ [1]

[1] اسد الغابة: ۱/ ۲٤۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

اسلام لانے کی مختصر داستان

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی منادی کا یہ طرز اختیار کیا تھا کہ اسعد بن زرارہ کے ہمراہ ہر قبیلے میں جاتے اور وہاں جو لوگ مسلمان ہوتے ان سے باتیں کرتے اور اسلام کی تبلیغ کرتے تھے، ایک روز عبدالاشہل اور ظفر کے محلہ میں گئے تو چونکہ سعد بن معاذ ابھی تک مشرک تھے، ان کو سخت ناگوار ہوا، لیکن اسعد بن زرارہ کی وجہ سے کچھ نہ بول سکے، (سعد بن معاذ، اسعد بن زرارہ کے خالہ زاد بھائی تھے) تاہم اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''تم جا کر مصعب کو منع کرو وہ آئندہ ہمارے کمزور لوگوں کو بیوقوف نہ بنانے آئیں''۔ اسید نے نیزہ اٹھایا اور اس باغ میں آپہنچے جہاں مصعب رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اسعد بن زرارہ نے کہا ''دیکھنا! جانے نہ پائیں! یہ اپنی قوم کے سردار ہیں''۔ مصعب نے جواب دیا اگر وہ بیٹھیں گے تو میں گفتگو کروں گا''۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے آتے ہی نہایت سخت گفتگو کی جس کو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے نہایت متانت سے سنا اور کہا:

''آپ بیٹھ کر میری بات سن سکتے ہیں؟ اگر پسند ہو تو قبول فرمایئے گا ورنہ آپ کو اختیار ہے'' اسید نے کہا: ''تم نے انصاف کی بات کہی'' اس کے بعد نیزہ گاڑ کر بیٹھ گئے۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے اسلام کی حقیقت بیان کی اور قرآن کی کچھ آیتیں سنائی، اثنائے تقریر ہی اسید پر جادو چل چکا تھا، قرآن ختم ہوا تو بولے، کتنا اچھا کلام ہے'' پھر پوچھا اس دین میں داخل ہونے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا: ''غسل کیجیے، کپڑے دھویئے، پھر کلمہ پڑھ کر نماز پڑھیے، اسید رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر غسل کیا اور کپڑے پاک کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ مسلمان ہونے کے بعد بولے ''ابھی ایک آدمی باقی ہے اگر وہ مسلمان ہو گیا تو تمام قوم مسلمان ہو جائے گی، یہ کہہ کر نیزہ لیا اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے، سعد چند آدمیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اسید کے چہرے پر اسلام کا نور چمک رہا تھا، اس کو دیکھ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بولے کہ واللہ! اب وہ چہرہ نہیں، اسید ان کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے، سعد نے کہا: کیا ہوا؟ جواب دیا: میں نے ان سے گفتگو کی، اور ان کے مذہب میں کچھ مضائقہ نہیں پایا، اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ بنو حارثہ، اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے جا رہے ہیں جن سے ان کا منشا تمہاری توہین ہے، کیونکہ اسعد تمہارے خالہ زاد بھائی ہیں، سعد بن معاذ نے سنا تو غصے سے بے تاب ہو گئے اور نیزہ لے کر تیزی سے باغ میں پہنچے، وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ حضرت مصعب اور اسعد بن زرارہ نہایت امن وسکون سے بیٹھے ہوئے تھے، سعد رضی اللہ عنہ نے بھی وہی گفتگو شروع کی جو اسید کر چکے تھے، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ان کو وہی جوابات دیئے اور قرآن سنایا، جس کو سنتے ہی سعد بن معاذ کلمہ شہادت پکار اٹھے۔

وہاں سے اپنے مکان پر واپس ہوئے تو عبدالاشہل نے کہا اب وہ چہرہ نہیں کھڑے ہو کر لوگوں سے پوچھا، تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو، سب نے کہا ہمارے سردار ہم میں سب سے زیادہ صائب الرائے ہمارے معتمد علیہ رئیس، کہا: تو پھر مجھے تمہاری عورتوں اور مردوں سے گفتگو حرام ہے، تاوقتیکہ تم بھی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاؤ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا عبدالاشہل میں جو اثر تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مرد وزن شام ہوتے ہوئے مسلمان ہو گئے، اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور مصعب رضی اللہ عنہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں منتقل ہو گئے اور سب ساتھ مل کر اشاعت اسلام کی خدمت انجام دینے لگے۔ [1]

لاٹھیاں روشن ہو گئیں

ایک دفعہ عباد بن بشر اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہما اندھیری رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھ کر گھروں کو جانے لگے تو ایک کی لاٹھی چمکنے لگی (جس کی روشنی میں وہ راستہ دیکھ سکتے تھے)۔ جب ایک چوراہے سے دونوں الگ ہونے لگے تو ایک نے دوسرے کی لاٹھی کو عصا لگایا تو اس کی بھی لاٹھی روشنی دینے لگی۔ [2]

فرشتے قرآن سننے آ گئے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ ایک دن جب کہ وہ (یعنی اسید)

---

[1] سیرت ابن هشام: ۲/ ۶۰۔ [2] بخاری، المناقب: ۳۸۰۵، ۳۶۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات میں سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے، ان کا گھوڑا جوان کے قریب ہی بندھا تھا اچانک اچھلنے کودنے لگا چنانچہ انہوں نے پڑھنا بند کر دیا (تا کہ دیکھیں کیوں اچھل کود رہا ہے) گھوڑے نے بھی اچھل کود بند کر دی۔ (اسید نے یہ سوچ کر کہ یونہی اچھل کود رہا ہوگا) پھر پڑھنا شروع کر دیا گھوڑا بھی پھر اچھلنے کودنے لگا وہ پھر رک گئے تو گھوڑا بھی رک گیا، پھر جب انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑے نے اچھل کود شروع کی (اب انہیں احساس ہوا کہ گھوڑے کی اچھل کود یوں ہی نہیں ہے بلکہ اس کی خاص وجہ ہے) چنانچہ انہوں نے پڑھنا موقوف کر دیا (اتفاق سے) ان کا بچہ جس کا نام یحییٰ تھا گھوڑے کے قریب ہی تھا انہیں خوف ہوا کہ کہیں گھوڑا (اس اچھل کود میں) اس بچہ کو کوئی تکلیف نہ پہنچا دے اس لیے وہ اٹھ کر گھوڑے کے پاس گئے تا کہ بچہ کو وہاں سے ہٹا دیں جب انہوں نے بچہ کو وہاں سے ہٹایا اور ان کی نظر آسمان کی طرف اٹھی تو اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ بادل کی مانند کوئی چیز ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو اسید رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن حضیر تم پڑھتے رہتے۔'' اسید نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو کچل نہ ڈالے کیونکہ یحییٰ گھوڑے کے قریب ہی تھا۔

فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِي مَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ: ((تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ)) [1]

چنانچہ جب میں یحییٰ کی طرف پھرا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی چیز بادل کی مانند ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں پھر میں تحقیق حال کے لیے اپنے گھر سے باہر نکلا مگر وہ چراغاں مجھے پھر نظر نہیں آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جانتے ہو وہ کیا تھا؟'' انہوں نے کہا کہ نہیں!

---

[1] بخاری، فضائل القران، باب نزول السكينة والملائكة عند قراءة القران: ٥٠١٨؛ مسلم: ١٨٥٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ''وہ فرشتے تھے جو تمہاری قراءت کی آواز سننے کے لیے قریب آ گئے تھے، اگر تم اسی طرح پڑھتے رہتے تو اسی طرح صبح ہو جاتی اور لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور وہ فرشتے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہوتے۔''

اہلیہ کے غم میں آنسو

بیوی نے عہد نبوت میں انتقال کیا تھا، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حج یا عمرہ سے لوگ واپس ہو رہے تھے کہ ذوالحلیفہ میں چند انصار کے لڑکوں نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی کے فوت ہونے کی خبر سنائی انہوں نے منہ پر کپڑا ڈال کر رونا شروع کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ آپ رضی اللہ عنہ کی مغفرت کرے آپ ایک جلیل القدر صحابی ہو کر ایک عورت کے لیے روتے ہیں انہوں نے کپڑا ہٹا لیا اور کہا آپ سچ کہتی ہیں ہم کو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی پر بھی نہیں رونا چاہیے۔ ❶

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا؟ قَالَ: ((سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)) ❷

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں شخص کی طرح مجھے بھی آپ حاکم بنا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بعد (دنیاوی معاملات میں) تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس لیے صبر سے کام لینا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آ ملو۔''

---

❶ مسند احمد: ۱۹۰۹۵۔ ❷ بخاری، مناقب الانصار: ۳۷۹۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوسعید بن معلٰی الانصاری رضی اللہ عنہ

تعارف ابوسعید بن معلٰی رضی اللہ عنہ

ان کا نام حارث بن نفیع بن معلٰی ہے، ماں کا نام امیمہ بنت قرط ہے، ان سے دو احادیث مروی ہیں، ان سے بیان کرنے والے حفص بن عاصم اور عبید بن حنین ہیں۔ 1

نمونہ

حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِی سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى، قَالَ مَرَّ بِیَ النَّبِیُّ ﷺ وَأَنَا أُصَلِّی، فَدَعَانِی فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ، فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنِی؟)) فَقُلْتُ كُنْتُ أُصَلِّی، فَقَالَ: ((أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ﴾ (٨/الأنفال:٢٤) ثُمَّ قَالَ أَلاَ أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِی الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ)) فَذَهَبَ النَّبِیُّ ﷺ لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهُ، فَقَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِی، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِی أُوتِيتُهُ)) 2

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے ابوسعید بن معلٰی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی حالت میں بلایا،

---

1 اسدالغابة: ١٣٩/٦۔ 2 بخاری، التفسير: ٤٤٧٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے کوئی جواب نہیں دیا (پھر بعد میں، میں نے حاضر ہو کر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ''کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے نہیں فرمایا ہے: ﴿اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ ''اللہ اور اس کے رسول جب تمہیں بلائیں تو ہاں میں جواب دو)۔'' پھر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے ایک ایسی سورت کی تعلیم دوں گا جو قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے۔'' پھر آپ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور جب آپ باہر نکلنے لگے تو میں نے یاد دلایا کہ حضور ﷺ نے مجھے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتانے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''(الحمد للہ رب العالمین) یہی وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا

تعارف سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دسویں زوجہ محترمہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کا نام رملہ تھا۔ یہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ وہ دورِ جاہلیت میں اسلام کا شدید دشمن تھا مگر بیٹی نے اسلام قبول کیا۔ ان کا خاوند عبیداللہ بن جحش بھی مسلمان تھا۔ دونوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ وہاں عبیداللہ بن جحش مرتد ہو گیا۔ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے لیے دیارِ غیر میں یہ ایک بہت بڑا دھچکا اور صدمہ تھا۔ چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دلجوئی کی اور نکاح کر لیا۔ حبشہ میں نجاشی نے اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ بعد میں آپ مدینہ آ گئیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں شامل ہو کر مومنوں کی ماں بن گئیں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی کتابوں میں (۶۵) روایتیں منقول ہیں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دور میں ۴۴ ہجری میں فوت ہوئی۔ [1]

---

[1] الاصابة فی تمییز الصحابة: ۸/ ۱۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المومنین بن گئیں

حبش میں جا کر عبید اللہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی کہا، لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں، اب وہ وقت آ گیا کہ ان کو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المومنین بننے کا شرف بھی حاصل ہو۔ عبید اللہ نے عیسائی ہو کر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کی، مے نوشی کی عادت ہوگئی، آخر ان کا انتقال ہوگیا۔ عدت کے دن ختم ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کی خدمت میں بغرض نکاح بھیجا، جب وہ نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ پیغام دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہارے نکاح کے لیے لکھا ہے، انہوں نے خالد بن سعید اموی کو وکیل مقرر کیا اور اس مژدہ کے صلہ میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیاں دیں، جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور وہاں کے مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا، نکاح کے بعد حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جہاز میں بیٹھ کر روانہ ہوئیں اور مدینہ کی بندرگاہ میں اتریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خیبر میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ ۷ھ یا ۶ھ کا واقعہ ہے، اس وقت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۳۶، ۳۷ سال کی تھی۔ [1]

ایک دوسری روایت میں تفصیل اس طرح ہے، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن خواب میں مجھے کسی نے پکار کر کہا ''اے ام المومنین!'' تو میں گھبرا گئی۔ جب میری عدت ختم ہوئی تو حبشہ کے حکمران نجاشی کا پیغام لے کر اس کی کنیز جس کا نام ابرہہ تھا، میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کہا کہ بادشاہ سلامت کہتے ہیں کہ اپنی شادی کا وکیل مقرر کر لیں تو

---

[1] زرقانی: ۳/ ۲۷۶؛ سیر الصحابہ: ۶/ ۸۳؛ ابو داود: ۲۱۰۷؛ النسائی: ۳۳۵۰ الشیخ الأرنؤوط کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے خالد بن سعید بن العاص بن امیہ کو اپنا وکیل بنایا اور اس خوشی میں ابرہہ کو اپنے چاندی کے دو کنگن بطور تحفہ دیے۔ جب عشاء کا وقت ہوا تو نکاح کی تقریب شاہی دربار میں منعقد کی گئی، حبشہ کے حکمران نجاشی نے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلا لیا پھر نجاشی نے خطبہ شروع کیا اس نے حمد وثنا اور تشہد پڑھنے کے بعد کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف پیغام بھیجا ہے کہ میں آپ کا نکاح ام حبیبہ سے پڑھا دوں تو میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور چار سو دینار حق مہر مقرر کیا۔ اس کے بعد خالد بن سعید بن العاص اٹھے اور فرمانے لگے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے بحیثیت وکیل ام حبیبہ کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا ہوں، حق مہر کے دینار اس کے سپرد کر دیے گئے۔ نجاشی نے سب مہمانوں کے لیے کھانے کا اہتمام کیا۔ سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حق مہر کا مال میرے پاس پہنچا تو میں نے اس میں سے پچاس دینار ابرہہ کو دیے لیکن اس نے واپس کر دیے۔ جو میں نے اسے پہلے کنگن دیے تھے وہ بھی واپس کر دیے اور کہنے لگی بادشاہ سلامت نے مجھے روک دیا ہے۔ آپ پردیس میں ہیں۔ ہمارا حق ہے کہ ہم آپ کی خدمت میں تحائف پیش کریں پھر وہ میرے پاس قیمتی عطریات لے کر آئی اور بھی بہت سے تحائف حکمران نجاشی کی بیگمات کی طرف سے میرے پاس لائی۔ میں وہ سب تحائف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ میں لائی۔ [1]

جس نے سنا عمل کیا

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

((مَنْ صَلَّى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ))

”جو ایک دن اور رات میں بارہ رکعتیں (چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو رکعتیں نماز فجر سے پہلے) ادا کرے اس کے لیے جنت میں ایک محل بنا دیا جاتا ہے۔“

---

[1] الاصابۃ: ۸/ ۱۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

''جب سے میں نے یہ حدیث رسول اللہ سے سنی تب سے اب تک میں نے یہ سنتیں نہیں چھوڑیں۔''

(راوی حدیث) حضرت عنبسہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب سے میں نے یہ حدیث ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سنی تب سے اب تک میں نے یہ سنتیں نہیں چھوڑیں عمرو بن اویس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے حضرت عنبسہ رحمہ اللہ سے یہ حدیث سنی ہے اب تک میں نے بھی یہ سنتیں نہیں چھوڑیں۔ نعمان بن سالم رحمہ اللہ جب سے ہم نے عمرو بن اویس رحمہ اللہ سے سنا ہے اب تک میں نے بھی یہ سنتیں نہیں چھوڑیں۔ [1]

کیا یہ بستر میرے قابل نہیں۔۔؟

امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جب ابوسفیان مدینہ منورہ آیا تو نبی کریم ﷺ مکہ معظمہ والوں کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے تھے، ابوسفیان نے آپ ﷺ سے مزید مہلت کے بارے میں بات چیت کی جسے قبول کیا گیا، وہ وہاں سے اٹھا اور اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو بیٹی نے جلدی سے بستر لپیٹ دیا، ابوسفیان نے یہ منظر دیکھ کر کہا: بیٹی! مجھے اس بستر کے قابل نہیں پایا، یا یہ بستر میرے قابل نہیں۔۔؟ بیٹی نے جواب دیا: یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے، آپ ایک مشرک پلید شخص ہیں۔ ابوسفیان نے کہا: بیٹی! میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں، کیا مجھ سے دور ہو کر تیری یہ حالت۔۔؟ [2]

اہل ایمان کا ماموں

ان کا بھائی سیدنا امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ ان کی زندگی میں امیر المومنین کے

---

[1] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب فضل السنن الراتبۃ قبل الفرائض وبعلھن وبیان عددھن: ۱۰۱، ۷۲۸۔

[2] الأصابۃ: ۸/ ۱٤۲؛ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصب پر فائز ہوئے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَقَدْ كَانَ لِأُمِّ حَبِيبَةَ حُرْمَةٌ وَجَلَالَةٌ وَلَا سِيمَآ فِي دَوْلَةِ اَخِيْهَا وَلِمَكَانِهِ مِنْهَا قِيْلَ لَهُ خَالُ الْمُؤْمِنِيْنَ. [1]

''معاشرے میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عزت وعظمت تھی، خاص طور پر ان کے بھائی کے دور حکومت میں، ان کی وجہ سے ان کے بھائی کو یہ مقام ومرتبہ ملا کہ انہیں اہل ایمان کا ماموں کہا جاتا تھا۔''

اللہ تعالیٰ تجھے خوش کر دے؟

عوف بن الحارث سے روایت ہے، کہتے کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی موت کے وقت مجھے بلایا اور کہا: ہمارے درمیان بعض اوقات کوئی ایسی بات ہو جاتی تھی جو عام طور پر سوتنوں کے درمیان ہو جایا کرتی ہے۔ جو کچھ ہم سے لغزش ہوئی اللہ مجھے اور آپ کو بخش دے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے سب کچھ آپ کو بخش دیا اور آپ کے سر سے ہر طرح کا بوجھ اتار دیا، تو اس نے کہا تو نے مجھے خوش کر دیا اللہ تعالیٰ تجھے خوش کرے اور اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھی یہی پیغام بھیجا اور اس سے بھی یہی بات کہی۔ [2]

ایک گزارش مگر رد ہوئی

ایک مرتبہ آپ ﷺ سے کہا میری بہن سے آپ ﷺ نکاح کر لیجیے فرمایا: ''کیا تمہیں پسند ہے۔'' بولیں: ''ہاں میں ہی آپ کی تنہا بیوی نہیں ہوں، اس لیے میں یہ پسند کرتی ہوں کہ آپ کے نکاح کی سعادت میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام نے دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ [3]

---

[1] سیر اعلام النبلاء للذھبی: ۲/ ۲۲۲۔

[2] طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۰۰؛ مستدرك حاكم: ٤/ ٢٤، ٦٧٧٣۔

[3] صحیح بخاری، النکاح، باب وامھاتکم اللاتی ارضعنکم ویحرم من الرضاعة ما یحرم من النسب: ۵۱۰۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ؟ قَال فَأَفْعَلُ مَاذَا؟ قُلْتُ تَنْكِحُ، قَالَ: ((أَتُحِبِّينَ؟)) قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِيكَ أُخْتِي، قَالَ: ((إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي)) قُلْتُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ، قَالَ: ((ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ)) قُلْت نَعَمْ، قَالَ: ((لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي مَا حَلَّتْ لِي، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)) وَقَالَ اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ دُرَّةُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ. [1]

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے اور ان سے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ابوسفیان کی صاحبزادی (غرہ یا درہ یا حمنہ) کو چاہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر میں اس کے ساتھ کیا کروں گا؟'' میں نے عرض کیا کہ اس سے آپ نکاح کر لیں۔ فرمایا: ''کیا تم اسے پسند کرو گی؟'' میں نے عرض کیا: میں کوئی تنہا تو ہوں نہیں اور میں اپنی بہن کے لیے یہ پسند کرتی ہوں کہ وہ بھی میرے ساتھ آپ کے تعلق میں شریک ہو جائے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔'' میں نے عرض کیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے (زینب سے) نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ام سلمہ کی لڑکی کے پاس؟'' میں نے کہا کہ جی ہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''واہ واہ اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی تب بھی وہ

---

[1] بخاری، النکاح: ۵۱۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے لیے حلال نہ ہوتی، مجھے اور اس کے والد ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ دیکھو تم آیندہ میرے نکاح کے لیے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔'' اور لیث بن سعد نے بھی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا ہے اس میں ابو سلمہ کی بیٹی کا نام درہ مذکور ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ

ان کے اور ان کے والد کے نام میں شدید اختلاف ہے کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہیں۔ خشن بن نمر (جس کا تعلق قبیلہ قضاعہ سے تھا) کی جانب منسوب ہونے کی وجہ سے خشنی کہلائے۔ بیعت رضوان کرنے والوں میں سے تھے۔ انہیں ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا تو وہ سب اسلام لے آئے ملک شام میں قیام پذیر ہوئے اور وہیں ۷۵ ہجری میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] الاستیعاب: ۱/ ۲۶۹؛ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۵۶۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کا استفسار

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں اس لیے ہم ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں اور شکار کی زمین رہتے ہیں اور ہم کمان سے اور اپنے سکھائے ہوئے کتے کے ذریعہ سے شکار کرتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے جو بیان کیا کہ اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہو تو ان کے برتن میں نہ کھاؤ مگر یہ کہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو، اگر کوئی صورت نہ ہو تو انہیں دھولو اور ان میں کھاؤ اور تم نے جو بیان کیا کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو تو اگر تم کمان سے اس پر بسم اللہ پڑھ کر شکار کرو تو کھالو اور اگر بغیر سکھائے ہوئے کتے کے ذریعہ سے شکار کرو اور اس کے ذبح کا موقع مل گیا ہو تو (ذبح کر کے) کھالو۔'' [1]

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کی سجدہ کی حالت میں وفات

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بڑے مشہور صحابی ہیں وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ مجھے مرتے وقت اس طرح کی شدت پیش نہ آئے گی جیسے عام لوگوں کو پیش آتی ہے۔ چنانچہ ان کی دعا اس طرح قبول ہوئی کہ وہ ایک دن درمیانی رات میں تہجد کی نماز پڑھنے میں مشغول تھے، نماز کے دوران ہی سجدے کی حالت میں آپ کی وفات ہوگئی، اسی وقت آپ کی ایک صاحبزادی نے خواب دیکھا کہ آپ وفات پا چکے ہیں وہ گھبرا کر اٹھی اور دوڑی ہوئی آپ کے مصلی تک آئی اس نے آپ کو آواز دی لیکن جواب ندارد، جا کر دیکھا تو سجدے کی حالت میں ہی آپ کی روح قبض ہو چکی تھی۔ [2]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي رَبِيعَةُ

---

[1] صحيح بخاری، الذبائح والصيد، باب انية المجوس والميتة: ٥٤٩٦۔

[2] الاصابة: ٧/٥١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَفَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ؟ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ، أَصِيدُ بِقَوْسِي، وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ، فَمَا يَصْلُحُ لِي؟ قَالَ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا، وَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ، فَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ)) [1]

ہم سے عبداللہ بن یزید مقبری نے بیان کیا، کہا ہم سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ربیعہ بن یزید دمشقی نے خبر دی، انہیں ابوادریس عائذ اللہ خولانی نے، انہیں حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہم اہل کتاب کے گاؤں میں رہتے ہیں تو کیا ہم ان کے برتن میں کھا سکتے ہیں؟ اور ہم ایسی زمین میں رہتے ہیں جہاں شکار بہت ہوتا ہے۔ میں تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور اپنے اس کتے سے بھی جو سدھایا ہوا نہیں ہے اور اس کتے سے بھی جو سدھایا ہوا ہے تو اس میں سے کس کا کھانا میرے لیے جائز ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے جو اہل کتاب کے برتن کا ذکر کیا ہے تو اگر تمہیں اس کے سوا کوئی اور برتن مل سکے تو اس میں نہ کھاؤ لیکن تمہیں کوئی دوسرا برتن نہ ملے تو ان کے برتن کو خوب دھو کر اس میں کھا سکتے ہو اور جو شکار تم اپنی تیر کمان سے کرو اور (تیر پھینکتے وقت) اللہ کا نام لیا ہو تو (اس کا شکار) کھا سکتے ہو اور جو شکار تم نے غیر سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور شکار خود ذبح کیا ہو تو اسے کھا سکتے ہو۔''

[1] بخاري، الذبائح والصيد: ٥٤٧٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو شریح رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ

ان کا اصل نام خویلد بن عمرو تھا۔ فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا۔ فتح مکہ کے دن خزاعہ قبیلہ کے علم بردار تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے حدیث لینے والوں میں نافع بن جبیر، ابوسعید مقبری وغیرہ کے نام ملتے ہیں، امام طبری نے لکھا ہے کہ ۶۸ھ کو مدینہ میں وفات پائی۔ [1]

[1] اسد الغابة: ۷/ ۱۷۳؛ التاریخ الصغیر: ۸۲ ؛التاریخ الکبیر: ۳/ ۲۲٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

میں آپ کو حدیث سناتا ہوں

ابو شریح نے عمرو بن سعید سے کہا جو مکہ کی طرف لشکر (حملہ کے لیے) بھیجنا چاہتا ہے۔اے امیر! مجھے اجازت دیں میں آپ کو وہ حدیث سناتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کی صبح ارشاد فرمائی تھی جس کو میرے کانوں نے سنا، دل نے محفوظ کیا اور میری آنکھوں نے آپ کو دیکھا جب کلام فرما رہے تھے آپ نے فرمایا: ''مکہ کو اللہ نے حرمت والا بنایا ہے لوگوں نے اسے حرمت والا نہیں بنایا کسی ایک کے لیے جائز نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو کہ وہ یہاں خون بہائے اور اس کے درختوں کو کاٹے۔'' [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ)) قِيلَ وَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ)) تَابَعَهُ شَبَابَةُ، وَأَسَدُ بْنُ مُوسَى، وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ الأَسْوَدِ، وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [2]

ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے ابوشریح رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا: ''واللہ! وہ ایمان والا نہیں، واللہ! وہ ایمان

---

[1] بخاري، العلم، باب ليبلغ العلم الشاهد الغائب: ۱۰۴۔

[2] بخاري، الادب: ۶۰۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا نہیں۔ واللہ! وہ ایمان والا نہیں۔" عرض کیا گیا کون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا: "وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔" اس حدیث کو شبابہ اور اسد بن موسیٰ نے بھی روایت کیا ہے اور حمید بن اسود اور عثمان بن عمر اور ابوبکر بن عیاش اور شعیب بن اسحاق نے اس حدیث کو ابن ابی ذئب سے یوں روایت کیا ہے، انہوں نے مقبری سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ

نام میں بہت اختلاف ہے، زیادہ مشہور اسلم ہے، ابتدا میں ابورافع رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام کی مسرت پر آزاد کر دیا۔ بدر کے بعد ہجرت کر کے مدینہ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقیم ہوئے۔ بدر کے علاوہ احد، خندق وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، ان کی ۶۸ روایتیں حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں، ان میں سے ایک بخاری اور ۳ میں مسلم منفرد ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امارت میں یمن کی طرف جو سریہ بھیجا تھا، اس میں یہ بھی تھے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی عدم موجودگی میں سریہ کی نگرانی ان کے سپرد کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] اسد الغابة: ۷/ ۱۱٤؛ ابن سعد: ٤ / ۱ / ۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

داستانِ اسلام

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں ہیں جن کے دل پر نبوت کا پر جلال چہرہ ہی دیکھ کر اسلام کا نقش بیٹھ گیا، ان کے اسلام کے متعلق ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی کام سے بھیجا، آپ کو دیکھتے ہی میرا دل اسلام کی طرف ہو گیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب میں واپس نہ جاؤں گا، آپ نے فرمایا میں قاصد کو نہیں روکتا اور عہد شکنی نہیں کرتا، اس وقت تم لوٹ جاؤ، اگر کچھ دنوں تک بدستور تمہارے دل میں اسلام کا جذبہ باقی رہا تو پھر چلے آنا، چنانچہ اس وقت تو یہ واپس چلے گئے اور پھر دوبارہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ [1]

سو درہم قربان کر دیا

ایک مرتبہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک مکان فروخت کرنا چاہا، ایک آدمی سے اس کی قیمت پانچ سو درہم نقد مل رہے تھے لیکن میں نے اسے نہیں بیچا اور آپ مجھے چار سو درہم دے رہے ہیں اور وہ بھی قسطوں پر، یہ بات کہہ کر حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے اپنا مکان سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو چار سو درہم میں بیچ دیا اور فرمایا:

لَوْلَا اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: ((اَلْجَارُ اَحَقُّ بِصَقَبِهِ مَا اَعْطَیْتُکَهُ)) [2]

اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ "پڑوسی اپنے قریب کی چیز کا زیادہ حق دار ہے۔" تو میں کبھی آپ کو اپنا مکان چار سو درہم میں نہ دیتا۔ (یعنی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنا سو درہم قربان کر دیا۔)

---

[1] مستدرك حاكم: ٣/ ٦٩١، ٦٥٣٨۔

[2] صحيح بخاری، الحيل، باب فی الهبة والشفعة: ٦٩٧٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزمائش کی گھڑی

لیکن بدر تک جابرۂ قریش کے خوف سے اسلام کا اعلان نہیں کیا، ایک دن چاہِ زمزم کی چاردیواری میں بیٹھے تیر درست کر رہے تھے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ بھی پاس ہی بیٹھی ہوئی تھیں کہ اتنے میں ابولہب آ گیا اور حجرہ کی طناب کے پاس بیٹھا، اس کے بعد ابوسفیان آئے، ابولہب ان سے بدر کے حالات دریافت کرنے لگا اس نے کہا: کیا پوچھتے ہو، مسلمانوں نے ہماری ساری قوت تباہ کر دی، بہتوں کو تہہ تیغ کر ڈالا، کچھ لوگوں کو گرفتار کیا، اس سلسلہ میں ایک واقعہ عجیب وغریب بیان کیا جاتا ہے کہ میدانِ جنگ میں آسمان سے زمین تک سفید پوش سوار بھرے ہوئے تھے، اس پر ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا فرشتے تھے، یہ سن کر ابولہب نے ان کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ مارا، یہ سنبھل کر بیٹھ گئے، مگر کمزور تھے، اس لیے ابولہب نے پٹک دیا اور سینہ پر چڑھ کر جہاں تک مار سکا مارا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی سے یہ ظلم نہ دیکھا گیا، انہوں نے ایک ستون اٹھا کر اس زور سے مارا کہ اس کا سر کھل گیا اور بولیں اس کا آقا موجود نہیں اس لیے کمزور سمجھ کر مارتا ہے۔ 1

غلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ ابورافع کو آزاد کر دیا تھا، مگر وہ بدستور آپ کی غلامی میں ہی رہے، آزادی کے وقت آنکھیں بے اختیار اشکبار ہو گئیں، لوگوں نے کہا آزادی میں رونے کا کیا موقع ہے، کہا آج سے ایک اجر جاتا رہا۔ اس کے بعد اگرچہ قانوناً آزاد ہو گئے تھے، لیکن خدمت گزاری کا شرف نہیں چھوڑا، چنانچہ سفر وغیرہ میں خیمہ یہی نصب کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غلامی کی نسبت بہت محبوب تھی، ہمیشہ اپنے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کہتے تھے، عمرو بن سعید بن عاص مدینہ کی امارت کے زمانہ میں اپنا غلام کہلانا چاہا، لیکن یہ برابر انکار کرتے رہے، تا آنکہ سعید نے ۵۰۰ کوڑے لگا کر زبردستی اپنا غلام کہلایا۔ 2

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ

---

1 ابن سعد: ٤٥٤۔ 2 اسد الغابة: ٧/ ١١٤، تهذيب التهذيب: ١٢/ ٩٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ)) وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ اشْتَرَى دَارًا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَحْتَالَ حَتَّى يَشْتَرِيَ الدَّارَ بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَيَنْقُدَهُ تِسْعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ، وَتِسْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ، وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، وَيَنْقُدَهُ دِينَارًا بِمَا بَقِيَ مِنَ الْعِشْرِينَ الْأَلْفَ فَإِنْ طَلَبَ الشَّفِيعُ أَخَذَهَا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَإِلَّا فَلَا سَبِيلَ لَهُ عَلَى الدَّارِ فَإِنِ اسْتُحِقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ إِلَيْهِ، وَهُوَ تِسْعَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ دِرْهَمًا وَدِينَارٌ، لِأَنَّ الْبَيْعَ حِينَ اسْتُحِقَّ انْتَقَضَ الصَّرْفُ فِي الدِّينَارِ، فَإِنْ وَجَدَ بِهَذِهِ الدَّارِ عَيْبًا، وَلَمْ تُسْتَحَقَّ، فَإِنَّهُ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ قَالَ: ((فَأَجَازَ هَذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ)) [1]

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا ان سے ابراہیم بن میسرہ نے، ان سے عمرو بن شرید نے اور ان سے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''پڑوسی اپنے پڑوسی کا زیادہ حقدار ہے۔'' اور بعض لوگوں نے کہا اگر کسی شخص نے ایک گھر بیس ہزار درہم کا خریدا (تو شفعہ کا حق ساقط کرنے کے لیے) یہ حیلہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں کہ مالک مکان کو نو ہزار نو سو ننانوے درہم نقد ادا کرے اب بیس ہزار کے تکملہ میں جو باقی رہے یعنی دس ہزار اور ایک درہم اس کے بدل مالک مکان کو ایک دینار (اشرفی) دیدے۔ اس صورت میں اگر شفیع اس مکان کو لینا چاہے گا تو اس کو بیس ہزار درہم پر لینا ہوگا ورنہ وہ اس گھر کو نہیں لے سکتا۔ ایسی صورت میں اگر بیع کے بعد یہ گھر (بائع کے سوا) اور کسی کا نکلا تو خریدار بائع سے وہی قیمت

[1] بخاري، الحيل: ٦٩٨٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس لے گا جو اس نے دی ہے یعنی نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک دینار (بیس ہزار درہم نہیں واپس سکتا) کیونکہ جب وہ گھر کسی اور کا نکلا تو اب وہ بیع صرف جو بائع اور مشتری کے بیچ میں ہو گئی تھی بالکل باطل ہو گئی (تو اصل دینار پھرنہ لازم ہو گا نہ کہ اس کے ثمن (یعنی دس ہزر اا اور ایک درہم) اگر اس گھر میں کوئی عیب نکلا لیکن وہ بائع کے سوا کسی اور کی ملک نہیں نکلا تو خریدار اس گھر کو بائع کو واپس اور بیس ہزار درہم اس سے لے سکتا ہے۔ حضرت امام بخاری نے کہا تو ان لوگوں نے مسلمانوں کے آپس میں مکر وفریب کو جائز رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا: ''مسلمان کی بیع میں جو مسلمان کے ساتھ ہو نہ عیب ہونا چاہیے (بیماری) نہ خباثت نہ کوئی آفت۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا

تعارف ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا

یہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اور حرام بن حکیم رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ہیں اور خارجہ بن زید کی والدہ ہیں وہ ان سے جنائز اور ہجرت کے حوالہ سے روایات کرتے ہیں۔ [1]

---

[1] رجال صحیح بخاری: ۱۴۷۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت وکردار

ام علاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

عَادَنِی النَّبِیُّ ﷺ، فَقَالَ: ((یَا أُمَّ الْعَلَاءِ أَبْشِرِی، فَإِنَّ مَرَضَ الْمُسْلِمِ یُذْهِبُ اللّٰهُ بِهِ خَطَایَاهُ کَمَا تُذْهِبُ النَّارُ خَبَثَ الْحَدِیدِ وَالْفِضَّةِ)) [1]

نبی ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا: ''اے ام علاء! خوش ہو جاؤ، مسلمان کی بیماری سے اللہ اس کی خطاؤں کو دور کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے اور چاندی کے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا سَعِیدُ بْنُ عُفَیْرٍ، حَدَّثَنِی اللَّیْثُ، حَدَّثَنِی عُقَیْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِی خَارِجَةُ بْنُ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ، امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بَایَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمُ اقْتَسَمُوا الْمُهَاجِرِینَ قُرْعَةً، قَالَتْ فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ وَأَنْزَلْنَاهُ فِی أَبْیَاتِنَا، فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِی تُوُفِّیَ فِیهِ، فَلَمَّا تُوُفِّیَ غُسِّلَ وَکُفِّنَ فِی أَثْوَابِهِ، دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَیْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِی عَلَیْكَ لَقَدْ أَکْرَمَكَ اللَّهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَمَا یُدْرِیكِ أَنَّ اللَّهَ أَکْرَمَهُ)) فَقُلْتُ بِأَبِی أَنْتَ یَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَنْ یُکْرِمُهُ اللَّهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَّا هُوَ فَوَاللَّهِ لَقَدْ جَاءَهُ الْیَقِینُ، وَاللَّهِ إِنِّی لَأَرْجُو لَهُ الْخَیْرَ، وَوَاللَّهِ مَا أَدْرِی وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَاذَا

[1] معرفة الصحابة لابی نعیم: ٦/ ٣٥٣٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُفْعَلُ بِي)) فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا أُزَكِّي بَعْدَهُ أَحَدًا أَبَدًا. [1]

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا کہا، مجھ سے عقیل نے بیان کیا ان سے ابن شہاب نے، انہیں خارجہ بن ثابت نے خبر دی، انہیں ام علاء رضی اللہ عنہا نے جو ایک انصاریہ عورت تھیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی خبر دی کہ انہوں نے مہاجرین کے ساتھ سلسلہ اخوت قائم کرنے کے لیے قرعہ اندازی کی تو ہمارا قرعہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے نام نکلا۔ پھر ہم نے انہیں اپنے گھر میں ٹھہرایا۔ اس کے بعد انہیں ایک بیماری ہوگئی جس میں ان کی وفات ہوگئی۔ جب ان کی وفات ہوگئی تو انہیں غسل دیا گیا اور ان کے کپڑوں کا کفن دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے کہا ابو السائب (عثمان رضی اللہ عنہ) تم پر اللہ کی رحمت ہو تمہارے متعلق میری گواہی ہے کہ تمہیں اللہ نے عزت بخشی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے انہیں عزت بخشی ہے۔'' میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اللہ کسے عزت بخشے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہاں تک ان کا تعلق ہے تو یقینی چیز (موت) ان پر آچکی ہے اور اللہ کی قسم! میں بھی ان کے لیے بھلائی کی امید رکھتا ہوں اور اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ہونے کے باوجود حتمی طور پر نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔'' انہوں نے اس کے بعد کہا کہ اللہ کی قسم! اس کے بعد میں کبھی کسی کی برات نہیں کروں گی۔

---

[1] بخاری، التعبیر: ۷۰۰۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ

ابو بردہ اوسی حارثی مدنی، شرف صحابیت سے سرفراز تھے براء بن عازب کے ماموں تھے ان کا نام ھانی بن نیار تھا، بعض نے ان کا نام عبدالرحمٰن لکھا ہے جو درست نہیں، بدر کے علاوہ دیگر غزوات میں بھی شریک ہوئے، انصار کے حلیف قبیلہ بنو بلّی سے تھے یہ قبیلہ ربیع الاول سن ۹ ہجری میں مدینہ منورہ آیا اسلام قبول کیا اور تین روز تک مدینہ منورہ رہے۔ وفد کے رئیس نے اس دوران مہمان نوازی کے عمل پر اجر پانے کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مالدار یا فقیر کے ساتھ جو بھی اچھا سلوک کرے گا وہ صدقہ شمار ہوگا۔ ضیافت تین دن تک ہوتی ہے۔'' پھر گمشدہ اونٹ اور بکری کے متعلق سوال کیا تو جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ بھیڑ بکری تیری ہے یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیئے کی ہوگی۔ جبکہ اونٹ کو اپنی حالت پر رہنے دو، یہاں تک کہ اس کا مالک اسے پالے۔'' ۴۱، ۴۲ یا ۴۵ ہجری میں وفات پائی۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ ((لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ)). [2]

''ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد

---

[1] اسد الغابة، ت:۳۴۰۵؛ زاد المعاد: ۳/ ۲۶_۲۸۔

[2] بخاري، الحدود: ٦٨٤٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بیان کیا، ان سے یزید (بن ابی حبیب) نے بیان کیا، ان سے بکیر بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن یسار نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حدود اللہ میں کسی مقررہ حد کے سوا کسی اور سزا میں دس کوڑے سے زیادہ بطور تعزیر و سزا نہ مارے جائیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ

تعارف براء بن عازب رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابو عمارہ انصاری تھی۔ بڑے پایہ کے فقیہ تھے۔ غزوۂ بدر میں اگرچہ کم سن تھے، تاہم جوش ایمان عین شباب پر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے لڑائی کے ناقابل سمجھ کر واپس کر دیا۔ غزوہ احد میں پندرہ سال کی عمر میں لڑائی میں شریک ہوئے، خندق، حدیبیہ، خیبر میں بھی شرف شرکت حاصل تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو یہ قرآن مجید کی مفصل سورتیں حفظ کرتے تھے۔ کوفہ میں تو ۲۴ھ میں رے فتح کیا۔ ۷۱ یا ۷۲ ہجری کو کوفہ میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] اسد الغابة: ۱/ ۳۶۲؛ الاصابة، ت: ٦١٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

آپ کا علم و فضل

بعض لوگ مجلس میں مختلف قسم کے اشکالات پیش کرتے ،بعض آیات قرآنی پر شبہ وارد کرتے ،آپ ان کا تسلی بخش جواب دیتے ،بعض مسائل فقہ دریافت کرتے تھے۔ایک شخص نے پوچھا: ﴿لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو) میں مشرکین پر حملہ کرنا داخل ہے یا نہیں ،فرمایا کیسے ہوسکتا ہے ،اللہ تعالیٰ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ﴿فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ﴾ (خدا کی راہ میں لڑائی کرو تم صرف اپنے نفس کے مکلف ہو) تم نے جو آیت پیش کی ،خرچ کے بارے میں ہے۔ [1]

یعنی یہ نہ سمجھو کہ راہ خدا میں صرف کرنے سے ہم تباہ ہو جائیں گے ،ایسا سمجھنا ہلاکت ہے۔

ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن مطعم (ابو منہال) کے ساتھی نے بازار میں کچھ درہم ایک مدت معینہ کے لیے فروخت کیے ،عبدالرحمٰن نے کہا یہ جائز بھی ہے؟ بولا ہاں ،میں نے اس سے پہلے بھی بیچے ہیں لیکن کسی نے برا نہ کہا ،یہ براء بن عازب کے پاس گئے اور واقعہ بیان کیا۔فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو ہم لوگ اسی طرح خرید و فروخت کرتے تھے ،آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو ہاتھوں ہاتھ ہو اس میں مضائقہ نہیں لیکن ادھار ناجائز ہے۔مزید اطمینان کے لیے زید بن ارقم سے جا کر پوچھو ،وہ ہم میں سب سے بڑے تاجر تھے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ،زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ،انہوں نے براء کی تائید کی۔ [2]

آپ رضی اللہ عنہ متبع رسول تھے

اتباع سنت کا یہ حال تھا کہ نماز کی ایک ایک چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھی ،ایک

---

[1] مسند احمد: ۱۸٤۷۷۔ [2] صحیح بخاری، المناقب: ۳۹۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روز گھر والوں کو جمع کر کے کہا کہ کس طرح رسول اللہ ﷺ وضو کرتے اور نماز پڑھتے تھے، آج تم کو دکھا دوں، خدا معلوم میری زندگی کب تک رہے اور وضو کر کے ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، پھر عصر، مغرب، عشا سب اسی طرح پڑھائیں۔ ایک روز آنحضرت ﷺ کے سجدہ کی نقل کر کے بتائی۔ ❶

محبت رسول رکھنے والے تھے

رسول اللہ ﷺ کی محبت جان و مال سے زیادہ تھی اور اس کا اثر نمایاں تھا، آنحضرت ﷺ کا حلیہ بیان کرتے تو ہر لفظ محبت کے آب حیات میں ڈوبا ہوا نکلتا، فرماتے کہ آنحضرت ﷺ سب آدمیوں سے خوبصورت تھے میں نے سرخ چادر اوڑھے دیکھا تھا۔ جتنی آپ پر کھلتی تھی کسی پر نہ کھلتی تھی۔ ❷

ایک مرتبہ کسی نے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ کا چہرہ (چمک میں) تلوار کے مانند تھا؟ فرمایا نہیں بلکہ چاند کے مانند تھا۔ ❸

تواضع انکساری کی عمدہ مثال

انکسار و تواضع کا یہ حال تھا کہ گو آپ جلیل القدر صحابی تھے، لیکن اپنے آپ کو نہایت ناچیز سمجھتے تھے۔ ایک شخص نے آ کر کہا خوش بختی مبارک! آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، اور بیعت الرضوان میں بھی شریک ہو چکے ہیں، فرمایا بیٹے! تم کو معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہم نے کیا کیا۔ ❹

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ

---

❶ مسند أحمد: ١٨٥٣٧۔ ❷ صحيح بخاري: ٥٨٤٨۔
❸ بخاري: ٣٥٥٢۔ ❹ صحيح بخاري: ٤١٧٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، اللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ۔ فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ، فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهِ))۔ قَالَ: فَرَدَّدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا بَلَغْتُ: اللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، قُلْتُ: وَرَسُولِكَ، قَالَ: ((لَا، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)) [1]

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمیں سفیان ثوری رحمہ اللہ نے خبر دی ہے، وہ روایت کرتے ہیں، منصور بن المعتمر سے اور وہ سعد بن عبیدۃ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنی خواب گاہ کی طرف آؤ تو سب سے پہلے وضو کرلو جو نماز کے لیے کیا جاتا ہے اور اس کے بعد اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور پھر یہ دعا پڑھو۔ اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیرے سپرد کیا۔ اور میں نے اپنی حالت تیرے سپرد کی (اپنی زندگی تیرے سپرد کی) اور میں نے اپنی پشت تیرے حوالے کی (یعنی تو ہی میرا سہارا ہے) یہ رغبت اور رہبت تیری طرف ہے (یعنی میرا جو خوف ہے وہ تیری طرف سے ہے اور میری جو رغبت اور امید ہے وہ امید میں نے تجھ سے وابستہ کی ہے) نہیں ہے کوئی جائے پناہ اور نہ ہی کوئی جائے نجات تجھ سے، مگر تیری ہی طرف (تیرے عذاب سے کوئی جائے پناہ ہے اور نہ ہی کوئی نجات سوائے تیرے۔) اے اللہ! میں ایمان لایا ہوں تیری اس کتاب پر جو تو نے نازل کی ہے۔ اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا ہوں جس نبی کو تو نے بھیجا ہے۔ اور اسی طرح اگر رات کو تمہاری موت واقع ہو گئی، تو فطرت اسلام پر ہو گی، اور ان کلمات کو آخری وہ

[1] بخاري، الايمان: ٤٠، ٢٤٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمات بناؤ، جن کے ذریعے سے تم گفتگو کرتے ہو۔(یعنی کلمات ادا کرنے کے بعد سو جاؤ)'' حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کلمات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پھر دہرائے (تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ بھول گیا ہوں) جب یہاں تک میں پہنچا تو اس کے بعد میں نے کہا کہ ''ورسولك الذی أرسلت'' پڑھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یوں نہ کہو ''ورسولك الذی أرسلت'' بلکہ یہ کہو ((ونبیك الذی أرسلت))؟'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ثابت بن ضحاک انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابوزید ہے۔قبیلہ اشہل سے ہیں، آپ بیعت رضوان میں شریک ہوئے، بقول امام ترمذی بدر میں حاضر ہوئے۔ بعثت نبوی کے تیسرے سال تولد ہوئے، بعض لوگوں نے ۳ ہجری سال ولادت قرار دیا ہے۔ ثابت رضی اللہ عنہ سے جو روایتیں مروی ہیں ان کی تعداد تقریباً ۱۴ ہے، غزوہ خندق اور حمراء الاسد میں شریک تھے، عہد نبوی کے بعد شام کی سکونت اختیار کی پھر وہاں سے بصرہ چلے گئے، ایک بیٹا چھوڑا، زید نام تھا، اسی بنا پر بعض نے ان کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ صحابی مشہور کا والد سمجھا ہے، لیکن یہ غلطی ہے، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے والد جاہلیت میں فوت ہوئے اور کفر کی حالت میں مارے گئے اس کے ماسوا زید خود ان کے ہم سن تھے اور اس بنا پر ان کے باپ کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ خیال اس لحاظ سے ناقابل التفات ہے کہ ابوقلابہ نے ان سے یہ روایتیں کی ہیں اور ابوقلابہ ۶۴ ھ سے پیشتر کسی طرح روایت کے قابل نہیں ہو سکتے، کیونکہ انہوں نے ۶۹ ھ کے بعد تحصیل علم میں قدم رکھا تھا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے متعلق عام خیال یہ ہے کہ ۵۴ ھ میں فوت ہو چکے تھے۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۴۵ ہجری کو وفات پائی۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا، فَهُوَ كَمَا قَالَ،

---

[1] اسد الغابة: ۱/ ٤٤٥، الثقات: ۳/ ٤٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ)). ❶

''ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا کہا کہ ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہونے کی جھوٹی قسم قصداً کھائے تو وہ ویسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ اس نے اپنے لیے کہا ہے اور جو شخص اپنے کو دھاردار چیز سے ذبح کر لے اسے جہنم میں اسی ہتھیار سے عذاب ہوتا رہے گا۔''

❶ بخاری، الجنائز: ۱۳۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

تعارف جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

حضرت جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ! کنیت ابو عبداللہ، قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ والدہ کا نام نسیبہ تھا، عقبہ ثانیہ میں اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے، اس وقت عمر ۱۸۔۱۹ سال تھی۔ ۱۹ غزوات میں شرکت فرمائی، غزوۂ احد میں باپ بیٹا دونوں شریک ہوئے، اور باپ نے جام شہادت نوش فرما لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم کے بڑے فرمانبردار تھے، انہوں نے وصیت کی تھی کہ بیٹا جابر! مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کل غزوۂ احد میں سب سے پہلا شہید ہوں گا۔ میرے بعد میری بیٹیوں (اپنی بہنوں) کا خیال رکھنا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے باپ کی وصیت کی خاطر اپنی خواہش کو تج کرتے ہوئے بہنوں کی دیکھ بھال اور پرورش کے لیے ایک عمر رسیدہ عورت سے شادی کی۔ ان سے (۵۴۰) احادیث مروی ہیں۔ ۷۴ھ میں ۹۴ سال کی عمر پا کر انتقال فرما گئے۔ [1]

[1] اسد الغابة: ۱/ ۴۹۱؛ سیر الصحابة: ۳/۲۵۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

کھجوروں میں برکت

جنگ اُحد میں آپ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی شہید ہو گئے۔ نو بہنیں تھیں اور کافی قرض بھی چھوڑ گئے تھے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہو کر عرض کی کہ والد نے اپنے اوپر قرض چھوڑا ہے اور میرے پاس سوائے تھوڑی سی کھجوروں کے ادا کرنے کا کچھ اور سامان نہیں ہے۔ صرف کھجوروں کی پیداوار سے یہ قرض ادا نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ نخلستان میں تشریف لے چلیے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے قرض دار مجھ پر سختی نہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تشریف لائے اور کھجوروں کا جو ڈھیر لگا ہوا تھا اس کے گرد چکر لگا کر دُعا کی اور اسی پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اپنے اپنے قرض لیتے جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی تاثیر سے ان کھجوروں میں یہ برکت ہوئی کہ تمام قرض ادا ہو گیا اور جس قدر کھجوریں قرض داروں کو دی گئی تھیں اتنی ہی بچ رہیں۔ [1]

حبشہ کی سرزمین اور عجیب واقعہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم سمندر کی ہجرت سے واپس آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہم سے دریافت کیا: ''تم نے حبشہ کی سرزمین میں کوئی تعجب خیز بات دیکھی ہو تو سناؤ؟'' اس پر ایک نوجوان نے کہا: ایک مرتبہ ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے، ان کے علما کی ایک بڑھیا عورت ایک پانی کا گھڑا سر پر لیے آ رہی تھی انہی میں سے ایک جوان نے اسے دھکا دیا، جس سے وہ گر پڑی اور گھڑا ٹوٹ گیا، وہ اٹھی اور اس شخص کی طرف دیکھ کر کہنے لگی، مکار تجھے اس کا حال اس وقت معلوم پڑے گا جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی کرسی سجائے گا اور تب اگلے اور پچھلوں کو جمع کرے گا اور ہاتھ پاؤں گواہیاں دیں گے، اور ایک ایک عمل کھل جائے گا اس وقت تیرا میرا فیصلہ بھی ہو جائے گا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح بخاری، المناقب، باب علامات النبوۃ: ۳۵۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانے لگے: ''اس نے سچ کہا، اس نے سچ کہا، اس قوم کو اللہ تعالیٰ کس طرح پاک کرے جس میں زور آور سے کمزور کا بدلہ نہ لیا جائے۔۔؟'' ❶

میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''اے جابر! پڑھ۔'' میں نے عرض کیا:

مَاذَا أَقْرَأُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ.

''میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں میں کیا پڑھوں اے اللہ کے رسول!؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''((قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ)) اور ((قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ)) پڑھو۔'' ❷

میں نے ان دونوں کو پڑھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان دونوں کو پڑھتے رہنا، تم ان جیسی (سورتیں) ہرگز نہ پاؤ گے۔''

حدیث کے لیے جابر رضی اللہ عنہ ملک شام پہنچ گئے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ فلاں مسئلہ تو مجھے معلوم ہے لیکن جو الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے نکلے تھے وہ میں بھول گیا تو وہی الفاظ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی زبان سے سننے کے لیے ملک شام کے دارالخلافہ دمشق میں پہنچے اس کے لیے منڈی سے جا کر سواری خریدی اور سفر شروع کیا صعوبتوں والا خطرناک سفر تھا راستے میں بھوک پیاس برداشت کی درختوں کے پتوں پر گزارہ کیا وہاں پہنچ کر ان کے دروازے پر دستک دی اور کہا کہ میں جابر ہوں آپکی خدمت کے لیے مدینہ منورہ سے آیا ہوں انہوں نے تعجب سے کہا: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ! کہا: جی ہاں۔! وہ جلدی سے باہر تشریف لائے معانقہ کیا بڑے خوش ہوئے اور دریافت کیا کہ آپ نے اتنا لمبا سفر کس غرض سے کیا؟

فرمایا مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کے بارے میں وہ الفاظ یاد ہیں جو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیے تھے۔

---

❶ المعجم الاوسط للطبرانی: ٦٥٥٩۔ ❷ النسائی، الاستعاذۃ: ٥٤٤١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَخَشِيْتُ اَنْ اَمُوْتَ قَبْلَ اَنْ اَسْمَعَه.

''مجھے ڈر سا لگا کہ کہیں درست الفاظ سننے سے پہلے مجھے موت نہ آ جائے۔''

انہوں نے جب الفاظ سنائے تو کہنے لگے اجازت دیجئے اب میں واپس چلتا ہوں انہوں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ نے اتنا لمبا سفر کیا ہے آپ کو کھانے اور آرام کی ضرورت ہے اور اس کے بعد واپس جانا ہی ہے، کہتے ہیں اگر میں کھانے اور آرام کرنے میں یہاں وقت ضائع کروں تو یہ میرے اپنے مشن کے منافی ہے۔ [1]

جابر رضی اللہ عنہ کے والد پر فرشتے سایہ کر رہے تھے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

جب میرے والد صاحب احد کی جنگ میں شہید کر دیے گئے تو میں ان کے چہرے سے بار بار کپڑا ہٹا کر دیدار کرتا اور روتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم مجھے ایسا کرنے سے روکتے مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بالکل منع نہیں کیا۔ یہ منظر دیکھ کر میری پھوپھی (فاطمہ) بھی رونے لگیں۔ اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

((تَبْكِيْنَ اَوْلَا تَبْكِيْنَ، فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِاَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوْهُ)) [2]

''تم لوگ روؤ یا چپ رہو، جب تک تم لوگ میت کو اٹھاتے نہیں فرشتے تو برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کیے ہوئے ہیں۔''

اے اللہ! دوبارہ شہادت کی موت چاہیے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پریشان دیکھا تو کہنے لگے:

اے جابر۔۔۔! ادھر آ، میں تجھے ایک بات بتاؤں اللہ تعالیٰ نے آج تک جس سے بھی بات کی پردے میں کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو سامنے بٹھا کر بات چیت کی۔ اللہ

---

[1] فتح الباری: ١/ ١٧٤۔

[2] بخاری، الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت... الخ: ١٢٤٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ پوچھنے لگے: اے میرے بندے! مجھ سے مانگ تجھے عطا کروں۔ اس پر تیرے والد نے عرض کی: میرے اللہ! عرض یہی ہے کہ مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تا کہ میں تیری خاطر دوسری بار قتل کیا جاؤں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے عبداللہ سے کہا: یہ تو میرا فیصلہ ہو چکا کہ جو لوگ یہاں آ گئے وہ واپس دنیا میں نہیں جا سکتے۔ یہ سن کر عبداللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میرے پروردگار! پھر میرے پیچھے جو میرے ساتھی ہیں انہیں (میری جنت کی خوشحال زندگی کے بارے میں) آگاہ کر دیجیے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ 1

''جو اللہ کے راستے میں شہید کر دیے گئے ان کے بارے میں مت خیال کرو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ تو زندہ ہیں، اپنے رب کے ہاں رزق دیے جاتے ہیں۔'' 2

جابر رضی اللہ عنہ کے گھر اہل خندق کی دعوت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ہم غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت قسم کی چٹان نمودار ہو گئی (ہم سے وہ نہ ٹوٹ سکی) تو مجاہدین اپنے سالار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے:

''خندق میں ایک سخت قسم کی چٹان سامنے آ گئی ہے (جو ٹوٹنے کا نام نہیں لیتی)۔''

اس وقت بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ تین دِن ہو چلے تھے کہ ہمیں چکھنے کے لیے بھی ایک لقمہ نہ ملا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں چٹان کی طرف گئے اور ایک ہی ضرب میں چٹان ریت کا ڈھیر بن کر بکھر گئی۔ اب

---

1 ۳/آل عمران: ۱۶۹۔ 2 الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة آل عمران: ۳۰۱۰؛ مستدرک حاکم: ۳/۲۰۳، ۲۰۴، ۴۹۱۴ حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ذرا گھر جانے کی اجازت دیجیے۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ میں نے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنی بیوی سے کہا: میں نے آج اللہ کے رسول ﷺ کو فاقوں کی جس حالت میں دیکھا اس نے مجھے تڑپا دیا ہے۔ مجھے بتلا تیرے پاس کھانے کو کوئی شے ہے۔

بیوی نے کہا: کچھ جو اور بکری کا یہ بچہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ چمڑے کا ایک تھیلا نکال کر میرے سامنے لے آئی اور کہا: ''اس میں ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلو) جو ہیں اور یہ بکری کا ایک بچہ بھی بندھا ہوا ہے۔'' اب میں نے بکری کے بچے کو ذبح کر دیا اور میری بیوی نے جو چکی میں پیس ڈالے۔

جب میں گوشت بنانے سے فارغ ہوا تو وہ بھی جو پیسنے سے فارغ ہو چکی تھی۔ میں نے بوٹیاں کیں اور گوشت ہانڈی میں ڈال دیا اور اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کو چلا، میری بیوی مجھے کہنے لگی: ''دیکھنا رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کر دینا۔'' چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اب گوشت پکنے کو تھا اور آٹا گوندھا جا چکا تھا۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے کان میں آہستہ سے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا ہے اور جس قدر جو ہمارے پاس تھے اس کا آٹا بھی تیار کر دیا ہے، وہ ایک صاع ہے۔ لہٰذا تشریف لائیے اور اپنے ساتھ چند مجاہدین کو بھی لے لیجیے''۔ اللہ کے رسول ﷺ نے آواز بلند کی اور اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

((يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ! إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُؤْرًا فَحَيَّهَلًا بِكُمْ))

''خندق کھودنے والے مجاہدو! جابر نے دعوت پکائی ہے، سب کام یہیں چھوڑ دو اور جلدی چلو۔''

یہ اعلان کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا: ''اپنی ہانڈی چولہے سے نیچے نہیں اتارنی، نہ آٹا پکانا شروع کرنا ہے، جب تک کہ میں نہ آ جاؤں۔'' اب میں گھر کو دوڑا تاکہ بیوی کے پاس پہنچوں اور اسے بتا دوں کہ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے ساتھی تیزی سے چلے آ رہے ہیں۔ میں جونہی بیوی کے پاس پہنچا اور صورتحال بتلائی تو وہ مجھے کہنے لگی:

''میں نے جو بات کہی تھی وہ اللہ کے رسول ﷺ کے گوش گزار نہیں کی، اب یہی ہونا تھا۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیوی سے کہنے لگے:

''میں نے تو وہی کہا اور وہی کچھ کیا جو تو نے مجھے کہا تھا۔''

(اب اللہ کے رسول ﷺ اور انصار و مہاجرین کے تمام مجاہد پہنچ چکے تھے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ اب) میری بیوی آٹا نکال کر اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے لے آئی۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک اس میں ملایا اور برکت کی دُعا کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

''اب روٹیاں پکانے والی کو بلاؤ، وہ میرے سامنے روٹیاں پکانا شروع کرے اور سالن ہانڈی سے نکالتی چلی جائے۔ لیکن چولہے سے ہنڈیا نہ اتارے۔''

اب حضور ﷺ نے ساتھیوں سے کہا:

''اندر داخل ہو جاؤ اور بھیڑ نہ کرنا۔''

اس کے بعد آپ ﷺ پکی ہوئی روٹیوں کا چورا کرنے لگے اور اس پر گوشت ڈالنے لگے۔ یہ کھانا آپ ﷺ مجاہدین کے آگے رکھنے لگے۔ ہانڈی اور تنور دونوں ڈھکے ہوئے تھے۔ اس طرح آپ ﷺ روٹی چورا کرتے جاتے اور اس میں گوشت ڈالتے جاتے۔ یہاں تک کہ تمام مجاہدین نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور کھانا پھر بھی بچ گیا۔ اب آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی کو مخاطب کر کے کہا:

''خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو ہدیہ بھی بھیجو۔ کیونکہ آج کل لوگ فاقہ میں مبتلا ہیں۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سب نے کھانا کھایا مگر کھانا پھر بھی بچ گیا۔ جب سارے مجاہدین واپس جا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے تو ہانڈی اسی طرح ابل رہی تھی جس طرح شروع میں تھی اور آٹے کی روٹیاں برابر پک رہی تھیں۔'' [1]

اللہ کی طرف سے جابر اور ان کے ساتھیوں پر انعام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب ۸ ہجری میں ساحل کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس کے امیر تھے، اسلام کی تاریخ میں یہ عجیب ابتلاء کا وقت تھا، لیکن مسلمان اس میں پورے اترے۔ زادراہ ختم ہوگیا، پتے جھاڑ جھاڑ کر کھانا شروع کیا، آخر سمندر سے ایک بڑی مچھلی کنارے پر آئی اور لوگوں نے عطیہ غیبی سمجھ کر نوش جان کیا۔

مچھلی اتنی بڑی تھی کہ سردار لشکر نے اس کی ایک پسلی کھڑی کرائی، اور سب سے اونچا اونٹ انتخاب کر کے لایا گیا، اور وہ اس کے نیچے سے نکل گیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ پانچ آدمیوں کے ساتھ اس کی آنکھ کی ہڈی کے حلقہ میں بیٹھ گئے تو کسی کو پتہ بھی نہ لگا اس مچھلی کا نام عنبر تھا اور ۱۵ روز تک کھائی گئی، کھانے والے ۳۰۰ تھے۔ [2]

آپ رضی اللہ عنہ متبع رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے

آپ رضی اللہ عنہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ولولہ میں ان امور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے تھے جن میں آپ کی تقلید ضروری نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ صرف ایک کپڑا اوڑھتے دیکھا تھا اس لیے خود بھی اسی طرح نماز پڑھی تو شاگردوں نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس چادر رکھی تھی اس کو کیوں نہ اوڑھ لیا کہ ازار اور چادر دو کپڑے ہوجاتے، فرمایا اس لیے کہ تم جیسے بے وقوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رخصت کو دیکھیں اور اعتراض کریں۔ [3]

نمونہ

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِیْ أَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِیَّ قَالَ وَهُوَ یُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ

---

[1] صحیح بخاری، المغازی، باب غزوہ الخندق وھی الاحزاب: ٤١٠١، ٤١٠٢۔

[2] صحیح بخاری، المغازی: ٤٣٦١؛ مسند احمد: ١٤٣٣٨۔

[3] صحیح بخاری، الصلاۃ: ٣٥٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْوَحْيِ، فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ، ((بَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ بَصَرِي، فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَرُعِبْتُ مِنْهُ، فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي، زَمِّلُونِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ① قُمْ فَأَنْذِرْ ②﴾ إِلَى قَوْلِهِ... ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ⑤﴾. فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ)) تَابَعَهُ عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ وَأَبُو صَالِحٍ، وَتَابَعَهُ هِلَالُ بْنُ رَدَّادٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ: بَوَادِرُهُ. [1]

ابن شہاب زہری کا قول ہے کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے موقوف ہونے کا حال یوں بیان فرمایا: ''ایک بار میں کہیں جا رہا تھا۔ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غارِ حراء میں میرے پاس آیا تھا، زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں اس منظر سے پھر دہشت زدہ ہو گیا۔ واپس ہو کر گھر والوں سے کہا کہ مجھے کپڑا اڑھا دو۔ مجھے کپڑا اڑھا دو۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔'' ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ① قُمْ فَأَنْذِرْ ② وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ③ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ④ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ⑤﴾ [2]

''اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے اٹھو اور خبردار کرو، اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو، اور اپنے کپڑے پاک رکھو، اور گندگی سے دور رہو۔'' اس کے بعد وحی تیزی کے ساتھ پے در پے آنے لگی۔'' اس حدیث کو حضرت لیث بن سعد سے یحییٰ بن بکیر کے علاوہ عبداللہ بن یوسف اور ابوصالح نے بھی روایت کیا ہے۔ (جس کو متابعت تامہ کہتے ہیں) اور امام زہری سے عقیل کے علاوہ ہلال بن رداد نے بھی روایت کیا ہے۔ (جس کو متابعت ناقصہ کہتے ہیں) یونس و معمر نے فُؤَادُہٗ کی جگہ بَوَادِرُہٗ ذکر کیا ہے۔

---

[1] بخاری، بدء الخلق: ٤۔ [2] ٧٤/المدثر: ١۔٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

تعارف جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

حضرت جریر بن عبداللہ بن جابر البجلی رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو بجیلہ سے تھا۔ بجیلہ یمن کا ایک قبیلہ ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے دس/ ۱۰ ہجری کے رمضان کے مہینے میں اسلام قبول کیا۔ اور بعض اہلِ علم کا یہ خیال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چالیس/ ۴۰ دن پہلے جریر ابنِ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذی خلصہ کا بت گرانے کا حکم دیا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ جریر اپنے قبیلے کے ڈیڑھ سو افراد لے کر گئے اور اس بت کو جلا دیا۔ آپ سے تقریباً سو احادیث مروی ہیں، ان میں سے آٹھ حدیثیں متفق علیہ ہیں، ایک حدیث میں امام بخاری منفرد ہیں اور چھ حدیثوں میں امام مسلم منفرد ہیں۔ وہ ۵۱ھ یا ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [1]

---

[1] تهذيب الأسماء: ۱/ ۱۵۳؛ اسد الغابة: ۱/ ۵۲۹؛ الاصابة، ت: ۱۱۳۹؛ الاستيعاب، ص ۳۲۶؛ تهذيب الكمال: ۴/ ۵۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت وکردار

معزز لوگوں میں سے ایک

اور یہ اپنے قبیلے کے بہت بڑے رئیس تھے۔ وہ جب آئے تو نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے جریر کے لیے چادر بچھائی۔ اور جریر کو چادر پر بٹھا دیا۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَاَکْرِمُوْہُ)) [1]

''جب کسی قوم کا ایک معزز آدمی تمہارے پاس آجائے تو اس معزز آدمی کی عزت کرنی چاہیے۔''

یہ تو اس امت کے یوسف ہیں

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت اور حسین وجمیل انسان تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں

یُوْسُفُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ. [2]

''یہ اس امت کے یوسف ہیں۔''

کا خطاب دیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے کچھ عرصہ بعد کوفہ منتقل ہوگئے۔ لیکن جب وہاں کچھ بدطینت لوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے ہیں تو آپ نے یہ کہتے ہوئے کوفے کو چھوڑ دیا:

لَا اُقِیْمُ بِبَلْدَةٍ یُشْتَمُ فِیْهَا عُثْمَانُ.

''جس شہر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا جائے میں اس میں قیام نہیں کرسکتا۔''

---

[1] المعجم الاوسط: ٥٤١٦؛ مسند بزار: ٨٠٢٧۔

[2] تهذيب الكمال: ٤/ ٥٣٨؛ سير اعلام النبلاء: ٢/ ٥٣٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد آپ قرقیسا کے علاقے میں منتقل ہو گئے وہاں آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ 1

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اک بت شکن

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اخیر عہد رسالت میں مسلمان ہوئے تاہم انہیں حجۃ الوداع میں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ایک سریہ کی قیادت بھی کی۔

صحیح بخاری میں اس سریہ کے بارے میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ قبیلہ خثعم اور بجیلہ کا بنایا ہوا ایک مکان تھا، جس میں بہت سے بت رکھے ہوئے تھے جن میں ایک بڑا بت ذوالخلصہ تھا۔ اس کی مناسبت سے اس مکان کو بھی ذوالخلصہ کہا جاتا اور وہاں کے لوگ اسے کعبہ یمانیہ کہتے، ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جریر! ذوالخلصہ کب تک قائم رہے گا؟ کیا تم اسے گرا کر مجھے آسودۂ خاطر نہیں کر دو گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر میں قبیلۂ احمس کے ایک سو پچاس سوار لے کر اس مہم پر جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ یہ لوگ گھڑسواروں کے مشاق تھے اور میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی مشکل بیان کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر اس زور سے ہاتھ مارا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشانات میرے سینے پر پڑ گئے اور ساتھ ہی آپ نے دعا فرمائی:

> ''اے اللہ! تو جریر کو (گھوڑے کی پیٹھ پر) قائم رکھ، اور اسے ہادی ومہدی (رہبر وہدایت یافتہ) بنا دے۔''

اس کے بعد ہم لوگ اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور وہاں پہنچ کر ذوالخلصہ کو منہدم کر کے اس کے ملبے کو آگ لگا دی۔ اور پھر اس کی اطلاع دینے کے لیے ایک قاصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا، اس قاصد (ابو ارطاۃ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

---

1 تہذیب الکمال: ٤/ ٥٣٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے! میں آپ کے پاس اس وقت تک نہیں آیا جب تک کہ ہم نے ذوالخلصہ کو جلا کر خارشی اونٹ کی طرح بدنما نہیں بنا دیا۔

آپ ﷺ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور آپ نے اس مہم پر جانے والے پیدل اور سواروں کے لیے پانچ مرتبہ دعا کی۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کی محبت

آپ ﷺ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے کس قدر خوش تھے اور آپ کو ان سے کتنی محبت تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ جب بھی انہیں دیکھتے متبسم ہو جاتے اور آپ کے روئے مبارک پر بشاشت پھیل جاتی۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا حَجَبَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِیْ اِلَّا تَبَسَّمَ فِیْ وَجْهِیْ. [2]

''جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے حضور حاضری سے نہیں روکا اور جب بھی آپ نے مجھے دیکھا تبسم فرمایا۔''

انصار سے محبت کی اک مثال

انہیں جو محبت رسول اللہ ﷺ سے تھی اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت انس (خادمِ رسول) بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ میرے ساتھ تھے تو باوجود اس کے کہ وہ عمر میں مجھ سے بڑے تھے میری خدمت کرتے اور فرماتے میں نے انصار کو رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت کرتے اور آپ کے ساتھ بھلائی کرتے ہوئے دیکھا اس لیے میں ان کا احترام کرتا رہوں گا۔ [3]

---

[1] بخاری، المغازی، باب ذی الخلصه: ۴۳۵۷، ۳۸۲۳۔

[2] بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب ذکر جریر بن عبداللّٰه: ۳۸۲۲۔

[3] المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۲۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیر خواہی کی بہترین مثال

اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور آپ سے کیے ہوئے عہد کی پابندی کا ان کے نزدیک کتنا بلند مقام تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ کے بیٹے ابراہیم بن جریر البجلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ ایک گھوڑے کی خرید کے سلسلے میں منڈی گئے۔ ایک گھوڑا آپ کو پسند آ گیا آپ نے اپنے غلام کو بھیجا کہ اس کے مالک سے قیمت طے کر کے گھوڑا خرید لو۔ اس نے جا کر مالک سے بات کی اور تین سو درہم قیمت لگائی، مالک نے انکار کیا اور کہا میں اتنی کم قیمت پر گھوڑا نہیں بیچ سکتا، اس نے کافی کوشش کی لیکن وہ تین سو پر راضی نہ ہوا، غلام نے کہا اگر آپ میرے مالک سے خود بات کرنا چاہیں تو میں آپ کو ان کے پاس لے چلتا ہوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔ غلام گھوڑے اور اس کے مالک کو لے کر حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور کہا میں نے اس شخص کو تین سو درہم کہہ دیا ہے لیکن یہ کہتا ہے کہ میرا گھوڑا اس سے زیادہ قیمت والا ہے۔ اس شخص نے کہا حضرت اللہ آپ کا بھلا کرے کیا آپ اس کو جائز قیمت سمجھتے ہیں؟۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں نہیں۔ تمہارا گھوڑا واقعتا قیمتی ہے، آپ نے کہا تم پانچ سو درہم لے لو وہ تو راضی ہو گیا لیکن آپ نے محسوس کیا کہ شاید قیمت ابھی کم ہے آپ نے فرمایا چھ سو بلکہ سات سو لے یہاں تک کہ آپ نے اسے آٹھ سو درہم دے کر وہ گھوڑا اس سے خرید لیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے یہ عہد کیا تھا کہ میں ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ، عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَىٰ إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ،

---

[1] تهذيب الاسماء: ١ / ١٥٤؛ المعجم الكبير للطبراني: ٢٣٩٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. [1]

''ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں ہمیں یحییٰ نے حدیث بیان کی وہ اسماعیل سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں مجھے قیس بن ابی حازم نے حدیث بیان کی کہ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔''

[1] بخاری، الایمان: ۵۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جبیر بن مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابو محمد یا ابو عدی تھی۔ آپ کی والدہ ام جمیل بنت سعد کا تعلق بنو عامر بن لوئی سے تھا، آپ کا شمار قریش کے نمایاں، سرداروں اور دانشوروں میں ہوتا تھا۔ بڑے حلیم، شریف اور سخی انسان تھے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس آئے تو ان کے والد مطعم نے آپ کو پناہ دی تھی۔ آپ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ پھر مدینہ ہجرت فرمائی، ان کی مرویات کی تعداد ساٹھ تک پہنچتی ہے، ان میں سے چھ متفق علیہ ہیں اور آپ نے مدینہ منورہ میں ۵۷ یا ۵۸ یا ۵۹ ہجری میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] الاستیعاب: ۱/ ۲۳۲،۲۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

قیدیوں کی رہائی کی اپیل لے کر مدینہ میں

جنگِ بدر کے موقع پر یہ کفارِ مکہ کے دوسرے قیدیوں کی طرح مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور ان قیدیوں کی رہائی کے لیے حضور اقدس ﷺ کے حضور سفارش کے لیے حاضر ہوئے تو آپ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے اور سورۂ طور کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب میں نے آپ ﷺ کی زبان سے قرآن کریم کے یہ الفاظ سنے:

﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ ۝﴾

''بے شک تیرے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے، اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔''

تو قریب تھا کہ خوف کی وجہ سے میرا دل پھٹ جاتا۔

جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو میں نے آپ ﷺ سے اس سلسلے میں بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور وہ مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں بات کرتا تو میں انہیں رہا کر دیتا۔'' [1]

اس لیے کہ مطعم بن عدی ہی وہ شخص تھا جو طائف سے واپسی پر نبی اقدس ﷺ کو اپنی امان میں لے کر مکہ داخل ہوا تھا، اور قریش نے نبی ﷺ اور بنو ہاشم کے بائیکاٹ کی جو قرارداد منظور کی تھی، یہ اس کے خلاف آواز بلند کرنے والوں میں تھا۔ اور مطعم بن عدی ۲ ہجری میں غزوہ بدر سے قبل ماہ صفر میں وفات پا گیا تھا۔

شریف الطبع خاندان سے تعلق

جبیر کے والد مطعم قریش کے نرم دل اور خدا ترس بزرگوں میں سے تھے، ان کی وجہ

---

[1] صحیح بخاری: ۳۱۳۹؛ الاستیعاب: ۱/ ۲۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے آنحضرت ﷺ کو ابتدائی زندگی میں جب کہ آپ پر چاروں طرف سے مصائب و آلام کا ہجوم تھا، بڑی امداد ملی، غالباً قارئین کو معلوم ہوگا کہ مکہ میں جب آنحضرت ﷺ کی تبلیغی کوششیں بارآور ہونے لگیں اور قریش کو آنحضرت ﷺ کو فریضہ تبلیغ سے روکنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی، تو آپس میں معاہدہ کر کے بنو ہاشم کا مقاطعہ کر دیا جس کی رو سے بنی ہاشم میں شادی بیاہ اور خرید و فروخت جملہ معاشرتی تعلقات ناجائز قرار پائے اور یہ عہد نامہ خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا گیا، اس معاہدہ کی رو سے چونکہ قریش کی دوسری شاخوں کا میل جول بنی ہاشم کے ساتھ ممنوع ہو گیا تھا، اس لیے بنی ہاشم شعب ابی طالب میں چلے گئے، اور تین سال تک اس قید میں زندگی بسر کرتے رہے اس طویل مدت میں شعب ابی طالب پر برابر قریش کا پہرا قائم رہا، اور از قسم خورد و نوش کی کوئی چیز شعب ابی طالب میں نہ جانے پاتی تھی، لیکن اس گروہ اشقیا میں کچھ نرم دل بھی تھے جو کھانے پینے کی چیزیں چرا چھپا کر پہنچا دیا کرتے تھے آخر میں بعض منصف مزاجوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کے خلاف صدا بلند کی اور کوشش کر کے اسے چاک کر دیا، ان احتجاج کرنے والوں میں ایک جبیر بن مطعم بھی تھے۔

مطعم کی نیکی کا تذکرہ

حضرت خدیجہ اور ابو طالب کے بعد جب مکہ میں آپ ﷺ کا کوئی ظاہری سہارا باقی نہ رہا، اور تبلیغ کے لیے آپ طائف تشریف لے گئے، اور وہاں سے ناکام لوٹے تو اس وقت مکہ کا ذرہ ذرہ آپ کا دشمن ہو رہا تھا، اور بظاہر کوئی جائے پناہ باقی نہ تھی، مطعم کی نرم دلی سے آپ واقف تھے، اس لیے مکہ کے پاس پہنچ کر ان سے پناہ طلب کی۔ مطعم گو اس وقت کافر تھے، لیکن آپ ﷺ کی درخواست پر آپ کو اپنی حمایت میں لے لیا، مطعم کو معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی حمایت میں لینا تمام مشرکین مکہ کو مقابلہ کی دعوت دینا ہے، اسی لیے حمایت میں لینے کے بعد ہی اپنے لڑکوں کو حکم دیا کہ ہتھیار لگا کر حرم میں آئیں، اور خود حرم میں ببانگ دہل اعلان کیا کہ میں نے محمد ﷺ کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ [1]

---

[1] طبقات ابن سعد، حصه سيرة، ص: ٤٢؛ فتح الباري: ٧/ ٣٢٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلیم وبردبار شخصیت کے مالک

ان کے میزان اخلاق میں حلم و بردباری کا پلہ بہت بھاری ہے، گو وہ قریش کی ایک مقتدر شاخ کے رکن اور روسائے قریش میں تھے، لیکن اس کے باوجود ان میں کبر ونخوت نام کو نہ تھا، اور قریش کے حلیم ترین اشخاص میں ان کا شمار تھا۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَّا أَنَا فَأُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا، وَأَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا)) [2]

ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے زہیر نے روایت کی ابو اسحاق سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہاتا ہوں، اور آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا۔''

---

[1] اسد الغابة: ۱/ ۲۷۳۔

[2] بخاری، الغسل: ۲۵٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جندب بن عبداللہ بن سفیان رضی اللہ عنہما

تعارف حضرت جندب بن عبداللہ بن سفیان رضی اللہ عنہما

صحابی رسول ہیں اور اپنے دادا کی طرف منسوب ہوتے تھے۔کوفہ اور بصرہ میں رہائش پذیر رہے۔انہیں جندب الخیر، جندب الفاروق اور جندب ابن ام جندب رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے۔ ۶۴ ہجری کو وفات پائی۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ جُنْدَبٍ، قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ ذَبَحَ، فَقَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَلْيَذْبَحْ أُخْرَى مَكَانَهَا، وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ، فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ)) [2]

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے، ان سے جندب نے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے بقرعید کے دن نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیا پھر قربانی کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا ہو تو اسے دوسرا جانور بدلہ میں قربانی کرنا چاہیے اور جس نے نماز سے پہلے ذبح نہ کیا ہو وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے۔''

---

[1] اسد الغابة: ۱/ ٥٦٦؛ الثقات: ۳/ ٥٦؛ تقريب التهذيب: ۱/ ۱۳٤۔

[2] بخاری، العیدین: ۹۸٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا

تعارف جویریہ رضی اللہ عنہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتویں شادی حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے ہوئی جو بیوہ تھیں۔ بوقت نکاح ان کی عمر ۲۰ سال کی تھی۔ یہ عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ''بنو مصطلق'' کے قیدیوں کو تقسیم کیا تو حارث کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے ان سے یہ طے کر لیا کہ وہ رقم ادا کر کے آزاد ہو جائیں گی، ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سیدنا امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے دور خلافت تک زندہ رہیں ان کی عمر ستر سال ہوئی۔ ۵۰ ہجری میں ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب آتا محسوس کیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ بیماری جسم میں سرایت کرتی جارہی ہے۔ ماہ ربیع الاول ۵۰ ہجری میں ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا وفات پاگئیں، ان کا جنازہ بقیع الغرقد کے قبرستان کی طرف لے جایا گیا تاکہ انہیں امہات المومنین اور دختران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ مروان بن الحکم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ [1]

[1] طبقات ابن سعد: ۸/ ۹۲؛ سید الحکیم البلۃ: ۲/ ۲۶۳؛ المواھب اللدنیۃ: ۲/ ۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

غزوہ مریسیع یا غزوہ بنو مصطلق اور قیدی

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ اور شوہر مسافع دونوں اسلام دشمن تھے چنانچہ حارث نے قریش کے اشارہ سے یا خود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لیے بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا، انہوں نے واپس آ کر خبر کی تصدیق کی آپ نے صحابہ کو تیاری کا حکم دیا، ۲ شعبان ۵ ھ کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں اور مریسیع میں جو مدینہ منورہ سے ۹ منزل ہے پہنچ کر قیام کیا، لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے سے پہنچ چکی تھیں، اس لیے اس کی جمعیت منتشر ہو گئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا، لیکن مریسیع میں جو لوگ آباد تھے، انہوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے مسلمانوں نے دفعۃً ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے، ۱۱ آدمی مارے گئے۔ اور باقی گرفتار ہو گئے، جن کی تعداد ۶۰۰ سو تھی غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔

لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، ابن اسحاق کی روایت ہے جو بعض حدیث کی کتابوں میں بھی ہے کہ تمام اسیران جنگ لونڈی غلام بنا کر تقسیم کر دیئے گئے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں، انہوں نے ثابت سے درخواست کی کہ مکاتبت کر لو یعنی مجھ سے کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دو، ثابت نے ۹ اوقیہ سونے پر منظور کیا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس روپیہ نہ تھا، چاہا کہ لوگوں سے روپیہ مانگ کر یہ رقم ادا کریں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔ [1]

لونڈی مومنوں کی ماں بن گئی

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا خوبصورت خاتون تھیں۔ انہیں جو بھی دیکھتا ششدر رہ جاتا تھا۔

---

[1] ابو داود، العتق: ۳۹۳۱؛ ابن سعد: ۸/ ۹۳؛ سیر الصحابہ: ٦/ ۷۸_۷۹_

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ اس رقم کے حصول میں وہ اللہ کے رسول ﷺ کا تعاون حاصل کریں جو رقم انہوں نے اپنی آزادی کے لیے طے کر لی تھی۔ جب وہ ہمارے گھر کے دروازے پر آ کر کھڑی ہوئیں تو اللہ کی قسم! صورتحال یہ تھی کہ میں نے انہیں دیکھتے ہی ان کی موجودگی کو ناپسند کیا۔ یہ سوچ کر کہ جو میں دیکھ رہی ہوں یہی اللہ کے رسول ﷺ دیکھیں گے۔ آخر کار وہ آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں جو اپنی قوم کے سردار تھے۔ اس وقت جس مصیبت سے میں دو چار ہوں، وہ آپ ﷺ سے مخفی نہیں۔ میرے مقام سے بھی آپ ﷺ باخبر ہیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ میں قیس بن شماس کے حصے میں چلی گئی ہوں۔ میں نے اپنی آزادی کے بدلے اس کو رقم دینا طے کر لیا ہے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر اس لیے ہوئی ہوں کہ آپ ﷺ سے مطلوبہ رقم کے سلسلہ میں تعاون حاصل کروں۔ آپ ﷺ نے استفسار کیا:

((فَهَلْ لَّكِ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ...؟))

''اگر تیرے لیے اس سے بھی بہتر صورت پیدا ہو جائے تو...؟''

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری رقم میں ادا کرتا ہوں اور تجھ سے شادی بھی کر لیتا ہوں۔'' حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ہاں! یہ تو مجھے قبول ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں: لوگوں نے جب یہ خبر سنی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حارث کی بیٹی جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے تو لوگ کہنے لگے: یہ بنو مصطلق والے تو اللہ کے رسول ﷺ کے سسرال بن گئے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے گرفتار قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کے رسول ﷺ کی جویریہ کے ساتھ شادی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بنو مصطلق کے ایک سو گھرانے آزاد کر دیئے گئے۔ چنانچہ مجھے نہیں معلوم کہ کوئی عورت اپنی قوم کے لیے اس قدر بابرکت ثابت ہوئی ہو جس قدر کہ جویریہ رضی اللہ عنہا اپنی قوم کے لیے بابرکت ثابت ہوئیں۔ [1]

---

[1] سنن ابی داود، العتق، باب فی بیع المکاتب إذا فسخت المکاتبۃ: ۳۹۳۱؛ احمد: ۲۶۳۶۵، ۲۶۸۹۷؛ ابن حبان: ٤٠٥٤۔ شیخ البانی نے اس کو حسن کہا ہے۔ الاصابۃ: ۴/۲۶۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح ایک لونڈی بن کر آنے والی سردار کی بیٹی کائنات کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بن گئی اور مومنوں کی ماں بن گئی۔

بعض روایات میں اس طرح ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جب گرفتار ہوئیں تو حارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا: ''میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی، میری شان اس سے بالاتر ہے میں اپنے قبیلہ کا سردار اور رئیس عرب ہوں آپ اس کو آزاد کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ خود جویریہ رضی اللہ عنہا کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے، حارث نے جا کر جویریہ سے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری مرضی پر رکھا ہے دیکھنا مجھ کو رسوا نہ کرنا، انہوں نے کہا: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں''۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کر لی۔ ابن سعد نے طبقات میں یہ روایت کی ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے ان کا زرفدیہ ادا کیا اور جب وہ آزاد ہو گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا۔ [1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل دیا

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رضی اللہ عنہا رکھا کیونکہ اس میں بدفالی تھی۔ [2]

حضرت جویرہ رضی اللہ عنہا کو بتایا ہوا وزنی وظیفہ

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں) سے منقول ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت نماز فجر کے لیے ان کے پاس سے نکلے اور وہ اپنے مصلی پر بیٹھی ہوئی تھیں، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت واپس تشریف لائے وہ اپنی جگہ یعنی مصلی پر بدستور بیٹھی ہوئی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ''جس حالت میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا اسی طرح مسلسل بیٹھی ہوئی ہو؟ (یعنی صبح کے وقت سے اب تک کہ چاشت کا وقت آ گیا ہے مصلی پر بیٹھی ہوئی اسی طرح ذکر الٰہی میں مشغول ہو)''۔ انہوں نے کہا کہ جی ہاں، نبی

---

[1] ابن سعد: ۸/ ۹۳۔

[2] صحیح مسلم، الادب: ۱۶، ۲۱۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ)) [1]

''میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے ہیں وہ چار کلمے ایسے ہیں کہ اگر ان کو اس چیز سے تولا جائے جس کے کہنے میں تم ابتدا دن سے اب تک مشغول رہی ہو (یعنی ذکر میں) تو یقیناً چار کلمے اس چیز پر بھاری رہیں گے (یعنی ان چار کلموں کا ثواب اس پورے وقت ذکر الٰہی میں تمہاری مشغولیت کے ثواب سے زیادہ ہوگا۔) اور وہ چار کلمے یہ ہیں: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ)) میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں اس کی مخلوقات کی تعداد کے بقدر اور اس کی ذات کی مرضی کے موافق اور اس کے عرش کے وزن کے مطابق اور اس کے کلموں کی مقدار کے مانند ہے۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، ح: وحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الحَارِثِ رضي الله عنها، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ، فَقَالَ: ((أَصُمْتِ أَمْسِ؟)) قَالَت لَا، قَالَ: ((تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟)) قَالَتْ لَا، قَالَ: ((فَأَفْطِرِي)) وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ الجَعْدِ سَمِعَ قَتَادَةَ، حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ، أَنَّ جُوَيْرِيَةَ، حَدَّثَتْهُ فَأَمَرَهَا فَأَفْطَرَتْ. [2]

---

[1] صحيح مسلم، الذكر والدعاء، باب التسبيح اول النهار: ٧٩، ٢٧٢٦؛ بخاري. ٣١١٣، ٣٧٠٥، ٥٣٦٢، ٦٣١٨۔ [2] بخاري، الصوم: ١٩٨٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، (دوسری سند) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے ابوایوب نے اور ان سے جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں جمعہ کے دن تشریف لے گئے، (اتفاق سے) وہ روزہ سے تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دریافت فرمایا: ''کل کے دن بھی تو نے روزہ رکھا تھا؟'' انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''کیا آیندہ کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟'' جواب دیا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر روزہ توڑ دو۔'' حماد بن جعد نے بیان کیا کہ انہوں نے قتادہ سے سنا، ان سے ابوایوب نے بیان کیا اور ان سے جویریہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور انہوں نے روزہ توڑ دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حُرّ بن قیس فزاری رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت حر بن قیس رضی اللہ عنہ

حضرت حر بن قیس بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے، جب آپ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے۔ آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس میں شریک ہوتے تھے۔ [1]

[1] اسد الغابۃ: ۱/ ۷۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

دلیر اور جرأت مند صحابی

حر بن قیس رضی اللہ عنہ کوئی معمولی آدمی نہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اہلِ شوریٰ میں شامل ہیں۔ اور عیینہ بن حصن فزاری ان کا چچا ہے۔ عیینہ بن حصن نے ایک دن اپنے بھتیجے سے کہا کہ آپ ہمیشہ اس شخص کے پاس بیٹھتے ہیں۔ تو کیا مناسب نہیں کہ آپ ایک دن مجھے بھی اپنی مجلس میں شامل کرلیں، مجھے بھی اپنے ساتھ لے جائیں تاکہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں، مَیں بھی شامل ہوجاؤں۔ تو حر بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے چچا کے بارے میں اجازت طلب کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ اب جب یہ وہاں پہنچ گئے تو چونکہ دیہاتی تھے کہنے لگے۔

يَابْنَ الْخَطَّاب! اے ابن الخطاب!

إِنَّكَ لَا تَقْضِيْ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ وَلَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ

''کہ آپ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ نہیں کرتے۔ اور آپ ہمیں زیادہ مال نہیں دیتے۔''

ہمیں زیادہ مال چاہیے۔ وہ اپنی اہمیت بتانا چاہتا تھا کہ میں بڑا آدمی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا تو اس سلسلے میں حر بن قیس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿١٩٩﴾﴾

''آپ معاف کردیا کریں اور بھلائی کا حکم دیتے رہیں، اور جاہلوں کی پروا نہ کیا کریں۔''

امیر المومنین یہ بھی تو جاہل ہے؟

راوی کہتا ہے اللہ کی قسم! جب حضرت حر نے یہ آیت تلاوت کی تو ان کا غصہ کافور ہوگیا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ قرآنی آیات پر فوراً عمل کرتے تھے۔ [1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ۷۲۸۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ

حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ غُرَیْرٍ الزُّهْرِیُّ قَالَ: حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبِیْ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَ: أَنَّ عُبَیْدَاللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ أَخْبَرَهُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ تَمَارٰی هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَیْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِیُّ فِیْ صَاحِبِ مُوْسٰی، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ خَضِرٌ۔ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ، فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنِّیْ تَمَارَیْتُ أَنَا وَصَاحِبِیْ هٰذَا فِیْ صَاحِبِ مُوْسَى الَّذِیْ سَأَلَ مُوْسَى السَّبِیْلَ إِلٰى لُقِیِّهٖ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِیَّ ﷺ یَذْكُرُ شَأْنَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: بَیْنَمَا مُوْسٰی فِیْ مَلَإٍ مِنْ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ، جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ؟ قَالَ مُوْسٰی: لَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى مُوْسٰی: بَلٰى، عَبْدُنَا خَضِرٌ، فَسَأَلَ مُوْسَى السَّبِیْلَ إِلَیْهِ، فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ آیَةً، وَقِیْلَ لَهُ: إِذَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ، فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ، وَكَانَ یَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوْتِ فِی الْبَحْرِ۔ فَقَالَ لِمُوْسٰی فَتَاهُ: أَرَأَیْتَ إِذْ أَوَیْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ؟ فَإِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ، وَمَا أَنْسَانِیْهُ إِلَّا الشَّیْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ۔ قَالَ: ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِیْ۔ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا، فَوَجَدَا خَضِرًا، فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا الَّذِیْ قَصَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ كِتَابِهٖ. [1]

”حدیث بیان کی مجھے محمد بن غریر زہری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ: مجھے میرے باپ (ابراہیم) نے صالح سے روایت کرتے ہوئے حدیث بیان کی وہ ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ عبیداللہ بن عبداللہ نے انہیں خبر دی کہ

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ: ۷۲۸۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور حر بن قیس بن حصن الفزاری رضی اللہ عنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے بارے میں بحث کر رہے تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ خضر علیہ السلام تھے۔ اسی اثنا میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بلایا، اور کہا: میں اور میرے یہ ساتھی حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہما کے ساتھی کے بارے میں بحث کر رہے ہیں، جن کی ملاقات کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے راستہ دریافت کیا تھا۔ کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملے کا ذکر کرتے ہوئے کچھ سنا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ: ہاں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ''اس اثنا میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے کہ اچانک ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ کسی شخص کو اپنے سے زیادہ عالم جانتے ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''نہیں۔'' پس اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی، کیوں نہیں ہمارا بندہ خضر (تم سے زیادہ علم رکھتا ہے) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ان تک پہنچنے کا راستہ پوچھا، پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مچھلی کو بطور نشانی مقرر کیا اور آپ سے کہہ دیا گیا جب تم مچھلی کو گم پاؤ تو واپس لوٹ آنا، یقیناً جلد ہی وہاں تمہاری ملاقات ہو جائے گی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام مچھلی کا نشان معلوم کرنے کے لیے چل رہے تھے۔ پس موسیٰ علیہ السلام کے نوجوان ساتھی نے کہا: کیا آپ نے دیکھا جب ہم پہاڑی چٹان کے پاس ٹھہرے تھے۔ تو میں مچھلی کو بھول گیا اور نہیں غافل کیا تھا مجھے مگر شیطان نے اس بات سے کہ میں آپ سے اس کا ذکر کروں۔ فرمایا: ''یہی تو وہ چیز تھی جس کے ہم متلاشی تھے''۔ چنانچہ دونوں اپنے نقش ہائے قدم پر تلاش کرتے ہوئے واپس ہوئے، تو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی، پھر ان دونوں کا وہ معاملہ ہوا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حذیفہ بن یمان العبسی رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ! ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ السابقون الاولون میں سے جلیل القدر صحابی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ابتدا دنیا سے قیام ساعت تک رونما ہونے والے تمام بڑے بڑے فتنے بتلائے تھے اسی لیے آپ راز دان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے معروف ہوئے، غزوہ احد و خندق اور فتوحات عراق میں شریک ہوئے، صحیحین میں آپ سے بارہ احادیث متفق علیہ ہیں۔ آٹھ میں امام بخاری رحمہ اللہ اور سترہ میں امام مسلم رحمہ اللہ منفرد ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا گورنر بنایا تھا پھر مدائن میں ہی رہے حتی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس روز بعد خلافت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ابتدا میں ۳۶ یا ۳۵ھ میں وہیں انتقال فرما گئے۔ [1]

[1] الاصابة: ۲/ ۳۹؛ اسد الغابة: ۱/ ۷۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

میں انصاری کہلانا پسند کروں گا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بچپن ہی سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق اپنے دل میں سمائے ہوئے تھے، چنانچہ ان کی یہ امید اس وقت بر آئی جب ان کے والد اور ان کے بھائی صفوان رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو یہ بھی ساتھ ہو لیے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا سرمہ اپنی آنکھوں میں لگانے کے بعد عرض کیا، میں اپنے آپ کو مہاجر کہلاؤں یا انصاری؟ آپ نے فرمایا چاہے مہاجر کہلاؤ یا انصاری تمہیں مکمل اختیار ہے، انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! میں انصاری کہلانا پسند کروں گا۔ [1]

شوق جہاد

غزوۂ بدر میں شرکت کی غرض سے اپنے باپ کے ساتھ نکلے تھے، لیکن راستہ میں ہی کفارِ قریش کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے، اور اس شرط پر رہائی ملی کہ تم غزوہ بدر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں دو گے۔ یہ رہائی کے بعد سیدھے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اپنی گرفتاری اور رہائی کی داستان سنائی، اور شرط کا ذکر کر کے پریشانی کی حالت میں عرض کیا، یارسول اللہ! اب ہمارے لیے کیا حکم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہم قریش سے کیے گئے معاہدے کو پورا کریں گے، اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں گے۔'' [2]

والد محترم کی شہادت پر صبر

غزوۂ احد میں ان کے والد کو بعض مسلمان مجاہدین پہچان نہ سکے۔ اور انہیں دشمن کی فوج کا آدمی سمجھتے ہوئے ان پر حملہ کر دیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا تو آواز دی، خدا کے بندو! یہ میرے باپ ہیں، یہ میرے باپ ہیں۔ لیکن گھمسان کی جنگ کے شور میں ان کی آواز

---

[1] تهذيب الكمال: ٥/ ٥٠٠۔

[2] صحيح مسلم، الجهاد والسير، باب الوفاء بالعهد: ٩٨، ١٧٨٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدا بصحرا ثابت ہوئی، اوران کے والد شہید کر دیئے گئے۔ آپ نے بے مثال حلم و بردباری سے کام لیتے ہوئے وہیں ارشاد فرمایا:

((يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ))

''میرے ساتھیو! اللہ تمہیں معاف فرمائے۔''

جب رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقتِ حال کا علم ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیت کی پیش کش کی، لیکن آپ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے باپ شہادت کے طالب تھے، وہ انہیں مل گئی، پھر فرمایا، الٰہی! گواہ رہنا میں نے یہ دیت مسلمانوں کے لیے وقف کردی، ان کے اس فیصلے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ان کی عزت و وقار میں اور اضافہ ہوگیا حضرت عروہ بن زبیر صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ عفو و درگزر کی صفت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ میں اخیر وقت تک موجود تھی۔ [1]

اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! تم جا کر دشمن کی خبر لاؤ

غزوۂ خندق میں قریش مکہ جس سروسامان کے ساتھ اٹھے تھے، اس کا اثر یہ تھا کہ مدینہ منورہ کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ مدینہ کے چاروں طرف میلوں تک آدمیوں کا ٹڈی دَل پھیلا ہوا تھا، ایک رات عجیب واقعہ پیش آیا، جو مسلمانوں کے حق میں تائیدِ غیبی سے کم نہ تھا، قریش کا لشکر جنگل میں خیمہ زن تھا کہ یکا یک ایسی آندھی چلی کہ خیموں کی طنابیں ٹوٹ گئیں، ہانڈیاں الٹ گئیں، ظلمت شب کا یہ حال تھا کہ قریب سے اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ سردی انتہائی شدید تھی، اور مسلمانوں کے پاس سردی سے بچاؤ کے لیے وافر کپڑے بھی نہیں تھے۔ اسی اثنا میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھیوں سے فرمایا! کوئی جا کر مشرکین کی خبر لائے، تو اس کو قیامت کے دن اپنی معیت کی بشارت سناتا ہوں۔ سردی اور طوفانی آندھی کی شدت، کوئی شخص جواب نہیں دے رہا تھا۔ چوتھی دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا نام لے کر ارشاد فرمایا: اے حذیفہ! تم جا کر خبر لاؤ۔ اور دیکھو مشرکین کو ہماری طرف سے برانگیختہ نہ کرنا (یعنی موقع پا کر کسی پر حملہ نہ کر دینا)۔

[1] صحیح بخاری، المغازی، باب اذ همت طائفتان منکم ... الخ: ٤٠٦٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فوراً اٹھے اور تیزی سے چلتے ہوئے مشرکین کے پڑاؤ پر پہنچے تو دیکھا، ابوسفیان آگ کے پاس بیٹھا اپنی پیٹھ سینک رہا ہے، چاہا کہ تیر وکمان سے اس کا خاتمہ کردیں۔ لیکن پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یاد آیا اور اپنے ارادے سے باز آگئے۔ واپس ہوئے تو دیکھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مصروف ہیں، نماز سے فارغ ہوئے تو خبر سنائی، اس کے بعد آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اپنا کمبل اڑھا دیا، آپ صبح تک سوئے رہے، صبح ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((قُمْ يَا نَوْمَانُ)) [1]

''اے سونے والے اب اٹھ جاؤ۔''

اے علی! میرے نقیب۔۔۔!

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی کو سات نجیب یا نقیب عطا کیے گئے جبکہ مجھے چودہ نجیب (نقیب) عطا کیے گئے ہیں۔'' ہم نے پوچھا یہ کون خوش نصیب ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ① علی اس کے دونوں بیٹے (② حسن و③ حسین) ④ جعفر، ⑤ حمزہ، ⑥ ابوبکر، ⑦ عمر، ⑧ مصعب بن عمیر، ⑨ بلال، ⑩ سلمان، ⑪ مقداد، ⑫ حذیفہ، ⑬ عمار اور ⑭ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔ [2]

حذیفہ رضی اللہ عنہ کمال صفات والے

ایک دفعہ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بغور جائزہ لیا، تو آپ پر ان کے تین اوصاف نمایاں ہوئے۔

①...... ذکاوت و بیدارئ مغز جو مشکلات حل کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

②...... سرعت ادراک، کہ پہلے ہی مرحلے میں معاملے کی تہہ تک پہنچ جاتے۔

③...... رازداری، اسرار و رموز کو سینے میں محفوظ کرنے کا ایسا ملکہ کہ کسی کو بھی کانوں کان خبر نہ ہو۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم، الجهاد والسیر، باب غزوة الأحزاب: ۹۹، ۱۷۸۸۔ [2] جامع ترمذی، المناقب، باب مناقب أهل بیت النبی: ۳۷۸۵ فیه ضعف۔ [3] صور من حیاة الصحابة: جلد۲، حذیفه بن الیمان از الدکتور عبدالرحمٰن رافت پاشا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حذیفہ کی تصدیق کیا کرو

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ خلیفہ کا تقرر کردیں تو کیا ہی بہتر ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نے تقرر کردیا اور تم نے کبھی اس کی حکم عدولی کی تو تمہیں عذاب دیا جائے گا۔ البتہ حذیفہ جو تم سے بیان کریں تم اس کی تصدیق کیا کرو، اور عبداللہ بن مسعود، جس طرح تمہیں قرآن پڑھائیں، تم اسی طرح پڑھا کرو۔ [1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سادگی

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بہت عابد و زاہد تھے، مدائن کے زمانۂ امارت میں بھی طرزِ معاشرت میں کوئی تغیر نہ پیدا ہوا۔ عجم کی آب و ہوا میں رہنے اور منصب امارت پر فائز ہونے کے باوجود، کوئی ساز و سامان نہیں رکھتے تھے، سواری کے لیے ہمیشہ گدھا استعمال کرتے، استغناء کا یہ عالم تھا کہ قوت لایموت سے زیادہ اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے تھے، ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ مال بھیجا تو سب اٹھا کر تقسیم کردیا۔ [2]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ایک نماز آپ ﷺ کے ساتھ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی تو آپ نے سورۂ بقرہ شروع کردی، میں نے اپنے دل میں کہا، کہ آپ سو آیات پر رکوع کردیں گے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر آپ ﷺ سو سے آگے بڑھے، تو میں نے اپنے دل میں کہا، کہ آپ اس سورت کو ایک رکعت میں پڑھیں گے، آپ نے آگے پڑھنا شروع کیا، تو میں نے کہا آپ اس سورت کے ختم پر رکوع کردیں گے، لیکن اس کے ختم پر آپ نے سورۂ آل عمران شروع کردی۔ پھر اس کو ختم کیا، بعدازاں آپ نے سورۂ نساء شروع کی، اور اس کو بھی ختم کیا، اور آپ نہایت ٹھہر ٹھہر کر پڑھ رہے تھے، جب آپ ایسی آیت پر سے گزرتے جس میں تسبیح کا

---

[1] ترمذی، المناقب، باب مناقب حذیفة بن الیمان: ۳۸۱۲ فیه ضعف۔

[2] اسد الغابة: ۱/ ۷۰٦؛ سیر الصحابة: ۵ / ۲۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر ہوتا، تو آپ تسبیح پڑھتے، اور جب ایسی آیت پر گزرتے، جس میں پناہ کا تذکرہ ہوتا، تو آپ پناہ مانگتے، اس کے بعد آپ نے رکوع کیا، اور رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتے رہے، آپ کا رکوع بھی آپ کے قیام کے برابر تھا، اس کے بعد آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور بہت دیر تک کھڑے رہے، تقریباً رکوع کے برابر، اس کے بعد آپ نے سجدہ کیا، اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا، اور آپ کا سجدہ بھی قیام کے قریب قریب تھا۔ [1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی آخری باتیں

وفات سے قبل آپ نے کفن منگوایا، جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ تین سو درہم کا قیمتی کفن ہے تو اسے واپس کر دیا۔ اور فرمایا: میرے لیے عام سی دو چادریں لے آؤ، کیونکہ یہ دو چادریں بھی تھوڑی دیر ہی میرے ساتھ رہیں گی اس کے بعد مجھے اس سے بہتر لباس عطا کر دیا جائے گا یا یہ بھی بری طرح چھین لیا جائے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آپ کو مدائن میں ملی، جس پر آپ بہت افسردہ ہوئے۔ اور چالیس دن بعد ہی ۳۶ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ [2]

نمونہ

حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ أَتَى النَّبِيُّ ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَجِئْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ. [3]

”ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے اعمش کے واسطے سے نقل کیا، وہ ابووائل سے، وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک قوم کے کوڑی خانہ (گھور) پر تشریف لائے (پس) آپ ﷺ نے وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ پھر پانی منگوایا۔ میں آپ ﷺ کے پاس پانی لے کر آیا تو آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔“

---

[1] مسلم، صلاۃ المسافرین وقصرها: ۲۰۳، ۷۷۲۔ [2] سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۳۶۱۔ ۳۶۹؛ تقریب التهذیب: ۱/ ۱۵۴۔ [3] بخاری، الوضوء: ۲۲۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما

تعارف سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھا نکاح حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے ہوا۔ یہ بیوہ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ ان کے پہلے خاوند خنیس بن حذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اعزاز و اکرام کی وجہ سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما سے شادی کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ غزوہ احد سے پہلے ۳ ہجری میں شادی کی اور انہیں چار سو درہم مہر دیا۔ اکثر اوقات علمی اور فقہی معاملات میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کی رائے کو ترجیح دیتے۔ ایک دفعہ انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ ایک شادی شدہ عورت اپنے خاوند کے بغیر کتنا عرصہ بآسانی گزار سکتی ہے، اس نے بتایا چار یا چھ مہینے۔ ۴۱ ہجری کو ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما نے محسوس کیا کہ اب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب آ گیا۔ ۴۱ ہجری ماہ رمضان کے ابھی چند ہی گزرے تھے کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما قضائے الٰہی سے وفات پا کر اپنے اللہ کو جا ملیں۔ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا، مروان نے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا، نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک جنازے کو کندھا دیا، اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جنازے کو لے کر قبر تک لے گئے، ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور لڑکوں عاصم، سالم، عبداللہ، حمزہ نے قبر میں اتارا۔ [1]

[1] صفة الصفوة: ١/ ٣٢٢؛ طبقات ابن سعد: ٨/ ٨٦؛ حياة الصحابة: ١/ ٤٧٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجیت میں

جب حفصہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند خنیس بن حذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنی نوجوان بیٹی کے اٹھارہ سال کی عمر میں بیوہ ہونے پر دلی دکھ ہوا۔ جب بھی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوتے تو طبیعت میں شدید انقباض محسوس کرتے اور جب اپنی بیٹی کو غمگین دیکھتے تو اداس ہو جاتے۔ طویل غور وفکر کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیٹی کی شادی کر دی جائے تا کہ اسکا غم قدرے ہلکا ہو سکے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شادی کی پیشکش کی۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پیشکش کی انہوں نے کہا میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دونوں کی بے رخی سے دلی صدمہ ہوا اور غصہ آیا اور اس صورت حال کو دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوئے اور اس شکایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

((يَتَزَوَّجُ حَفْصَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْ عُثْمَانَ وَيَتَزَوَّجُ عُثْمَانُ مَنْ هِيَ خَيْرٌ مِنْ حَفْصَةَ)) [1]

”حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ شادی کرے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان اس سے شادی کرے گا جو حفصہ سے بہتر ہے۔“

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے رشتہ طے کر لیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شادی اپنی دوسری بیٹی ام کلثوم سے کر دی۔

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

[1] فتح الباری: ۹/ ۱۵۳، ۱۵۲؛ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: عمر! آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں، دراصل بات یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں رازدانہ بات کی تھی۔ جب آپ نے مجھے شادی کی پیشکش کی تو میں نے اس لیے خاموشی اختیار کی کہ کہیں یہ راز افشاء نہ ہو جائے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے شادی نہ کرتے تو میں اس سے شادی کر لیتا۔ ❶

وہ روزے دار اور عبادت گزار تھیں

ابونعیم اصفہانی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھتے ہیں:

اَلصَّوَّامَةُ، الْقَوَّامَةُ، الْمُزْرِئَةُ، بِنَفْسِهَا اَللَّوَّامَةُ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَرَّاثَةُ الصَّحِيْفَةِ الْجَامِعَةُ لِلْكِتَابِ رضی اللہ عنہا۔ ❷

''روزے دار، عبادت گزار، اپنے آپ پر عتاب کرنے والی، اپنے آپ کو ملامت کرنے والی، سیدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا قرآن کی وراثت کا شرف رکھنے والی اور کتاب الٰہی کو جمع کرنے والی رضی اللہ عنہا۔''

علمی مقام و مرتبہ

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ۶۰ حدیثیں منقول ہیں جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنی تھیں۔ ❸

تفقہ فی الدین کے لیے واقعہ ذیل کافی ہے، ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ''میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب بدر و حدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔'' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اعتراض کیا، کہا خدا تو فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾

''تم میں ہر شخص وارد جہنم ہوگا۔'' آپ نے فرمایا: ''ہاں لیکن یہ بھی تو ہے:

﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ ❹

''پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں زانوؤں پر گرا

---

❶ فتح الباری: ۱۵۶/۹۔ ❷ حلیة الاولیاء: ۲/ ۵۰۔
❸ زرقانی: ۲۷۱/۳۔ ❹ مسند احمد: ۲٦٤٤٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا چھوڑیں گے۔''

اسی شوق کا اثر تھا کہ آنحضرت ﷺ کو ان کی تعلیم کی فکر رہتی تھی، حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو چیونٹی کے کاٹے کا دم آتا تھا، ایک دن وہ گھر میں آئیں تو آنحضرت ﷺ نے کہا تم حفصہ کو دم سکھلا دو۔ [1]

اے حفصہ رضی اللہ عنہا خدا سے ڈرو۔۔۔!

ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں، آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور رونے کی وجہ پوچھی، انہوں نے کہا کہ مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ تم یہودی کی بیٹی ہو، آپ نے فرمایا: ''حفصہ اللہ سے ڈرو۔'' پھر حضرت صفیہ سے ارشاد ہوا: ''تم نبی کی بیٹی ہو۔ تمہارا چچا پیغمبر ہے اور پیغمبر کے نکاح میں ہو، حفصہ رضی اللہ عنہا تم پر کس بات پر فخر کر سکتی ہے۔'' [2]

ایک بار حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہیں، ہم آپ کی بیوی بھی ہیں اور چچا زاد بہن بھی، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزرا، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت، آپ نے فرمایا: ''تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ تم مجھ سے زیادہ کیونکر معزز ہو سکتی ہو، میرے شوہر محمد ﷺ، میرے باپ ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔'' [3]

آپ نے اپنے اوپر شہد حرام کر لیا

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی بیٹیاں تھیں جو تقریب نبوی میں دوش بدوش تھے، اس بنا پر حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی دیگر ازواج کے مقابلہ میں باہم ایک تھیں چنانچہ واقعہ تحریم جو ۹ھ میں پیش آیا، اسی قسم کے اتفاق کا نتیجہ تھا، ایک دفعہ کئی دن تک آنحضرت ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھے، جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے شہد آ گیا تھا، انہوں نے آپ کے سامنے پیش کیا آپ کو شہد بہت مرغوب تھا۔ آپ نے نوش فرمایا، اس میں وقت

---

[1] مسند احمد: ۲٦٤٥٠۔ [2] ترمذی، المناقب، باب فضل ازواج النبی: ۳۸۹٤۔
[3] ترمذی، المناقب، باب فضل ازواج النبی ﷺ: ۳۸۹۲ ضعیف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقررہ سے دیر ہوگئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رشک ہوا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے اور تمہارے گھر میں آئیں تو کہنا چاہیے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے، (مغافیر کے پھولوں سے شہد کی مکھیاں رس چوستی ہیں، مغافیر کی بو کا اظہار کرنا کوئی جھوٹ بات نہ تھی مغافیر کے پھولوں میں اگر کسی قسم کی کرختگی ہو تو تعجب کی بات نہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ میں شہد نہ کھاؤں گا، اس پر قرآن مجید کی یہ آیت اتری:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ ﴾ 1

"اے پیغمبر! اپنی بیویوں کی خوشی کے لیے تم خدا کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیوں کرتے ہو۔"

نمونہ

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا، زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ، وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي، وَقَلَّدْتُ هَدْيِي، فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ. 2

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا (دوسری سند) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں امام مالک رحمہ اللہ نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا بات ہے اور لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہو گئے لیکن آپ حلال نہیں ہوئے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کی تلبید (بالوں کو جمانے کے لیے ایک لیس دار چیز کا استعمال کرنا) کی ہے اور اپنے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) لایا ہوں اس لیے میں قربانی کرنے سے پہلے احرام نہیں کھول سکتا۔

---

1 صحيح بخاري، الطلاق: ٥٢٦٧۔ 2 بخاري: ١٥٦٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ

آپ کی ماں ام کلثوم تھیں جو کہ عثمان بنت مظعون رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں، جن کی رہائش کوفہ میں تھی آپ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی ہیں۔ان سے ابو اسحاق سبیعی اور معبد بن خالد جہنی نے روایت لی ہے (متعدد احادیث کے راوی ہیں۔ان میں چار احادیث متفق علیہ ہیں۔) [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُو الوَلِيدِ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ، قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ آمَنَ مَا كَانَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ. [2]

''ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں ابو اسحاق نے خبر دی، انہوں نے حارثہ سے سنا اور انہوں نے وہب رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے منیٰ میں امن کی حالت میں ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی تھی''

[1] اسد الغابة: ١/ ٦٥٧۔ [2] بخاری، التقصیر: ١٠٨٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حکیم بن حزام بن خویلد رضی اللہ عنہ

تعارف حکیم بن حزام بن خویلد رضی اللہ عنہ

حکیم بن حزام بن خویلد القرشی الاسدی، ان کی کنیت ابو خالد اسدی قرشی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ زبیر بن بکار نے روایت کیا کہ حکیم بن حزام کعبۃ اللہ کے اندر پیدا ہوئے اور وہ زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں اساطین قریش میں شمار کیے جاتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان اور حکیم بن حزام کے گھر داخل ہو جائے وہ امن میں ہے۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے زمانہ جاہلیت میں بھی سب سے زیادہ پیار نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا، حنین اور طائف کے غزوات میں شامل ہوئے۔ ۱۴۰ احادیث کے راوی ہیں، ایک سو بیس سال زندہ رہ کر ساٹھ ہجری کو وفات پائی، ۶۰ سال جاہلیت اور ۶۰ سال اسلام میں بسر کیے۔ [1]

[1] تہذیب التہذیب: ۲/۱۸۲؛ اسد الغابۃ: ۲/ ۵۸؛ نسب قریش: ۲۳۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پانے والے

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دُعا دی:

((اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَهُ فِيْ صَنْعَةِ يَدِهِ)) [1]

''اے اللہ! اس کے ہاتھ کی کمائی میں برکت فرما۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: ((اليَدُ العُلْيَا خَيْرٌ مِنَ اليَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ)) [2]

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے بیان کیا، ان سے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے انہیں دو جو تمہارے بال بچے اور عزیز ہیں اور بہترین صدقہ وہ ہے جسے دے کر آدمی مالدار رہے اور جو کوئی سوال سے بچنا چاہے گا اسے اللہ تعالیٰ بھی محفوظ رکھتا ہے اور جو دوسروں (کے مال) سے بے نیاز رہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہی بنا دیتا ہے۔''

---

[1] جمع الجوامع: ٢/ ١٠٣، ٤٢٢٢۔ [2] بخاری، الزکاۃ: ١٤٢٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

تعارف حسین بن علی رضی اللہ عنہما

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ حسین بن علی بن ابی طالب بن ہاشم عبدمناف قرشی ہاشمی، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر سات برس تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دارِ فانی کو چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی پُرفتن دور سے گزری حتیٰ کہ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ بمطابق ستمبر ۶۸۰ھ کو یہ اس دارِ فانی سے جام شہادت نوش فرما کر رحلت فرما گئے۔ [1]

---

[1] اسد الغابة: ٢/٢٤؛ ابن عساکر: ٤/٣٢١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

یہ میرے دو پھول ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن بن علی اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا:

((هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)) ❶

''وہ دونوں دنیا میں سے میرے دو پھول ہیں۔''

اے اللہ! تو ان سے محبت فرما

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرما رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ أَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا)) ❷

''اے اللہ! تو ان سے محبت رکھ اور ہر اس شخص سے محبت کر جو ان دونوں سے محبت رکھتا ہے۔''

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمانے لگے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا)) ❸

''اے اللہ! میں ان دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر۔''

---

❶ صحيح البخاري: ٣٧٥٣۔ ❷ صحيح بخاري، المناقب، باب مناقب الحسن والحسين: ٣١٢٢؛ مسلم: ٢٤٢١؛ ابن ماجه: ١٤٢؛ ابو يعلى: ٦٣٩١۔

❸ ترمذي، المناقب، باب إن الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة: ٣٧٨٢؛ الطبراني في الكبير: ٣/ ٣٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے زیادہ محبوب شخص

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبے کے سائے تلے بیٹھے ہوئے تھے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے فرمایا:

هٰذَا أَحَبُّ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلٰى أَهْلِ السَّمَاءِ الْيَوْمَ. [1]

''یہ شخص آج آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔''

اہل بیت کو برا نہ کہو

ابو رجاء العطاردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

علی اور اہل بیت کو برا نہ کہو، ہمارے بلہجیم کے ایک پڑوسی نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو برا کہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اندھا کر دیا۔ [2]

اے نبی کے نواسے کو شہید کرنے والو!

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی (عراقی) نے مچھر (یا مکھی) کے (حالتِ احرام میں) خون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

اسے دیکھو! یہ (عراقی) مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کیا ہے۔ [3]

مظلوم کربلا

ہلال بن یساف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شام کی طرف یزید (بن معاویہ بن ابی سفیان) کی طرف جا رہے تھے، کربلا کے مقام پر انہیں عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن اور حصین بن نمیر وغیرہ کے لشکر ملے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یزید کے پاس جانے دو تا کہ میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں (بیعت کر لوں) انہوں نے کہا: نہیں، ابن زیاد

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة: ٣٠٦٥٠؛ تاریخ دمشق: ١٤/ ١٨١ حسن۔
[2] المعجم الكبير للطبرانی: ٣/ ١١٢، ٢٨٣٠ صحيح۔
[3] صحيح بخاری: ٣٧٥٣، ٥٩٩٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے فیصلے پر اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔ 1

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جب شہید کیا گیا تو آپ کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد (ابن مرجانہ، ظالم مبغوض) کے سامنے لایا گیا تو وہ ہاتھ کی چھڑی کے ساتھ آپ کے سر کو کرید نے لگا۔ یہ دیکھ کر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ 2

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا۔ میں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو ام سلمہ کو بتایا۔ (کہ سیدنا حسین شہید ہو گئے ہیں) انہوں نے فرمایا: ان لوگوں نے یہ کام کر دیا ہے، اللہ ان کے گھروں یا قبروں کو آگ سے بھر دے اور وہ (غم کی شدت سے) بے ہوش ہو گئیں۔ 3

سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا (وفات سنۃ ۶۲ ھ) نے فرمایا: میں نے جنوں کو امام حسین رضی اللہ عنہ (کی شہادت) پر روتے ہوئے سنا ہے۔ 4

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ۱۰ محرم (عاشوراء کے دن) اکسٹھ (۶۱) ہجری میں شہید ہوئے۔ 5

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا عليه السلام، قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم، وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِي، فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ،

---

1 كتاب جمل من انساب الاشراف للبلاذري: ۳/ ۱۳۴۹ صحيح۔
2 صحيح بخاري، المناقب: ۳۷۴۸۔ 3 تاريخ دمشق: ۱۴/ ۲۲۹ حسن۔
4 فضائل الصحابة لاحمد: ۲/ ۷۷۶، ۱۳۷۳ حسن۔
5 تاريخ دمشق لابن عساكر: ۱۴/ ۲۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرُسِي. ❶

''ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہمیں یونس نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن شہاب نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں زین العابدین علی بن حسین رحمہ اللہ نے خبر دی، انہیں حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غنیمت کے مال میں سے میرے حصے میں ایک اونٹ آیا تھا اور ایک دوسرا اونٹ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس میں سے دیا تھا۔ پھر جب میرا ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کرا کے لانے کا ہوا تو میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم دونوں مل کر اذخر گھاس (جمع کر کے) لائیں کیونکہ میرا ارادہ تھا کہ اسے سناروں کے ہاتھ بیچ کر اپنی شادی کے ولیمہ میں اس کی قیمت کو لگاؤں۔''

❶ بخاری، البیوع: ۲۰۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابوعبداللہ تمیمی رضی اللہ عنہ تھی۔ بدر اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ کمزوروں میں سے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا، اسلام لانے والوں میں ان کا چھٹا نمبر تھا، اس لیے ''سادس الاسلام'' کہلاتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں انہیں بہت زیادہ تکلیفیں دی گئیں لیکن یہ صبر واستقامت کا پہاڑ بنے رہے۔ ان کی مرویات کی مجموعی تعداد ۳۲ ہے، ان میں سے ۳ متفق علیہ ہیں اور ۲ میں امام بخاری اور ایک میں مسلم منفرد ہیں۔ ۳۷ھ میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] اسد الغابة: (١٤٠٧)، طبقات الكبرىٰ: (٣/ ١٦٤)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

آپ اللہ سے ہمارے لیے دعا کیوں نہیں کرتے؟

حضرت ابوعبداللہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، جب کہ آپ خانہ کعبہ کے سائے میں ایک چادر کا تکیہ بنائے استراحت فرماتے تھے۔ ہم نے کہا:

أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لَنَا۔؟

''آپ ہمارے لیے اللہ سے مدد طلب کیوں نہیں فرماتے، ہمارے لیے دعا کیوں نہیں کرتے؟''

آپ نے فرمایا: ''(تمہیں معلوم ہونا چاہیے) کہ تم سے پہلے لوگوں کا (یہ حال ہوتا تھا کہ) آدمی پکڑ کر لایا جاتا، اس کے لیے زمین میں گڑھا کھود کر اس کو اس میں کھڑا کر دیا جاتا، پھر اس کے سر پر آرا چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے اور لوہے کی کنگھیاں اس کے جسم پر پھیری جاتیں، جس سے اس کا گوشت اور ہڈیاں تک متاثر ہوتیں لیکن یہ (آزمائشیں) اسے اس کے دین سے نہ پھیرتیں۔ (اس لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے) اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس معاملے کو ضرور مکمل فرمائے گا (دین اسلام کو غالب کرے گا) یہاں تک کہ ایک سوار (مسافر) صنعاء سے حضرموت تک (اکیلا) سفر کرے گا لیکن اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر اور اسی طرح اسے اپنی بکریوں پر، بھیڑیے کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا لیکن تم جلد بازی سے کام لے رہے ہو۔'' [1]

ابتلا و آزمائش

ان کے اسلام قبول کرنے کے زمانہ میں اسلام کا اظہار تعزیرات مکہ میں ایسا شدید جرم

---

[1] صحیح بخاری، علامات النبوة، باب علامات النبوة فی الاسلام: ۳۶۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، جس کی سزا میں مال و دولت، ننگ و ناموس ہر چیز سے ہاتھ دھونا پڑتا تھا، لیکن حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے اس کی مطلق پروانہ کی اور ببانگ دہل اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ یہ غلام تھے، ان کا کوئی بھی حامی و مددگار نہ تھا، اس لیے کفار نے ان کو مشق ستم بنالیا، اور ان کو بڑی دردناک سزائیں دیتے تھے، ننگی پیٹھ دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر سینہ پر ایک بھاری پتھر رکھ کر ایک آدمی اوپر سے مسلتا اور وہ اس وقت تک ان انگاروں پر کباب ہوتے رہتے، جب تک خود زخموں کی رطوبت آگ کو نہ بجھاتی۔ لیکن اس سختی کے باوجود زبان کلمہ حق سے نہ پھرتی، رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس کسمپرسی کی حالت میں تالیف قلب فرماتے تھے، لیکن ان کا آقا اتنا سنگ دل تھا کہ وہ ان کے لیے اتنا سہارا بھی نہ برداشت کر سکا، اور اس کی سزا میں لوہا آگ میں تپا کر ان کا سر داغا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرے لیے بارگاہِ ایزدی میں دعا فرمایئے کہ وہ مجھ کو اس عذاب سے نجات دے، آپ نے دعا فرمایا کہ ''خدایا! خباب کی مدد کر۔'' [1]

اذیتوں کے مختلف وار مگر صبر

عاص بن وائل کے ذمہ ان کا قرض تھا، وہ جب تقاضا کرتے تو جواب دیتا کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ نہ چھوڑو گے، اس وقت تک نہیں مل سکتا، یہ جواب دیتے کہ جب تک تم مر کر دوبارہ زندہ نہ ہو گے، میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے الگ نہیں ہو سکتا۔ وہ کہتا اچھا میں مر کر زندہ ہوں گا، اور مجھ کو مال اور اولاد ملے گی، اس وقت تمہارا قرض دوں گا، (اس سے مسلمانوں کے اس عقیدے پر تعریض تھی کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی ملے گی) اس واقعہ پر کلام اللہ کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝ ﴾ [2]

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا تم نے اس شخص کے حال پر نظر کی جس نے ہماری آیات سے کفر کیا اور کہا (قیامت میں بھی) مجھ کو مال اور اولاد ملے گی، کیا اس کو غیب

[1] اسد الغابة: ٢/ ١٤٧؛ ابن سعد: ٣/ ١/ ١١٧۔ [2] ١٩/مريم: ٧٧، ٧٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خبر ہوگئی، یا اس خدائے رحمن سے عہد لیا ہے، ہرگز نہیں یہ جو کچھ کہتا ہے ہم اس کو لکھ لیتے ہیں اور اس کے عذاب میں ڈھیل دیتے چلے جائیں گے اور جو کچھ وہ کہتا ہے اس کے ہم وارث ہوں اور یہ تنہا ہمارے سامنے لایا جائے گا۔'' ❶

آغاز مرض اور دوستوں کی عیادت

۳۷ھ میں کوفہ میں بیمار پڑے، علاج سے افاقہ ہونے کے بجائے مرض اور بڑھ گیا، اس کی طوالت اور تکلیف سے گھبرا کر کہنے لگے کہ اگر خدا نے رسول اللہ ﷺ سے موت کی دعا کرنے کی ممانعت نہ کی ہوتی تو میں دعا کرتا۔ جب حالت زیادہ نازک ہوئی اور کفن لایا گیا تو اسے دیکھ کر آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے، فرمانے لگے، آہ! حمزہ (رضی اللہ عنہ) کو پورا کفن بھی میسر نہ تھا، ایک معمولی چھوٹی سی چادر میں کفنائے گئے کہ اگر پیر ڈھانکا جاتا تو سر کھل جاتا اور سر ڈھانکا جاتا تھا تو پاؤں کھل جاتا تھا، آخر میں سر ڈھانک کر اذخر (ایک قسم کی گھاس) سے پاؤں چھپائے گئے۔

کچھ لوگ عیادت کرنے کو آئے اور کہا ابو عبداللہ تم کو خوش ہونا چاہیے، کل تک اپنے ساتھیوں سے مل جاؤ گے، یہ سن کر رقت طاری ہوگئی، فرمایا کہ میں موت سے نہیں گھبراتا۔ تم لوگوں نے ایسے لوگوں کو یاد دلایا جو اس دنیا سے اجر کے مستحق اٹھے، مجھ کو خوف ہے کہ کہیں ثواب آخرت کے بدلہ میں مجھ کو یہ دنیا نہ ملی ہو۔ ❷

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ لِي عَلَى العَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ، فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ، قَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ، فَقُلْتُ لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ، ثُمَّ تُبْعَثَ،

---

❶ بخاری، التفسیر باب قوله و نرثه ما يقول: ٤٧٣٥۔

❷ ابن سعد: ۱۲۳،۱۲۴/۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ دَعْنِی حَتَّی أَمُوتَ وَأُبْعَثَ، فَسَأُوتَی مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِیكَ، فَنَزَلَتْ ﴿ اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ۝ اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ ﴾ [1]

''ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہ جاہلیت کے زمانہ میں مَیں لوہار کا کام کیا کرتا تھا۔ عاص بن وائل (کافر) پر میرا کچھ قرض تھا۔ میں ایک دن اس پر تقاضا کرنے گیا۔ اس نے کہا کہ جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کرے گا میں تیرا قرض نہیں دوں گا۔ میں نے جواب دیا کہ میں آپ کا انکار اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک اللہ تعالیٰ تیری جان نہ لے لے، پھر تو دوبارہ اٹھایا جائے، اس نے کہا کہ پھر مجھے بھی مہلت دے کہ میں مرجاؤں، پھر دوبارہ اٹھایا جاؤں اور مجھے مال اور اولاد ملے اس وقت میں بھی تمہارا قرض ادا کردوں گا۔ اس پر آیت نازل ہوئی: ''کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کو نہ مانا اور کہا (آخرت میں) مجھے مال اور دولت دی جائے گی، کیا اسے غیب کی خبر ہے؟ یا اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کوئی اقرار لے لیا ہے۔'' [2]

---

[1] ١٩/مریم: ٧٧، ٧٨۔ [2] بخاری، البیوع: ٢٠٩١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا

تعارف حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا

خولہ بنت حکیم بن امیہ رضی اللہ عنہا، ام شریک کنیت، قبیلہ سلیم سے تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ ہوتی ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے، نکاح ہوا۔ مسلمان ہو کر مدینہ کو ہجرت کی، ۲ھ میں غزوہ بدر کے بعد حضرت عثمان بن مظعون نے وفات پائی تو حضرت خولہ نے دوسرا نکاح کیا، اکثر پریشان رہتی تھیں۔ صحیح بخاری میں روایت آئی ہے کہ انہوں نے اپنے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ حدیثیں روایت کیں، راویان حدیث میں حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، بشیر بن سعید، عروہ اور ربیع بن مالک داخل ہیں۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوالْأَسْوَدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَيَّاشٍ وَاسْمُهُ نُعْمَانُ عَنْ خَوْلَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، يَقُولُ: ((إِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [2]

ہم سے عبداللہ بن یزید نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن ابی ایوب نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوالاسود نے بیان کیا، ان سے ابن ابی عیاش نے بیان کیا اور ان کا نام نعمان تھا ان سے خولہ بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ”کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال کو بے جا اڑاتے ہیں انہیں قیامت کے دن آگ ملے گی۔“

---

[1] بخاري، النكاح، باب هل للمرأة تهب نفسها لاحد: ٥١١٣؛ اسد الغابة: ٧/ ٩٤؛ تهذيب: ١٢/ ٤١٥۔ [2] بخاري، فرض الخمس: ٣١١٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ عنہا

تعارف سیدہ خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ عنہا

ان کے والد کا نام خدام یا خذام ہے ان کی کنیت ام ربعتہ ہے۔ یہ پہلے انیس بن قتادہ کے نکاح میں تھی وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تو ان کے والد نے ان کا نکاح قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی سے کر دیا جسے وہ ناپسند کرتی تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح کو ختم کر دیا تھا اور پھر ان کا نکاح ابولبابہ سے ہوا جس سے ان کے ہاں ایک بیٹا سائب پیدا ہوا۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ، وَمُجَمِّعٍ، ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ، عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ، أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَدَّ نِكَاحَهُ. [2]

"ہم سے اسماعیل بن ابی اویس، نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبدالرحمٰن اور مجمع نے جو دونوں یزید بن حارثہ کے بیٹے ہیں، ان سے خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ عنہا نے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا تھا، وہ ثیبہ (بیوہ) تھیں، انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدمت میں حاضر ہوئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔"

---

[1] اسد الغابة: ۷/ ۸۹۔ [2] بخاری، النکاح: ۵۱۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

آپ کا نام خالد بن ولید بن مغیرہ مخزومی ابوسلیمان کنیت، سیف اللہ لقب،، ماں کا نام لبانہ تھا، یہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قریبی عزیزہ تھیں۔ان کی مرویات کی تعداد کل اٹھارہ ہے، جن میں سے دو متفق علیہ ہیں اور ایک میں بخاری منفرد ہیں۔خالد رضی اللہ عنہ کا خاندان زمانہ جاہلیت سے معزز چلا آتا تھا، فوج کی سپہ سالاری اور فوجی کیمپ کے انتظام کا عہدہ ان ہی کے خاندان میں تھا۔اور ظہور اسلام کے وقت خالد رضی اللہ عنہ اس عہدہ پر ممتاز تھے۔چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کا جو دستہ مسلمانوں کی نقل وحرکت کا پتہ لگانے آیا تھا، اس کے سردار خالد رضی اللہ عنہ ہی تھے، احد میں مسلمانوں کے خلاف بڑی شجاعت سے لڑے اور مشرکین مکہ کے اکھڑے ہوئے پاؤں ان ہی کی ہمت افزائی سے دوبارہ جمے۔مدینہ میں کچھ دن بیمار رہ کر ۲۲ھ میں وفات پائی، بعض لوگ آپ کی وفات حمص میں بتاتے ہیں، مگر یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے جنازہ میں شریک تھے اور ۲۲ھ میں انہوں نے شام کا کوئی سفر نہیں کیا، آپ کی وفات سے مدینہ کی عورتوں خصوصاً بنی عذرہ میں کہرام برپا تھا۔ [1]

[1] الاستیعاب: ۲/ ۴۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت وکردار

داستانِ اسلام:

ان کے اسلام کا زمانہ ۶ ھ اور ۸ ھ کے درمیان ہے، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جب اسلام لانے کے قصد سے حبشہ سے چل کر عرب آئے اور اس کے لیے مدینہ کا رخ کیا تو راستہ میں قریش کا ایک اور خوش قسمت ہیرو اسی غرض سے مدینہ کے سفر پر نظر آیا، یہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے، وہ بھی اسلام ہی لانے کی نیت سے مدینہ جا رہے تھے، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان کو راستہ میں دیکھ کر پوچھا کہاں کا قصد ہے، بولے خدا کی قسم خوب پانسہ پڑا! یہ شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً نبی ہے، چلو اسلام کا شرف حاصل کریں، آخر کب تک رُکے رہیں گے؟ چنانچہ یہ دونوں ساتھ خدمت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضر ہوئے، اور پہلے خالد رضی اللہ عنہ پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ قبول اسلام کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مکہ لوٹ آئے، مگر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مدینہ ہی میں مستقل قیام اختیار کر لیا۔

احترام نبوی

خالد رضی اللہ عنہ کے دل میں آپ کا اتنا احترام تھا کہ وہ کسی کی زبان سے آپ کی شان میں کوئی ناروا کلمہ برداشت نہیں کر سکتے تھے، ایک مرتبہ آپ کے پاس کچھ سونا آیا، آپ نے اسے اہل نجد میں تقسیم کر دیا، قریش وانصار کو شکایت ہوئی، انہوں نے شکایت کی کہ آپ نے سب سونا نجدی سرداروں کو دے دیا، اور ہم لوگوں کو بالکل نظر انداز فرما دیا، آپ نے فرمایا ان کو تالیف قلب کے خیال سے دیتا ہوں، یہ سن کر نجدیوں کے گروہ سے ایک شخص نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا سے ڈر! آپ نے فرمایا، اگر میں خدا کی نافرمانی کرتا ہوں تو پھر خدا کی اطاعت کون کرتا ہے؟ خالد رضی اللہ عنہ کو اس گستاخی پر غصہ آ گیا اور اس کی گردن اڑانے کی اجازت چاہی لیکن آپ نے روک دیا۔ [1]

---

[1] بخاری: ۴۳۵۱، ۳۳۴۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوستوں کے ساتھ پیار

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے سب سے بڑی دولت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی اور خوشنودی تھی، اس لیے وہ اپنے جذبات کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان کر دیتے تھے، خالد رضی اللہ عنہ گو تند مزاج تھے، لیکن فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ان کی تند مزاجی حلم وعفو سے بدل جاتی تھی، ایک مرتبہ ان میں اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ میں کسی معاملہ میں بحث ہوگئی اور سخت کلامی تک نوبت پہنچ گئی، عمار رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، اتفاق سے اسی وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور شکایت سن کر بہت برہم ہوئے اور عمار رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا شروع کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے، عمار رضی اللہ عنہ نے آبدیدہ ہو کر عرض کی حضور ان کی زیادتیوں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر فرمایا کہ جو شخص عمار (رضی اللہ عنہ) سے بغض و عداوت رکھتا ہے وہ خدا سے بغض وعناد رکھتا ہے'' خالد رضی اللہ عنہ پر اس ارشاد کا اتنا اثر ہوا کہ ان کا بیان ہے کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھا تو عمار (رضی اللہ عنہ) کی رضا جوئی سے زیادہ کوئی چیز میرے لیے محبوب نہ تھی، اور ان سے مل کر ان کو منایا۔ [1]

آثارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تبرک

وہ ہر اس چیز کے ساتھ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرف انتساب حاصل ہوتا والہانہ عقیدت رکھتے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ایک ٹوپی میں سلوا لیے تھے، جس کو پہن کر میدانِ جنگ میں جاتے تھے، جس طرف بھی جاتے فتح ان کا مقدر بنتی۔ [2]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ، فَأَهْوَى إِلَيْهِ لِيَأْكُلَ، فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ ضَبٌّ، فَأَمْسَكَ يَدَهُ، فَقَالَ خَالِدٌ أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: ((لَا، وَلَكِنَّهُ لَا يَكُونُ بِأَرْضِ

[1] مسند احمد: ١٦٨١٤۔ [2] اسد الغابة: ٢/ ١٤٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَوْمِي، فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ)) فَأَكَلَ خَالِدٌ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ قَالَ مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ. [1]

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوامامہ بن سہل نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے لیے بھنا ہوا سانڈا یعنی ساہنہ پیش کیا گیا تو آپ اسے کھانے کے لیے متوجہ ہوئے۔ اسی وقت آپ کو بتایا گیا کہ یہ ساہنہ ہے تو آپ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: ''نہیں لیکن چونکہ یہ میرے ملک میں نہیں ہوتا اس لیے طبیعت اسے گوارا نہیں کرتی۔'' پھر خالد رضی اللہ عنہ نے اسے کھایا اور نبی کریم ﷺ دیکھ رہے تھے۔ امام مالک نے ابن شہاب سے ضب محنوذ (یعنی بھنا ہوا ساہنہ ضب مشوی کی جگہ محنوذ نقل کیا، دونوں لفظوں کا ایک معنی ہے۔

[1] بخاری، الاطعمۃ: ۵٤۰۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

تعارف رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ والدہ کا نام حلیمہ بنت عروہ بن مسعود، حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے آباواجداد قبیلہ اوس کے بنوحارثہ کے رئیس اور سردار تھے، باپ اور چچا کے بعد یہ مسند حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی اور وہ تمام عمر اس پر متمکن رہے۔ بدر میں چھوٹے ہونے کی وجہ سے پیچھے رکھے گئے۔ احد اور دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ احد کے دن انہیں ایک تیر لگا جسے کھینچا تو پھل گوشت میں رہ گیا اور موت تک اندر رہا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں قیامت کے دن تمہاری گواہی دوں گا۔ ان کے سلسلہ سے ۷۸ روایتیں منقول ہیں، راویوں میں صحابہ اور تابعین دونوں گروہ کے لوگ شامل ہیں، ۷۴ ہجری کو ۸۶ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں عبدالملک بن مروان کے دور خلافت میں وفات پائی۔ [1]

[1] اسد الغابة: ۲/۲۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

معرکہ جہاد کا شوق

غزوۂ بدر میں ۱۴ سال کے تھے، آنحضرت ﷺ کے سامنے لڑائی میں شریک ہونے کے ارادہ سے حاضر ہوئے، آپ نے کمسن خیال کر کے واپس کیا۔ آپ ﷺ کے سامنے انصار کے لڑکے ہر سال پیش ہوتے تھے، چنانچہ دوسرے سال رافع بھی پیش ہوئے۔ اس وقت وہ پندرہ سالہ تھے، اس لیے شرکت کی اجازت مل گئی تو ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔

ایک صحابی سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بھی لڑکوں کی جماعت میں تھے ان کو آنحضرت ﷺ نے صغرسنی کی وجہ سے شامل نہیں فرمایا تھا، بولے کہ آپ نے رافع کو اجازت دے دی اور مجھ کو چھوڑ دیا، حالانکہ میں کشتی میں ان کو پچھاڑ دوں گا۔ آپ ﷺ نے مقابلہ کرایا۔ سمرہ دیکھنے میں چھوٹے تھے، لیکن طاقتور تھے، رافع کو پچھاڑ دیا، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو بھی میدان کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔ [1]

مدینہ بھی حرم ہے

مروان نے ایک مرتبہ خطبہ دیا، جس میں کہا کہ مکہ حرم ہے، رافع موجود تھے پکار کر کہا اگر مکہ حرم ہے تو مدینہ بھی حرم ہے اور اس کو رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا ہے، میرے پاس اس کی حدیث لکھی ہوئی ہے، اگر چاہو تو دکھا سکتا ہوں، مروان نے جواب دیا ہاں وہ حدیث میں نے سنی ہے۔ [2]

اطاعت رسول کرنے والے

ایک مرتبہ ان کے چچا ظہیر نے آ کر بیان کیا کہ آج آنحضرت ﷺ نے ایک چیز کی ممانعت فرمائی ہے، حالانکہ ہم لوگوں کو اس سے کچھ آسانی تھی، رافع نے جواب دیا، عم محترم جو

---

[1] اسد الغابة: ۲/ ۵۵۴۔ [2] مسند أحمد: ۱۷۲۷۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی حق ہے۔ ❶

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا الوَلِيدُ، قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَاشِيِّ صُهَيْبٌ مَوْلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ، يَقُولُ كُنَّا نُصَلِّي المَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ. ❷

''ہم سے محمد بن مہران نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلمہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوالنجاشی نے بیان کیا، ان کا نام عطاء بن صہیب تھا اور یہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رافع بن خدیج سے سنا آپ نے فرمایا کہ ہم مغرب کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ کر جب واپس ہوتے اور تیر اندازی کرتے (تو اتنا اجالا باقی رہتا تھا کہ) ایک شخص اپنے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھتا تھا۔''

---

❶ صحیح مسلم، البیوع، باب کراء الارض بالطعام: ۱۱۳، ۱۵۴۸۔

❷ بخاری، مواقیت الصلاۃ: ۵۵۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہما

تعارف رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہما

ابو معاذ کنیت تھی، زرقی، انصاری، مدنی کی نسبت سے مشہور ہیں۔ جلیل القدر صحابی ہیں۔ یہ اپنے باپ کیساتھ بیعت عقبہ میں حاضر تھے۔ انکے والد انصار میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔ والدہ کا نام ام مالک بنت ابی بن سلول تھا جو عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین کی ہمشیرہ تھیں۔ تمام غزوات میں شرکت کی، بدر، غزوہ احد، خندق، بیعت الرضوان اور تمام اہم واقعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی، جنگ جمل وصفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف داروں میں شامل تھے۔ حضرت رفاعہ سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں، صحیحین میں چند احادیث ہیں، جن میں سے ۳ میں امام بخاری منفرد ہیں حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماسوا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث سنی تھی، راویوں میں یحییٰ بن خالد، معاذ اور عبید (بیٹے) شامل ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں ۴۱ھ میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] اسد الغابۃ: ۲/ ۲۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

جنگ جمل اور صفین میں شمولیت

جنگ جمل اور صفین میں جناب علی رضی اللہ عنہ کے ہم رکاب تھے۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی باہمی شرکت نے معاملہ کو نازک تر بنا دیا تھا۔ ام الفضل بنت حارث (حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ کی بیوی) کا مکہ سے خط پہنچا کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بصرہ گئے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نہایت غمزدہ ہوئے اور فرمایا کہ ان سے تعجب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ہم اہل بیت نبوت ہونے کی وجہ سے خلافت کا سب سے زیادہ اپنے کو مستحق سمجھتے تھے، ہماری قوم کے لوگوں نے دوسروں کو خلیفہ بنایا، ہم فتنہ وفساد کے خوف سے چپ ہو رہے اور صبر کیا، خدا کا شکر ہے کہ اس کا نتیجہ نہایت اچھا رہا ہے، اس کے بعد لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر خروج کر کے ان کو قتل کیا اور مجھ سے بلا جبر واکراہ بیعت کی، جس میں طلحہ اور زبیر بھی شریک تھے، ابھی ایک مہینہ نہیں گزرا کہ ان کے بصرہ سے لشکر لے جانے کی خبر پہنچ رہی ہے، اے خدا! تو اس فتنہ وفساد کو دیکھ۔ رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ اس تقریر کو سن کر بولے یا امیر المومنین! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ہم اپنے مرتبہ ونصرت دین کے لحاظ سے اپنے آپ کو خلافت کے لیے سب سے زیادہ موزوں جانتے تھے، آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قریبی تعلقات اور سبقت ایمانی اور ہجرت جیسی فضیلتیں بیان کر کے ہم سے اس حق کو منوایا، ہم نے یہ خیال کر کے کہ حق پر عمل ہو رہا ہے، کتاب وسنت قائم ہیں، آپ لوگوں کے دعویٰ کو تسلیم کر لیا اور خلافت قریش کے سپرد کر دی اور ہمیں یہی کرنا چاہیے تھا، اب آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد کچھ لوگ مقابلہ میں کھڑے ہو گئے ہیں، جن سے یقیناً آپ افضل اور ہماری نگاہ میں پسندیدہ تر ہیں اب فرمایئے آپ کا کیا ارشاد ہے؟ ہم لوگ صرف حکم کے منتظر ہیں۔ رفاعہ رضی اللہ عنہ کی تقریر ختم ہوئی تو حجاج بن غزیہ انصاری نے بڑھ کر کہا، یا امیر المومنین! اس کا ابھی فیصلہ کر لیجیے، میں اس راہ میں جان تک دینے کے لیے تیار ہوں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد انصار کو مخاطب کر کے کہا جس طرح تم پہلے رسول اللہ ﷺ کی مدد کر چکے ہو، اب امیر المومنین کی مدد کرو، یہ اخیر اس پہلے سے بالکل مشابہ ہے اگرچہ پہلا اشرف و افضل تھا۔ جناب علی رضی اللہ عنہ ان کی تقریر کے بعد ایک لشکر لے کر عراق روانہ ہو گئے۔ رفاعہ بھی ہم رکاب ہوئے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ قَالَ أَنَا، قَالَ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ. [2]

''ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا امام مالک سے، انہوں نے نعیم بن عبداللہ مجمر سے، انہوں نے علی بن یحییٰ بن خلاد زرقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو جب آپ ﷺ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو فرمایا: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) تو آپ ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے کہا: ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ)) آپ ﷺ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: بولنے والا کون تھا؟ اس شخص نے کہا میں تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ)) ''میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو اترتے دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے پہل کر رہا تھا کہ ان مبارک کلمات کو دوسرے سے پہلے وہ لکھ لے۔''

[1] اسد الغابة: ۲/ ۲۷۹، ۷۴؛ الاستیعاب: ۲/ ۴۹۸۔ [2] بخاری، الاذان: ۷۹۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا

تعارف حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء انصاریہ رضی اللہ عنہا

بنو نجار قبیلہ سے تعلق تھا۔ بڑی قدر و منزلت والی خاتون ہیں۔ بیعت رضوان میں انہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ فرماتی ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ کرتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور زخمیوں اور شہداء کی طرف پہنچاتی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ وضو کرتے نماز پڑھتے اور کھانا کھاتے تھے۔ ان کے والد معوذ رضی اللہ عنہ بدری صحابہ میں سے بڑے مرتبے والے ہیں۔ بدر میں شریک ہوئے تھے اور ابوجہل کو قتل کیا تھا۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا سے ۲۱ حدیثیں مروی ہیں، علمی حیثیت سے ان کا یہ پایہ تھا کہ حضرت ابن عباس اور حضرت زین العابدین ان سے مسائل دریافت کرتے تھے: حضرت الربیع نے ستر ہجری کے بعد عبدالملک بن مروان کی خلافت میں وفات پائی۔ [1]

[1] اسد الغابة: ۱۰۸/۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا کی شادی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری شادی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور چارپائی پر بیٹھے اور چند بچیاں خوشی سے دف بجا رہی تھیں اور گیت میں وہ اپنے آباء واجداد کا ذکر کر رہی تھیں جو جنگ بدر میں قتل کر دیے گئے ایک بچی نے گیت گاتے ہوئے یہ کہا:

وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ.

''اور ہم میں ایک نبی ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا:

((لَا تَقُوْلِيْ هٰكَذَا وَقُوْلِيْ مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ)) [1]

''اس طرح نہ کہو وہی کہو جو تم پہلے کہتی تھی۔''

ایمانی حالت

جوش ایمان اس سے ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ اسماء بنت مخربہ جو ابوربیعہ مخزومی کی بیوی تھی اور عطر بیچتی تھی، چند عورتوں کے ساتھ ربیع کے گھر آئی، اور ان کا نام ونسب دریافت کیا، چونکہ ربیع کے بھائی نے ابوجہل کو بدر میں قتل کیا تھا، اور اسماء قریش کے قبیلے سے تھی، بولی ''تو تم ہمارے سردار کے قاتل کی بیٹی ہو''؟ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کو ابوجہل کی نسبت سردار کا لفظ نہایت ناگوار ہوا۔ بولیں ''سردار نہیں بلکہ غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں'' اسماء کو ابوجہل کی شان میں یہ گستاخی پسند نہ آئی، جھنجھلا کر کہا کہ مجھ کو تمہارے ہاتھ سودا بیچنا حرام ہے حضرت ربیع رضی اللہ عنہا نے برجستہ کہا، مجھ کو تم سے کچھ خریدنا حرام ہے، کیونکہ تمہارا عطر، عطر نہیں بلکہ گندگی ہے۔ [2]

---

[1] بخاري، النكاح: ٤٠٠١۔ [2] اسد الغابة: ١٠٨/٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مرتبہ کسی نے حلیہ پوچھا تو بولیں:
''بس یہ سمجھ لو کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔'' [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ، قَالَتْ أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا، فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا، فَلْيَصُمْ، قَالَتْ فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ، وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا، وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ، فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ. [2]

''ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے خالد بن ذکوان نے بیان کیا، ان سے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عاشورہ کی صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے محلوں میں کہلا بھیجا کہ صبح جس نے کھا پی لیا ہو وہ دن کا باقی حصہ (روزہ دار کی طرح) پورے کرے اور جس نے کچھ کھایا پیا نہ ہو وہ روزے سے رہے۔ ربیع رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر بعد میں بھی (رمضان کے روزے کی فرضیت کے بعد) ہم اس دن روزہ رکھتے اور اپنے بچوں سے بھی رکھواتے تھے۔ انہیں ہم اون کا ایک کھلونا دے کر بہلائے رکھتے۔ جب کوئی کھانے کے لیے روتا تو وہی دے دیتے، یہاں تک کہ افطار کا وقت آ جاتا۔''

---

[1] اسد الغابة: ۱۰۸/۷۔ [2] بخاري، الصوم: ۱۹۶۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ

تعارف زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابوزرعہ یا ابوعبدالرحمٰن یا ابوطلحہ تھی۔ صلح حدیبیہ میں شریک تھے اور فتح مکہ کے دن جہینہ قبیلے کے علم بردار تھے۔ ۸۵ سال کی عمر میں ۷۸ ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ [1]

[1] اسد الغابۃ: ۲/ ۳۵۵؛ الاصابۃ، ت: ۲۹۰۲؛ الاستیعاب، ت: ۸۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

مسواک کو پسند کرنے والے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال طہارت و نظافت کی وجہ سے پنج وقتہ مسواک کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ''اگر امت پر شاق نہ ہوتا تو میں پنج وقتہ نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا بھی حکم دیتا'' لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جوشِ عمل کے سامنے کون سا کام شاق تھا، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے اس شدت کے ساتھ اس کا التزام کیا کہ ہمیشہ قلم کی طرح کان پر مسواک رکھے رہتے تھے۔ 1

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ قَالَ: سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ الْمَدِيْنِيُّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ: ((أَعْرِفْ وِكَاءَ هَا، أَوْقَالَ وِعَاءَ هَا، وَعِفَاصَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً، ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ))۔ قَالَ: فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ، أَوْ قَالَ احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ: ((وَمَا لَكَ وَلَهَا، مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَرْعَى الشَّجَرَ، فَذَرْهَا حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا))۔ قَالَ: فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ))۔ 2

''ہمیں عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو عامر نے

---

1 ابو داود، الطهارة، باب السواك: ٤٧۔

2 بخاری، العلم: ٩١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں: ہمیں سلیمان بن بلال مدینی نے حدیث بیان کی وہ ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن سے اور وہ المنبعث کے آزاد کردہ غلام یزید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کے بارے میں سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے سر بند کو پہچان لو یا فرمایا کہ اس کے برتن یا اس میں موجود چیز کو خوب پہچان لو۔ پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرو، پھر اس سے فائدہ حاصل کرو، اور اگر مالک آجائے تو وہ چیز ادا کردو۔ سائل نے پوچھا کہ گمشدہ اونٹ؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں آگئے، حتی کہ رخسار ہائے مبارک سرخ ہوگئے، یا راوی نے یہ کہا کہ چہرہ مبارک سرخ ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب، اس کے ساتھ اس کا پانی اور جوتا ہے، وہ خود پانی پر پہنچتا ہے، اور درخت کھالیتا ہے، اسے اپنی حالت پر چھوڑ دو تا کہ اس کا مالک اسے پکڑے، سائل نے پوچھا کہ گمشدہ بکری، آپ نے فرمایا کہ وہ یا تو تیرے لیے ہے، یا تیرے بھائی کے لیے، یا بھیڑیئے کے لیے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابو عمر یا ابو عامر تھی۔ قبیلہ خزرج سے ہیں، والد نے صغرسنی میں ہی انتقال کیا تھا، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے اور ان کے رشتہ میں چچا ہوتے تھے، اپنے ظل عاطفت میں لیا، اور ان کی پرورش و پرداخت کی، احد کے موقع پر چھوٹے تھے۔ اس لیے خندق میں پہلی مرتبہ میدان میں آئے۔ سترہ غزوات میں حصہ لیا۔ آنکھیں دکھتی تھیں جسکی وجہ سے نظر نہیں آتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آنکھیں درست کر دی تھیں۔ ٦٦ یا ٦٨ ہجری کو کوفہ میں وفات پائی۔ یہ مختار بن ابی عبید ثقفی کا دور امارت تھا۔ [1]

[1] اسد الغابۃ: ٢/ ٣٤٢؛ الاستیعاب: ٢/ ٥٣٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

علم و فضل اور روایت حدیث کا ذوق

حضرت زید رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ میں مرجع علم و فضل تھے لوگ دور دور سے استفادہ کے لیے آتے تھے، ایک شخص اقصائے قسطاس سے مسئلہ پوچھنے آیا تھا۔ جہاں کہیں جاتے تو شائقین حدیث آپ کی جانب رجوع کرتے ایک مرتبہ بصرہ یا مکہ گئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے درخواست کی کہ فلاں حدیث جس کو آپ نے روایت کیا تھا، اس کے سننے کا پھر مشتاق ہوں۔ [1]

ایک مرتبہ عطیہ عوفی نے آکر کہا کہ آپ نے میرے داماد سے فلاں حدیث بیان کی تھی میں اس ارادے سے حاضر ہوا کہ خود آکر آپ سے سنوں، انہوں نے حدیث بیان کی تو عطیہ بولے یہ بھی فقرہ تھا، فرمایا:

اِنَّمَا اَخْبَرَكَ كَمَا سَمِعْتُ. [2]

''بھائی میں نے جو کچھ سنا تھا تم سے بیان کر دیا۔''

حدیثوں کے علاوہ جو دعائیں آپ ﷺ سے سنی تھیں اور یاد تھیں وہ لوگوں کو بتلاتے تھے ایک مرتبہ کہا:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَاهُنَّ وَنَحْنُ نُعَلِّمُكُمُوْهُنَّ. [3]

''یعنی آپ ﷺ ہم کو سکھلاتے تھے ہم تم کو سکھلاتے ہیں۔''

روایت حدیث میں احتیاط

ایک مرتبہ چند آدمی سماع حدیث کے لیے حاضر ہوئے۔ پہلے ان کی تعریف و توصیف کی کہ اللہ نے آپ کو بڑی فضیلت عطا فرمائی ہے، آپ نے آپ ﷺ کا جمال با کمال دیکھا،

---

[1] مسند أحمد: ١٩٢٧٥، ١٩٣٢٨۔ [2] مسند أحمد: ١٩٢٧٩۔

[3] مسند أحمد: ١٩٣٠٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث سنی غزوات میں شریک ہوئے، نمازیں پڑھیں اس سے بڑھ کر اور کیا شرف ہو سکتا ہے۔ فرمایا برادر زادے! میں بوڑھا ہوا، وہ زمانہ گزر چکا بہت سی باتیں خواب و خیال ہو گئیں۔ حدیثوں کا بڑا سرمایہ نسیان وسہو کی نذر ہو گیا، اس لیے جو حدیث خود بیان کروں وہ سن لیا کرو، باقی روایت کی تکلیف دینا تو یہ مناسب نہیں۔ [1]

زید کی اللہ نے تصدیق کر دی

ایک غزوہ میں جو نہایت عسرت وتنگی کے زمانہ میں پیش آیا تھا، اپنے چچا کے ساتھ تھے، عبداللہ بن ابی سرگروہ منافقین اپنی جماعت سے کہہ رہا تھا کہ مہاجرین کی مدد بالکل بند کر دو تو وہ تنگ آ کر خود بخود مدینہ سے واپس چلے جائیں گے، اور یہ کہ میں یہاں سے چل کر ذلیل لوگوں کو شہر بدر کر دوں گا، یہ جملے ان کو نہایت ناگوار گزرے، گو کہ ابن اُبَی ان کا ہم قبیلہ اور رئیس خزرج تھا، مگر انہوں نے اپنے چچا سے شکایت کی۔

ان کی غیرت ایمانی نے واقعہ کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا آپ ﷺ نے زید اور ابن ابی کو بلا کر دریافت کیا، وہ اپنی جماعت کے ساتھ آیا اور قسم کھائی کہ میں نے کچھ نہیں کہا، ابن ارقم جھوٹ بولتے ہیں، اس پر تمام انصار ابن ارقم کو ملامت کرنے لگے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ بیان کیا، ان کے چچا بھی انصار کے ہم نوا ہو گئے کہ مفت میں رسول اللہ ﷺ کو ناراض کر لیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو سخت افسوس ہوا، گھر میں جا کر بیٹھ رہے اسی حالت میں نیند آ گئی، ابھی بیدار نہ ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پر سورہ منافقین کی آیتیں نازل ہوئی جن میں ان کی تصدیق اور منافقین کا سارا حال مذکور تھا، آپ ﷺ نے آدمی بھیجا کہ زید کو بلا لاؤ۔

خدمت میں پہنچے تو آیتیں سنا کر ارشاد ہوا کہ:

((اِنَّ اللّٰهَ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ)) [2]

''اے زید! خدا نے تمہاری تصدیق فرمائی۔''

---

[1] مسند أحمد: ١٩٢٦٥۔ [2] صحیح بخاری، تفسیر القران: ٤٩٠٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتباع سنت کا نمونہ

سنت نبوی کے متبع تھے۔ جنازہ میں عموماً ۴ تکبیریں کہا کرتے تھے، ایک مرتبہ ۵ کہیں، ایک شخص نے ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ سہو تو نہیں ہوگیا۔ فرمایا یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس کو میں کیونکر چھوڑ دیتا۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى هُوَ ابْنُ يُونُسَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، قَالَ قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ إِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يُكَلِّمُ أَحَدُنَا صَاحِبَهُ بِحَاجَتِهِ، حَتَّى نَزَلَتْ ﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ ﴾ [2] فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ. [3]

''ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے، انہیں حارث بن شبیل نے، انہیں ابوعمرو بن سعد بن ابی ایاس شیبانی نے بتایا کہ مجھ سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نماز پڑھنے کے دوران میں باتیں کر لیا کرتے تھے۔ کوئی بھی اپنے قریب کے نمازی سے اپنی ضرورت بیان کر دیتا۔ پھر آیت: ﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ ﴾ الخ اتری اور ہمیں (نماز میں) خاموش رہنے کا حکم ہوا۔''

---

[1] مسند أحمد: ۱۹۳۲۰، ۱۹۲۷۲۔ [2] ۲/البقرۃ ۲۳۸۔

[3] بخاری، العمل فی الصلاۃ: ۱۲۰۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

زید بن ثابت بن ضحاک، ابوسعید، ابوخارجہ، ابوعبدالرحمٰن کنیت، مقری، فرضی، کاتب الوحی، حَبر الامت القاب، قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں والدہ کا نام نوار بنت مالک بن معاویہ بن عدی تھا، جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تھیں۔ ان کی بیوی کا نام جمیلہ اور کنیت ام سعد اور ام العلاتھی، سعد بن ربیع انصاری مشہور صحابی کی بیٹی تھیں اور خود بھی صحابیہ تھیں۔ حضرت زید کی اولاد میں خارجہ جو سب سے زیادہ مشہور اور فقہائے سبعہ میں تھے جمیلہ کے بطن ہی سے تھے۔

انصار میں اسلام سے پہلے جو لڑائیاں ہوئی تھیں، ان میں یوم بعاث سب سے زیادہ مشہور ہے، حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد اسی لڑائی میں قتل ہوئے، یہ واقعہ ہجرت سے ۵ سال قبل کا ہے اس وقت ان کی کل عمر ۶ برس کی تھی۔ حضرت زید والدہ کے ظل عاطفت میں پرورش پاتے رہے۔ ۱۱ برس کے ہوئے تو اسلام کی آواز کان میں پڑی۔ مصعب بن عمیر کی تبلیغ پر مدینہ میں اسلام قبول کیا، کئی ایک غزوات میں شرکت کی جن کی تفصیل نیچے آرہی ہے، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہوتے ہی قرآن پڑھنا شروع کیا، اس بنا پر لوگ ان کو نہایت عزت کی نظر سے دیکھتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہ ۱۷ سورتوں کے حافظ ہو چکے تھے، لوگ ان کو آپ کی خدمت میں لے گئے اور کہا کہ یہ بنی نجار سے ہیں، اور ۱۷ سورتیں پڑھ چکے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر بہت خوش ہوئے زید رضی اللہ عنہ نے قرآن سنایا تو آپ کو بڑا تعجب ہوا۔ ۴۵ھ میں وفات پائی اس وقت تخت حکومت پر امیر معاویہ متمکن تھے اور مروان بن حکم مدینہ منورہ کا امیر تھا، وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا۔ چنانچہ اسی نے نماز جنازہ پڑھائی تمام لوگ سخت غمگین تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے موت کی خبر سن کر کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج حبر الامۃ اٹھ گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سعید بن مسیب رحمہ اللہ بھی جنازہ میں شریک تھے، قبر میں لاش اتاری گئی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نہایت حسرت سے کہا دیکھو علم اس طرح جاتا ہے آج علم کا بڑا حصہ دفن ہوگیا، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مرثیہ میں یہ شعر لکھا:

فمن للقوافي بعد حسان وابنه

ومن للمثاني بعد زيد بن ثابت [1]

''حسان اور اس کے بیٹے کے بعد اور زید بن ثابت کے بعد معنی فہمی کا خاتمہ ہے۔''

[1] اسد الغابة: ٢/ ٣٤٦؛ تهذيب التهذيب: ٦/ ١٦٢؛ تهذيب الكمال: ١٠/ ٣٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

زید بن ثابت ایک مدبر انسان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے ساتھ ہی انصار میں خلافت کا مسئلہ پیش ہو گیا۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں تمام انصار جمع تھے، اور رئیس انصار سعد بن عبادہ مجلس کے صدر نشین تھے، انہی کے انتخاب پر لوگوں کی تقریریں ہو رہی تھیں، انصار کی ایک بڑی جماعت ان کی تائید میں تھی۔

حضرت زید بن ثابت بھی جلسہ میں موجود تھے، مگر رجحان عام کے خلاف آواز بلند کرنا اس وقت کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس لیے خاموش تھے۔

اس کے بعد جب حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سقیفہ میں پہنچے اور مہاجرین کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی بحث شروع کی تو سب سے پہلے جس انصاری نے ان کی تائید کی وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ انصار کی تقریریں ختم ہونے کے بعد انہوں نے ایک مختصر مگر پر معنی تقریر کی جس کا ایک فقرہ یہ تھا:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَإِنَّمَا الْإِمَامُ يَكُوْنُ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَنَحْنُ أَنْصَارُهُ كَمَا كُنَّا أَنْصَارَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم.

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے اس لیے امام کا بھی مہاجرین میں سے انتخاب ہونا چاہیے اور ہم اس کے انصار رہیں گے جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے۔"

ان کی یہ صدا ان کی قوم کے خلاف تھی، تاہم کوئی اس کو دبا نہ سکتا تھا، حضرت زید کی تقریر ختم ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تحسین کی، اور کہا خدا تم کو جزائے خیر دے اگر اس کے علاوہ کوئی پیش کی جاتی تو غالباً ہم لوگ ماننے کے لیے تیار نہ ہوتے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انصار سے کہا کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ [1]

[1] مسند أحمد: ٢١٦١٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاتب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف پانے والے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد سلاطین و والیان ملک کے خطوط وقتاً فوقتاً موصول ہوتے تھے جو اکثر سریانی میں ہوتے تھے، مدینہ میں سریانی جاننے والے صرف یہود تھے، جن کو اسلام سے شدید بغض وعناد تھا، اس بنا پر مصلحت اور دوراندیشی کا تقاضا تھا کہ خود مسلمان اس زبان کو سیکھیں۔

حضرت زید بن ثابت نہایت ذکی اور فطین تھے۔ ۵ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس لوگوں کے خطوط آتے ہیں جن کو میں کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا، اس کے سوا مجھے یہود پر اطمینان بھی نہیں اس لیے بہتر ہے کہ تم عبرانی سیکھ لو، چنانچہ حضرت زید نے ۱۵ دن میں عبرانی اور سریانی میں اس قدر مہارت حاصل کر لی کہ خطوط پڑھ لیتے اور جوابات لکھ دیتے تھے۔ (ان کی اسی ذہانت اور علم کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کتابت کے عہدہ پر سرفراز فرمایا تھا، جس پر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک فائز رہے۔) [1]

جمع وتدوین قرآن میں زید کا کردار

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ یمامہ کی خونریزی کے زمانہ میں مجھ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلا بھیجا اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں بہت سے قرآن پڑھنے والے شہید ہو گئے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ بہت سے مقامات میں قاریوں کا قتل ہوگا تو بہت سا قرآن جاتا رہے گا اس لیے میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کیونکر وہ کام کرو گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! یہ بہتر ہے اور عمر مجھ سے بار بار اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے میرا سینہ کھول دیا اور میں نے بھی اس میں وہی مناسب خیال کیا جو عمر رضی اللہ عنہ نے خیال کیا زید کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تم ایک

---

[1] مسند أحمد: ۲۱۶۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوان آدمی ہو ہم تم کو متہم بھی نہیں کر سکتے اور تم رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی لکھتے تھے اس لیے قرآن کو تلاش کر کے جمع کرو، خدا کی قسم! اگر مجھے کسی پہاڑ کو اٹھانے کی تکلیف دیتے تو قرآن کے جمع کرنے سے جس کا انہوں نے مجھے حکم دیا تھا زیادہ وزنی نہ ہوتا میں نے کہا کہ آپ لوگ کس طرح وہ کام کریں گے جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! یہ خیر ہے اور بار بار اصرار کر کے مجھ سے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کے لیے کھول دیا جس کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سینے کھولے تھے چنانچہ میں نے قرآن کو کھجور کے پتوں اور پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں (حافظ) سے تلاش کر کے جمع کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سورت توبہ کی آخری آیت میں نے ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائی جو مجھے کسی کے پاس نہیں ملی اور وہ آیت یہ تھی۔

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ سورۂ براۃ (توبہ) کے آخر تک چنانچہ یہ صحیفے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھالیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی زندگی میں پھر حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ [1]

اسی سلسلے کی دوسری روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اس وقت وہ اہل شام و عراق کو ملا کر فتح آرمینیہ و آذربائیجان میں جنگ کر رہے تھے قراءت میں اہل عراق و شام کے اختلاف نے حضرت حذیفہ کو بے چین کر دیا چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المومنین اس امت کی خبر لیجیے قبل اس کے کہ وہ یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب میں اختلاف کرنے لگیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ تم وہ صحیفے میرے پاس بھیج دو ہم ان کو چند صحیفوں میں نقل کرا کر پھر تمہیں واپس کر دیں گے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ صحیفے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن عاص، عبدالرحمٰن بن حارث بن

---

[1] صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب جمع القرآن: ٤٩٨٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہشام کو حکم دیا تو ان لوگوں نے اس کو مصاحف میں نقل کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان تینوں قریشیوں سے کہا کہ جب تم میں اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ میں کہیں (قرآت) قرآن میں اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو اس لیے کہ قرآن انہیں کی زبان میں نازل ہوا ہے چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب ان صحیفوں کو مصاحف میں نقل کر لیا گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوا دیئے اور نقل شدہ مصاحف میں سے ایک ایک تمام علاقوں میں بھیج دیئے اور حکم دے دیا کہ اس کے سوائے جو قرآن صحیفہ یا مصاحف میں ہے جلا دیا جائے ابن شہاب کا بیان ہے کہ مجھ سے خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا کہ میں نے مصاحف کو نقل کرتے وقت سورۂ احزاب کی ایک آیت نہ پائی حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تھا ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ آیت مجھے حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ملی (وہ آیت یہ ہے) ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾ الخ یعنی ایمانداروں سے آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا تو ہم نے اس آیت کو اس سورت میں شامل کر دیا۔ [1]

امارت مدینہ منورہ پر فائز

حضرت زید رضی اللہ عنہ میں علمی و دینی کمالات کے ساتھ انتظامی قابلیت تھی اور ان پر اتنا اعتماد تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب مدینہ سے سفر کیا تو اپنا جانشین انہی کو مقرر کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی یہی طرز عمل رہا، وہ جب حج کو مکہ معظمہ روانہ ہوتے تو زید کو بار خلافت سپرد کر جاتے تھے۔

خلافت فاروقی میں زید کو تین مرتبہ حضرت عمر کی ہم نشینی کا فخر حاصل ہوا، ۱۶ ہجری اور ۱۷ ہجری میں دو مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حج کے موقع پر، تیسری مرتبہ ان کے شام کے سفر کے زمانہ میں۔ شام پہنچ کر زید کو آپ نے جب خط لکھا تو اس میں زید کا نام اپنے نام سے پہلے تحریر کیا یعنی الی زید بن ثابت من عمر بن الخطاب ہر دفعہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ

---

[1] صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب جمع القرآن: ۴۹۸۷، ۵۰۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داریوں کو نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے انجام دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے انتظام سے بہت خوش ہوتے اور واپس آکر ان کو کچھ جاگیر دے دیتے تھے۔ [1]

غزوات میں شرکت

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا سن ۱۱ سال کا تھا کہ غزوۂ بدر پیش آیا، انصار و مہاجرین کا مجمع جب میدان جنگ کو روانہ ہوا تو ۱۳ برس کے اس بچہ نے بھی لڑائی کا عزم بالجزم کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بچوں کی ایک جماعت کے ساتھ پیش ہوئے، آپ نے ان کی کم سنی پر نظر فرما کر واپس کر دیا۔

غزوۂ احد کی شرکت کے متعلق بھی اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ غزوۂ خندق جو ۵ ہجری میں واقع ہوا تھا حضرت زید رضی اللہ عنہ کا پہلا غزوہ تھا۔ اس وقت ان کا سن ۱۶ سال تھا اور وہ شرکت جہاد کی عمر کے مطابق ہو چکے تھے۔

غزوۂ خندق میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ معرکہ کارزار میں موجود تھے اور خندق کھودنے والی جماعت میں شامل تھے اور مٹی نکال کر باہر لاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑی تو فرمایا کیسا اچھا لڑکا ہے؟ اتفاق سے ان کو نیند آگئی، عمارہ ابن حزم نے دیکھا تو مذاق سے ان کے ہتھیار اتار لیے، زید کو خبر نہ ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاس تھے مزاحاً فرمایا: ''یا ابا رقاد۔'' یعنی اے نیند کے باپ اٹھ، اور لوگوں کو منع فرمایا کہ اس قسم کا مذاق نہ کیا کریں۔

غزوہ تبوک میں ان کے قبیلہ مالک بن نجار کا علم عمارہ بن حزم کے ہاتھ میں تھا، بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لے کر زید رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا، عمارہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کون سی خطا ہوئی، فرمایا کچھ نہیں، مجھے قرآن کا لحاظ مدنظر ہے، زید تم سے زیادہ قرآن پڑھ چکے ہیں۔ جنگ یمامہ میں جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی، حضرت زید شامل تھے، اس میں ان کو ایک تیر لگا، لیکن جسم کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ [2]

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ

---

[1] الاستيعاب: ۲/ ۵۳۸۔ [2] اسد الغابة: ۲/ ۳۴۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَالَكَ تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارٍ، وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ بِطُولَى الطُّولَيَيْنِ. [1]

''ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا، انہوں نے عبدالملک ابن جریج سے، انہوں نے ابن ابی ملیکہ (زہیر بن عبداللہ) سے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے مروان بن حکم سے، اس نے کہا زید بن ثابت نے مجھے ٹوکا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم مغرب میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے ہو۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو دو لمبی سورتوں میں سے ایک سورت پڑھتے ہوئے سنا۔''

[1] بخاری، الاذان: ٧٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ زینب بنت ابی معاویہ رضی اللہ عنہا

تعارف حضرت زینب بنت ابی معاویہ رضی اللہ عنہا

زینب بنت عبداللہ ابی معاویہ بن معاویہ رضی اللہ عنہا قبیلہ ثقیف سے تھیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے چند حدیثیں روایت کیں۔ [1]

[1] اسد الغابة: ۱۳٦/۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

شوہر کی خدمت گزار بیوی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا، چونکہ ان کا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اور زینب رضی اللہ عنہا دستکار تھیں، اس لیے اپنے شوہر اور اولاد کی خود کفیل ہوئیں، ایک دن کہنے لگیں کہ تم نے اور تمہاری اولاد نے مجھ کو صدقہ و خیرات سے روک رکھا ہے۔ جو کچھ کماتی ہوں تم کو کھلا دیتی ہوں، بھلا اس میں میرا کیا فائدہ؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تم اپنے فائدہ کی صورت نکال لو۔ مجھ کو تمہارا نقصان منظور نہیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں، اور عرض کی کہ میں دستکار ہوں، اور جو کچھ اس سے حاصل کرتی ہوں شوہر اور بال بچوں پر صرف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ میرے شوہر کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ اس بنا پر میں محتاجوں کو صدقہ نہیں دے سکتی، اس حالت میں کیا مجھ کو کچھ ثواب ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں تم کو ان کی خبر گیری کرنا چاہیے۔''

کیا میں اپنے شوہر کو زکوۃ دے سکتی ہوں؟

حدیث میں آتا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لائیں، اجازت ملنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آج آپ نے صدقہ کا حکم دیا تھا، اور میرے پاس بھی کچھ زیور ہے جسے میں صدقہ کرنا چاہتی تھی۔ مگر (میرے شوہر) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ خیال ہے کہ وہ اور ان کی اولاد اس صدقہ کے ان (مساکین) سے زیادہ مستحق ہیں جن پر میں صدقہ کروں گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ٹھیک کہا ہے۔ تیرا شوہر اور اس کی اولاد تیرے صدقے کی زیادہ مستحق ہے۔'' [1]

---

[1] صحیح بخاری، الزکاۃ: ۱۴٦۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارگاہ نبوت میں مقام

بارگاہ نبوت ﷺ میں ان کو مخصوص درجہ حاصل تھا، اکثر آپ کے مکان میں آتی جاتی تھیں، ایک دن وہ آپ کے سر کی جوئیں دیکھ رہی تھی۔ مہاجرین کی اور عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھیں ایک واقعہ پیش ہوا تو انہوں نے اپنا کام چھوڑ کر بولنا شروع کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم آنکھ سے نہیں بولتی ہو، کام بھی کرو اور گفتگو بھی۔'' [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِی، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ حَدَّثَنِی شَقِیقٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الحَارِثِ، عَنْ زَیْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ فَذَکَرْتُهُ لِإِبْرَاهِیمَ، ح: فَحَدَّثَنِی إِبْرَاهِیمُ، عَنْ أَبِی عُبَیْدَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الحَارِثِ، عَنْ زَیْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللّٰهِ بِمِثْلِهِ سَوَاءً قَالَت کُنْتُ فِی المَسْجِدِ، فَرَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: ((تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِیِّکُنَّ)) وَکَانَتْ زَیْنَبُ تُنْفِقُ عَلَی عَبْدِاللّٰهِ، وَأَیْتَامٍ فِی حَجْرِهَا، قَالَ فَقَالَتْ لِعَبْدِاللّٰهِ سَلْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَیَجْزِی عَنِّی أَنْ أُنْفِقَ عَلَیْكَ وَعَلَی أَیْتَامٍ فِی حَجْرِی مِنَ الصَّدَقَةِ؟ فَقَالَ سَلِی أَنْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقْتُ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ، فَوَجَدْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَی البَابِ، حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِی، فَمَرَّ عَلَیْنَا بِلَالٌ، فَقُلْنَا سَلِ النَّبِیَّ ﷺ أَیَجْزِی عَنِّی أَنْ أُنْفِقَ عَلَی زَوْجِی، وَأَیْتَامٍ لِی فِی حَجْرِی؟ وَقُلْنَا لَا تُخْبِرْ بِنَا، فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ مَنْ هُمَا؟ قَالَ زَیْنَبُ، قَالَ: ((أَیُّ الزَّیَانِبِ؟)) قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: ((نَعَمْ، لَهَا أَجْرَانِ، أَجْرُ القَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ)). [2]

---

[1] مسند أحمد: ۲۷۰۵۰۔ [2] صحیح بخاری، الزکاة: ۱٤٦٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا کہ ہم سے میرے والد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے، ان سے عمرو بن الحارث نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا نے۔ (اعمش نے) کہا کہ میں نے اس حدیث کا ذکر ابراہیم نخعی سے کیا۔ تو انہوں نے بھی مجھ سے ابوعبیدہ سے بیان کیا۔ ان سے عمرو بن حارث نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب نے بالکل اسی طرح حدیث بیان کی (جس طرح شقیق نے کی کہ) زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا۔ آپ یہ فرما رہے تھے: ''صدقہ کرو خواہ اپنے زیور ہی میں سے دو۔'' اور زینب اپنا صدقہ اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور چند یتیموں پر بھی جو ان کی پرورش میں تھے خرچ کیا کرتی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اپنے خاوند سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیے کہ کیا وہ صدقہ بھی مجھ سے کفایت کرے گا جو میں آپ پر اور ان چند یتیموں پر خرچ کروں جو میری سپردگی میں ہیں۔ لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم خود جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لو۔ آخر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر ایک انصاری خاتون کو پایا۔ جو میری ہی جیسی ضرورت لے کر موجود تھیں۔ (جو زینب ابو مسعود انصاری کی بیوی تھیں) پھر ہمارے سامنے سے بلال گزرے۔ تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیجیے کہ کیا وہ صدقہ مجھ سے کفایت کرے گا جسے میں اپنے شوہر اور اپنی زیر تحویل چند یتیم بچوں پر خرچ کردوں۔ ہم نے بلال سے یہ بھی کہا کہ ہمارا نام نہ لینا۔ وہ اندر گئے اور آپ سے عرض کیا کہ دو عورتیں مسئلہ دریافت کرتی ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ دونوں کون ہیں؟''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلال رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا کہ زینب نام کی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کون سی زینب؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! بیشک درست ہے۔ اور انہیں دوگنا ثواب ملے گا۔ ایک قرابت داری کا اور دوسرا خیرات کرنے کا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

تعارف زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعبداللہ زبیر بن عوام بن خویلد، لقب حواریٔ رسول، والد کا نام العوام اور والدہ کا نام صفیہ (نبی ﷺ کی پھوپھی) تھا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سولہ برس کی عمر میں نورِ ایمان سے منور ہوئے۔ معرکہ بدر میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ زرد عمامہ باندھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج ملائکہ بھی اس وضع میں آئے ہیں۔ غزوہ اُحد و خندق میں بڑی جانثاری کے ساتھ شریک ہوئے۔ غزوۂ خیبر اور فتح مکہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب جنگ جمل ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کنارہ کشی کرتے ہوئے واپس مدینے کی راہ لی، لیکن راستے میں جبکہ آپ رضی اللہ عنہ حالت سجدہ میں تھے عمرو بن جرموز نے غداری کر کے تلوار سے شہید کر دیا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر چونسٹھ برس تھی اور ۳۶ھ میں رحلت فرمائی۔ [1]

[1] الاستیعاب: ۲/ ۵۱۰۔۵۱۶؛ حیاۃ الصحابۃ: ۳/ ۱۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

دفاع اسلام میں اٹھنے والی پہلی تلوار

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے مکہ میں ایک آواز شیطان سے سنی کہ محمد ﷺ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یہ اس وقت کا قصہ ہے جب کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اسلام لا چکے تھے۔ آواز سن کر انہوں نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور تیزی کے ساتھ گلیوں میں پھرے اور دوڑے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا حال ہے؟'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سنا تھا کہ آپ ﷺ گرفتار کر لیے گئے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''تو تم کیا کرتے؟'' انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنی تلوار سے اس آدمی کو مارتا جس نے آپ کو پکڑا ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور ان کی تلوار کو دعا دی اور فرمایا واپس چلے جاؤ۔

دَعَالِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلِوَلَدِیْ وَوَلَدِ وَلَدِیْ.

''رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے، میری اولاد کے لیے اور میری اولاد کی اولاد کے لیے دعا فرمائی۔''

یہ پہلی تلوار تھی جو اسلام میں اللہ کے راستہ میں کھینچی گئی۔ [1]

شجاعت و دلیری کی عظیم مثالیں

ہجرت کے بعد آپ تمام غزوات میں ممتاز حیثیت سے شریک رہے۔ غزوۂ بدر جو کفر و اسلام کا پہلا بڑا معرکہ تھا، اس میں آپ نے جس شجاعت و جوانمردی کا ثبوت دیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

ایک کافر عبیدہ بن سعید سے براہِ راست مقابلہ پیش آیا۔ جو سر سے پاؤں تک زرہ

[1] حياة الصحابة: ٣/١٦٢؛ المنتخب: ٥/٧٠؛ مجمع الزوائد: ٩/ ١٥٠؛ الاوائل للطبراني: ٥٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنے ہوئے تھا صرف دونوں آنکھیں کھلی تھیں، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے تاک کر اس زور سے آنکھ میں نیزہ مارا کہ اس پار نکل گیا، اس کی لاش پر بیٹھ کر بمشکل نیزہ نکالا، اس کا پھل ٹیڑھا ہو چکا تھا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور یادگار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اس نیزہ کو لے لیا، اس کے بعد پھر خلفاءِ راشدین میں منتقل ہوتا رہا، خلیفۂ ثالث کی شہادت کے بعد آل علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے وارث حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، اور ان کی شہادت تک ان کے پاس موجود رہا۔ 1

اس جنگ میں جو تلوار استعمال کی اس میں دندانے پڑ گئے تھے، تمام جسم زخموں سے چھلنی ہو گیا تھا، خصوصاً ایک زخم اس قدر کاری تھا کہ وہاں پر ہمیشہ کے لیے گڑھا پڑ گیا تھا۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم اس میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے۔ 2

حوارئ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب پانے والے

غزوۂ خندق میں ان کی کارکردگی اتنی بے مثال تھی کہ زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں اپنے حواری کا خطاب ملا۔

سخت سردی، طوفان، باد و باراں اور تاریکی میں کفار کی خبر لانے کے لیے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ پکارا کہ کون اس قوم کی خبر لائے گا؟۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ہر مرتبہ بڑھ کر عرض کی: میں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا:

"ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرا حواری زبیر ہے۔" 3

تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کی جانبازی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

---

1 صحیح بخاری، المغازی، باب شهود الملائكة بدرا: ۳۹۹۸۔

2 صحیح بخاری، المغازی، باب قتل أبی جهل: ۳۹۷۵۔

3 صحیح بخاری، الجهاد والسير، باب هل يبعث الطليعة وحده: ۲۸٤۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ)) ❶

''اے زبیر! تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔''

روایت حدیث میں احتیاط

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور ہر وقت کے حاضر رہنے والوں میں سے تھے، لیکن آپ سے بہت کم حدیثیں مروی ہیں، ایک دفعہ اس بارے میں آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھ لیا کہ کیا بات ہے لوگ جس کثرت سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرتے ہیں آپ بیان نہیں کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جانِ پدر! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور معیت میں میرا حصہ کچھ کم نہیں ہے، میں جب سے اسلام لایا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تنبیہ نے مجھے بہت زیادہ محتاط بنا دیا ہے۔

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. ❷

''جس نے قصداً میری طرف غلط بات منسوب کی اسے چاہیے کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنائے۔''

زبیر تو دین کا ستون ہیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا:

إِنَّ الزُّبَيْرَ رُكْنٌ مِّنْ أَرْكَانِ الدِّيْنِ. ❸

''زبیر دین کے ارکان میں سے ایک رکن ہیں۔''

تیرے اوپر نبی، صدیق اور شہید کھڑے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر حراء پہاڑ پر کھڑے تھے کہ چٹان ہلنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ مسند أحمد: ١٤٢٣۔ ❷ الإصابة فی تمییز الصحابة: ٤٥٨۔
❸ الإصابة: ٢/ ٤٦٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”پرسکون ہو جاؤ تمہارے اوپر صرف نبی، صدیق اور شہید ہیں۔“ ❶

زبیر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی تھے

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا أَجِدُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَسَمّٰى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ. ❷

”میرے خیال میں اس خلافت کا مستحق ان لوگوں کے علاوہ دوسرا کوئی شخص نہیں ہے، جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک راضی تھے، آپ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد (بن ابی وقاص) اور عبدالرحمٰن (بن عوف) کا نام لیا۔

زبیر رضی اللہ عنہ کا قاتل کہاں ہے؟

جنگِ جمل میں آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لشکر میں تھے کہ آپ کے پاس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور کہا: آپ اپنی تلوار کے ساتھ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب سے جنگ کر رہے ہیں، (آپ کی والدہ) صفیہ بنت عبدالمطلب کہاں ہے؟ یہ سن کر زبیر رضی اللہ عنہ میدان جنگ سے واپس لوٹ آئے تو (راستے میں) ابن جرموز ملا، اس نے (غداری اور دھوکے سے) آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور پوچھا: صفیہ کے بیٹے (زبیر) کا قاتل کہاں جائے گا؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (جہنم کی) آگ میں۔ ❸

زبیر کے قاتل کو آگ کی خوشخبری دے دو

زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ (سیدنا

---

❶ صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبير: ٥٠، ٢٤١٧۔ ❷ صحيح البخاري: ٣٧٠٠۔

❸ طبقات بن سعد: ٣/ ١١٠ وسنده حسن، ثابت بن يزيد سمع من هلال بن خباب قبل اختلاطه، انظر نيل المقصود في تحقيق سنن ابی داود: ١٤٤٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبیر رضی اللہ عنہ کے قاتل) ابن جرموز نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن صفیہ (زبیر رضی اللہ عنہ) کے قاتل کو آگ کی ''خوشخبری'' دے دو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔'' ❶

نمونہ

حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ، فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةِ الْحَطَبِ عَلَى ظَهْرِهِ، فَيَبِيعَهَا، فَيَكُفَّ اللَّهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ)) ❷

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا ان سے ان کے والد نے ان سے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی اگر (ضرورت مند ہو تو) اپنی رسی لے کر آئے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر رکھ کر لائے۔ اور اسے بیچے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو محفوظ رکھ لے تو یہ اس سے اچھا ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرتا پھرے اسے وہ دیں یا نہ دیں۔''

---

❶ مسند احمد: ٦٨٠ حسن۔

❷ بخاری، الزکاۃ: ١٤٧١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

تعارف زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھویں شادی محترمہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح اپنے غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کر کے برادری کے بت کو توڑا اور پھر جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام کی مطلقہ سے شادی کر کے یہ سبق چھوڑا کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے بھی شادی ہوسکتی ہے۔ بوقت نکاح ان کی عمر چھتیس سال تھی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر میں سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی احمد بن جحش رضی اللہ عنہ اور محمد بن طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ جو کہ سیدہ زینب کی ہمشیرہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے داخل ہوئے یہ سب احباب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے محرم تھے۔ [1]

[1] تہذیب الاسماء واللغات: ۲/ ۳۴۵،۳۴۶؛ الاصابة: ۸/ ۱۵۳؛ بخاری فی تفسیر سورۃ الاحزاب: ۴۷۸۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

صفات حسنہ کی مالک

وَكَانَتْ مِنْ سَادَةِ النِّسَآءِ دِيْنًا وَوَرِعًا، وَجُوْدًا وَمَعْرُوْفًا. ❶

''وہ دین، تقویٰ، سخاوت اور نیکی کے اعتبار سے تمام عورتوں کی سردار تھیں۔''

اَلْخَاشِعَةُ، اَلرَّضِيَّةُ، الْاَوَّاهَةُ الدَّاعِيَةُ. ❷

''خوف خدا سے آراستہ، خوش دل، عبادت گزار اور دین کی تبلیغ کرنے والی۔''

پردے کی آیات کا نزول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

يَقُولُ نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ. ❸

''حجاب کی آیت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی اور اس دن آپ نے روٹی اور گوشت ان کے ولیمہ میں کھلایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں پر وہ فخر کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر ہی کر دیا ہے۔''

ابن شہاب کہتے ہیں کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے اس وقت میری عمر دس سال کی تھی، میری والدہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے ہمیشہ ترغیب دیتی تھی، میں نے دس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور جب آپ کی وفات ہوئی، تو میں بیس برس کا تھا، حجاب کے بارے میں جو آیت نازل ہوئی، اس

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۱۲۔ ❷ حلیة الاولیا: ۲/ ۵۱۔ ❸ صحیح بخاری، التوحید، باب قوله وكان عرشه على الماء: ۷۴۲۱؛ النسائی: ۳۲۵۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے میں خوب واقف ہوں اور اول شان نزول آیت حجاب شب زفاف زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہے، جس صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زینب بنت جحش دلہن بنیں، تو آپ نے اپنی قوم کو کھانا کھلایا، کھانے کے بعد اکثر تو ان میں سے چلے گئے، مگر ان میں سے کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اور انہوں نے بڑی دیر لگائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر باہر چلے گئے، میں بھی آپ کے ہمراہ اس خیال سے نکل گیا کہ شاید لوگ بھی چلے جائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ٹہلتے ہوئے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس آئے، تو خیال کیا، وہ لوگ چلے گئے ہوں گے، آپ پھر واپس آئے اور آپ کے ہمراہ میں بھی آیا، جب زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو دیکھا وہ لوگ بیٹھے ہیں، گئے نہیں، آپ پھر واپس آئے، اور میں بھی آیا، جب ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی چوکھٹ کے پاس پہنچے اور گمان کیا کہ وہ چلے گئے ہوں گے، تو آپ پھر تشریف لائے، آپ کے ساتھ میں بھی تھا، اب معلوم ہوا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈال دیا (تب ہی) پردہ کی آیت نازل ہوئی۔ [1]

اس رسی کو کھول دو!

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو (دیکھا) کہ ایک رسی دو ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی ہے۔

قَالَ: ((مَا هٰذَا الْحَبْلُ؟))

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''یہ رسی کیا ہے؟ (یعنی کس مقصد کے لیے بندھی ہے؟)''

لوگوں نے بتلایا کہ یہ (حضرت ام المومنین) زینب رضی اللہ عنہا کی رسی ہے۔ جب وہ (عبادت کرتے کرتے) تھک جاتی ہیں تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں (تاکہ سستی دور ہو جائے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو کھول دو! تم میں سے ایک شخص کو چاہیے کہ وہ اس وقت نماز پڑھے جب وہ فرحت ونشاط محسوس کرے، جب سست ہو جائے (تھک جائے) تو وہ سو جائے۔'' [2]

---

[1] صحیح بخاری، النکاح، باب الولیمة حق: ٥١٦٦؛ مسلم: ١٤٢٨، (٣٥٠٦)۔

[2] صحیح بخاری، التهجد، باب ما یکره من التشدید فی العبادة: ١١٥٠؛ صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب امر من نعس فی صلاته: ٢١٩، ٧٨٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زینب مستقبل میں آپ کی بیوی ہوگی

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں: کہ یہ واقعہ ابن ابی حاتم نے علامہ السدی کے حوالے سے نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی کہ یہ آیت کریمہ سیدہ زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ ان کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کردیں، زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے ان سے شادی کرنے کو ناپسند کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر رضامند ہوگئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کردی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادیا کہ یہ مستقبل میں آپ کی بیوی بنے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے شرماتے تھے کہ زید کو حکم دیں کہ وہ ان کو طلاق دے دے۔ لیکن زید اور زینب کے درمیان اختلافات کی خلیج دن بدن بڑھتی چلی جارہی تھی۔ ان حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے اور اللہ سے ڈرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ لوگ معیوب سمجھیں گے اور کہیں گے دیکھو اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کرلی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔

علی بن زید علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کردیا تھا کہ زینب مستقبل میں آپ کی بیوی ہوگی۔ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی بیوی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا شکوہ کرنے لگے تو آپ نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ۔ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں نے آپ کو اطلاع دے دی ہے کہ یہ تیری بیوی ہوگی۔ آپ ایک ایسی چیز کو اپنے دل میں چھپا رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَخْشٰهُ﴾ ❶

''اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جس کو خدا ظاہر کر دینے والا ہے، اور تم لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنا خدا سے چاہیے۔'' ❷

زینب ام المومنین کیسے بنی۔۔۔؟

تقریباً ایک سال تک دونوں کا ساتھ رہا، لیکن پھر تعلقات قائم نہ رہ سکے اور شکر رنجی بڑھتی گئی، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں شکایت کی اور طلاق دے دینا چاہی۔

جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ) اِنَّ زَيْنَبَ اِشْتَدَّ عَلَيَّ لِسَانُهَا وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ أُطَلِّقَهَا.

''زید آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ زینب مجھ سے زبان درازی کرتی ہے اور میں ان کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔''

لیکن آنحضرت ﷺ بار بار ان کو سمجھاتے تھے کہ طلاق نہ دیں۔ لیکن یہ کسی طرح صحبت برآ نہ ہو سکے، اور آخر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی چچازاد بہن تھیں اور آپ ہی کی تربیت میں پلی تھیں، آپ کے فرمانے سے انہوں نے یہ رشتہ منظور کر لیا تھا جو ان کے نزدیک ان کے خلاف شان تھا (چونکہ زید رضی اللہ عنہ غلام رہ چکے تھے، اس لیے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ نسبت گوارا نہ تھی) بہر حال وہ مطلقہ ہوگئیں تو آپ نے ان کی دلجوئی کے لیے خود ان سے نکاح کر لینا چاہا، لیکن عرب میں اس وقت تک متبنیٰ اصلی بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا، اس لیے عام لوگوں کے خیال سے آپ تامل فرماتے تھے، لیکن چونکہ یہ محض جاہلیت کی رسم تھی اور اس کا مٹانا مقصود تھا، اس لیے یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ﴾ ❸

---

❶ ۳۳/احزاب: ۳۷۔ ❷ فتح الباری: ۸/ ۵۲۳۔ ❸ ۳۳/احزاب: ۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جس کو خدا ظاہر کر دینے والا ہے، اور تم لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنا خدا سے چاہیے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم زینب رضی اللہ عنہا کے پاس میرا پیغام لے کر جاؤ، زید رضی اللہ عنہ ان کے گھر آئے تو وہ آٹا گوندھنے میں مصروف تھیں، چاہا کہ ان کی طرف دیکھیں لیکن پھر کچھ سوچ کر منہ پھیر لیا اور کہا ''زینب رضی اللہ عنہا! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لایا ہوں'' جواب ملا: ''میں بغیر استخارہ کیے کوئی رائے قائم نہیں کرتی'' یہ کہا اور مصلیٰ پر کھڑی ہو گئیں۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی:

﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا﴾

اور نکاح ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب کے مکان پر تشریف لائے اور بلا اجازت اندر چلے گئے۔

دن چڑھے دعوت ولیمہ ہوئی جو اسلام کی سادگی کی اصلی تصویر تھی اس میں روٹی سالن کا انتظام تھا۔ انصار میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں مالیدہ بھیجا تھا۔ غرض سب چیزیں جمع ہو گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو بلانے کے لیے بھیجا۔ ۳۰۰ آدمی شریک دعوت ہوئے۔ کھانے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دس آدمیوں کی ٹولیاں کر دی تھیں، باری باری آتے اور کھانا کھا کر واپس جاتے تھے۔ اسی دعوت میں آیت حجاب اتری۔ [1]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کی چند خصوصیتیں ہیں

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کی چند خصوصیتیں ہیں جو کہیں اور نہیں پائی جاتیں، ان کے نکاح سے جاہلیت کی ایک رسم کہ متبنیٰ اصلی بیٹے کا حکم رکھتا ہے مٹ گئی، مساوات اسلامی کا وہ عظیم الشان منظر نظر آیا کہ آزاد وغلام کی تمیز اٹھ گئی، پردے کا حکم ہوا۔ نکاح کے لیے وحی الٰہی آئی۔ ولیمہ میں تکلف ہوا، اسی بنا پر حضرت زینب اور ازواج کے مقابلہ میں فخر کیا کرتی تھیں۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں جو بیبیاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمسری کا دعویٰ رکھتی

---

[1] بخاری: ٥١٦٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں، ان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھیں، خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتیں ہیں:

هِيَ الَّتِي كَانَتْ تَسَامِيْنِي مِنْهُنَّ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [1]

''ازواج میں سے وہی رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں عزت و مرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی تھیں۔''

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فخر سے یہ کہا کرتی تھیں

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اپنی سوتنوں کے سامنے فخر سے یہ کہا کرتی تھیں:

زَوَّجَكُنَّ اَهْلِيْكُنَّ وَزَوَّجَنِي اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ. [2]

''تمہاری شادی کا اہتمام تمہارے گھر والوں نے کیا، اور میری شادی کا حکم اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے دیا۔''

امام شعبی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے کہا کرتی تھیں کہ مجھ میں تین خوبیاں ایسی پائی جاتی ہیں جو آپ کی کسی بیوی میں نہیں پائی جاتیں۔

۱۔ پہلی خوبی یہ ہے کہ میرا اور آپ کا دادا ایک ہے۔

۲۔ دوسری خوبی یہ کہ آپ سے میرا نکاح آسمان پر ہوا۔

۳۔ تیسری خوبی یہ ہے کہ نکاح کے لیے سفارت کے فرائض جبرائیل علیہ السلام نے ادا کیے۔ [3]

سیدہ زینب جحش رضی اللہ عنہا کا صدقہ وخیرات

برزہ بنت رافع فرماتی ہیں، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی طرف وافر مقدار میں عطیہ بھیجا جب ان کے سامنے پیش کیا گیا تو فرمانے لگیں: اللہ عمر کو

---

[1] صحیح مسلم، الفضائل، باب فی فضل عائشه: ۸۳، ۲۴۴۲۔

[2] بخاری: ۷۴۲۰؛ ترمذی: ۳۲۱۳۔

[3] البدایة والنهایة: ۴/ ۱۴۶؛ أنساب الأشراف: ۱۰/ ۴۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخش دے، کیا اس میں بہنوں کا بھی حصہ ہے۔۔؟ عطیہ لانے والوں نے کہا کہ یہ سارا آپ کے لیے ہے، فرمایا: ''سبحان اللہ! اور اس عطیے کے مال کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ برزہ کہتی ہیں: پھر مجھ سے کہا اس میں اپنا ہاتھ ڈالیں اور مٹھیاں بھر بھر کر بنو فلاں اور فلاں کو دے آئیں۔ وہ ان کے قریبی رشتہ دار اور کچھ یتیم بچے تھے۔ عطیے کا کچھ مال کپڑے کے نیچے رہ گیا، برزہ بنت رافع نے کہا کہ ام المومنین! اللہ آپ کو بخشے، اس مال میں کچھ ہمارا بھی حق ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کپڑے کے نیچے جتنا باقی بچ گیا وہ تمہارا ہے۔ ہم نے جب وہ اپنی تحویل میں لیا تو وہ پچاس درہم تھے، پھر ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعا کی: الٰہی! اس سال کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا عطیہ مجھ تک نہ پہنچے۔ اس کے بعد وہ وفات پا گئیں۔ [1]

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہم سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی تھی

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ صادق ومصدوق تھے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے تھے، بلکہ ان کا بولنا وحی کی بنیاد پر ہوتا تھا نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا:

أَسْرَعُكُنَّ لِحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا.

''تم میں سے مجھے جلدی وہ آ ملے جس کے ہاتھ تم سب سے لمبے ہیں۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ازواج مطہرات اپنے ہاتھوں کی لمبائی ماپا کرتی تھیں۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہم سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی ثابت ہوئی، اس لیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کماتی تھی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتی تھی۔ [2]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: میرے پیچھے وہ آئے گی جس کے ہاتھ تم سب سے لمبے

---

[1] طبقات ابن سعد: ٨/ ١٠٩، ١١٠؛ صفة الصفوة: ٢/ ٤٨، ٤٩؛ سیر اعلام النبلاء: ٢/ ٢١٢۔ [2] صحیح مسلم: ١٠١، ٢٤٥٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ہم جب اکٹھی ہوتیں تو دیوار کے ساتھ لگا کر اپنے ہاتھوں کی لمبائی ماپتیں یہ ہم اس وقت تک کرتی رہیں، جب تک سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے وفات نہ پائی۔وہ ہم سے چھوٹے قد کی تھی،اس کے ہاتھ ہمارے ہاتھوں سے زیادہ لمبے نہیں تھے۔ہم پہچان گئیں کہ ہاتھوں کی لمبائی سے مراد صدقہ وخیرات کرنا ہے،وہ کاری گر تھی،چمڑے کو رنگ دیتی اور سینے پرونے کا کام کرتی تھی اور جو اس سے مال کماتی اسے صدقہ وخیرات کر دیتی۔ ❶

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ترکہ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے مال متروکہ میں صرف ایک مکان یادگار چھوڑا تھا،جس کو ولید بن عبدالملک نے اپنے زمانہ حکومت میں پچاس ہزار درہم پر خرید کیا اور وہ مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا۔ ❷

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا زہد و تقویٰ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَتْ زَيْنَبُ صَالِحَةً صَوَّامَةً قَوَّامَةً.

''یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نیک خو،روزہ دار و نماز گزار تھیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَمْ أَرَ إِمْرَأَةً قَطُّ خَيْرٌ فِي الدِّيْنِ مِنْ زَيْنَبَ رضي الله عنها وَأَتْقَى لِلّٰهِ وَأَصْدَقَ حَدِيْثًا وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَعْظَمَ صَدَقَةً وَأَشَدَّ إِبْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِيْ تَصَدَّقُ بِهِ وَتَقَرَّبَ بِهِ إِلَى اللّٰهِ مَا عَدَا سُوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيْهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْئَةَ. ❸

''میں نے کوئی عورت زینب سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیز گار، زیادہ راست باز گفتار، زیادہ فیاض، مخیر اور خدا کی رضاجوئی میں زیادہ سرگرم نہیں دیکھی فقط مزاج میں ذرا تیزی تھی جس پر ان کو بہت جلد ندامت بھی ہوتی تھی۔''

---

❶ طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۰۸؛ مستدرك حاكم: ٦٧٧٦۔ ❷ طبری: ۲/ ٤٤٩۔

❸ صحيح مسلم: ۲٤٤۲ (٦۲۹۰)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا زہد وورع میں یہ حال تھا کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا گیا اور اس اتہام میں خود حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بہن حمنہ بھی شریک تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اخلاقی حالت دریافت کی تو انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا:

مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا.

''مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے اس صدق وقرار حق کا اعتراف کرنا پڑا۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہن، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا، قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ. [2]

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے، ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے، ان سے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لائے آپ کچھ گھبرائے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، ملک عرب میں اس برائی کی وجہ سے بربادی آجائے گی جس کے دن

---

[1] سیر الصحابة: ٦/ ٧٦۔

[2] بخاری، أحادیث الانبیاء: ٣٣٤٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب آنے کو ہیں، آج یاجوج ماجوج نے دیوار میں اتنا سوراخ کر دیا ہے۔" پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے اور اس کے قریب کی انگلی سے حلقہ بنا کر بتلایا۔ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اس کے باوجود ہلاک کر دیئے جائیں گے کہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: "جب فسق و فجور بڑھ جائے گا (تو یقیناً بربادی ہوگی)۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

تعارف سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو سعد سے تھا۔ آپ نے پہلی وحی کے نزول کے ساتویں دن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ترغیب سے اسلام قبول کیا۔ انہوں نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا سعد رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ خلیفہ ثانی عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اہل فارس کے مقابلے میں اسلامی لشکر کی قیادت سونپی اور معرکہ قادسیہ کی فتح انہی کی رہنمائی میں حاصل ہوئی۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے ایما پر مناذرہ کے دارالحکومت حیرہ سے چند میل جنوب میں کوفہ کا شہر آباد کیا۔ وہ عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کے ادوار میں کوفہ کے گورنر رہے۔ سعد رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ انہوں نے ۵۵ھ میں وفات پائی۔ [1]

www.KitaboSunnat.com

[1] اسد الغابة: ٢/ ٤٥٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

کاش کوئی نیک آدمی میرا پہرا دیتا

ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ))

''کاش میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک نیک آدمی میرا پہرا دے۔''

پھر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلحے کی جھنکار کے ساتھ تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے غم ہو کر سو گئے۔ [1]

بہترین تیر انداز

① سعد رضی اللہ عنہ بڑے ماہر تیر انداز تھے جنگ احد میں کافر چڑھتے چلے آ رہے تھے، انہوں نے ایسے تیر مارے کہ ایک کافر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ سکا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو فرمایا:

((يَا سَعْدُ! ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)) [2]

''اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں اسی طرح تیر اندازی کرتے رہو۔''

② حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں مکہ میں تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا پھر میرے سینے اور میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا:

''اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور اس کے لیے اس کی ہجرت کو پورا کر دے۔'' [3]

---

[1] صحیح بخاری: ٢٨٨٥؛ صحیح مسلم: ٣٩، ٢٤١٠، ٦٢٣٠۔

[2] صحیح بخاری، المغازی، باب اذ همت طائفتان ....: ٤٠٥٩۔

[3] صحیح مسلم، الوصیة، باب الوصیة بالثلث: ٨، ١٦٢٨؛ ابوداود: ٣١٠٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا محبوب بندہ

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْ مِنْ هٰذَا الْبَابِ عَبْدًا يُحِبُّكَ وَتُحِبُّهُ)) 1

"اے اللہ! اس دروازے سے اس شخص کو داخل کر جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور تو اس سے محبت کرتا ہے۔"

تو اس دروازے سے سعد رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔

ماں میں محمد ﷺ کا دین نہیں چھوڑ سکتا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو ان کی والدہ نے کھانا پینا ترک کر دیا اور فاقے کرنے لگی اور سعد رضی اللہ عنہ کے ایمان کا امتحان لینے لگی اور کہا جب تک تو اپنا دین نہیں چھوڑتا میں اسی حالت میں رہوں گی۔ 2

ایک دوسری روایت میں ہے لیکن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جو اپنی والدہ کو جواب دیا وہ یقیناً قابل تحسین ہے۔ انہوں نے کہا:

يَا أُمَّاه لَوْ كَانَتْ لَكِ مِائَةُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ دِيْنِيْ هٰذَا فَإِنْ شِئْتِ فَكُلِيْ وَإِنْ شِئْتِ فَلَا تَأْكُلِيْ. 3

"اے میری ماں! اگر تمہاری سو جانیں ہوتیں اور وہ (سب بھی میرے سامنے) ایک ایک کر کے نکل جاتیں تو پھر بھی میں اپنا یہ دین نہ چھوڑتا۔ اگر تم چاہو تو کھاؤ اور اگر چاہو تو نہ کھاؤ۔"

چنانچہ اس نے استقامتِ سعد رضی اللہ عنہ دیکھ کر کھانا شروع کر دیا۔

مستجاب الدعوات

ایک دفعہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں خطبہ دیا پھر پوچھا: اے کوفے والو! میں تمہارا کیسا امیر ہوں؟ تو ایک آدمی نے جواب دیا:

---

1 المستدرك للحاكم: ٣/ ٤٩٩، ٦١١٧ حسن؛ تاريخ دمشق: ٢٢/ ٢٢٣، ٢٢٤ وصححه الحاكم۔ 2 مسند احمد: ١٥٦٧۔ 3 تفسير قرطبى: ١٣/ ٢٩١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ جانتا ہے کہ آپ میرے علم کے مطابق رعیت سے انصاف نہیں کرتے، مال صحیح تقسیم نہیں کرتے اور نہ جہاد میں شریک ہوتے ہیں۔"

سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اسے اندھا کر دے، اسے فقیر کر دے اور اس کی عمر لمبی کر، اسے فتنوں کا شکار کر دے۔ (مصعب بن سعد نے) کہا، پھر وہ آدمی اندھا ہو گیا، وہ دیواریں پکڑ کر چلتا تھا، وہ اتنا فقیر ہوا کہ پیسے مانگتا تھا اور وہ مختار (ثقفی کذاب) کے فتنے میں مبتلا ہو کر مارا گیا۔ [1]

سعد رضی اللہ عنہ کی زندگی کا سنہرا دور

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عراق کے حالات سنگین دیکھے تو مجلس شوریٰ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ پھر عراق کسے بھیجا جائے؟ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ سعد بن مالک (ابی وقاص) الزہری رضی اللہ عنہ کو۔ سبھی نے اس نام پر اتفاق کیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوا بھیجا اور اپنے ہاتھوں سے جھنڈا انکے حوالے کیا، ان کے لیے دعا فرمائی اور عراق کی طرف روانہ کیا۔

قارئین کرام! اب سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی زندگی کا سنہرا دور شروع ہوتا ہے۔ وہ قادسیہ پہنچ جاتے ہیں۔ دشمن کی فوج ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور سعد رضی اللہ عنہ یزدگرد اور رستم کی طرف اپنے سفیر کے ہاتھ پیغام بھیج رہے ہیں کہ دیکھو صرف تین صورتیں ہیں۔ اسلام لے آؤ تو ہم تم سے لڑائی کیے بغیر واپس چلے جاتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جزیہ (ٹیکس) دینے کا اقرار کر لو اور تیسری صورت یہ ہے کہ ہمارے تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

یزدگرد غصے سے بے قابو ہو کر سفیر اسلام سے کہتا ہے: اگر سفیروں کو قتل نہ کرنے کی روایت نہ ہوتی تو میں تمہیں قتل کر دیتا۔ اس نے لشکر اسلام کے سفیر سیدنا عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیا کہ ان کے سر پر مٹی کا ٹوکرا رکھ کر انہیں واپس روانہ کر دو۔ سیدنا

---

[1] تاریخ دمشق: ۲۲/ ۲۳۳، ۲۳۴ وسندہ صحیح؛ سیر اعلام النبلاء: ۱/ ۱۱۳، ۱۱۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاصم رضی اللہ عنہ نے دشمن کی سرزمین کی مٹی کا ٹوکرا اٹھایا اور اسلامی لشکر میں واپس آئے۔ انہوں نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کو مبارک ہو۔ دشمن نے اپنی زمین خود ہی تمہارے حوالے کر دی ہے اور قادسیہ کے میدان میں تاریخی مقابلہ ہوتا ہے۔ دشمن بہت سے ہاتھی میدان میں لے کر آیا ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عرق النسا ہے۔ بیماری کی وجہ سے چلنے سے قاصر ہیں۔ ایک اونچی جگہ بیٹھ کر لڑائی کی کمان کی اور احسن طریق سے فوج کو لڑایا۔ مسلمانوں نے اس طرح داد شجاعت دی کہ تاریخ میں اس کی مثال کم ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ دشمن فوج کا سالار اعلیٰ رستم میدان جنگ سے بھاگ نکلا اور اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ اس کی فوج بھی میدان چھوڑ کر بھاگتی ہے۔ اس معرکہ میں ایرانیوں کی کثیر تعداد قتل ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو بے پناہ مال غنیمت ملتا ہے جسے مدینہ بھجوا دیا جاتا ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شفایاب ہو چکے ہیں۔ ان مسلمان فوجوں کا رخ مدائن کی طرف ہے جو کسریٰ کا پایہ تخت ہے۔ راستے میں نہر ہے جسے عبور کرنا آسان نہیں۔ مگر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک تاریخی فیصلہ کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور پھر مسلمان فوجوں کو گھوڑوں سمیت نہر عبور کرنے کا حکم دیتے ہیں، اور بغیر کسی شخصی یا مالی خسارے کے دشمن کے سر پر پہنچ جاتے ہیں۔ دشمن نے دیکھا کہ یہ مسلمان تو ہمارے گھر کے دروازے پر دستک دے رہے ہیں۔ انہوں نے اتنی چوڑی اور گہری نہر کیسے عبور کر لی۔ وہ یہ کہتے ہوئے بھاگ نکلے کہ یہ انسان نہیں بلکہ یہ تو جن بھوت ہیں۔ ہم جنوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایوان کسریٰ میں داخل ہوتے ہوئے اپنے ماتھے کو بارگاہ الٰہی میں جھکا دیا۔ اور ان آیات کریمہ کی تلاوت شروع کر دی:

﴿ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝٢٥ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝٢٦ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝٢٧ كَذٰلِكَ ۫ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝٢٨ ﴾

''وہ بہت سے باغات اور چشمے چھوڑ گئے۔ اور کھیتیاں اور راحت بخش ٹھکانے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ آرام کی چیزیں جن میں عیش کر رہے تھے۔ اسی طرح ہو گیا اور ہم نے ان سب کا وارث دوسری قوم کو بنا دیا۔"

پھر وہ ایوانِ کسریٰ کے وسیع صحن میں پہنچتے ہیں اور فتح کی خوشی میں آٹھ رکعت نماز ادا کرتے ہیں اور مالِ غنیمت کے ساتھ فتح کی خوشخبری مدینہ طیبہ ارسال کی جاتی ہے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُوالْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَعْطٰى رَهْطًا وَّسَعْدٌ جَالِسٌ، فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلًا هُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ؟ فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا، فَقَالَ: ((أَوْمُسْلِمًا))۔ فَسَكَتُّ قَلِيْلًا، ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَعْلَمُ مِنْهُ، فَعُدْتُّ لِمَقَالَتِيْ فَقُلْتُ: مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ؟ فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا، فَقَالَ: ((أَوْمُسْلِمًا))۔ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَعْلَمُ مِنْهُ، فَعُدْتُ لِمَقَالَتِيْ، وَعَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، ثُمَّ قَالَ: ((يَا سَعْدُ إِنِّيْ لَأُعْطِي الرَّجُلَ، وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ، خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ))۔ وَرَوَاهُ يُوْنُسُ وَصَالِحٌ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔ [2]

"حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو کچھ عطا کیا۔ اور سعد بھی وہاں بیٹھے تھے۔ (یہ کہتے ہیں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نظر انداز کر دیا جو مجھے ان سب میں سے زیادہ پسند تھا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے کس وجہ سے فلاں آدمی کو چھوڑ دیا؟ خدا کی قسم! میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] الکامل فی التاریخ: ۲/ ۳۴۰۔۳۴۱۔

[2] بخاری، الایمان: ۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مومن یا مسلمان؟'' میں کچھ دیر خاموش رہا اس کے بعد اس شخص کے متعلق جو مجھے معلومات تھیں، انہوں نے مجھے مجبور کیا۔ اور میں نے دوبارہ وہی بات عرض کی کہ آپ نے فلاں آدمی کو کس وجہ سے چھوڑ دیا؟ خدا کی قسم! میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا کہ ''مومن یا مسلم؟''۔ اور پھر مجھے جو کچھ اس شخص کے بارے میں معلوم تھا اس نے مجبور کیا کہ میں نے دوبارہ وہی بات کی۔ حضور ﷺ نے پھر اپنا جملہ دہرایا اس کے بعد فرمایا: ''اے سعد! اس کے باوجود کہ ایک شخص مجھے زیادہ عزیز ہے میں دوسرے کو اس خوف کی وجہ سے (مال) دیتا ہوں کہ کہیں (وہ اپنے افلاس یا کچے پن کی وجہ سے اسلام سے نہ پھر جائے، اور) اللہ اسے آگ میں اوندھا نہ ڈال دے'' اور اس حدیث کو یونس، صالح، معمر اور زہری کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ) نے بھی امام زہری سے روایت کیا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت سلمہ بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا شمار جلیل القدر صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد کا نام عمرو ہے اور اکوع آپ کے دادا کا لقب ہے۔ جبکہ دادا کا نام سنان بن عبداللہ ہے۔ حضرت سلمہ کی کنیت ابو عامر یا ابو مسلم ہے اور بعض نے ابوایاس بیان کی ہے۔ نسبت کے اعتبار سے آپ اسلمی حجازی اور مدنی کہلاتے ہیں۔ آپ نے سات غزوات میں اور نو سرایا میں شرکت فرمائی، آپ رضی اللہ عنہ کو بیعت رضوان میں شرکت کی سعادت حاصل ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ غزوۂ موتہ میں بھی شریک تھے۔ آپ سے روایت کرنے میں آپ کے بیٹے ایاس، آزاد کردہ غلام یزید بن ابی عبید اور یزید بن خصیفہ رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔ حضرت سلمہ بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیعت رضوان (حدیبیہ) کے موقع پر دو بار بیعت کی۔ یہ غزوہ ذی قرد سمیت سات غزوات میں شریک ہوئے۔ ابن اسحاق کے بقول ان سے بھیڑیا ہم کلام ہوا تھا۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی صحیح بخاری میں کل مرویات ۲۵ ہیں جن میں سے ۱۷ احادیث ثلاثی الاسناد ہیں۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ مدینے میں مقیم رہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ربذہ منتقل ہو گئے۔ آپ اپنی وفات سے چند روز قبل ربذہ سے مدینۃ الرسول منتقل ہو گئے اور تقریباً نوے سال کی عمر میں ۷۴ھ میں انتقال فرمایا۔ [1]

[1] اسد الغابة: ۲/ ۵۱۷؛ تاریخ اسلام: ۲/ ۴۱۲؛ طبقات ابن سعد: ۴/ ۳۰۵؛ التاریخ ابن کبیر: ۴/ ۶۹؛ سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۳۳۱؛ الاستیعاب: ۲/ ۶۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

میں اکوع کا بیٹا ہوں آج دیکھتے ہیں کس نے ماں کا دودھ پیا ہے

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ دوڑ میں انتہائی تیز رفتار تھے۔ یہاں تک کہ اونٹ بھی اپنے لمبے قدموں کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہ کرسکتا۔ غزوہ ذی قرد میں آپ نے جس تیز رفتاری، بے جگری اور شجاعت کے ساتھ دشمن کا پیچھا کیا اور دشمن سے سارے اونٹ، مویشی اور ساز و سامان واپس چھین لیا، یہ معرکہ ان کی تیز رفتاری اور شجاعت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (مسلمانوں اور کفار قریش کے درمیان معاہدہ ہو جانے کے بعد حدیبیہ سے واپسی کے دوران راستہ میں) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کے اونٹ رباح کے ساتھ، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے، آگے روانہ کر دیئے میں بھی رباح کے ساتھ ہولیا، (ہم دونوں نے رات میں ایک جگہ قیام کیا اور) جب صبح ہوئی تو ہمیں معلوم ہوا کہ عبد الرحمٰن فزاری نے (جو مسلمانوں کا ایک مشہور دشمن اور کافر تھا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر چھاپہ مارا اور ان کو ہنکا کر لے گیا، میں ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور مدینہ کی طرف منہ کر کے تین مرتبہ یا صباحاہ (یعنی خبردار دشمن آ پہنچا) کا نعرہ بلند کیا اور تیر پر تیر پھینکتا ہوا اس قوم یعنی عبد الرحمٰن اور اس کے ساتھیوں کے نشانات قدم پر (یعنی ان کے پیچھے) چل پڑا اس وقت میری زبان پر (بلند آواز میں) رجز یعنی رزمیہ شعر تھے، میں نے کہا تھا۔

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ
وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ

”(اے دین کے دشمنو! کان کھول کر سن لو) میں اکوع کا بیٹا ہوں آج دیکھتے ہیں کس نے ماں کا دودھ پیا ہے، (آج کا دن برے لوگوں، دشمنان دین کے ہلاک ہونے کا دن ہے۔)“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اسی طرح برابر تیر مارتا اور ان کی سواریوں کی کونچیں کاٹتا (آگے بڑھتا) رہا یہاں تک کہ رسول کریم ﷺ کے اونٹوں میں سے اللہ کا پیدا کیا ہوا ایسا کوئی اونٹ باقی نہیں بچا جس کو میں نے اپنے پیچھے نہ چھوڑ دیا ہو، میں تیر برساتا ہوا ان کا تعاقب جاری رکھے ہوئے تھا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے ہلکا ہو جانے کے خیال میں اپنی تیس سے زیادہ چادریں اور تیس کپڑے پھینک دیئے (یعنی وہ بھاگتے ہوئے اپنی چادریں اور کپڑے بھی پھینکتے جا رہے تھے تاکہ جسم ہلکا ہو جانے کی وجہ سے بھاگنے میں آسانی ہو) اور وہ جس چیز کو بھی پھینکتے تھے میں اس پر نشان کے طور پر پتھر رکھ دیتا تھا تاکہ رسول کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے رفقاء (اگر پیچھے سے آئیں تو) اس کو پہچان لیں یہاں تک میں نے رسول کریم ﷺ کے سواروں کو (آتے دیکھا اور پھر (یہ دیکھا کہ) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے جنہیں رسول کریم ﷺ کا سوار کہا جاتا تھا، عبدالرحمٰن کو جا لیا (جس نے آنحضرت ﷺ کے اونٹوں کو ہنکا لے جانا چاہا تھا) اور اس کو قتل کر دیا۔ پھر (اس ہنگامہ کے ختم ہونے کے بعد) رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

((خَيْرُ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ أَبُو قَتَادَةَ وَخَيْرُ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ))

''آج ہمارے سواروں میں سب سے بہتر سوار ابو قتادہ ہیں اور پیادوں میں سب سے بہتر پیادہ سلمہ بن اکوع ہیں۔''

اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے (جب ان کافروں سے ہاتھ لگے ہوئے مال کو ہمارے درمیان تقسیم فرمایا تو) مجھ کو دو حصے دیئے (ایک حصہ سوار کا (کہ وہ بحسب اختلاف مسلک دو حصے ہیں یا تین حصے) اور ایک حصہ پیادہ کا، دونوں حصے اکٹھے کر کے مجھے عطا فرمائے اور پھر رسول کریم ﷺ نے اپنی اونٹنی عضباء پر مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ [1]

کستوری کی خوشبو لگایا کرتے تھے

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

اَنَّهُ اِذَا تَوَضَّاءَ يَاْخُذُ الْمِسْكَ فَيَدِيفُهُ فِي يَدِهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِ

---

[1] مسلم، الجهاد، باب غزوة ذی قرد وغیرهم: ۱۳۲، ۱۸۰۷؛ مسند احمد: ۱۶۵۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِحْيَتَهُ. ❶

''سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو کستوری کی خوشبو اپنے ہاتھ کو لگاتے اور پھر اپنی ڈاڑھی کو لگاتے (گویا اللہ کے سامنے پیش ہونے سے قبل معطر ہوتے)۔''

دعائے رسول پانے والے

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا، میرے چہرے پر کئی مرتبہ اپنا دست مبارک پھیرا اور جتنی میرے ہاتھوں کی انگلیاں ہیں، اتنی مرتبہ میرے لیے مغفرت کی دُعا فرمائی۔ ❷

خوش نصیب ہاتھ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے باہر ربذہ میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ حضرت یونس بن رزین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، سفر حج میں جب ہم ربذہ کے پاس سے گزر رہے تھے تو ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ یہاں سکونت پذیر ہیں۔ ہم ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے ہمیں بتایا کہ میں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دست مبارک باہر نکالا تو بہت بڑا ہاتھ تھا۔ ہتھیلی اتنی بڑی تھی جیسے اونٹ کا پاؤں۔ ہم نے کھڑے ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھوں کا بوسہ لیا۔ ❸

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ ((هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ)) قَالُوا لَا فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى فَقَالَ ((هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ)) قَالُوا نَعَمْ قَالَ ((صَلُّوا عَلَى

---

❶ مجمع الزوائد: ١/ ٢٤٠، ١٢٣٣ رجاله الصحيح۔ ❷ طبرانی فی الكبير: ٧/٢٤؛ سير أعلام النبلاء: ٣/ ٣٣٠۔ ❸ مسند احمد: ١٦٥٥١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَاحِبِكُمْ)) قَالَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُولَ اللهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ. [1]

ہمیں ابو عاصم نے یزید بن ابی عبید سے بیان کیا وہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا اس پر کوئی قرض ہے؟'' لوگوں نے کہا: نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی پھر ایک دوسرا جنازہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اس پر کوئی قرض ہے؟'' لوگوں نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ اپنے ساتھی پر نماز پڑھو۔'' ابو قتادہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں اس کے قرض کا ذمہ دار ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔

[1] صحیح بخاری، الکفالة: ۲۲۹۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ

حضرت سائب بن یزید الازدی کے بقول ان کی عمر چھ سات سال تھی، جب میرے والد نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ حافظ ابن عبدالبر نے تاریخ پیدائش ۲ھ بیان کی ہے۔ آپ نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد احادیث روایت کی ہیں۔ آپ کے علاوہ اپنے والد، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وساطت سے بھی احادیث رسول روایت کرتے ہیں۔ اور آپ کے تلامذہ میں امام زہری، یحییٰ بن سعید الانصاری اور ابراہیم بن قارظ وغیرہ شامل ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں انہیں مارکیٹ کمیٹی کا نگران مقرر کیا تھا۔ آپ مدینہ منورہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ آپ نے ۸۲/۹۱ یا ۹۴ھ (مختلف روایات ہیں) میں وفات پائی۔ 1

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنِ الْجَعْدِ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ: ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. 2

”حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے میری خالہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں۔ اور آپ سے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے

---

1 الإصابة: ۳/ ۲۲، ۲۳، ۳۰۷۹؛ الإستيعاب: ۲/ ۵۷۶، ۵۷۷، ۹۰۲۔

2 بخاري، الوضوء: ۱۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھانجے کے پاؤں میں تکلیف ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، اور میرے لیے برکت کی دعا کی، پھر آپ نے وضو کیا، اور میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا۔ اس کے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑا ہو گیا، اور میں نے مہر نبوت کی طرف دیکھا جو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مسہری کے پھول کی طرح تھی۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ

صحابی رسول حضرت سوید بن نعمان بن مالک بن عامر کا تعلق انصار قبیلے کی مشہور شاخ بنوخزرج سے ہے۔ غزوۂ احد، غزوۂ خیبر اور بیعت الرضوان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلٰى بَنِيْ حَارِثَةَ: أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَامَ خَيْبَرَ، حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ، وَهِيَ أَدْنٰى خَيْبَرَ، فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ، فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيْقِ، فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ، فَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [2]

''حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں خیبر کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سفر پر) نکلا یہاں تک کہ جب وہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) صہباء جو خیبر کے قریب ایک مقام ہے پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے سامان خوراک طلب کیا، تو سوائے ستوؤں کے اور کچھ حاضر نہیں کیا جا سکا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو وہ پانی میں تر کیے گئے، پھر وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھائے اور ہم نے بھی کھائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب کے لیے اٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی اور تازہ وضو نہ کیا۔''

---

[1] اسد الغابة: ۲/ ۶۰۱؛ الاصابة: ۳/ ۲۲۹، ت: ۳۶۱۳۔

[2] بخاري، الوضوء: ۲۰۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

تعارف سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعلق خزرج کی شاخ بنو ساعدہ سے تھا۔ ان کا نام ''حزن'' تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''سہل'' رکھ دیا۔ انہوں نے طویل عمر پائی۔ حجاج بن یوسف کے ہاتھوں وہ آزمائش سے دوچار ہوئے۔ انہوں نے ۹۷ھ میں ۸۸ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ [1]

[1] اسد الغابة: ٢/ ٥٧٥، ٥٧٦؛ الجرح والتعديل: ٤/ ١٩٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور نماز کی فکر

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كنت اَتَسَحَّرُ فِيْ أَهْلِيْ ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَتِيْ أَنْ أُدْرِكَ السُّجُودَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. [1]

''میں سحری اپنے گھر میں کھاتا، پھر جلدی کرتا تاکہ نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جائے۔''

غزوات میں حصہ اور جذبہ جہاد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری مدینہ کے وقت ان کی عمر کا پانچواں سال تھا۔ دو برس کے بعد غزوۂ بدر پیش آیا۔ اس وقت یہ ہفت سالہ تھے۔ لڑائی سے قبل ان کے والد نے انتقال کیا۔ اور حضرت سہل کو یتیم چھوڑ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی ختم ہونے کے بعد اور مجاہدین کی طرح ان کے باپ کا بھی حصہ لگایا کیونکہ وہ جنگ کا عزم کر چکے تھے۔ غزوۂ احد میں وہ اور لڑکوں کی طرح شہر کی حفاظت کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چشم زخم پہنچا اور دھویا گیا اس وقت آپ کے پاس تھے۔ ۵ھ میں غزوۂ خندق ہوا، یا صغرسنی میں جوش کا یہ عالم تھا کہ خندق کھودتے اور مٹی اٹھا اٹھا کے کندھے پر لیجاتے تھے۔ غزواتِ مابعد میں بھی میدانِ جنگ کے قابل نہ ہو سکے۔ ۱۵ برس کا سن ہوا اور تیغ زنی کے قابل ہوئے تو خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر آخرت اختیار فرمایا۔ یہ ۱۱ھ کا واقعہ ہے۔ مزید تفصیلات اسد الغابہ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ:

[1] بخاری، الصوم، باب تعجیل السحور: ۱۹۲۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، وَسَأَلَهُ النَّاسُ، وَمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ أَحَدٌ: بِأَيِّ شَيءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، كَانَ عَلِيٌّ يَجِيئُ بِتُرْسِهِ فِيهِ مَاءٌ، وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ، فَأُخِذَ حَصِيرٌ فَأُحْرِقَ، فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ.[1]

''ہمیں محمد نے حدیث بیان کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے، سفیان بن عیینہ نے ابوحازم سے، ابوحازم نے سہل بن سعد الساعدی سے اس وقت سنا، جب میرے اور ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں تھا اور لوگ آپ سے پوچھ رہے تھے کہ نبی اقدس ﷺ کے زخم کا علاج کس چیز سے کیا گیا، آپ نے فرمایا: اس بات کو اب مجھ سے بڑھ کر کوئی جاننے والا نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لا رہے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے چہرہ انور سے خون کو دھو کر صاف کر رہی تھیں، پھر چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا گیا اسے جلایا گیا اور اس کی راکھ آپ ﷺ کے زخم میں بھر دی گئی۔''

[1] بخاري، الوضوء: ٢٤٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ

تعارف سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ

سمرہ بن جندب بن ہلال بن حریج، ابو عبدالرحمٰن کنیت، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے باپ ان کی صغرسنی میں فوت ہوئے، ماں ان کو لے کر مدینہ آئیں اور انصار میں نکاح کا پیام دیا، لیکن شرط یہ پیش کی کہ شوہر پر میری اور سمرہ رضی اللہ عنہ دونوں کی کفالت ضروری ہوگی۔ مری بن شیبان بن ثعلبہ نے اس کو منظور کیا، اور عقد ہو گیا، سمرہ رضی اللہ عنہ نے انہی کے ظلِ عاطفت میں تربیت پائی۔ اور ہجرت کے بعد مسلمان ہو گئے۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایتیں کی ہیں۔ کتابوں میں ان کی سند سے کل (۱۲۳) حدیثیں مندرج ہیں، ۵۴ھ میں جسم میں سردی سما گئی تھی، اسی مرض کے باعث انتقال فرما گئے۔ ❶

❶ اسد الغابة: ۲/ ٥٥٤؛ الاصابة: ۳/ ۱٥۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

غزوات میں شرکت

کم سنی کی وجہ سے بدر میں شرکت نہ کی، اُحد میں انصار کے لڑکے معائنہ کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو جنگ کے قابل سمجھ کر میدان میں جانے کی اجازت دے دی اور سمرہ رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیا، سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ان کو اجازت دیتے ہیں حالانکہ میں ان سے طاقت ور ہوں، اور یقین نہ ہو کشتی لڑا کر دیکھ لیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کشتی کا حکم دیا، جس میں سمرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابل کو اٹھا کر دے ٹپکا آپ نے دیکھ کر ان کو بھی میدانِ جنگ میں جانے کی اجازت دے دی۔ احد کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ عہد نبوی مدینہ میں بسر کیا، بعد میں بصرہ کی سکونت اختیار کی، ۵۰ھ میں جب مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ والی کوفہ کا انتقال ہو گیا، اور زیاد بن سمیہ بصرہ کے ساتھ کوفہ کا بھی والی ہو گیا، تو اس نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا، وہ بصرہ اور کوفہ میں ۶۔ ۶ ماہ رہتا تھا، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بھی دونوں جگہ قیام فرماتے وہ بصرہ آتا تو یہ کوفہ اور وہ کوفہ پہنچتا تو یہ بصرہ چلے جاتے تھے۔ [1]

فضل و کمال

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فضلائے صحابہ میں سے تھے اور باوجودیکہ عہد نبوت میں صغیر السن تھے، سینکڑوں حدیثیں یاد تھیں:

كَانَ مِنَ الْحُفَّاظِ الْمُكْثِرِيْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. [2]

''وہ حدیث کے حافظ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کثیر روایت کرتے تھے۔''

سنت رسول سے محبت

تہذیب التہذیب میں ہے کہ ان کی احادیث کا ایک بڑا نسخہ ان کے بیٹے کے پاس تھا۔

---

[1] الاصابة: ۳/ ۱۵۰۔ [2] الاستیعاب: ۲/ ٦٥٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ رسالہ علم کے بہت بڑے حصے پر مشتمل تھا۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو احادیث یاد رکھنے میں خاص اہتمام تھا۔ حافظہ غیر معمولی تھا۔ جس بات کا ارادہ کرتے یاد ہوجاتی، آپ ﷺ نماز میں دو جگہ ٹھہرا کرتے تھے، ایک تکبیر کے بعد جب سبحانك اللهم پڑھتے، دوسرے "ولا الضالین" کے بعد جب آمین کہتے۔ یہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو یاد تھا اور وہ اس پر عامل بھی تھے۔ [1]

اخلاق و کردار والے

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ میں بہت سی اخلاقی خوبیاں تھیں، وہ نہایت امانت دار، راست گو، اور بہی خواہِ اسلام تھے۔ پچھنا لگانا آپ ﷺ کی سنت ہے، اس پر بھی عمل کرتے تھے۔ عرب میں احنف نامی ایک شخص نے ایک خاص قسم کی تلوار ایجاد کی تھی، جو حنفیہ کے نام سے مشہور تھی، آنحضرت ﷺ کے پاس اسی قسم کی تلوار تھی، سمرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی نقل بنوائی ان کے شاگردوں میں ابن سیرین نے بھی اس کی نقل لی تھی۔ [2]

نمونہ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ امْرَأَةً مَاتَتْ فِي بَطْنٍ، فَصَلَّى عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَقَامَ وَسَطَهَا. [3]

"ہمیں بیان کیا احمد بن ابی سریج نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے حسین معلم سے انہوں نے ابن بریدہ سے وہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں (یہ سمرہ بن جندب بجلی ہیں) کہ ایک عورت بطن (پیٹ) میں مر گئی (بطن سے مراد ہے نفاس یعنی نفاس کے دور میں ایک عورت مر گئی۔) تو اس نفساء پر نبی ﷺ نے نماز جنازہ ادا کی۔ اور نبی ﷺ اس کے وسط میں کھڑے ہوگئے۔"

---

[1] ابوداود، الصلاۃ: ۷۷۷ ضعیف۔ [2] سیر الصحابۃ: ۵/۲/۲۲۴۔
[3] بخاری، الحیض: ۳۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

کنیت ابوعبداللہ، نام سلمان ہے۔ ان کا تعلق فارس سے تھا۔ گھر سے دینِ حق کی تلاش میں نکلے تھے، اور عیسائیت اختیار کرلی تھی۔ اسی لیے مدینہ میں منتقل ہوئے تھے۔ مدینہ میں آتے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے۔ ان کا لقب سلمان الخیر تھا۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس لقب کو خوب نبھایا۔ ان کے دینی خلوص اور محبت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت پیار کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا والی مقرر کیا۔ محنت مزدوری کرکے جو کچھ کماتے اسے اللہ کی راہ میں خرچ و خیرات کردیتے۔ ۳۲ھ میں وفات پائی ان کی عمر ۲۵۰ سال یا ۳۵۰ سال تھی۔ [1]

[1] اسد الغابۃ: ۲/ ۵۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

مجوسیت سے اسلام تک

سلمان کے والد اصفہان کے جی نامی قریہ کے باشندے اور وہاں کے زمیندار و کاشتکار تھے۔ ان کو حضرت سلمان سے اس قدر محبت تھی کہ ان کو لڑکیوں کی طرح گھر کی چار دیواری سے نکلنے نہ دیتے تھے۔ آتش کدہ کی دیکھ بھال ان ہی کے متعلق تھی۔ چونکہ مذہبی جذبہ سلمان میں ابتدا سے تھا، اس لیے جب تک آتش پرست رہے اس وقت تک آتش پرستی میں سخت غلو رہا اور نہایت سخت مجاہدات کیے۔ شب و روز آگ کی نگرانی میں مشغول رہتے تھے حتی کہ ان کا شمار ان بچاریوں میں ہو گیا تھا جو کسی وقت آگ بجھنے نہ دیتے تھے۔

ان کے والد کا ذریعہ معاش زمین تھی، اس لیے زراعت کی نگرانی وہ بذات خود کرتے تھے، ایک دن وہ گھر کی مرمت میں مشغولیت کی وجہ سے کھیت خود نہ جا سکے اور اس کی دیکھ بھال کے لیے سلمان کو بھیج دیا، ان کو راستہ میں ایک گرجا ملا، اس وقت اس میں عبادت ہو رہی تھی، نماز کی آواز سن کر دیکھنے کے لیے گرجے میں چلے گئے نماز کے نظارہ سے اُن کے دل پر خاص اثر ہوا، اور مزید حالات کی جستجو ہوئی اور عیسائیوں کا طریقہ عبادت اس قدر بھایا کہ بے ساختہ زبان سے نکل گیا کہ یہ مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔ چنانچہ کھیتوں کا خیال چھوڑ کر اسی میں محو ہو گئے، عبادت ختم ہونے کے بعد عیسائیوں سے پوچھا کہ اس مذہب کا سرچشمہ کہاں ہے، انہوں نے کہا شام میں، پتہ پوچھ کر گھر واپس آئے۔ باپ نے پوچھا اب تک کہاں رہے، جواب دیا کچھ لوگ گرجے میں عبادت کر رہے تھے مجھ کو ان کا طریقہ ایسا بھلا معلوم ہوا کہ غروب آفتاب تک وہیں رہا، باپ نے کہا: وہ مذہب تمہارے مذہب کا پاسنگ بھی نہیں، جواب دیا: بخدا وہ مذہب ہمارے مذہب سے کہیں برتر ہے۔ اس جواب سے ان کے باپ کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں یہ خیال تبدیل مذہب کی صورت میں نہ ظاہر ہو، اس لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیڑیاں پہنا کر مقید کر دیا، مگر ان کے دل میں تلاش حق کی تڑپ تھی، اس لیے عیسائیوں کے پاس کہلا بھیجا کہ جب شام کے تاجر آئیں تو مجھ کو اطلاع دینا، چنانچہ جب وہ آئے تو ان کو خبر دی، انہوں نے کہا جب واپس ہوں تو مجھ کو بتانا، چنانچہ جب کاروانِ تجارت لوٹنے لگا تو ان کو خبر کی گئی، یہ بیڑیوں کی قید سے نکل کر ان کے ساتھ ہو گئے، شام پہنچ کر دریافت کیا کہ یہاں سب سے بڑا مذہبی شخص کون ہے، لوگوں نے بشپ کا پتہ دیا، اس سے جا کر کہا: مجھ کو تمہارا مذہب بہت پسند ہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس رہ کر مذہبی تعلیم حاصل کروں، اور مجھ کو اس مذہب میں داخل کر لو۔

چنانچہ مجوسیت کے آتش کدہ سے نکل کر ''آسمانی بادشاہت'' کی پناہ میں آ گئے، مگر یہ بشپ بڑا بد اعمال اور بد اخلاق تھا، لوگوں کو صدقہ کرنے کی تلقین کرتا، جب وہ دیتے تو اس کو فقرا اور مساکین میں تقسیم کرنے کے بجائے خود لے لیتا، اس طریقہ سے اس کے پاس سونے اور چاندی کے سات مٹکے جمع ہو گئے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اس کی حرص و آز کو دیکھ دیکھ کر پیچ و تاب کھاتے تھے، مگر زبان سے کچھ نہ کہہ سکتے تھے، اتفاق سے وہ مر گیا، عیسائی شان و شوکت کے ساتھ اس کی تجہیز و تکفین کرنے کو جمع ہوئے، اس وقت انہوں نے اس کا سارا اعمال نامہ لوگوں کے سامنے کھول کر رکھ دیا، لوگوں نے پوچھا، تم کو کیسے معلوم ہوا، انہوں نے ان کو لے جا کر اندوختہ خزانہ کے پاس کھڑا کر دیا، تلاشی لی تو واقعی سات مٹکے سونے چاندی سے بھرے ہوئے برآمد ہوئے، عیسائیوں نے اس کی سزا میں نعش دفن کرنے کے بجائے صلیب پر لٹکا کر سنگسار کی، اس کی جگہ دوسرا بشپ مقرر ہوا، یہ بڑا عابد و زاہد اور تارک الدنیا تھا، شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتا تھا، اس لیے سلمان رضی اللہ عنہ اس سے بہت مانوس ہو گئے اور دلی محبت کرنے لگے، اور آخر تک اس کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے، جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس سے کہا میں آپ کے پاس عرصہ تک نہایت لطف و محبت کے ساتھ رہا، اب آپ کا وقت آخر ہے اس لیے آیندہ کے لیے مجھ کو کیا ہدایت ہوتی ہے، اس نے کہا میرے علم میں کوئی ایسا عیسائی نہیں ہے جو مذہب عیسوی کا سچا پیرو ہو، سچے لوگ مر کھپ گئے اور موجودہ عیسائیوں نے مذہب کو بہت کچھ بدل دیا ہے اور بہتیرے اصول تو سرے سے چھوڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی دیئے ہیں، ہاں موصل میں فلاں شخص دین حق کا سچا پیرو ہے، تم جا کر اس سے ملاقات کرو۔

چنانچہ اس بشپ کی موت کے بعد حق کی جستجو میں وہ موصل پہنچے اور تلاش کر کے اس سے ملے اور پورا واقعہ بیان کیا کہ فلاں پادری نے مجھ کو ہدایت کی تھی کہ آپ کے یہاں ابھی تک حق کا سرچشمہ ابلتا ہے اور میں آپ سے مل کر اپنی تشنگی فرو کروں، اس نے ان کو ٹھہرا لیا، پہلے پادری کے بیان کے مطابق یہ پادری درحقیقت بڑا متقی اور پاکباز تھا، اس لیے سلمان رضی اللہ عنہ نے آیندہ کے متعلق اس سے بھی وصیت کی خواہش کی، اس نے نصیبین میں ایک شخص کا پتہ بتایا۔

چنانچہ اس کی موت کے بعد وہ نصیبین پہنچے اور پادری سے مل کر دوسرے پادری کی وصیت بتائی، یہ اسقف بھی پہلے دونوں اسقفوں کی طرح بڑا عابد و زاہد تھا سلمان رضی اللہ عنہ یہاں مقیم ہو کر اس سے روحانی تسکین حاصل کرنے لگے، ابھی کچھ ہی دن اس کی صحبت سے فیض اٹھایا تھا کہ اس کا وقت بھی آ پہنچا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے گزشتہ اسقفوں کی طرح اس سے بھی آیندہ کے متعلق مشورہ طلب کیا، اس نے عموریہ میں گوہر مقصود کا پتہ بتایا۔

چنانچہ اس کی موت کے بعد انہوں نے عموریہ کا سفر کیا اور وہاں کے اسقف سے مل کر پیام سنایا اور اس کے پاس مقیم ہو گئے، کچھ بکریاں خرید لیں، ان سے مادی غذا حاصل کرتے تھے، اور صبر و شکر کے ساتھ روحانی غذا اسقف سے حاصل کرنے لگے، جب اس کا پیمانہ حیات بھی لبریز ہو گیا، تو حضرت سلمان نے اس کو اپنی پوری سرگزشت سنائی کہ اتنے مراتب طے کرتا ہوا آپ کے پاس پہنچا تھا، آپ بھی آخرت کا سفر کرنے کو آمادہ ہیں، اس لیے میرا کوئی سامان کرتے جایئے، اس نے کہا بیٹا! میں تمہارے لیے کیا سامان کروں، آج دنیا میں کوئی شخص ایسا باقی نہیں ہے، جس سے ملنے کا تم کو مشورہ دوں، البتہ اب اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے، جو ریگستان عرب سے اٹھ کر دین ابراہیم کو زندہ کرے گا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کرے گا، اس کی علامات یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کرے گا اور صدقہ اپنے لیے حرام سمجھے گا، اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی، اگر تم اس سے مل سکو تو ضرور ملنا۔

اس اسقف کے مرنے کے بعد سلمان رضی اللہ عنہ عرصہ تک عموریہ میں رہے، کچھ دنوں بعد بنو کلب کے تاجر ادھر سے گزرے، سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اگر تم مجھ کو عرب پہنچا دو تو میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی گائیں اور بکریاں تمہاری نذر کر دوں گا، وہ لوگ تیار ہو گئے، اور زبانِ حال سے یہ شعر ؎

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

پڑھتے ہوئے ساتھ ہو لیے۔

لیکن ان عربوں نے وادی القریٰ میں پہنچ کر دھوکا دیا، اور ان کو ایک یہودی کے ہاتھ غلام بنا کر فروخت کر ڈالا مگر یہاں کھجور کے درخت نظر آئے، جس سے یہ تو آس بندھی کہ شاید یہی وہ منزل مقصود ہو، جس کا اسقف نے پتہ دیا تھا، تھوڑے دن ہی قیام کیا تھا کہ یہ امید بھی منقطع ہو گئی، آقا کا چچازاد بھائی مدینہ سے ملنے آیا، اس نے سلمان رضی اللہ عنہ کو اس کے ہاتھ بیچ دیا۔

وہ اپنے ساتھ مدینہ لے چلا اور سلمان غلامی در غلامی سہتے ہوئے مدینہ پہنچے، ہاتف غیب تسکین دے رہا تھا کہ یہ غلامی نہیں ہے ؎

اسی سے ہوگی ترے غم کدہ کی آبادی تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

درحقیقت اس غلامی پر جو کسی کی آستانِ ناز تک پہنچانے کا ذریعہ بن جائے ہزاروں آزادیاں قربان ہیں، جوں جوں محبوب کی منزل قریب ہوتی جاتی تھی، کشش بڑھتی جاتی تھی، اور آثار وعلامات بتاتے تھے کہ شاید مقصود کی جلوہ گاہ یہی ہے، اب ان کو پورا یقین ہو گیا اور دیدار جمال کی آرزو میں یہاں دن کاٹنے لگے۔

اس وقت آفتاب رسالت مکہ پر پرتو افگن ہو چکا تھا، لیکن جور وستم کے بادلوں میں چھپا تھا، سلمان کو آقا کی خدمت سے اتنا وقت نہ ملتا تھا کہ خود اس کا پتہ لگاتے، آخر انتظار کرتے کرتے وہ یوم مسعود بھی آ گیا کہ مکہ کا آفتاب عالم تاب مدینہ کے افق پر طلوع ہوا، حرمان نصیب سلمان کی شب ہجر تمام ہوئی اور صبح امید کا اجالا پھیلا، یعنی سرورِ عالم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، سلمان رضی اللہ عنہ کھجور کے درخت پر چڑھے کچھ درست کر رہے تھے، آقا نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے چچازاد بھائی نے آ کر کہا خدا بنی قیلہ کو غارت کرے سب کے سب قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے، یہ لوگ اس کو نبی سمجھتے ہیں، سلمان کے کانوں تک اس خبر کا پہنچنا تھا کہ یارائے ضبط باقی نہ رہا، صبر وشکیب کا دامن چھوٹ گیا، بدن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سنسناہٹ پیدا ہوگئی اور قریب تھا کہ کھجور کے درخت پر سے فرش زمین پر آ جائیں، اسی مدہوشی میں جلد از جلد درخت سے نیچے اترے اور بدحواسی میں بے تحاشا پوچھنے لگے: تم کیا کہتے ہو، آقا نے اس سوال پر گھونسہ مار کر ڈانٹا کہ تم کو اس سے کیا غرض۔ تم اپنا کام کرو، اس وقت سلمان خاموش ہو گئے۔ لیکن اب صبر کسے تھا کھانے کی کچھ چیزیں پاس تھیں۔ ان کو لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں اور کچھ غریب الدیار اور اہل حاجت آپ کے ساتھ ہیں۔ میرے پاس یہ چیزیں صدقہ کے لیے رکھی تھیں۔ آپ لوگوں سے زیادہ ان کا کون مستحق ہوسکتا ہے۔ اس کو قبول فرمائیے۔ آپ ﷺ نے دوسرے لوگوں کو کھانے کا حکم دیا، مگر خود نوش نہ فرمایا۔ اس طرح سلمان رضی اللہ عنہ کو نبوت کی ایک علامت کا مشاہدہ ہوگیا کہ نبی صدقہ قبول نہیں کرتا۔ دوسرے دن پھر ہدیہ لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کل آپ نے صدقہ کی چیزیں نوش نہیں فرمائی تھیں آج یہ ہدیہ قبول فرمائیے۔ آپ نے قبول فرمایا خود بھی نوش کیا اور دوسروں کو بھی دیا۔ اس طرح دوسری نشانی یعنی مہر نبوت کی بھی زیارت کی اور باچشم پرنم آپ کی طرف بوسہ دینے کو جھکے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سامنے آؤ۔ وہ سامنے آئے اور اپنی ساری سرگزشت سنائی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے یہ دلچسپ داستان تمام اصحاب کو سنوائی۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ جب اپنا گوہر مقصود پا چکے تو اس دولت کو اپنے دل کے خزانے میں رکھ کر آقا کے گھر واپس آئے۔ اتنے مرحلوں کے بعد وہ دین سے ہم آغوش ہوئے۔

غلامی کی مشغولیت کے باعث فرائض مذہبی ادا نہ کر سکتے تھے۔ اسی وجہ سے غزوۂ بدر و احد میں شریک نہ ہوسکے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنے آقا کو معاوضہ دے کر آزادی حاصل کرلو۔ تین سو کھجور کے درخت اور چالیس اوقیہ سونے پر معاملہ طے ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے عام مسلمانوں سے سفارش فرمائی کہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ سب نے حسب حیثیت کھجور کے درخت دیئے اس طریقہ سے تین سو درخت ان کو مل گئے اور آنحضرت ﷺ کی مدد سے ان کو بٹھایا، اور زمین وغیرہ ہموار کر کے ایک شرط پوری کردی۔ اب سونے کی ادائیگی باقی رہ گئی اس کا سامان خدا نے کر دیا۔ آنحضرت ﷺ کو کسی غزوہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مرغی کے بیضہ کے برابر سونا مل گیا۔ آپ نے سلمان کو دے دیا۔ یہ وزن میں ٹھیک چالیس اوقیہ تھا۔ اس سے گلو خلاصی حاصل کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے۔

غلامی سے آزادی کے بعد مسلمانوں کے ساتھ مستقل اقامت اختیار کی۔ اس وقت بالکل غریب الدیار تھے۔ کوئی شناسا نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکی مہاجرین کی طرح ان کی ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مواخاۃ کرادی۔ [1]

جنت کی خواہش

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ اِلَى ثَلٰثَةٍ عَلِيٌّ وَعَمَّارٌ وَسَلْمَانُ)) [2]

''جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے علی، عمار اور سلمان رضی اللہ عنہم اور یہ بہترین بدلہ ہے۔''

مدائن کے گورنر کی حالت

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر تھے، ان دنوں بنو تیم قبیلے کا ایک آدمی مدائن آیا، اپنے ساتھ تجارت کے غرض سے یا کسی دوسرے مقصد سے انجیر کا ایک ڈھیر لایا تھا۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس وقت چوغہ زیب تن کیے کہیں جارہے تھے کہ اس نے دیکھا اور سمجھا کہ شاید کوئی قلی ہے، ان کو بلا کر کہنے لگا: ''ادھر آؤ اور انجیر کا یہ گٹھا اٹھاؤ'' سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے وہ گٹھا اٹھالیا۔ دوسرے لوگوں نے آپ کو دیکھا تو اس شخص کو سمجھانے لگے کہ:

ارے! یہ تو مدائن کے گورنر ہیں۔

اب وہ آدمی پریشان ہوگیا اور کہنے لگا کہ:

مجھے معاف کردیجیے! گستاخی ہوگئی، میں آپ کو جانتا نہیں تھا۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

[1] مسند احمد: ۲۳۷۱۲، بخاری: ۳۹۴۶، ۳۹۴۷، اسد الغابة: ۲/ ۵۱۰، الصحیحة: ۸۹٤ یہ داستان اسلام سیر الصحابہ سے ماخوذ ہے۔

[2] صحیح الجامع للالبانی: ۱۵۹۸، أصحاب الرسول، لابی عمار محمود المصری: ۱/ ۲۲۸، ۲۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب میں یہ سامان اس وقت تک نیچے نہیں اتاروں گا جب تک تجھے تیری منزل مقصود تک نہ پہنچا دوں۔ لہٰذا میں تیرے گھر پہنچنے سے پہلے اسے نیچے نہیں رکھوں گا۔ [1]

چار آدمیوں سے علم حاصل کرو

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جو خود بھی بہت بڑے عالم اور صاحب کمال صحابی تھے ان کے کمال علم کے معترف تھے، چنانچہ ایک مرتبہ اپنے ایک شاگرد سے کہا چار آدمیوں سے علم حاصل کرنا ان میں ایک سلمان رضی اللہ عنہ کا نام بھی تھا۔ ابن سعد: ٤/ ٦٤۔

سلمان فارسی کے زریں اقوال

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے بہت سے حکیمانہ جملے اور زریں اقوال کتب احادیث میں منقول ہیں۔ ان میں سے چند جواہر ریزے ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

۱...... ایک مرتبہ دجلہ کے کنارے جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک شاگرد بھی ساتھ تھا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ گھوڑے کو پانی پلا لاؤ۔ اس نے حکم کی تعمیل کی آپ نے فرمایا خوب اچھی طرح پلاؤ۔ جب وہ سیراب ہوگیا تو شاگرد سے مخاطب ہو کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ اس میں سے جتنا بھی خرچ کیا جائے گھٹتا نہیں۔ چاہیے کہ علم نافع طلب کرو۔ آپ نے فرمایا کہ علم بہت ہے اور عمر تھوڑی، تو بقدر علم دین اسے حاصل کرلو اور ساری دنیا کے علوم کے پیچھے نہ پڑو۔

۲...... مومن کی مثال ایک مریض کی ہے اور اس کے پاس طبیب موجود ہے جو مرض اور اس کے علاج سے بخوبی واقف ہے۔ مریض کو جب کوئی ایسی چیز کی خواہش ہوتی ہے جو اس کے لیے مضر ہوتی ہے تو وہ اس کو روکتا ہے، اسی طرح وہ برابر اس کی دیکھ بھال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ بالکل تندرست ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مومن کی خواہشات بھی بہت ہوتی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کو بری اور مضر خواہشات سے بچاتا رہتا ہے، تا آنکہ اسے موت آجاتی ہے اور وہ جنت کی تمام نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اگر وہ پہلے باز نہ رکھا گیا ہوتا تو اس کو یہ نعمتیں کیسے

---

[1] الطبقات الکبریٰ: ٤/ ٦٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتیں۔

۳......ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ان کو لکھا کہ آپ ارض مقدس (غالباً بیت المقدس) میں چلے آیئے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب میں لکھا کہ کوئی زمین انسان کو مقدس نہیں بناتی خود اس کا عمل مقدس اور متبرک بناتا ہے۔ پھر آپ نے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کسی جگہ کے قاضی بنادیئے گئے ہو تو اگر تمہارے فیصلوں سے لوگوں میں انصاف ہو تو بہت اچھا ہے اور اگر تم مصنوعی قاضی ہو تو پھر ایسا نہ ہو کہ اپنے فیصلوں سے تمہیں دوزخ میں جانا پڑے۔ یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد ابودرداء رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہو گیا کہ جب دو آدمیوں میں فیصلہ کرتے اور فریقین واپس جانے لگتے تو ان کی طرف ایک نظر ڈالتے اور ان سے فرماتے کہ واقعی میں مصنوعی قاضی ہوں، واپس آؤ اور پھر مجھ سے اپنا مقدمہ بیان کرو شاید فیصلہ میں غلطی ہو گئی ہو۔

۴......فرماتے ہیں کہ مجھے تین آدمیوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے:

ایک وہ جو دنیا کی طلب میں پڑا ہوا ہے اور موت اسے طلب کر رہی ہے

دوسرا وہ جو موت سے غافل ہے حالانکہ موت اس سے غافل نہیں ہے

تیسرا وہ جو قہقہے مار کر ہنستا ہے اور نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے یا ناراض۔

۵......فرمایا تین چیزیں مجھے اس قدر غمگین کرتی ہیں کہ میں رو دیتا ہوں۔

ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی جدائی

دوسری عذاب قبر

تیسری قیامت کا خطرہ۔

۶......آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے نصیحت کی خواہش ظاہر کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بولو نہیں۔ اس نے کہا کہ لوگوں میں رہ کر یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ اگر بولو تو صحیح اور مناسب بات کہو۔ اس نے کہا کہ کچھ اور ارشاد ہو۔ فرمایا کہ غصہ نہ کرو۔ اس نے کہا کہ میں غصہ میں قابو سے باہر ہو جاتا ہوں، فرمایا کہ اپنے ہاتھ اور زبان کو قابو میں رکھو۔ اس نے کہا کچھ اور ارشاد فرمایئے، فرمایا کہ لوگوں سے ملو جلو نہیں۔ اس نے کہا یہ کیسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممکن ہے کہ لوگوں سے ملا جلا نہ جائے۔ آپ نے فرمایا اگر ملتے جلتے ہو تو پھر بات میں سچائی سے کام لو اور امانت ادا کر دیا کرو۔ ❶

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دو آدمی ایک علاقہ سے گزرے، وہاں ایک بت تھا، وہ قوم کسی راہ گیروں کو وہاں سے گزرنے نہ دیتی جب تک وہ ان کے بت پر چڑھاوا نہ چڑھاتا، ان دونوں کو چڑھاوے کا کہا، ایک نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں، انہوں نے کہا: ایک مکھی ہی چڑھادے، اس نے فوراً مکھی چڑھا دی۔ غیر اللہ کی نیاز دینے سے دوزخی بن گیا...... دوسرے نے غیر اللہ کے چڑھاوے سے انکار کر دیا، انہوں نے اس کو شہید کر دیا وہ جنتی بن گیا۔ ❷

تکلف مت کرو

حضرت شقیق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِيْ عَلٰى سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ فَقَرَّبَ إِلَيْنَا خُبْزًا وَمِلْحًا فَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا عَنِ التَّكَلُّفِ لَتَكَلَّفْتُ لَكُمْ، فَقَالَ صَاحِبِيْ لَوْكَانَ فِيْ مِلْحِنَا سَعْتَرٌ، فَبَعَثَ بِمِطْهَرَتِهٖ إِلَى الْبَقَّالِ فَرَهَنَهَا فَجَاءَ بِسَعْتَرَ فَأَلْقَاهُ فِيْهِ فَلَمَّا أَكَلْنَا قَالَ صَاحِبِى اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا، فَقَالَ سَلْمَانُ لَوْ قَنِعْتَ بِمَا رُزِقْتَ لَمْ تَكُنْ مِطْهَرَتِيْ مَرْهُوْنَةً عِنْدَ الْبَقَّالِ۔ ❸

''میں اور میرا ساتھی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے ہمارے سامنے کھانے کے لیے نمک اور روٹی پیش کی، اور فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ

---

❶ صفة الصفوة: ١/ ٢٠٧، ٢٠٩، ٢٠٩۔ ❷ حلية الاولياء لابی نعيم اصفهانی: ١/ ٢٠٣؛ الزهد، لامام احمد بن حنبل، ص: ١٥ موقوف۔

❸ مستدرك حاكم: ٤/ ١٣٦، ٧١٤٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے تکلف سے منع نہ کیا ہوتا تو میں تمہارے سامنے پُرتکلف کھانا پیش کرتا، میرا ساتھی کہنے لگا: اگر نمک کیساتھ پودینہ بھی ہوتا تو کیا بات تھی! تو انہوں نے سبزی فروش کے پاس اپنا وضو والا برتن گروی رکھوا کر پودینہ منگوایا اور نمک میں ملا دیا (چٹنی بن گئی) کھانا کھا کر میرا ساتھی کہنے لگا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں عطا کردہ رزق پر قناعت کرنے والا بنایا، تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اگر تو اللہ کے عطا کردہ رزق پر قناعت کرتا تو میرا وضو والا برتن سبزی فروش کے ہاں گروی نہ ہوتا۔"

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ناراضگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے ابوبکر! اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا تو اپنے رب کو ناراض کر دیا۔" [1]

تمہیں کس چیز نے گریہ زاری پر مجبور کیا ہے؟

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

سیدنا سلمان بیمار تھے، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے گئے تو انہیں روتے اور گریہ زاری کرتے پایا، پس سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

"اے میرے بھائی! تمہیں کس چیز نے گریہ زاری پر مجبور کیا ہے؟"

کیا آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے نہیں ہیں؟ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "میں اس وجہ سے نہیں رو رہا۔ میں دنیا کے لیے نہیں رو رہا اور نہ ہی آخرت سے نفرت میرے رونے کا سبب ہے، میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے ایک وعدہ کیا تھا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میں اس وعدے کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو چکا ہوں۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آپ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وعدہ لیا تھا؟ سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وعدہ کے ساتھ ضمانت لی تھی کہ ہم میں سے ہر کسی کو دنیا میں سے اتنا لینا چاہیے، جتنا ایک مسافر کی ضرورت

---

[1] صحیح مسلم، الفضائل: ۱۷۰، ۲۵۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کافی ہوتا ہے، اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میں اس وعدے کی پاسداری نہیں کر سکا۔

اے سعد! تمہارے لیے یہ ہے کہ جب تم حاکم بنو تو اللہ سے ڈرتے ہوئے فیصلہ کرو اور جب قاسم بنو تو تقسیم کرتے وقت عدل کا دامن مت چھوڑ د، اور جب تمہیں کوئی ذمہ داری سونپی جائے تو اسے پوری توجہ سے ادا کرو۔

سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''میں نے سنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت صرف چوبیس درہم ترکہ میں چھوڑے۔'' [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِی ذِئْبٍ، عَنْ سَعِیدٍ الْمَقْبُرِیِّ، قَالَ أَخْبَرَنِی أَبِی، عَنِ ابْنِ وَدِیعَةَ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ، قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((لَا یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَیَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَیَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ یَمَسُّ مِنْ طِیبِ بَیْتِهِ، ثُمَّ یَخْرُجُ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ، ثُمَّ یُصَلِّی مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ یُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى)) [2]

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن ابی ذئب نے سعید مقبری سے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد ابوسعید مقبری نے عبداللہ بن ودیعہ سے خبر دی، ان سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور خوب اچھی طرح سے پاکی حاصل کرے اور تیل استعمال کرے یا گھر میں جو خوشبو میسر ہو استعمال کرے پھر نماز جمعہ کے لیے نکلے اور مسجد میں پہنچ کر دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسے، پھر جتنی ہو سکے نفل نماز پڑھے اور جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش سنتا رہے تو اس کے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

[1] صحیح سنن ابن ماجه، أبواب الزهد، باب الزهد فی الدنیا: ٤١٠٤؛ الحلیة: ١/ ٢۔
[2] بخاری، الجمعة: ٨٨٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سفیان بن ابی زہیر ازدی رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت سفیان بن ابی زہیر ازدی رضی اللہ عنہ

ان کا تعلق ازدشنوۃ سے تھا۔ باپ کا نام القرد تھا۔ صحابی ہیں مدینہ والوں میں شمار ہوئے ہیں۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، يَقُولُ: ((تُفْتَحُ الْيَمَنُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ، فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، وَتُفْتَحُ الشَّامُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ، فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ، فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ)) [2]

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اور ان سے سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ''یمن فتح ہوگا تو لوگ اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور ان کو

---

[1] اسد الغابة: ۲/ ۴۹۵۔

[2] بخاری، فضائل المدینه: ۱۸۷۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوان کی بات مان جائیں گے سوار کر کے مدینہ سے (واپس یمن کو) لے جائیں گے، کاش انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لیے بہتر تھا اور عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو تیز دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جوان کی بات مانیں گے اپنے ساتھ (عراق واپس) لے جائیں گے، کاش! انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لیے بہتر تھا۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سلیمان بن صرد خزاعی رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت سلیمان بن صرد خزاعی رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابو مطرف ہے، صحابی ہیں۔ فتح مکہ سے پہلے مشرف باسلام ہوئے، جاہلی نام یسار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر سلیمان رکھا، آپ نے ۱۵ احادیث روایت کی ہیں، جنگ جمل اور صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے سپہ سالاروں میں شامل رہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی، پھر حضرت حسین سے خط و کتابت کی اور ان کے جانشین رہے، ان کے خون کا بدلہ لینے کے لیے لشکر کشی تھی، اور عبید اللہ بن زیاد کے قتل کا مطالبہ کیا۔ پانچ ہزار لڑاکے مجاہد ان کے ساتھ تھے انہیں توابین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ طرفین میں جنگ ہوئی عین الوردہ مقام پر سلیمان شہید ہوئے۔ یہ سن ۶۵ ہجری کا واقعہ ہے۔ [1]

[1] اسد الغابۃ: ۲/ ۵۴۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

صاحب کردار شخص

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کوفہ میں رہتے تھے، خزیمہ کے محلہ میں مکان تھا، اعزاز و شرف میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے: كان له سن عاليه وشرف وقدر وكلمة في قومه یعنی وہ سن رسیدہ صاحب مرتبہ و شرف اور اپنی قوم میں با اثر تھے نیکی، فضل و کمال اور عبادت و ریاضت میں بھی بلند مرتبہ تھے۔ [1]

جنگ صفین میں کردار

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پرجوش حامیوں میں تھے، جنگ صفین میں انہوں نے بڑے کارنامے دکھائے، شامی فوج کے مشہور بہادر حوشب ذی ظلیم کو ان ہی نے مارا تھا، اس جنگ میں سلیمان بہت زخمی ہوئے لیکن کوئی زخم پشت پر نہ تھا، سب وار سینہ پر تھے، صلح نامہ کی کتابت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: امیر المومنین اگر اس وقت کوئی مددگار ہوتا تو ہم ہرگز یہ معاہدہ منظور نہ کرتے۔ [2]

محب اہل بیت

جب کوفہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے حامیوں کی جماعت بنی تو اس کے ایک سرگرم ممبر سلیمان تھے، ان کا گھر حامیان حسین کا مرکز تھا، یہیں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بلانے کے خطوط جاتے تھے۔ لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو سلیمان ان کی کوئی مدد نہ کر سکے، اور کربلا کا واقعہ پیش آ گیا، اس واقعہ پر ان لوگوں کو سخت قلق ہوا، جو آپ کی کوئی مدد نہ کر سکے تھے، چنانچہ سلیمان بن صرد اور ان کے دوسرے ساتھی مسیب بن نخبہ بہت نادم اور شرمسار ہوئے، اور انہوں نے طے کیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ

---

[1] الاستیعاب: ۲/ ۶۵۰۔ [2] اخبار الطوال، ص: ۱۹۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خون کا انتقام لے کر گزشتہ فروگزاشت کی تلافی کرنی چاہیے، چنانچہ سلیمان چار ہزار آدمیوں کو لے کر خون حسین کے انتقام کے لیے نکلے، یہ جماعت ''توابین'' کہلاتی تھی، اس جماعت نے پہلا پڑاؤ ربیع الاول ۶۱ھ میں مقام نخیلہ میں کیا یہاں سے قرقیسیا کے قریب عین الوردہ پہنچے، عین الوردہ میں شامی لشکر کا مقابلہ ہوا، سلیمان نہایت بہادری سے لڑے اور حصین بن نمیر تمامی کے ہاتھوں مارے گئے، فرش زمین پر گرتے وقت یہ الفاظ زبان پر تھے، فزت برب الكعبة! فزت برب الكعبة! رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوا، رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوا، اس طرح ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے انتقام میں جان دے کر گزشتہ غلطی کی تلافی کی، مقتول ہونے کے وقت ۹۳ سال کی عمر تھی۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ، قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ، فَأَحَدُهُمَا احْمَرَّ وَجْهُهُ، وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ فَقَالُوا لَهُ إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ تَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَقَالَ وَهَلْ بِي جُنُونٌ. [2]

ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور (قریب ہی) دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کر رہے تھے کہ ایک شخص کا منہ سرخ ہو گیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص

[1] اخبار الطوال، ص: ۱۹۸؛ الاستیعاب: ۲/ ۶۵۰۔

[2] بخاری، بدء الخلق: ۳۲۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے پڑھ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان سے۔'' لوگوں نے اس پر اس سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: ''تمہیں شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔'' اس نے کہا: کیا میں کوئی دیوانہ ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ

ان کا نام سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی ہے اور اکثر نسبت دادا کی طرف کی جاتی ہے، ان کی کنیت ابوسفیان ہے۔ یہ وہی سراقہ ہیں جو انعام کے لالچ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے گھر سے نکلے تھے مگر خود گھائل ہو کر پلٹے اور اسلام قبول کر لیا (ان کے بارے یہ قول کہ آپ نے فرمایا تھا سراقہ تیرا کیا ہو گا جب تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے وہ قصہ مستند اور درست نہیں) انہیں اہل مدینہ میں شمار کیا جاتا ہے جب کہ یہ مکہ کے رہائشی تھے۔ [1]

---

[1] اسد الغابة: ۲/ ٤١٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

قاتل خود پناہ مانگنے لگا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دورانِ ہجرت ہم نے سفر شروع کیا۔ کافر ہماری گرفتاری کے لیے برابر پیچھے لگے ہوئے تھے لیکن کوئی ہم تک نہ پہنچ سکا۔ سراقہ بن مالک بن جعشم گھوڑے پر سوار ہمارے قریب پہنچا تو میں نے گھبرا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تلاش کرنے والے ہم تک آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ [1]

"غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

جب سراقہ واپس اپنی قوم کے پاس پہنچا تو ان سے کہا: میں اس طرف مکمل چھان بین کر آیا ہوں۔ تمہیں ادھر جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ [2]

اللہ کی قدرت کا کرشمہ دیکھیے یہ شخص دن کے آغاز میں پوری سرگرمی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کی دھن میں لگا ہوا تھا لیکن دن ڈھلتے ڈھلتے اس کی ایسی کایا پلٹ گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محافظ بن گیا، شکار کرنے آیا تھا مگر خود شکار ہو گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ امان نامہ حضرت سراقہ کے پاس محفوظ رہا حتیٰ کہ جب آپ غزوہ حنین اور طائف سے واپس تشریف لائے تو انہوں نے یہ امان نامہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا:

((يَوْمُ وَفَاءٍ وَّبِرٍّ)) [3]

---

[1] صحيح البخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب المهاجرين وفضلهم: ٣٦٥٢۔ [2] صحيح البخاری، المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام: ٣٦١٥۔ [3] صحيح البخاری، مناقب الانصار، باب هجرة النبی ﷺ واصحابه الى المدينة: ٣٩١١؛ السيرة النبوية لابن هشام: ٢/ ١٥٤ ابن اسحاق کی یہ روایت حسن سند کے ساتھ ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ ایفائے عہد اور وفا شعاری کا دن ہے۔"

حضرت سراقہ اس دن مسلمان ہو گئے۔

کسریٰ کے کنگن

حافظ ابن حجر اور ابن عبدالبر نے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سراقہ سے فرمایا تھا:

كَيْفَ بِكَ إِذَا لُبِسْتَ سِوَارَيْ كِسْرىٰ.

"اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب تمہیں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے؟"

پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس (فتح ایران کے بعد) کسریٰ کے کنگن، پیٹی اور تاج لائے گئے تو انہوں نے حضرت سراقہ کو بلایا اور انہیں وہ کنگن پہنائے۔ حضرت سراقہ گھنے بالوں والے تھے، بازوؤں پر بھی گھنے بال تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: ہاتھ اونچے کرو۔ پھر باآواز بلند فرمایا: اللہ اکبر! تعریف اس اللہ کی جس نے یہ کنگن شاہِ کسریٰ کے ہاتھوں سے اتارے، جو اپنے آپ کو لوگوں کا رب کہتا تھا اور بنو مدلج کے اعرابی سراقہ بن مالک بن جعشم کو پہنا دیے۔ [1]

نمونہ

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلِجِيُّ، وَهُوَ ابْنُ أَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ يَقُولُ جَاءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبِي بَكْرٍ، دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ

---

[1] ألإصابة: ٢/ ١٩ اس کی سند کے رجال ثقہ ہیں لیکن یہ دونوں طرف سے منقطع ہے، چنانچہ یہ روایت صحیح نہیں، مزید دیکھیے ألاستيعاب لابن عبدالبر: ٢/ ١٢٠ اس کی سند کے رجال ثقہ ہیں لیکن یہ دونوں طرف سے منقطع ہے، چنانچہ یہ روایت بھی صحیح نہیں، اور دیکھیے، رسالة الهجرة للدكتور سليمان السعود، ص: ١٨٠، یہ بھی ابن حجر ہی کی سند سے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْهُمَا، مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ، فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ، أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ، فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ، أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ، قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ، فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِهِمْ، وَلَكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا، انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا، ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً، ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي، وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ، فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ رُمْحِي، فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ، فَحَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ، وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ، حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا، فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي، حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ، فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي، فَخَرَرْتُ عَنْهَا، فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى كِنَانَتِي، فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَرَكِبْتُ فَرَسِي، وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ، تُقَرِّبُ بِي حَتَّى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكْثِرُ الِالْتِفَاتَ، سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الْأَرْضِ، حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ، فَخَرَرْتُ عَنْهَا، ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ، فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا، فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً، إِذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ، فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَنَادَيْتُهُمْ بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوا، فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جِئْتُهُمْ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ، أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَةَ، وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ، وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ، فَلَمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَرْزَآنِي وَلَمْ يَسْأَلَانِي، إِلَّا أَنْ قَالَ أَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابَ أَمْنٍ، فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدِيمٍ، ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. [1]

''ابن شہاب نے بیان کیا اور مجھے عبدالرحمٰن بن مالک مدلجی نے خبر دی، وہ سراقہ بن مالک بن جعشم کے بھتیجے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں خبر دی اور انہوں نے سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے اور یہ پیش کش کی کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اگر کوئی شخص قتل کر دے یا قید کر لائے تو اسے ہر ایک کے بدلے میں ایک سو اونٹ دیئے جائیں گے۔ میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کا ایک آدمی سامنے آیا اور ہمارے قریب کھڑا ہو گیا۔ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا: سراقہ! ساحل پر میں ابھی چند سائے دیکھ کر آ رہا ہوں، میرا خیال ہے کہ وہ محمد اور ان کے ساتھی ہی ہیں۔ سراقہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سمجھ گیا اس کا خیال صحیح ہے لیکن میں نے اس سے کہا کہ وہ لوگ نہیں ہیں میں نے فلاں فلاں آدمی کو دیکھا ہے ہمارے سامنے سے اسی طرف گئے ہیں۔ اس کے بعد میں مجلس میں تھوڑی دیر اور بیٹھا رہا اور پھر اٹھتے ہی گھر گیا اور لونڈی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو لے کر ٹیلے کے پیچھے چلی جائے اور وہیں میرا انتظار کرے، اس کے بعد میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور گھر کی پشت کی طرف سے باہر نکل آیا میں نیزے کی نوک سے زمین پر لکیر کھینچتا ہوا چلا گیا اور اوپر کے حصے کو چھپائے ہوئے تھا۔ (سراقہ یہ سب کچھ اس لیے کر رہا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو ورنہ وہ بھی میرے انعام میں شریک ہو جائے گا) میں گھوڑے کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور صبا رفتاری کے ساتھ اسے لے چلا، جتنی جلدی کے ساتھ بھی میرے لیے ممکن تھا، آخر میں نے ان کو پا ہی لیا۔ اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مجھے زمین پر گرا دیا۔ لیکن میں کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا اس میں سے تیر نکال کر میں نے فال نکالی کہ آیا میں انہیں

[1] بخاری، مناقب الانصار: ۳۹۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں۔ فال وہ نکلی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن میں دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کے فال کی پروا نہیں کی۔ پھر میرا گھوڑا مجھے تیزی کے ساتھ دوڑائے لیے جا رہا تھا۔ آخر جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف کوئی توجہ نہیں کر رہے تھے لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار مڑ کر دیکھتے تھے، تو میرے گھوڑے کے آگے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے جب وہ ٹخنوں تک دھنس گیا تو میں اس کے اوپر گر پڑا اور اسے اٹھنے کے لیے ڈانٹا میں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے پاؤں زمین سے نہیں نکال سکا۔ بڑی مشکل سے جب اس نے پوری طرح کھڑے ہونے کی کوشش کی تو اس کے آگے کے پاؤں سے منتشر سا غبار اٹھ کر دھوئیں کی طرح آسمان کی طرف چڑھنے لگا۔ میں نے تیروں سے فال نکالی لیکن اس مرتبہ بھی وہی فال آئی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ اس وقت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امان کے لیے پکارا۔ میری آواز پر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا۔ ان تک برے ارادے کے ساتھ پہنچنے سے جس طرح مجھے روک دیا گیا تھا، اسی سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت غالب آکر رہے گی۔ اس لیے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کے مارنے کے لیے سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کیا ہے۔ پھر میں نے آپ کو قریش کے ارادوں کی اطلاع دی۔ میں نے ان حضرات کی خدمت میں کچھ توشہ اور سامان پیش کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں فرمایا، مجھ سے کسی اور چیز کا بھی مطالبہ نہیں کیا صرف اتنا کہا: ''ہمارے متعلق راز داری سے کام لینا۔'' لیکن میں نے عرض کیا کہ آپ میرے لیے ایک امن کی تحریر لکھ دیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے چمڑے کے ایک رقعہ پر تحریر امن لکھ دی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ

خزرج قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ابو محمد آپ کی کنیت تھی۔ انصاری صحابی ہیں۔ ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ نافع بن جبیر اور عروہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ متعدد احادیث کے راوی ہیں۔ مدینہ میں مصعب بن زبیر کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، قَالَ يَقُومُ الإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ، وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ، وُجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ، فَيُصَلِّي بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَقُومُونَ فَيَرْكَعُونَ لأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ، ثُمَّ يَذْهَبُ هَؤُلاَءِ إِلَى مَقَامِ أُولَئِكَ، فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً، فَلَهُ ثِنْتَانِ، ثُمَّ يَرْكَعُونَ وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ يَحْيَى، سَمِعَ الْقَاسِمَ، أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلٍ حَدَّثَهُ قَوْلَهُ، تَابَعَهُ اللَّيْثُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَهُ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي

---

[1] اسدالغابۃ: ۲/ ۵۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَزْوَةِ بَنِی أَنْمَارٍ۔ 1

''ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے ان سے قاسم بن محمد نے ان سے صالح بن خوات نے ان سے سہل بن ابی حثمہ نے بیان کیا کہ (نماز خوف میں) امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ نماز میں شریک ہو گی۔ اس دوران میں مسلمانوں کی دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر کھڑی ہو گی۔ انہیں کی طرف منہ کیے ہوئے۔ امام اپنے ساتھ والی جماعت کو پہلے ایک رکعت نماز پڑھائے گا (ایک رکعت پڑھنے کے بعد پھر) یہ جماعت کھڑی ہو جائے گی اور خود (امام کے بغیر) اسی جگہ ایک رکوع اور دو سجدے کر کے دشمن کے مقابلہ پر جا کر کھڑی ہو جائے گی۔ جہاں دوسری جماعت پہلے سے موجود تھی۔ اس کے بعد امام دوسری جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائے گا۔ اس طرح امام کی دو رکعتیں پوری ہو جائیں گی اور یہ دوسری جماعت ایک رکوع اور دو سجدے خود کرے گی۔''

1 بخاري، المغازي: ٤١٣١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ

تعارف سعید بن زید رضی اللہ عنہ

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ابتداء میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی ہیں فاطمہ بنت خطاب ان ہی کے نکاح میں تھیں، غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شام بھیجا تھا، البتہ مال غنیمت میں شریک ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے۔ یرموک اور دمشق کی فتح میں شریک ہوئے تھے۔ ۴۸ احادیث کے راوی ہیں۔ جن میں سے دو متفق علیہ ہیں۔ ۷۳ سال کی عمر میں عقیق مقام پر وفات پائی اور مدینہ میں دفن ہوئے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا تھا۔ [1]

---

[1] الاستیعاب: ۲/ ۶۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

اللہ کے لیے اذیتوں کو برداشت کرنے والے

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَاَنَّ عُمَرَ لَمُوْثِقِيَّ عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمَ عُمَرُ، وَلَوْأَنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِيْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوْقًا أَنْ يَّرْفَضَّ. [1]

''اللہ کی قسم! مجھے وہ وقت یاد ہے جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے، مجھے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے باندھ رکھا تھا۔ تم لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اگر اس کی وجہ سے احد (کا پہاڑ) اپنی جگہ سے ہٹ جاتا تو یہ اس کا مستحق تھا کہ ہٹ جائے۔

سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنتی ہیں

ایک دن سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے سنا کہ ایک شخص اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ فرمانے لگے:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس بات کو میرے کانوں نے سنا اور میرے دل و دماغ میں ثبت ہو گئی، میں جھوٹا راوی نہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹی بات بیان کروں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دس لوگ جنت میں ہیں۔ ابوبکر جنت میں، عمر جنت میں، عثمان جنت میں، علی جنت میں، طلحہ جنت میں، زبیر جنت میں، عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں، سعد بن ابی وقاص جنت میں، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم جنت میں۔'' اور اگر تم چاہو تو میں دسویں کا نام بھی

[1] صحيح البخاري: ٣٨٦٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے دوں۔"

لوگ ان کے پیچھے پڑ گئے، ان کو اللہ کا واسطہ دے کر کہنے لگے: اے صحابیٔ رسول! بتائیں وہ دسویں شخصیت کون سی ہے؟ تو سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: تم لوگ مجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتے ہو تو اللہ کی قسم! دسواں میں ہوں۔ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی شخص نے کسی جنگ میں حصہ لیا یا حاضر ہوا اور اس کا چہرہ غبار آلود ہو گیا تو اس کا یہ عمل تمہارے ایک شخص کی ساری زندگی سے افضل ہے خواہ اس کی عمر سیدنا نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر ہو۔ ❶

وہ مستجاب الدعوات تھے

اَروٰی نامی ایک عورت نے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر مروان بن الحکم الاموی کی عدالت میں جھوٹا دعویٰ کر دیا کہ انہوں نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ عدالت میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنا کر فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَعَمِّ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِيْ أَرْضِهَا)) ❷

"اے میرے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے اور اسے اس کی زمین میں ہلاک کر۔"

راویٔ حدیث (عروہ) کہتے ہیں کہ وہ عورت مرنے سے پہلے اندھی ہو گئی اور پھر وہ ایک دن اپنی زمین پر چل رہی تھی کہ ایک گڑھے (کنویں) میں گر کر مر گئی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق رائے

سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَمَشْهَدُ شَهِدَهُ رَجُلٌ يَغْبَرُّ فِيْهِ وَجْهُهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوْحٍ علیہ السلام. ❸

"اللہ کی قسم! جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی معرکے میں حاضر رہا ہے

---

❶ سنن أبی داود: ٤٦٥٠۔ ❷ صحیح مسلم: ١٣٩، ١٦١٠۔

❸ مسند احمد: ١٦٢٩ وابو داود: ٤٦٥٠ صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسکے چہرے پر غبار پڑا ہے وہ تمہارے تمام (نیک) اعمال سے افضل ہے اگر چہ تمہیں نوح علیہ السلام کی عمر بھی مل جائے۔"

سیدنا سعید رضی اللہ عنہ کے والد محترم کی چند باتیں

سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے والد زید بن عمرو بن نفیل توحید اور دین ابراہیمی پر تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی مبعوث ہونے سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:

"میں نے دیکھا، زید بن عمرو بن نفیل کعبہ سے پیٹھ لگائے کھڑے ہو کر یہ کہہ رہے تھے: اے قریشیو! اللہ کی قسم، میرے سوا تم میں سے کوئی بھی دینِ ابراہیم پر نہیں ہے۔ (اسماء رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:) وہ (زید) لڑکیوں کو زندہ درگور نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو قتل کرنا چاہتا تو یہ اس سے کہتے: اسے قتل نہ کر، اس کے تمام اخراجات میں اپنے ذمہ لیتا ہوں، پھر وہ اس لڑکی کو لے لیتے تھے۔ جب وہ بڑی عمر کی ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے: اگر تو چاہے تو تیری لڑکی تیرے حوالے کر دوں، ورنہ میں ہی اس کے سارے معاملات پورے کروں گا۔" [1]

زید بن عمرو کی قریش کو دعوت

زید بن عمرو بیت اللہ سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو جاتے اور قریش کو مخاطب کر کے کہتے: اے قریش کی جماعت! اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں زید بن عمرو کی جان ہے۔ آج اس روئے زمین پر میرے سوا کوئی بھی ابراہیم علیہ السلام کے دین پر نہیں ہے۔ اے قریش کی جماعت! خبردار! زنا سے بچ کے رہو۔

فَإِنَّهُ يُوْرِثُ الْفَقْرَ. [2]

"کیونکہ اس سے فقر ہی آتا ہے۔"

---

[1] صحيح البخاري: ٣٨٢٨۔

[2] اسدالغابة: ٢/ ٣٦٨؛ معرفة الصحابة، محقق: ٨/ ١٢٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زید بن عمرو اک موحد انسان تھے

پھر وہ ان کی غیر اللہ کے نام پر ذبح ہونے والی بکریوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس بکری یا بھیڑ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اس کے لیے آسمانوں سے پانی اتارا، زمین میں اس کے لیے گھاس پیدا کیا، پھر بھی تم اسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو؟ [1]

زید بن عمرو کی عظمت

چنانچہ مُوَحِّد جاہلیت زید بن عَمرو بن نُفَیل جو خالص ابراہیمی عقیدے کا متلاشی تھا اور دین حنیف کی پیروی میں بت پرستی سے بیزار تھا، وہ کہا کرتا تھا:

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ وَالَّذِيْ نَفْسُ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بِيَدِهٖ مَا اَصْبَحَ اَحَدٌ مِنْكُمْ عَلٰى دِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ غَيْرِيْ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَوْ اَنِّيْ اَعْلَمُ اَيُّ الْوُجُوْهِ اَحَبُّ اِلَيْكَ عَبَدْتُّكَ بِهٖ وَلٰكِنِّيْ لَا اَعْلَمُهٗ ثُمَّ يَسْجُدُ عَلٰى رَاحَتِهٖ. [2]

''اے قریشیو! زید کی جان کے مالک کی قسم ہے کہ تم میں سے اس وقت میرے علاوہ دین ابراہیم علیہ السلام پر کوئی بھی نہیں پھر کہتا کہ اے اللہ! اگر میں جانتا کہ کون سا طریقۂ عبادت تجھے زیادہ پسندیدہ ہے تو میں تیری بندگی کرتا، لیکن میں نہیں جانتا پھر اپنی ہتھیلی پر سجدہ کر لیتا۔''

اس کے بعد ابن اسحاق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر بن خطاب اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما کا زید بن عمرو کے لیے استغفار کا سوال پیش کیا۔ جس کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات میں دیا، اور فرمایا:

((اِنَّهٗ يُبْعَثُ اُمَّةً وَّحْدَهٗ)) [3]

''وہ اکیلا ہی ایک امت کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔''

معلوم ہوا کہ زید بن عَمرو بن نُفَیل ان لوگوں سے ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں نماز کا شوق

---

[1] صحيح بخاري: ٣٨٢٦۔ [2] سيرة ابن هشام: ١/ ٢٢٥۔

[3] المستدرك للحاكم: ٣/ ٤٩٧، ٥٨٥٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے تھے، لیکن نماز سے ناواقف ہونے کی وجہ سے حسرت زدہ تھے لیکن ایسے گئے گزرے دور میں بھی ایک حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا ثبوت ملتا ہے، کہ وہ نماز کی حقیقی صورت سے آشنا تھے اور اسلام لانے سے قبل ہی نماز پڑھتے تھے۔

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ)) (1)

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبدالملک نے، ان سے عمرو بن حریث نے اور ان سے سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کماۃ (یعنی کھمبی) بھی من کی قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کی دوا ہے۔''

(1) بخاری، التفسیر: ٤٤٧٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

سہل بن حنیف بن واہب، ابو سعد کنیت، انصاری اوسی ہیں۔ ہجرت سے قبل مشرف باسلام ہوئے، غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں شامل رہے۔ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نائب کی حیثیت سے کام کیا۔ متعدد احادیث کے راوی ہیں۔ ۳۸ھ میں کوفہ میں انتقال کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، چھ تکبیریں کہیں اور فرمایا کہ یہ اصحاب بدر میں تھے۔ [1]

[1] اسد الغابة: ۲/ ۵۷۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت وکردار

غزوات و واقعات

تمام غزوات میں شریک تھے۔ غزوہ احد میں جب آپ ﷺ چند صحابہ کے ساتھ میدان میں رہ گئے تھے یہ بھی ثابت قدم رہے۔ اسی دن موت پر بیعت کی تھی، رسول اللہ ﷺ کی طرف جو تیر آتے یہ ان کا جواب دیتے تھے۔ آپ ﷺ لوگوں سے فرماتے کہ ان کو تیر دو، یہ سہل ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تفاؤل کے طور پر کہتے کہ سہل ہے حزن نہیں۔ خلافت راشدہ میں سے امیر المومنین عمر فاروق کے عہد مبارک میں مدینہ کے امیر تھے، کوفہ سے امیر المومنین کا فرمان پہنچا کہ یہاں آجاؤ، چنانچہ مدینہ سے کوفہ چلے گئے۔ جنگ جمل کے بعد بصرہ کے والی بنائے گئے، جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے شرکت کی، اور لڑائی کے بعد کوفہ واپس چلے آئے۔ اسی زمانہ میں فارس کے امیر بنائے گئے، اہل فارس نے سرتابی کر کے خارج البلد کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بجائے زیاد بن ابیہ کو وہاں کا حاکم مقرر فرمایا۔ [1]

ایک دن نظر لگ گئی

نہایت خوبصورت اور پاکیزہ منظر تھے، بدن نہایت سڈول تھا، ایک غزوہ میں آپ کے ہمرکاب تھے، وہاں نہر جاری تھی، نہانے کے لیے گئے، کسی انصاری نے جسم دیکھ کر کہا، کیسا بدن پایا ہے؟ میں نے تو ایسا بدن کبھی نہیں دیکھا، حضرت سہل رضی اللہ عنہ کو غش آ گیا، اٹھا کر لائے گئے، بخار چڑھا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا کیا معاملہ ہے، لوگوں نے قصہ بیان کیا، فرمایا تعجب ہے لوگ اپنے بھائی کا جسم یا مال دیکھتے ہیں اور برکت کی دعا نہیں کرتے، اس لیے نظر لگتی ہے۔ [2]

---

[1] الاصابة: ٣/ ١٦٦؛ تهذيب التهذيب: ٤/ ٢٥١۔

[2] ابن ماجة: ٣٥٠٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ نہایت جری تھے

اختلاف سے دور رہتے تھے۔ صفین سے واپس آئے تو ابووائل نے کہا کہ کچھ خبر بیان کیجیے، فرمایا کیا بتاؤں؟ سخت مشکل ہے، ایک سوراخ بند کرتے ہیں تو دوسرا کھل جاتا ہے۔ نہایت شجاع اور جری تھے۔ لیکن لوگوں میں اس کے خلاف چرچا تھا، فرمایا یہ ان کی رائے کا قصور ہے، میں بزدل نہیں، ہم نے جس کام کے لیے تلوار اٹھائی اس کو ہمیشہ آسان کرلیا، یوم ابی جندل (حدیبیہ) میں لڑتا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف نہ ہوتا تو میں اس دن بھی آمادۂ پیکار ہو جاتا۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُالوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ فِي الخَوَارِجِ شَيْئًا؟ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ، وَأَهْوَى بِيَدِهِ قِبَلَ العِرَاقِ يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَءُونَ القُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ. [2]

''ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیادہ نے، کہا ہم سے سلمان شیبانی نے، کہا ہم سے یسیر بن عمرو نے بیان کیا کہ میں نے سہل بن حنیف (بدری صحابی) رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوارج کے سلسلے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اور آپ نے عراق کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: ''ادھر سے ایک جماعت نکلے گی یہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے باہر نکل جاتا ہے۔''

[1] طبقات ابن سعد: ۶/ ۸؛ صحیح بخاری: ۴۱۸۹۔
[2] بخاری، استتابة المرتدین: ۶۹۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

تعارف سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نویں اہلیہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔خیبر کے موقع پر ان کے خاوند اور باپ مارے گئے۔ سردار کی بیٹی تھیں چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اعزاز بخشا اور آزاد کر کے شادی کر لی۔حضرت صفیہ بنت حیی حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔ دو دفعہ بیوہ ہوئیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا تو عمر ۱۷ سال کی تھی۔سیدنا مسیب بیان کرتے ہیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی سونے کی بالیاں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو تحفہ میں دیں۔ [1]

---

[1] بخاري، الصلاة، باب ما يذكر في الفخذ: ٣٧١؛ صحيح مسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها: ١٣٦٥؛ طبقات ابن سعد: ٨/ ١٢٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ام المومنین بن گئی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ جب ہم نے زور وقوت سے خیبر پر قبضہ کرلیا اور قیدی ایک جگہ اکٹھے ہو گئے تو اس دوران حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! قیدیوں میں سے مجھے بھی ایک لونڈی عطا فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جاؤ ایک لونڈی لے لو۔'' اب دحیہ رضی اللہ عنہ نے حیی کی بیٹی صفیہ رضی اللہ عنہا کو پسند کرلیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی تعریف کرنے لگے اور کہنے لگے: قیدی عورتوں میں ہم نے اس جیسی کوئی عورت نہیں دیکھی۔ ایک شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا:

> اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے حیی کی بیٹی صفیہ، دحیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی، وہ تو بنوقریظہ کے سردار کی بیٹی ہے۔ بنونضیر کی چوہدرانی ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے لیے مناسب نہیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دحیہ اور صفیہ (رضی اللہ عنہا) کو بلاؤ۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو لایا گیا اور جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو دحیہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''قیدی عورتوں میں سے تم اس کے علاوہ کوئی اور لونڈی لے لو۔''

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان سے نکاح کرلیا۔ انہیں آزاد کرنا ہی ان کا حق مہر قرار دیا گیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کی کنگھی پٹی کی اور دولہن کا روپ دیا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس کے پاس زادِ راہ میں سے کوئی چیز بچی ہو لے آئے۔'' آپ ﷺ نے چمڑے کی ایک چادر زمین پر بچھا دی۔ کسی نے پنیر لا کر رکھ دیا اور کسی نے کھجوریں۔ ایک شخص گھی لے کر آیا۔ ان سب چیزوں کو ملا کر کھانے کے لیے عمدہ ڈش تیار کی گئی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ولیمہ تھا۔ 1

آزادی ہی ان کا حق مہر بن گیا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر قرار دیا۔ 2

آپ دہرا اجر پا گئے

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص اپنی کنیز کو آزاد کرتا ہے پھر اس سے شادی کر لیتا ہے تو اس کے لیے دوہرا اجر و ثواب ہے۔'' 3

آنکھوں پر نیل کیسے پڑا۔۔؟

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ حد درجہ رحم دل، شیریں کلام، اور خوش اخلاق تھے۔ آپ اپنے پاس بیٹھنے والوں کیساتھ بڑی شفقت سے گفتگو کرتے اور اسے یہ موقع دیتے کہ وہ کھل کر اپنے دلی جذبات کا اظہار کر سکے اب ذرا دیکھیے کہ رسول اللہ ﷺ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کس طرح محو گفتگو ہوتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی دونوں آنکھوں پر نیل پڑے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ کی دونوں آنکھوں پر نیل کیسے پڑا۔۔؟ انہوں نے کہا: میں نے اپنے خاوند سے کہا تھا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ چاند میری گود میں آگرا ہے تو اس نے مجھے تھپڑ رسید کر دیا اور غصے سے کہا: کیا تو یثرب کے بادشاہ کے خواب دیکھ رہی ہے۔۔؟ وہ کہتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس

---

1 مسلم: ۸۴، ۱۳۶۵؛ مسلم شرح نووی: ۹/ ۳۱۳، ۳۱۴۔

2 مسلم: ۸۵، ۱۳۶۵۔ 3 مسلم: ۸۶، ۱۳۶۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت انتہا درجے کا بغض تھا کیونکہ انہوں نے میرے والد اور میرے خاوند کو قتل کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مسلسل دلاسہ دیتے رہے اور فرمایا:

''صفیہ تیرے باپ نے میرے خلاف عربوں کو جمع کیا اور طرح طرح کی ریشہ دوانیاں کیں۔''

آپ کے اس ہمدردانہ اور شفقت بھرے سلوک کی وجہ سے میرا دل بالکل صاف ہو گیا۔ ❶

کیوں رو رہی ہو۔۔؟

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ صفیہ کو یہ بات پہنچی کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے تو وہ رو پڑیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیوں رو رہی ہو۔۔؟'' انہوں نے بتایا: مجھے حفصہ نے یہودی کی بیٹی کہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو نبی کی بیٹی ہے، تیرا چچا نبی تھا اور تو نبی کی بیوی ہے۔'' ❷

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے چھوٹے قد کا طعنہ دیا

ایک دفعہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے چھوٹے قد کا طعنہ دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند کیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ یہ کہا کہ آپ کے لیے ٹھگنی سی صفیہ ہی کافی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عائشہ! تو نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو وہ بھی کڑوا ہو جائے۔'' ❸

یہودن کے طعنے پر ناراضی

ایک دفعہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بھی ان کے بارے میں اسی قسم کے الفاظ

---

❶ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٥٣٧٣۔

❷ مسند امام احمد: ١٢٣٩٢؛ ترمذی: ٣٨٩٤۔ ❸ صحيح الجامع: ٥١٤٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کیے تھے تو اس پر بھی نبی کریم ﷺ نے ناراضی کا اظہار کیا تھا۔

سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کے ہمراہ حج کیا۔ دوران سفر صفیہ کا اونٹ بیٹھ گیا تو وہ رو پڑیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا تو آپ ﷺ تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے آنسو صاف کرنے لگے۔ وہ رو رہی تھیں اور آپ انہیں چپ کرا رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس چلے گئے۔ جب روانگی کا وقت ہوا تو زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ نے فرمایا:

''اپنی بہن کو سواری کے لیے اونٹ دے دو'' ان کے پاس سواری کے اونٹ دوسروں کی نسبت زیادہ تھے، تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا میں آپ کی یہودن کو سواری کے لیے اونٹ دوں۔۔؟

رسول اللہ ﷺ یہ سن کر بہت ناراض ہوئے اور ان سے مدینہ منورہ واپسی تک بات نہیں کی۔ ماہِ محرم اور ماہِ صفر گزر گیا، آپ ﷺ ان کے پاس نہیں آئے، وہ مایوس ہو گئیں، ربیع الاول میں آپ ان کے پاس تشریف لائے تو وہ خوش ہو گئیں۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رحمه الله أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَهَا يَقْلِبُهَا، حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ، مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ ((عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ))

---

[1] مسند امام احمد: ٢٦٨٦٦، طبقات ابن سعد: ٨/ ٦٧، ١٢٦ ضعیف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا)) ❶

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے امام زین العابدین علی بن حسین نے خبر دی، اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے مسجد میں آئیں تھوڑی دیر تک باتیں کیں پھر واپس ہونے کے لیے کھڑی ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں پہنچانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے سے قریب والے مسجد کے دروازے پر پہنچیں، تو دو انصاری آدمی ادھر سے گزرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی سوچ کی ضرورت نہیں، یہ تو (میری بیوی) صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) ہیں۔'' ان دونوں صحابیوں نے عرض کیا، سبحان اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر آپ کا جملہ بڑا شاق گزرا۔ آپ نے فرمایا: ''شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں دوڑتا رہتا ہے۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔''

❶ بخاری، الاعتکاف: ۲۰۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت صعب بن جثامہ اللیثی رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت صعب بن جثامہ اللیثی رضی اللہ عنہ

ابواء مقام کی بستی ودان کے رہائشی تھے۔ اصطخر کی فتح میں شریک تھے۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔ ایک قول کے مطابق خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں وفات پائی۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ، أَوْ بِوَدَّانَ، فَرَدَّ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ، قَالَ أَمَا إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ [2]

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا ابن شہاب سے، وہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے، وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور وہ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گورخر کا تحفہ پیش کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مقام ابواء یا مقام ودان میں تھے (راوی کو شبہ ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تحفہ واپس کر دیا۔ پھر ان کے چہرے پر (رنج کے آثار) دیکھ کر فرمایا: ”میں نے یہ تحفہ صرف اس لیے واپس کیا ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔“

---

[1] اسد الغابۃ: ۱۹/۳؛ الثقات لابن حبان: ۱۹۵/۳۔ [2] بخاری، الھبۃ: ۲۵۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا نسبی تعلق قبیلہ بنی سعد سے تھا۔ بنو سعد بن بکر تک جب اسلام کی دعوت پہنچی تو انہوں نے تحقیقِ حال کے لیے حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نمائندے کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، محمد بن حبیب کے نزدیک یہ پانچ ہجری کا واقعہ ہے، بعض نے سات ہجری کا قرار دیا ہے اور ابنِ ہشام نے ابوعبیدہ سے روایت کرتے ہوئے سن نو ہجری کو ضمام بن ثعلبہ کی دربارِ رسالت میں آمد کا سال قرار دیا ہے۔ آپ بڑے صاحب فہم وفراست تھے، ان کا اندازِ گفتگو بڑا واضح تھا۔ [1]

---

[1] الاستیعاب: ۲/ ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳؛ الإصابة: ۳/ ۳۹۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

داستان اسلام

انہیں قبیلہ والوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حقائق جاننے کے لیے بھیجا انہوں نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس انداز میں گفتگو کی اس کی تفصیل سنن داری میں موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنوسعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ جب یہ مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، ضمام مسجد کے دروازے کے باہر اونٹ کا گھٹنا باندھ کر اندر داخل ہوئے، ضمام بڑے قوی الجثہ آدمی تھے، ان کے بال گھنے تھے اور دو زلفیں بنا رکھی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مجمع تھا، ضمام سیدھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور کھڑے کھڑے پوچھا تم میں ابن عبدالمطلب (عبدالمطلب کا پوتا) کون ہے؟۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں! ابن عبدالمطلب ہوں۔'' اس نے کہا: ''محمد؟۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں۔''

اس کے بعد ضمام نے کہا: اے ابن عبدالمطلب! میں آپ سے سخت لہجے میں چند سوال کروں گا، آپ آزردہ نہ ہونا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ناراض نہیں ہوں گا تم جو چاہو سو پوچھو۔''

اس نے کہا: میں تمہیں اس خدا کا واسطہ دلا کر پوچھتا ہوں جو تمہارا معبود تمہارے اگلوں کا معبود ہے اور تمہارے بعد آنے والوں کا معبود ہے، کیا خدا نے آپ کو ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ فرمایا ''خدا کی قسم! ہاں۔''

کہا میں تمہیں اس خدا کا واسطہ دلا کر پوچھتا ہوں جو تمہارا معبود، تمہارے اگلوں کا معبود اور تمہارے پچھلوں کا معبود ہے، کیا خدا نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ بلا کسی کو شریک کیے ہوئے صرف اسی کی پرستش کریں؟ اور اس کے علاوہ ان بتوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباؤ اجداد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرستش کرتے چلے آرہے ہیں۔فرمایا: ''خدا کی قسم! ہاں۔''

پوچھا میں تم سے اس خدا کا واسطہ دلا کر پوچھتا ہوں جو تمہارے اگلوں اور تمہارے پچھلوں کا معبود ہے کیا تم کو خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم پانچ وقت کی نمازیں پڑھیں؟ آپ ﷺ نے اس کا جواب بھی اثبات میں فرمایا۔

ضمام نے اسی طرح روزہ، حج اور زکوٰۃ اسلام کے تمام ارکان کے متعلق قسم دلا دلا کر سوالات کیے اور آپ ﷺ اثبات میں جواب دیتے رہے۔

یہ سوالات کرنے کے بعد ضمام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں عنقریب ان تمام فرائض کو پورا کروں گا اور جن جن چیزوں سے آپ ﷺ نے منع کیا ہے انہیں چھوڑ دوں گا۔ اور اس میں کسی قسم کی کمی اور زیادتی نہ کروں گا۔ اس اقرار کے بعد یہ لوٹ گئے، آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ''اگر اس گیسوؤں والے نے سچ کہا ہے تو جنت میں جائے گا۔'' [1]

اپنے قبیلہ میں تبلیغ کا فریضہ ادا کیا

ضمام طبع سلیم رکھتے تھے زمانہ جاہلیت میں بھی ان کا دامن آلودگیوں سے پاک رہا، اسلام نے اس میں اور جلا دی چنانچہ مدینہ سے واپسی کے بعد انہیں اپنے گمراہ قبیلے کے اسلام کی فکر ہوئی اور وہ سیدھے بنی سعد پہنچے۔ اہلِ قبیلہ ان کی آمد کی خبر سن کر جوق در جوق حالات سننے کے لیے جمع ہوئے۔ یہ لوگ اس خیال میں تھے کہ ضمام کوئی اچھا اثر لے کر نہ آئے ہوں گے، مگر اپنی امیدوں کے برخلاف ضمام کی زبان سے پہلا جملہ یہ سنا ''لات وعزی کا برا ہو''۔ محترم دیوتاؤں کی پاداش میں یہ گستاخی سن کر ہر طرف سے ضمام خاموش! ضمام خاموش! تم کو خوف نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس گستاخی کی پاداش میں تم کو جنون، برص یا جزام ہو جائے گی، کی صدائیں اٹھیں۔

ضمام نے ان تمام کا یہ جواب دیا کہ ''تم لوگوں کی حالت پر افسوس ہے، لات وعزی کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ خدا نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، اور ان پر ایسی کتاب

---

[1] النسائي: ٢٠٩٤؛ سنن دارمي، الطهارة، باب فرض الوضوء والصلاة: ٦٧٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتاری ہے جو اس (گمراہی) سے نجات دلائے گی جس میں اب تک تم گھرے ہوئے ہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں محمد کے پاس سے تمہارے لیے ایسا پیغام لایا ہوں، جس میں انہوں نے بعض چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور بعض چیزوں سے منع کیا ہے۔"

ان کی اس پرجوش تقریر کا اثر یہ ہوا کہ شام تک پورا قبیلہ اسلام کے نور سے منور ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ضمام سے بہتر اور مختصر الفاظ میں سوال کرنے والا نہیں دیکھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ میں نے کسی قوم میں ضمام سے بہتر کوئی فرد نہیں پایا۔ [1]

نمونہ

اَلْقِرَاءَةُ وَالْعَرْضُ عَلَى الْمُحَدِّثِ: وَرَأَى الْحَسَنُ وَالثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ اَلْقِرَاءَةَ جَائِزَةً وَاحْتَجَّ بَعْضُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْعَالِمِ بِحَدِيْثِ ضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ نُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَهٰذِهِ قِرَاءَةٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، أَخْبَرَ ضِمَامٌ قَوْمَهُ بِذٰلِكَ فَأَجَازُوهُ، وَاحْتَجَّ مَالِكٌ بِالصَّكِّ يُقْرَأُ عَلَى الْقَوْمِ، فَيَقُوْلُوْنَ: أَشْهَدَنَا فُلَانٌ، وَيُقْرَأُ ذٰلِكَ قِرَاءَةً عَلَيْهِمْ، وَيُقْرَأُ عَلَى الْمُقْرِئِ فَيَقُوْلُ الْقَارِئُ: أَقْرَأَنِي فُلَانٌ. [2]

قراءة اور عرض علی المحدث کا بیان، حسن بصری، سفیان ثوری اور مالک قرأت کے طریق کو جائز اور معتبر سمجھتے ہیں۔ اور بعض محدثین نے عالم کے سامنے قرأت کرنے پر ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ آیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازوں کی ادائیگی

---

[1] الاستیعاب: ۲/ ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳؛ الإصابة: ۳/ ۳۹۵۔

[2] بخاری، العلم، تعليقا قبل الحديث: ٦٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حکم فرمایا ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' یہی قراءۃ علی النبی ﷺ ہے، ضمام بن ثعلبہ نے اپنی قوم کو خبر دی اور لوگوں نے اس کو جائز قرار دیا اور امام مالک نے دستاویز سے استدلال کیا جو قوم کے سامنے پڑھا جائے، چنانچہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ أَشْهَدَنَا فُلَانٌ ''ہمیں فلاں نے گواہ بنایا'' حالانکہ یہ صرف ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے۔ اور مقری کے سامنے پڑھا جاتا ہے۔ تو قاری کہتا ہے ''أَقْرَأَنِيْ فُلَانٌ''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ

حضرت طارق بن شہاب بن عبد شمس البجلی الاحمسی الکوفی کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ صحابی ہیں، لیکن براہِ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کا موقع نہیں ملا، اس لیے آپ کی مرویات مراسیلِ صحابہ کی قبیل سے ہیں، جو بالاتفاق حجت ہیں۔ آپ نے براہِ راست حضرات خلفائے اربعہ، حضرت بلال، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم اور دیگر بہت سے صحابہ سے احادیث سنیں، اس لیے ان سے متصلاً روایت کرتے ہیں۔ آپ سے سماعت کرنے والوں میں اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن مسلم، اور محدثین کی بہت بڑی جماعت شامل ہے۔ آپ کی وفات ۸۲ھ میں ہوئی۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، سَمِعَ جَعْفَرَ بْنَ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا أَبُوالْعُمَيْسِ، أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُوْدِ قَالَ لَهُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، آيَةٌ فِيْ كِتَابِكُمْ تَقْرَءُ وْنَهَا، لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ نَزَلَتْ، لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا۔ قَالَ: أَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (٥/المائدة:٣) قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ، وَالْمَكَانَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ. [2]

---

[1] اسد الغابة: ٣/ ٦٨؛ تهذيب التهذيب: ٥/ ٤۔

[2] صحيح بخاری، الایمان: ٤٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حدیث بیان کی ہمیں حسن بن صباح نے، انہوں نے جعفر بن عون سے سنا، (وہ کہتے ہیں:) ہمیں ابوالعمیس نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں: ہمیں قیس بن مسلم نے طارق بن شہاب کے حوالے سے خبر دی وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے ان سے کہا: کہ اے امیر المومنین! تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے، جسے تم پڑھتے ہو، اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو یوم عید بنا لیتے۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے جواب دیا (یہ آیت کہ) ''آج ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی، اور تمہارے لیے دینِ اسلام کو پسند کیا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور اس مقام کو خوب جانتے ہیں۔ جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی (اس وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (میدان) عرفات میں جمعہ کے دن کھڑے تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

نام طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کنیت ابو محمد تھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، ابتداء ہی میں اسلام لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لانے والے پانچ اشخاص میں سے ایک یہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بڑی اذیتوں سے ہمکنار ہوئے۔ غزوہ بدر میں شامل نہ ہو سکے لیکن بڑے غمگین ہوئے۔ آپ کی صدق نیت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت اور اجر میں سے آپ کا بھی حصہ مقرر فرمایا اور شہادت کی خوشخبری دی، اور فرمایا طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ جنگِ جمل کے موقع پر تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں چھتیس (۳۶) ہجری کو شہید ہوئے۔ [1]

جنتی دیکھ لو

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو کوئی پسند کرتا ہے کہ اس شخص کو دیکھے جو اپنی نذر اور ذمہ داری پوری کر کے شہادت کے مرتبے پر فائز ہوا ہے تو وہ طلحہ کو دیکھے۔“ [2]

اسلام لانے کا واقعہ

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تجارت کے لیے بصری (شام) گیا ہوا تھا۔ وہاں ایک راہب نے لوگوں سے کہا: جاؤ دیکھو، کیا کوئی شخص مکہ سے آیا ہوا ہے؟ میں نے اس سے کہا: میں مکہ سے آیا ہوں۔ اس نے سوال کیا: کیا احمد کا ظہور ہو چکا ہے؟ میں نے پوچھا: کون سا احمد؟ اس نے کہا: احمد بن المطلب، وہ آخری نبی ہیں۔ وہ حرمِ بیت اللہ سے ہجرت کر کے کھجوروں کے اس علاقے کی

---

[1] اسدالغابة: ۳/ ۸۴؛ تقریب التهذیب: ۳۰۲۷۔ [2] جامع الترمذی، المناقب، بابِ مناقب ابی محمد طلحه بن عبداللّٰه رضی اللہ عنہ: ۳۹؛ الصحیحة: ۱۲۵، ۱۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف جائیں گے جہاں کی زمین بنجر اور چٹانیں بڑی سخت ہیں۔ اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں فوراً اس نبی کی پیروی میں سبقت کروں۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں وہاں سے فوراً مکہ کی طرف چل دیا۔ جب مکہ پہنچا تو میں نے لوگوں سے پوچھا: کیا میرے بعد کوئی واقعہ رونما ہوا ہے؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو امین کے لقب سے مشہور ہیں، انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، اور ان کے ماننے والوں میں ابن ابی قحافہ، یعنی سیدنا ابوبکر بھی ہیں۔ چونکہ یہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گہرے دوست تھے اور انکا دلی احترام کرتے تھے، لہٰذا یہ فوراً صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا: کیا آپ نے اس شخص کی پیروی کر لی ہے؟ تو ابوبکر نے جواب دیا: ہاں، ساتھ ہی کہا کہ آپ بھی ان کے پیروکاروں میں شامل ہو جائیں، چنانچہ ابوطلحہ مسلمان ہو گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راہب والی بات بتائی جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسرت کا اظہار فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ احد کے دن سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو ۳۹ یا ۳۵ زخم آئے۔ [1]

بیعتِ رضوان میں شامل ہونے والے

بیعتِ رضوان کرنے والوں سے مخاطب ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ)) [2]

''زمین میں تم سب سے بہتر لوگ ہو۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِّمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ)) [3]

''بیعتِ رضوان کرنے والوں میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔''

احد کے دن سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی دلیری

امام بخاری رحمہ اللہ نے قیس بن حازم سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دیکھا، وہ شل تھا۔ [4]

---

[1] مستدرك حاكم: ٣/ ٤١٦، ٥٥٨٦۔ [2] صحيح البخاري: ٤١٥٤۔

[3] سنن الترمذي: ٣٨٦٠۔

[4] بخاري: ٤٠٦٣؛ صحيح ابن حبان: ١٥/ ٤٣٧، ٤٣٨، ٦٩٨٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے انہوں نے احد کے دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا تھا۔ ترمذی کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں اس روز فرمایا تھا:

''اگر کوئی کسی شہید کو زمین پر چلتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔'' [1]

آپ رضی اللہ عنہ کا ایک سنہری قول

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَقَلُّ الْعَيْبِ عَلَى الْمَرْءِ أَنْ يَّجْلِسَ فِيْ دَارِهِ. [2]

''آدمی اگر اپنے عیوب کم کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔''

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شعر طلحہ رضی اللہ عنہ کے نام

ابو داود طیالسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ جب جنگ احد کا تذکرہ فرماتے تو کہتے: یہ جنگ ساری کی ساری طلحہ کے لیے تھی، یعنی اس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کا اصل کارنامہ انہی نے انجام دیا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک شعر میں ان کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا:

اے طلحہ بن عبید اللہ! تمہارے لیے جنتیں واجب ہو گئیں اور تم نے اپنے لیے حور عین والا ٹھکانہ بنالیا۔ [3]

نمونہ

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِيْ سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، ثَائِرَ

---

[1] جامع الترمذی، المناقب، باب مناقب ابی محمد طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ: ۳۷۳۹۔ [2] مسند مسدد کما فی المطالب العالیۃ: ۲۸۱٤ صحیح موقوف۔

[3] مسند أبو داود الطیالسی: ۱/ ۹، ٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرَّأْسِ، يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا يُفْقَهُ مَا يَقُوْلُ، حَتّٰى دَنَا، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ)) فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: ((لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَصِيَامُ رَمَضَانَ)) قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: ((لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكَاةَ، قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: ((لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ: فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ)). [1]

حدیث بیان کی ہمیں اسماعیل نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت مالک بن انس نے اپنے چچا ابو سہیل بن مالک سے روایت کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کی، وہ (ابو سہیل) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے طلحہ بن عبید اللہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جو اہلِ نجد سے تھا۔ اور اس کے بال پراگندہ تھے۔ اس کی آواز کی گنگناہٹ تو ہم سنتے تھے۔ مگر اس کی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی جب وہ قریب آ گیا تو (معلوم ہوا کہ) وہ اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔'' اس پر اس نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی (اور نمازیں) مجھ پر فرض ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، البتہ اگر نفل پڑھنا چاہو (تو پڑھ سکتے ہو) اور رمضان کے روزے فرض ہیں۔'' اس نے کہا: ان کے علاوہ بھی اور روزے مجھ پر فرض ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، مگر نفل روزے رکھنا چاہو تو رکھ سکتے ہو۔'' طلحہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پھر اس کے سامنے زکاۃ (کی فرضیت) کا ذکر کیا۔ تو اس نے کہا کہ اس کے علاوہ کیا کوئی صدقہ مجھ پر فرض ہے؟

[1] بخاری، الایمان: ٤٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، مگر جو (خیرات) تم اپنی طرف سے کرنا چاہو۔'' طلحہ کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس چلا گیا۔ خدا کی قسم! میں اس میں کوئی کمی/بیشی نہ کروں گا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ شخص سچا رہا تو کامیاب ہو گیا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

تعارف عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر، احد العشرۃ المبشرۃ، خلیفہ ثانی، ابوحفص عمر بن خطاب بن نفیل العدوی القرشی عبقری شخصیت کے مالک ہیں، آپ کا لقب فاروق اعظم تھا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی آپ اپنی جوانمردی، عالی ہمتی، پرکشش شخصیت اور اوصافِ حمیدہ کی وجہ سے پورے معاشرے میں نمایاں تھے۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ لمبے تڑنگے، مضبوط جسم کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سر کے سامنے کے حصے کے بال جھڑ چکے تھے۔ رنگ گورا، رخسار اندر کو چپک گئے تھے۔ لوگوں کے درمیان چلتے تو یوں معلوم ہوتا گویا کسی سواری پر سوار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی بدولت آپ نے اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ کی عمر چھبیس سال کی تھی۔ ان کے اسلام لانے کے بعد صحابہ کرام کھل کر بیت اللہ میں نماز پڑھنے لگے۔ نیز ساتھ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بھی طاقت مل چکی تھی۔ اہل مکہ میں سے کسی کو جرأت نہ تھی کہ آگے بڑھ کر روک سکیں۔

آپ رضی اللہ عنہ عظیم محدث زماں بھی تھے، جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کرتے، تو لوگ اپنی اپنی صوابدید کے مطابق رائے دیتے، اکثر ایسا ہوتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید میں وحی ربانی نازل ہوجاتی۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کی رائے تائید ربانی سے قیامت تک کے لیے شریعت وقانون بن جاتی۔ مثلاً بدر کے قیدیوں میں آپ کی رائے اللہ کو پسند آئی، اسی طرح منافق کی نمازِ جنازہ، شراب کی قطعی حرمت، ازواجِ مطہرات کو نصیحت حجاب کے وجوب اور مقام ابراہیم کو جائے نماز بنانے کے بارے میں وحی الٰہی نے آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید کی، جو آپ رضی اللہ عنہ کے لیے عظیم اعزاز ہے اور آپ کی منقبت اور فضیلت کی بیّن دلیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۳ھ حج سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو ۲۶ یا ۲۷ ذی الحجہ بروز بدھ کو ایک مجوسی غلام ابولولؤ فیروز نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا جو آپ کی شہادت کا باعث بنا، شہادت کی تاریخ یکم محرم الحرام ہے۔ اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونے کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ [1]

[1] شهيد المحراب، ص: ٩٤؛ الاستيعاب: ٣/ ١١٥٠؛ حلية الأولياء: ٧/ ٢٠١؛ كتاب الآثار للامام أبي يوسف: ٩٥٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

شیطان راستہ بدل جاتا ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''جس ذات کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ شیطان جس راستے پر تجھے دیکھ لیتا ہے وہ تیرے قدموں کی چاپ سن کر راستہ بدلنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔'' [1]

سب سے افضل آدمی کون ہے...؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا کہ سب سے افضل آدمی کون ہے؟ تو انہوں نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے بہتر ہیں۔ [2]

کاش! میں ایک تنکا ہوتا

عبداللہ بن عامر صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا کاش! میں ایک تنکا ہوتا۔ کاش! میں کچھ بھی نہ ہوتا۔ کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتا۔ کاش! میں بھولا بسرا ہوتا۔ [3]

جناب عمر رو دیئے...!

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ازواج

---

[1] صحیح بخاری، المناقب، باب مناقب عمر بن خطاب: ٣٦٨٣۔

[2] ابن ماجة: ١٠٦، تهذيب الكمال: ٢١/ ٣٢٥۔

[3] كتاب الزهد لابن المبارك: ٢٣٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے علیحدہ ہو گئے اس وقت میں مسجد میں داخل ہوا تو لوگوں کو کنکریاں الٹ پلٹ کرتے ہوئے دیکھا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے یہ انہیں پردے کا حکم دیے جانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا میں آج کے حالات ضرور معلوم کروں گا پس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہا اے ابوبکر کی بیٹی تمہارا یہ حال کیا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے لگی ہو انہوں نے کہا ابن خطاب مجھے تجھ سے اور تجھ کو مجھ سے کیا کام؟ تم پر اپنی گٹھڑی کا خیال رکھنا لازم ہے حفصہ رضی اللہ عنہا کا، پھر میں حفصہ بنت عمر کے پاس گیا اور میں نے اسے کہا: اے حفصہ! تمہارا یہ حال کیا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے لگی ہو اور اللہ کی قسم! تو جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت نہیں کرتے اور اگر میں نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے طلاق دے چکے ہوتے، پس وہ روئیں اور خوب روئیں تو میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں تو اس نے کہا وہ اپنے گودام اور بالا خانے اوپر والے کمرے میں ہیں، میں حاضر ہوا تو دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام رباح اس بالا خانے کے دروازے پر اپنے پاؤں ایک کھدی ہوئی لکڑی پر لٹکائے جو کہ کھجور دکھائی دے رہی تھی بیٹھا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لکڑی پر سے چڑھتے اور اترتے تھے میں نے آواز دی اے رباح میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کے لیے اجازت لو رباح نے کمرے کی طرف دیکھا پھر میری طرف دیکھا لیکن کوئی بات نہیں کی پھر میں نے کہا حاضر ہونے کی اجازت لو تو رباح نے بالا خانے کی طرف دیکھا پھر میری طرف دیکھا لیکن کوئی بات نہیں کی پھر میں نے بآواز بلند کہا اے رباح! میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کی اجازت لو۔ پس میں نے اندازہ لگایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا کہ میں حفصہ کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔ حالانکہ اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کی گردن مار دینے کا حکم دیتے تو میں اس کی گردن مار دیتا اور میں نے اپنی آواز کو بلند کیا تو اس نے اشارہ کیا کہ میں چڑھ آؤں پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔

وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى حَصِيرٍ فَجَلَسْتُ فَأَدْنَى عَلَيْهِ إِزَارَهُ
وَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ وَإِذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ فَنَظَرْتُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِبَصَرِی فِی خِزَانَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ـ صلی اللہ علیہ وسلم ـ فَإِذَا أَنَا بِقَبْضَةٍ مِنْ شَعِيرٍ نَحْوِ الصَّاعِ وَمِثْلِهَا قَرَظًا فِی نَاحِيَةِ الْغُرْفَةِ وَإِذَا أَفِيقٌ مُعَلَّقٌ ـ قَالَ ـ فَابْتَدَرَتْ عَيْنَایَ قَالَ مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ قُلْتُ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَمَا لِی لاَ أَبْكِی وَهَذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِی جَنْبِكَ وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ لاَ أَرَی فِيهَا إِلَّا مَا أَرَی وَذَاكَ قَيْصَرُ وَكِسْرَی فِی الثِّمَارِ وَالْأَنْهَارِ وَأَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ ـ صلی اللہ علیہ وسلم ـ وَصَفْوَتُهُ وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أَلَا تَرْضَی أَنْ تَكُونَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا. قُلْتُ بَلَی. [1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے میں بیٹھ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اپنے اوپر لے لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کے علاوہ کوئی کپڑا نہ تھا اور چٹائی کے نشانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو (کمر) پر لگے ہوئے تھے پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانہ کو بغور دیکھا تو اس میں چند مٹھی جو تھے جو کہ ایک صاع کی مقدار میں ہوں گے اور اس کے برابر سلم کے پتے ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے اور ایک کچا چمڑا جس کی دباغت اچھی طرح نہ ہوئی تھی لٹکا ہوا تھا پس میری آنکھیں بھر آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابن خطاب! تجھے کس چیز نے رلا دیا؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے کیا ہو گیا کہ میں نہ روؤں حالانکہ یہ چٹائی کے نشانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر ہیں اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خزانہ ہے میں نہیں دیکھتا اس میں کچھ مگر وہی جو سامنے ہے اور وہ قیصر و کسریٰ ہیں جو پھلوں اور نہروں میں زندگی گزارتے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور اس کے برگزیدہ بندے ہیں اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خزانہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابن خطاب! کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ ہمارے لیے آخرت ہے اور ان کے لیے دنیا؟''

[1] صحیح مسلم، الطلاق، باب فی الایلاء: ۳۰، ۱۴۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

تین چیزیں بڑے مصائب سے ہیں

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ مِّنَ الْفَوَاقِرِ:

تین چیزیں بڑے مصائب سے ہیں

۱۔ جَارُ مُقَامَةٍ: إِنْ رَأَى حَسَنَةً سَتَرَهَا، وَإِنْ رَأَى سَيِّئَةً أَذَاعَهَا.

۲۔ وَامْرَأَةٌ: إِنْ دَخَلْتَ لَسَنَتْكَ، وَإِنْ غِبْتَ عَنْهَا لَمْ تَأْمَنْهَا.

۳۔ وَسُلْطَانٌ: إِنْ أَحْسَنْتَ لَمْ يَحْمِدْكَ، وَإِنْ أَسَأْتَ قَتَلَكَ.

① ایسا ہمسایہ، جو اچھائی کو تو چھپا جائے مگر برائی دیکھے تو لوگوں میں نشر کر دے۔

② ایسی عورت، جب تو اس کے پاس جائے تو تجھ سے زبان درازی کرے اور تو موجود نہ ہو تو تو اس (کے شر) سے امن میں نہ ہو۔

③ اور ایسا حکمران کہ جب تو کوئی اچھا کام کرے تو تیری تعریف نہ کرے اور اگر تم سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو تمہیں قتل کر دے۔" [1]

قرآنی آیات پر فوراً عمل کرنے والے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ عیینہ بن حصن اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس آئے اور حضرت حر بن قیس، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرب لوگوں میں سے تھے، عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے لوگ کچھ نوجوان اور کچھ ادھیڑ عمر تھے، سب قرآن کے حافظ اور قاری تھے، عیینہ نے حضرت حر سے کہا کہ کیا آپ عمر رضی اللہ عنہ سے میرے لیے ملاقات کی اجازت لے سکتے ہو،؟ انہوں نے کہا: ہاں میں آپ کے لیے ملاقات کی اجازت لوں گا، پھر انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی، عیینہ نے جاتے ہی حضرت عمر سے کہا، اے خطاب کے بیٹے! آپ ہمیں نہ ہی کچھ دیتے ہیں اور نہ ہی ہمارے فیصلے سے انصاف کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور سزا دینے کو تیار ہو گئے، لیکن حر بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے

[1] عيون الأخبار لابن قتيبة ٤ /٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم میں اپنے نبی کو حکم دیا:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴾ ❶

"آپ معاف کر دیا کریں اور بھلائی کا حکم دیتے رہیں، اور جاہلوں کی پروا نہ کیا کریں۔"

امیر المومنین یہ بھی تو جاہل ہے؟

راوی کہتا ہے اللہ کی قسم! جب حضرت حر نے یہ آیت تلاوت کی تو ان کا غصہ کافور ہو گیا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ قرآنی آیات پر فوراً عمل کرتے تھے۔" ❷

جناب عمر رضی اللہ عنہ کی آہوں کی آواز میں نے سنی

حضرت عبد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز کے دوران قرآن پڑھتے وقت عمر رضی اللہ عنہ کی آہوں کی آواز میں نے نماز کی آخری صف میں کھڑے سنی (سورۃ یوسف کی یہ آیت بار بار تلاوت کرتے اور رو رہے تھے)

﴿ إِنَّمَا أَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْ إِلَى اللّٰهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ ❸

"انہوں (یعقوب علیہ السلام) نے کہا میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔ مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جن سے تم سراسر بے خبر۔"

سورۂ طور کی تلاوت نے رلا دیا

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رات میں تہجد کے وقت سورۂ طور کی تلاوت کرتے سنا، جب وہ شخص ان آیات پر پہنچا:

﴿ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ

---

❶ ۷/ الاعراف: ۱۹۹۔ ❷ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ: ۷۲۸۶۔ ❸ ۱۲/ یوسف: ۸۶؛ مصنف عبدالرزاق: ۲/ ۱۱۴، ۲۷۱۶؛ البیهقی فی شعب الایمان: ۱۸۹۵؛ طبقات ابن سعد: ۶/ ۱۲۶ سنده صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَوْرًا ﴿٩﴾ وَّ تَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٤﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿١٥﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾﴾ [1]

''بے شک کہ تمہارے پروردگار کا عذاب واقع ہو کر رہے گا، (اور) اس کو کوئی روک نہیں سکے گا، جس دن آسمان لرزنے لگے کپکپا کر، اور پہاڑ اڑنے لگیں اُون ہو کر، اس دن جھٹلانے والوں کے لیے خرابی ہے، جو خوضِ (باطل) میں پڑے کھیل رہے ہیں، جس دن ان کو آتشِ جہنم کی طرف دھکیل دھکیل کر لے جائیں گے، یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے، تو کیا یہ جادو ہے یا تم کو نظر ہی نہیں آتا؟، اس میں داخل ہو جاؤ اور صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لیے یکساں ہے جو کام تم کیا کرتے تھے (یہ) انہی کا تم کو بدلا مل رہا ہے۔''

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! واقعی سچ ہے آپ اپنے گھر لوٹ آئے اور ایک مہینہ تک بیمار ہوئے اور لوگ آپ کی عیادت کرتے رہے لیکن یہ کسی کو علم نہ تھا کہ آپ کو کیا مرض لاحق ہے۔ [2]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کرامت

ساریہ بن زنیم الدولی اپنے لشکر کے ساتھ فسا اور دار ابجرد نامی دو شہروں کو فتح کرنے کے ارادے سے نکلے۔ وہاں پہنچنے کے بعد دشمنوں نے لشکر اسلامی کو دعوت مبارزت دی۔ یکا یک دشمنوں نے مجاہدین کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں تھے۔ ادھر جنگ جاری تھی اور مسلمان دشمنوں کے نرغے میں تھے۔ آپ نے دورانِ خطبہ کہا:

---

[1] ۵۲/طور: ۷۔۱۶۔

[2] مختصر تاریخ دمشق: ۱۸/ ۳۳۴؛ التخویف من النار، ص: ۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا سَارِيَةَ بْنَ زُنَيْمٍ! اَلْجَبَلَ اَلْجَبَلَ.

''ساریہ بن زنیم! پہاڑ کے دامن کو لازم پکڑو، پہاڑ کے دامن کو لازم پکڑو۔''

حاضرین امیر المومنین کی اس بات کا مفہوم نہیں سمجھ سکے۔ مجاہدین کے قریب ہی ایک پہاڑ تھا۔ جہاں پناہ گزیں ہو کر وہ دشمنوں سے مقابلہ بآسانی کر سکتے تھے۔ امیر المومنین کا یہ جملہ وہاں گونج رہا تھا جہاں مجاہدین دشمنانِ اسلام سے برسر پیکار تھے۔ یکایک ساریہ بن زنیم اپنے لشکر کو لے کر پہاڑ کے دامن میں چلے گئے اور مجاہدین کی صف آرائی کر کے دشمنوں سے جنگ شروع کر دی۔ پہاڑ چونکہ مجاہدین کو کئی طرف سے محفوظ کر دیا تھا۔ اس لیے مجاہدین کو مقابلہ میں آسانی ہو گئی تھی۔ چنانچہ مجاہدین نے جم کر حملہ کیا اور اللہ کے فضل سے دشمنوں کو شکست فاش سے دوچار کر دیا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد لشکر اسلامی کو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ اس میں ایک سنگار دان تھا جس میں ایک قیمتی پتھر کا نگ لگا ہوا تھا۔ ساریہ بن زنیم نے مجاہدین کے سامنے یہ تجویز رکھی کی کیوں نا یہ سنگار دان امیر المومنین کو بطور ہدیہ بھیج دیا جائے۔ چنانچہ مجاہدین نے بخوشی اس تجویز کو مان لیا اور اسے امیر المومنین کو دینے کے لیے راضی ہو گئے۔ چونکہ اس سنگار دان کے اصل مستحق تو وہی مجاہدین تھے۔ ساریہ بن زنیم نے وہ سنگار دان ایک آدمی کو دے کر فتح کی خوشخبری دینے کے لیے امیر المومنین کی خدمت میں بھیجا۔ ساریہ بن زنیم نے پیغامبر سے کہا: جاؤ امیر المومنین تک مدینہ منورہ پہنچنے میں جتنا مال چاہیے اور جتنا مال تمہارے اہل وعیال کے اخراجات کے لیے چاہیے اتنا کہیں سے بطور قرض لے لو۔

وہ پیغامبر بصرہ پہنچا اور لوگوں سے حسب ضرورت قرض لیا اور امیر المومنین کی خدمت میں مدینہ منورہ کو روانہ ہو گیا۔ مدینہ پہنچا تو دیکھا کہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو کھانا کھلا رہے ہیں۔ کھانا کھلانے کے بعد جب امیر المومنین گھر جانے لگے تو وہ پیغامبر بھی ساتھ ہو لیا۔ گھر پہنچ کر بیٹھے تو دستر خوان چنا گیا۔ کھانے میں روٹی، زیتون، نمکین دلیا تھا۔ دونوں نے کھانا تناول کیا۔ کھانے کے بعد پیغامبر نے کہا:

اَنَا رَسُوْلُ سَارِيَةَ بْنِ زُنَيْمٍ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''امیر المومنین! میں ساریہ بن زنیم کا پیغامبر ہوں۔''

امیر المومنین نے سنتے ہی پر تپاک انداز میں اسے خوش آمدید کہا۔ اور اسے بہت قریب کر کے اپنے پاس بٹھا لیا۔ اس کے بعد امیر المومنین نے اس سے مسلمانوں کے احوال پوچھے۔ اس نے امیر المومنین کو مجاہدین کے حالات بتائے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے ساریہ بن زنیم کی خیریت دریافت کی۔ اس نے ان کے حالات سے بھی آپ کو آگاہ کیا۔ پھر اس نے آپ کی خدمت میں ساریہ بن زنیم کا بطور تحفہ بھیجا ہوا سنگاردان پیش کیا۔

تحفہ دیکھتے ہی امیر المومنین کا تیور بدل گیا اور زوردار آواز میں کہنے لگے:

لَا، لَا كَرَامَةَ حَتّٰى تَقْدَمَ عَلٰى ذٰلِكَ الْجُنْدِ، فَتَقْسِمَهُ بَيْنَهُمْ.

''مجھے یہ تحفہ نہیں چاہیے، اس کا حق یہ ہے کہ تم لشکر اسلامی کے پاس جاؤ اور اسے ان مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دو۔''

یہ کہہ کر امیر المومنین نے تحفہ لینے سے انکار کر دیا اور پیغامبر کو واپس جانے کو کہا۔

پیغامبر کہنے لگا: امیر المومنین! میں اپنے اس اونٹ پر دور سے سفر کر کے آپ کی خدمت میں پہنچا ہوں۔ یہ اونٹ بری طرح تھک گیا ہے اور ساتھ ہی میں نے یہاں آنے کے لیے کچھ مال بھی قرض لیا ہوا ہے اس لیے آپ میرے سواری کا بندوبست کر دیں اور مجھے اتنا مال بھی دے دیں جس میں اپنے دیار میں واپس ہو سکوں۔

امیر المومنین نے دیکھا کہ پیغامبر اصرار کے ساتھ تقاضا کرتا جا رہا ہے تو آپ نے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ اسے دے دیا اور ساتھ ہی اس کا اونٹ لے کر صدقہ کے دیگر اونٹوں میں شامل کر دیا۔ پیغامبر کو جب امیر المومنین کی جانب سے کچھ ہاتھ نہیں آیا تو وہ غصے کی حالت میں بصرہ واپس گیا۔

مدینہ میں پیغامبر سے ساریہ بن زنیم اور فتح کے بارے میں پوچھا گیا کہ فتح کے دن تم نے کوئی بات سنی تھی؟ پیغامبر نے کہا:

نَعَمْ، سَمِعْنَا: يَا سَارِيَةُ! الْجَبَلَ الْجَبَلَ، وَقَدْ كِدْنَا نَهْلِكُ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَجَأْنَا إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْنَا. [1]

''ہاں! ہم نے یہ سنا تھا: اے ساریہ! پہاڑ کے دامن میں، پہاڑ کے دامن میں۔ ہم دشمنوں کے نرغے میں ہلاک ہو جانے والے تھے مگر جب ہم نے آواز سن کر پہاڑ کے دامن میں جا کر لڑائی کی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح و کامیابی سے نوازا۔''

یہ تھے ہمارے حکمران

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ شدید سرد اور تاریک رات میں ایک جگہ آگ کی روشنی دیکھی، چنانچہ وہاں تشریف لے گئے۔ ساتھ جلیل القدر صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آگ کے پاس ایک عورت کو دیکھا جس کے تین بچے زار و قطار رو رہے تھے۔ ایک بچہ کہہ رہا تھا: امی جان! ان آنسوؤں پر رحم کھاؤ اور کچھ کھانے کو دو۔ دوسرا بچہ یہ کہہ کر رو رہا تھا: امی جان! لگتا ہے شدت بھوک سے جان چلی جائے گی۔ تیسرا بچہ کہہ رہا تھا: امی جان! کیا موت کی آغوش میں جانے سے پہلے مجھے کچھ کھانے کو نہیں مل سکتا؟

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آگ کے پاس بیٹھ گئے اور اس عورت سے پوچھا: اے اللہ کی بندی! تیرے اس حال کا ذمہ دار کون ہے؟

عورت نے جواب دیا: اللہ اللہ! میری اس حالت کا ذمہ دار امیر المومنین عمر ہے۔

حضرت عمر نے اس سے فرمایا: کوئی ہے جس نے عمر کو تمہارے حال سے آگاہ کیا ہو؟

عورت نے جواب دیا: ہمارا حکمران ہو کر وہ ہم سے غافل رہے گا؟ یہ کیسا حکمران ہے جس کو اپنی رعایا کی کچھ خبر نہیں؟

یہ جواب سن کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (راتوں رات) مسلمانوں کے بیت المال گئے اور دروازہ کھولا۔

---

[1] تاریخ الطبری: ٢/ ٥٥٤؛ البدایة والنھایة: ٧/ ١٣٠، حافظ ابن کثیر کہتے ہیں: اس کی سند حسن اور جید ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت المال کا محافظ (چوکیدار) بولا: خیر تو ہے امیر المومنین؟

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور آٹے کی ایک بوری، گھی اور شہد کا ایک ڈبہ بیت المال سے نکالا اور چوکیدار سے فرمایا: انہیں میری پیٹھ پر لا ددو۔

چوکیدار نے عرض کی: امیر المومنین! آپ چاہتے کیا ہیں؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری پیٹھ پر لا ددو۔

چوکیدار نے عرض کیا: آپ یہ چیزیں اپنی پیٹھ پر نہ لادیں، اے امیر المومنین!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری پیٹھ پر یہ سامان لاددو۔

چوکیدار نے کوشش کی کہ امیر المومنین کا تیار کردہ سامان خود اپنی پیٹھ پر لادلے لیکن امیر المومنین نے سختی سے انکار کیا اور اس سے یوں مخاطب ہوئے:

ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ اَحْمِلُ عَلَيَّ اَاَنْتَ تَحْمِلُ عَنِّيْ ذُنُوْبِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟.

''تیری ماں تجھے کھودے! یہ سامان میری پیٹھ پر لاددو، کیا قیامت کے روز تم میرے گناہوں کا بوجھ اٹھاؤ گے؟''

یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آٹا، گھی اور شہد اپنی پیٹھ پر لادلیا۔

جب اس عورت کے ہاں پہنچے تو آگ کے پاس بیٹھ گئے اور ان بچوں کے لیے کھانا پکایا۔ جب کھانا تیار ہوگیا تو اس میں گھی اور شہد کی آمیزش کی اور اپنے مبارک ہاتھ سے بچوں کو کھانا کھلایا۔ یہ منظر دیکھ کر ان یتیم بچوں کی ماں کہنے لگی:

وَاللّٰهِ! اِنَّكَ اَحَقُّ بِالْخِلَافَةِ مِنْ عُمَرَ.

''قسم اللہ کی! تم عمر سے کہیں زیادہ منصب خلافت کے اہل ہو۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اے اللہ کی بندی! کل عمر کے پاس جانا، وہاں میں ہوں گا اور تمہارے معاملات کے متعلق اس سے سفارش کروں گا۔

یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ واپس آگئے اور ایک چٹان کے پیچھے آ کر بیٹھ رہے اور ان کو بچوں کو دیکھنے لگے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آیئے، واپس چلتے ہیں، کیوں کہ رات بہت ہی ٹھنڈی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اپنی جگہ اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک ان بچوں کو ہنستا ہوا نہ دیکھ لوں، جیسے میں نے آتے وقت انہیں روتے ہوئے دیکھا تھا۔

جب اگلے روز کا سورج طلوع ہوا تو ان یتیم بچوں کی ماں دربار خلافت میں گئی۔ وہاں اس نے دیکھا کہ حضرت علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے مابین ایک شخص تشریف فرما ہے اور وہ دونوں حضرات اسے امیر المومنین کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں اور یہ وہی شخص تھا جس نے گزشتہ رات اس عورت اور اس کے بچوں کی خدمت میں گزاری تھی اور جس سے اس نے کہا تھا: اللہ اللہ! میری اس حالت کا ذمہ دار عمر ہے، چنانچہ جب عورت کی نگاہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر پڑی تو گویا اس کے پاؤں تلے سے زمین کھسک گئی۔

امیر المومنین نے عورت سے فرمایا: اللہ کی بندی! تیرا کوئی قصور نہیں، چل بتا، تو اپنی شکایت کتنی قیمت کے عوض فروخت کرے گی؟

عورت گویا ہوئی: معاف فرمایئے اے امیر المومنین!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم اللہ کی! تو اس جگہ سے ہٹ نہیں سکتی جب تک میرے ہاتھ اپنی شکایت بیچ نہ دو۔

بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بیوہ خاتون کی شکایت اپنے مالِ خاص سے چھ سو درہم کے عوض خرید لی اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کاغذ قلم لانے کا حکم دیا اور یہ تحریر قلم بند کرائی:

''ہم علی اور ابن مسعود اس بات پر گواہ ہیں کہ فلاں عورت نے اپنی شکایت امیر المومنین عمر بن خطاب کے ہاتھ فروخت کر دی۔''

پھر امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِذَا أَنَا مِتُّ فَدَعُوْهَا فِيْ كَفَنِيْ حَتّٰى أَلْقٰى بِهَا اللّٰهَ تَعَالٰى.

''جب میری وفات ہو جائے تو اسے میرے کفن میں رکھ دینا تاکہ میں اس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں۔" [1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بیوہ عورت کے ساتھ حسن سلوک

زید بن اسلم رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا، وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک نوجوان عورت نے ملاقات کی اور عرض کی: اے امیر المومنین! میرے شوہر کی وفات ہوگئی ہے اور وہ پیچھے چند چھوٹی بچیاں چھوڑ گیا ہے، خدا کی قسم! اب نہ ان کے پاس بکری کے پائے ہیں کہ انہیں پکالیں نہ کھیتی ہے اور نہ دودھ کے لیے کوئی جانور ہے، مجھے ڈر ہے کہ وہ فقر و فاقہ سے ہلاک نہ ہو جائیں۔

میں خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہوں، میرے والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حدیبیہ میں شریک تھے۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تھوڑی دیر کے لیے کھڑے ہوگئے، آگے نہیں بڑھے اور پھر فرمایا: مرحبا تمہارا خاندانی تعلق تو بہت قریبی ہے پھر آپ ایک بہت قوی اونٹ کی طرف مڑے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اور اس پر دو بورے غلے سے بھرے ہوئے رکھ دیے، ان دونوں بوروں کے درمیان روپے اور دوسری ضرورت کی چیزیں اور کپڑے بھی رکھ دیئے اور پھر اس کی نکیل ان کے ہاتھ میں تھما کر فرمایا:

اسے لے جاؤ یہ ختم نہ ہوگا کہ اس سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔ ایک آدمی نے کہا: اے امیر المومنین! آپ نے اسے بہت دے دیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیری ماں تجھے گم پائے، اللہ کی قسم! اس عورت کا والد اور اس کا بھائی جیسے اب بھی میری نظروں کے سامنے ہیں کہ ایک مدت تک ایک قلعہ کے محاصرے میں شریک رہے، آخر اسے فتح کر لیا گیا۔ [2]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا رعایا کے ساتھ حسن سلوک

حضرت اسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہنی نامی غلام کو سرکاری چراگاہ کا نگران مقرر کیا تو اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا: مسلمانوں پر زیادتی نہ کرنا:

[1] واقعہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے: البدایة والنہایة للعلامة ابن کثیر: ١٠/ ١٨٥-١٨٧ دار ھجر۔ [2] صحیح البخاری، المغازی، باب غزوة الحدیبیة: ٤١٦٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ.

''کہ مظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ مظلوم کی بددعا قبول ہوتی ہے۔''

اور تھوڑے اونٹ اور بکریوں والوں کو نہ روکنا، ہاں عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کو اس چراگاہ میں جانور نہ چرانے دینا، اگر ان دونوں امیروں کے جانور چارہ نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے، تو ان کے باغات اور کھیتیاں موجود ہیں، لیکن اگر تھوڑے جانوروں والوں کے جانور ہلاک ہو جائیں گے، تو وہاں بچوں کو میرے پاس لے کر آ جائیں گے، اور مجھ سے فریاد کریں گے میں ان کو نہیں چھوڑ سکتا، تیرا باپ مر جائے لوگوں کے لیے گھاس اور پانی کا بندوبست کرنا، میرے لیے درہم و دینار کی بنسبت آسان ہے، پھر فرمایا: اللہ کی قسم مدینہ والے سمجھتے ہیں، کہ میں نے ان کی زمینوں پر چراگاہ بنا کر ظلم کیا ہے، یہ زمینیں ان کی ہیں انہوں نے ان زمینوں کے لیے زمانہ جاہلیت میں جنگ کی تھی، اور اسلام لانے کے بعد ان کی ملکیت کو بحال رکھا گیا ہے۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِیْ أَحْمِلُ عَلَیْهِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَا حَمَیْتُ عَلَیْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا. [1]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر وہ مال (گھوڑے خچر وغیرہ) نہ ہوتے، جن پر جہاد میں لوگوں کو سوار کر کے بھیجا جاتا ہے، تو ان کی زمین میں سے (میں) ایک بالشت بھی چراگاہ نہ بناتا۔''

یہ محل کس کا ہے۔۔؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں سو رہا تھا، تو میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، ایک عورت محل کے گوشہ میں وضو کر رہی تھی، میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا: عمر کا: تو میں نے ان کی غیرت کا خیال کیا، اور پیچھے ہٹ آیا۔'' یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، اور فرمایا:

[1] صحیح بخاری، الجهاد، باب اذا اسلم قوم...: ۳۰۵۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔؟ 1

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے محبت

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (طواف میں) حجر اسود کے پاس آئے پھر اس کو بوسہ دیا اور فرمایا:

إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ. 2

''میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ (کسی کو) نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے اور اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بھی بوسہ نہ دیتا۔''

سیدنا عمر کی خواہش اور پردے کا حکم

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں رات کو جب قضائے حاجت کے لیے گھر سے باہر جاتیں تھیں، مناصع کی طرف نکل جاتی تھیں، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو پردہ کرایئے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہ کرتے تھے، تو رات کو عشا کے وقت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی باہر نکلیں اور وہ دراز قد تھیں تو انہیں عمر نے محض اس خواہش سے کہ پردہ کا حکم نازل ہو جائے، پکارا کہ آگاہ رہو اے سودہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پردہ کا حکم نازل فرمایا۔ 3

عمر نے روک دیا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن اُبی (منافق) جب مر گیا تو اس کا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنا کرتا دیجیے (میں اس میں اسے کفن

1 صحیح بخاری، مناقب صحابہ باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ: ۸۰۔
2 صحیح البخاری، الحج، باب ما ذکر فی الحجر الاسود: ۱۵۹۷۔
3 صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب آیة الحجاب، رقم: ۶۲۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوں گا) اور آپ ﷺ اس کا جنازہ بھی پڑھانا اور اس کے لیے استغفار بھی کرنا آپ ﷺ نے اپنا کرتا اس کو دے دیا اور فرمایا (جب جنازہ تیار ہو جائے) مجھے اطلاع دے دینا، میں اس کی نماز جنازہ پڑھا دوں گا۔'' اس نے آپ ﷺ کو اطلاع دی جب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانا چاہی تو سیدنا عمر نے آپ ﷺ کو پیچھے سے پکڑ لیا اور عرض کی کہ کیا منافقوں پر نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منع نہیں فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ﴾ [1]

''آپ ﷺ ان (منافقوں کے لیے) دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں (یہ ان کے حق میں برابر ہے) اگر آپ ان پر ستر (۷۰) مرتبہ بھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز ہرگز معاف نہیں کرے گا۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو چادر نہ دی

حضرت ثعلبہ بن ابو مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی عورتوں میں کچھ چادریں تقسیم کی تھیں۔ ایک نہایت عمدہ چادر بچ گئی۔ کسی نے کہا: اے امیر المومنین! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی یعنی ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کو جو آپ کے نکاح میں ہے دے دیجیے۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ وَأُمُّ سَلِيطٍ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ.

''ام سلیط رحمہا اللہ اس کی زیادہ مستحق ہے کیوں کہ وہ انصاری عورت ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔''

پھر فرمایا:

---

[1] ۹/التوبة ٨٤؛ صحيح بخاري، التفسير، التوبة باب ولاتصل على احد...: ٤٦٧٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ. ❶

''وہ احد کے دن ہمارے لیے مشکیں بھر بھر کر لایا کرتی تھیں۔''

مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑا دوں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنگ پر گئے ہوئے تھے کہ ایک مہاجر نے انصاری (کی دبر پر) لات ماردی تو انصاری نے انصار کو آواز دی اور مہاجر نے مہاجرین کو بلایا قومیت کی بنیاد پر لڑائی کا ماحول پیدا ہو گیا۔ یہ معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ جاہلیت کی پکار کہاں سے آ گئی۔'' لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ حرکت گندی ہے اسے چھوڑ دو۔''

جب اس واقعے کا علم عبداللہ بن ابی کو ہوا تو اس نے کہا کیا مہاجرین نے ایسا کرنے کی جرأت کی ہے؟ اللہ کی قسم! اگر مدینے میں واپس پہنچے تو ہم (نعوذ باللہ) ان ذلیل لوگوں کو مدینے سے نکال باہر کریں گے۔ اس بات کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے تو فرمایا:

دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ.

''یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے میں اس منافق کی گردن اڑا دیتا ہوں۔''

تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ))

''اسے چھوڑ دو کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔''

راوی کہتا ہے کہ ابتداء میں تو مہاجرین تھوڑے تھے لیکن بعد میں مہاجرین زیادہ ہو گئے۔ ❷

جذبات دین

حضرت علی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا، حضرت

---

❶ بخاري، الجهاد، باب حمل النساء القرب...: ٢٨٨١۔

❷ بخاري، التفسير، سورة منافقون: ٤٩٠٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبیر رضی اللہ عنہ اور جناب مقداد رضی اللہ عنہ کو بھی بلایا اور ہمیں حکم دیا: ''تم مکہ کے راستے پر نکلو، جب تم روضہ خاخ کے مقام پر پہنچو گے تو وہاں تم لوگوں کو ایک عورت ملے گی جو اونٹ کے ہودج میں سوار ہوگی اس کے پاس ایک خط ہوگا وہ خط اس سے لے آؤ۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ہم نکل کھڑے ہوئے ہمارے گھوڑے سرپٹ دوڑے جا رہے تھے۔ جب ہم ''روضہ خاخ'' پر پہنچے تو واقعی وہاں ایک عورت تھی، جو ہودج میں سوار چلی جا رہی تھی۔ ہم نے اس کی سواری کو روکا اور عورت سے کہا: تیرے پاس جو خط ہے، اسے ہمارے حوالے کر دے۔ وہ کہنے لگی: میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے۔ اب ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھایا۔ خط تلاش کیا مگر کوئی خط نہ ملا۔ ہم نے آپس میں کہا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ غلط نہیں ہو سکتا اور پھر ہم نے اسے دھمکی دی کہ یہ خط تجھے ہمارے حوالے کرنا ہوگا، نہیں تو ہم تیرے کپڑے اتار کر تلاشی لیں گے تو اس نے اپنے سر کے بالوں کی چوٹی سے وہ خط نکالا اور ہمارے حوالے کر دیا۔ اب ہم یہ خط لے کر واپس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب یہ خط کھولا گیا تو پتا چلا کہ خط حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مکہ کے چند مشرکوں کے نام لکھا گیا ہے۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ مکہ کے مشرکوں کو جنگ کے ان چند امور کے بارے میں خبر دے رہے تھے جنہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے راز میں رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ خط ملاحظہ کیا تو پوچھا: ''اے حاطب! یہ تو نے کیا کر دیا؟''

اس دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اس نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کیا ہے، مسلمانوں کے ساتھ بھی خیانت کی ہے، یہ منافق ہے، مجھے اجازت دو میں اس کی گردن اڑا دوں۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! میرے بارے میں ابھی فوراً فیصلہ نہ فرمائیے، پہلے میری گزارش سن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیں۔ اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہے کہ اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ پر میرا ایمان باقی نہیں رہا۔ حضور! مجھ سے یہ حرکت اس لیے سرزد ہوئی کہ میں نے سوچا میں ایک ایسا شخص ہو جو قریش سے چمٹا ہوا تو ہے ان کا حلیف بھی ہے مگر قریش کے خاندان سے نہیں، یہ مہاجرین آپ کے ساتھ ہیں۔ ان سب کے وہاں رشتہ دار موجود ہیں جو ان کے گھر والوں اور مالوں کا خیال رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے ذریعے مال و دولت اور ان کے گھر والوں کا دفاع کر رہا ہے۔ میں نے سوچا کہ میرا تو وہاں کوئی بھی نہیں، تو کیوں نہ میں یہ خط لکھ کر ان پر احسان چڑھا دوں تا کہ احسان کے بدلے وہ میرے رشتہ داروں کو نقصان نہ پہنچائیں اور ان کا کچھ خیال کریں، یہ ہے وہ وجہ جس کی بنا پر مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں نے اپنے دین کو چھوڑ کر ایسا بالکل نہیں کیا اور نہ یہ بات ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں دوبارہ کفر کو پسند کرنے لگ گیا ہوں۔''

یہ وضاحت سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''حقیقت یہ ہے کہ اس نے تمہارے سامنے سچ سچ بیان کر دیا ہے، لہٰذا اس کے بارے میں سوائے خیر کے کوئی کلمہ نہ کہو۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: اس شخص نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں سے دغا کیا ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ بدر والوں میں سے نہیں ہے؟'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اہل بدر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم جو چاہو کرو، تمہیں جنت ضرور ملے گی (یا فرمایا) میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔'' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں:

اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرما کر یہ نصیحت بھی فرمائی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ① ﴾ [1]

''مومنو! اگر تم میری راہ میں لڑنے اور میری خوشنودی طلب کرنے کے لیے (مکہ سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ تم تو ان کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ (دینِ) حق سے جو تمہارے پاس آیا ہے منکر ہیں اور اس باعث سے کہ تم اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو پیغمبر کو اور تم کو جلاوطن کرتے ہیں تم ان کی طرف پوشیدہ پوشیدہ دوستی کے پیغام بھیجتے ہو جو کچھ تم مخفی طور پر اور جو علی الاعلان کرتے ہو وہ مجھے معلوم ہے اور جو کوئی تم میں سے ایسا کرے گا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔'' [2]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات کو تسلیم کرلیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پاگل (مجنون) عورت لائی گی جس نے زنا کیا تھا۔ آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا دیا راستے میں وہ لوگ اس عورت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملے دریافت کیا تو پتہ چلا کہ امیر المومنین نے اسے رجم کرنے کا حکم صادر کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْقَلَمَ قَدْ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَبْرَاَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ. [3]

''کیا آپ جانتے نہیں کہ تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے مجنون سے حتی کہ وہ ٹھیک ہوجائے، سویا ہوا حتی کہ وہ بیدار ہوجائے اور بچہ حتی کہ وہ عقلمند ہوجائے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حکم شرعی تو مجھے معلوم ہے۔ پھر حکم دیا کہ اس عورت مجنونہ

---

[1] ٦٠/ممتحنة: ١ـ [2] بخاری، المغازی، باب غزوة الفتح: ٤٢٧٤، ٣٩٨٣، ٣٠٠٧؛ مسلم، الفضائل الصحابة، باب من فضائل حاطب بن ابی بلتعة واهل بدر: ١٦١، ٢٤٩٤ـ

[3] ابوداود، الحدود، باب فی المجنون يسرق او يصيب حدا: ٤٣٩٩ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو چھوڑ دیا جائے اور معاملہ فہمی کی خوشی میں اللہ اکبر کیا۔

اللہ ابو بکر پر رحم کرے۔۔۔!

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں جب سے مسلمانوں کے امر کا والی ہوا ہوں انکا ایک دینار اور ایک درہم بھی نہیں کھایا، ہاں ہم نے ان کے موٹے آٹے سے اپنا پیٹ بھرا ہے اور ان کے موٹے کپڑے سے اپنی پیٹھ چھپائی ہے، میرے پاس مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں سے نہ تھوڑا ہے اور نہ زیادہ۔ سوائے حبشی غلام کے اور پانی لانے والے اونٹ کے اور سوائے اس پرانی چادر کے، جب میں مرجاؤں تو ان کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دینا اور ان سے برأت طلب کر لینا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا، جب قاصد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہاں تک روئے کہ ان کے آنسو زمین پر بہنے لگے اور فرمایا: اللہ ابو بکر پر رحم کرے، انہوں نے اپنے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا۔ [1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رو پڑتے ہیں

صحابہ کرام نے مشورہ کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ فتح کیے، آپ کے پاس عرب و عجم سے وفود آتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ یہ جبہ جس پر بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں پہنتے ہیں، اگر اس کی جگہ جبہ بدل لو تو بہتر ہوگا اور صبح و شام عمدہ کھانا کھاؤ تاکہ مہمان بھی کھائیں، لیکن کس کی جرأت ہو سکتی ہے کہ غرض کرے، سب نے سیدہ عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کو وکیل بنایا۔ انہوں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ فتح کیے، آپ کے پاس عرب و عجم سے وفود آتے ہیں اور آپ پر یہ بارہ پیوند والا موٹا جبہ؟ کسی نرم کپڑے کا بنا لیں جس سے آپ بارعب معلوم ہوں اور صبح و شام اچھا کھانا خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بہت روئے (یعنی آنسو بہنے لگے) اور پھر فرمایا: تم ہی بتاؤ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی گندم کے آٹے کی روٹی سے پیٹ بھرا، یا وہ نرم بستر پر سوئے؟ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا لباس پہنا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے

---

[1] بیہقی: ٦/ ٥٧٤، ١٣٠٠٨؛ ابن سعد: ٣/ ١٩٦، ١٩٧ اس کی سند صحیح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: نہیں۔ بس میں تو اپنے دونوں ساتھیوں کے نقش قدم پر چلوں گا، اللہ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے میں ان کے چہرے بگاڑ دیتا۔ [1]

حضرت عمر فاروق کی شہادت

موسیٰ ابو عوانہ حصین عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ:

میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید ہونے سے چند دن پہلے مدینہ منورہ میں دیکھا وہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہوئے فرما رہے تھے کہ تم دونوں نے جو کیا اچھا نہیں کیا کیا تم کو اس بات کا خیال نہیں آیا؟ کہ تم نے ارض سواد پر اس کی طاقت سے زیادہ خراج مقرر کر دیا ہے ان دونوں نے عرض کیا نہیں، ہم نے اس پر اس قدر خراج مقرر کر دیا جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں اس میں زیادتی کی کوئی بات نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غور کرو شاید تم نے اس زمین پر اس قدر خراج مقرر کیا ہے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے اس پر انہوں نے عرض کیا کہ نہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر خدا تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا تو میں اہل عراق کی بیوہ عورتوں کو اتنا خوش حال کر دونگا کہ میرے بعد وہ کسی کی محتاج نہ رہیں گی عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ چوتھے دن وہ شہید کر دیئے گئے نیز عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ جس دن آپ شہید ہوئے میں کھڑا ہوا تھا میرے اور ان کے درمیان بجز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اور کوئی دوسرا نہیں تھا اور آپ دو صفوں کے بیچ میں سے گزرتے تھے تو صف سیدھی کرنے کی تلقین کرتے جاتے تھے یہاں تک کہ جب صفوں میں کچھ خلل نہ دیکھتے تو آگے بڑھتے تھے اور اکثر سورۂ یوسف یا سورۂ نحل یا ایسی کوئی سورۃ پہلی رکعت میں پڑھا کرتے تھے، تاکہ سب لوگ جمع ہو جائیں جیسے ہی آپ نے تکبیر کہی (ایک شخص نے آپ کو زخمی کر دیا) میں نے آپ کو کہتے سنا مجھے کتے نے قتل کر ڈالا یا کاٹ کھایا، جب وہ غلام دو دھاری چھری لیے ہوئے بھاگا تو دائیں بائیں جدھر بھی جاتا لوگوں کو اس سے مارتا، اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا، ان میں سات تو مر گئے اس کو ایک مسلمان نے دیکھا اس نے اپنا لمبا کوٹ اس پر ڈال دیا پھر اس غلام کو خیال ہوا کہ وہ گرفتار کر لیا جائے، تو

---

[1] کنز العمال: ۱۲/ ۶۳۸، ۳۵۹۵۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے اسی خنجر سے خودکشی کر لی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ان کو آگے کیا، جو شخص اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھا وہ ان باتوں کو دیکھ رہا تھا جو میں نے دیکھیں اور جو لوگ مسجد کے کنارے پر کھڑے تھے ان کو کچھ معلوم نہ ہوا انہوں نے صرف حضرت عمر کی آواز نہ سنی اور وہ سبحان اللہ، سبحان اللہ، کہتے تھے، پھر ان لوگوں کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جلد جلد نماز پڑھائی، جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر نے فرمایا: ابن عباس! دیکھو تو مجھ پر کون حملہ آور ہوا ہے؟ وہ تھوڑی دیر تک ادھر ادھر دیکھتے رہے، پھر انہوں نے کہا مغیرہ کے غلام نے آپ پر حملہ کیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، کیا اس کاریگر نے۔۔؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا جی ہاں! تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا تعالیٰ اس کو غارت کرے میں نے تو اس کو ایک مناسب بات بتائی تھی، خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر نہیں کی جو اسلام کے پیرو ہونے کا دعویٰ کرتا ہو، بلاشبہ تم اور تمہارے والد ماجد اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ منورہ میں غلام بہت ہو جائیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سب سے زیادہ غلام تھے، ابن عباس نے کہا اگر تم چاہو تو میں ایسا کروں، اگر چاہو تو میں ان کو قتل کر دوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے تو جھوٹ بولتا ہے کیونکہ جب وہ تمہاری زبان میں گفتگو کرنے لگے اور تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے لگے اور تمہاری طرح حج کرنے لگے، تو پھر تم انکو قتل نہیں کر سکتے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر لے جایا گیا لوگوں کے رنج والم کا یہ حال تھا کہ گویا ان کو اس دن سے پہلے کوئی مصیبت ہی نہ پہنچی تھی، کوئی کہتا فکر کی کچھ بات نہیں اچھے ہو جائیں گے، اور کوئی کہتا مجھے ان کی زندگی کی کوئی آس نہیں ہے پھر کھجوروں کا نبیذ لایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو نوش فرمایا، تو وہ ان کے پیٹ سے نکل گیا، اس کے بعد دودھ لایا گیا انہوں نے نوش فرمایا تو وہ بھی شکم مبارک سے نکل گیا، لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ اب زندہ نہ رہیں گے، پھر ہم سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہاں اور لوگ بھی آ رہے تھے، اکثر لوگ آپ کی تعریف کرنے لگے پھر ایک جوان شخص آیا اس نے کہا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ آپ کو خدا تعالیٰ کی جانب سے خوشخبری ہو اس لیے کہ آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور اسلام قبول کرنے میں تقدم حاصل ہوا جس کو آپ خود بھی جانتے ہیں، جب آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے انصاف کیا اور آخر کار شہادت پائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ یہ سب باتیں مجھ پر برابر ہو جائیں نہ عذاب ہو نہ ثواب جب وہ شخص لوٹا تو اس کا تہبند زمین پر لٹک رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا: اے بھتیجے! اپنا کپڑا اونچا کر کہ یہ بات کپڑے کو صاف رکھے گی اور خدا کو بھی پسند ہے، پھر آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا دیکھو مجھ پر لوگوں کا کتنا قرض ہے؟ لوگوں نے حساب لگایا، تو تقریباً چھیاسی ہزار قرضہ تھا، فرمایا اگر اس قرض کی ادائیگی کے لیے عمر کی اولاد کا مال کافی ہو تو انہی کے مال سے اسے ادا کرنا، وگرنہ پھر بنی عدی بن کعب سے مانگنا اگر ان کا مال بھی ناکافی ہو تو قریش سے طلب کر لینا، اس کے سوا کسی اور سے قرض لے کر میرا قرض ادا نہ کرنا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جاؤ اور کہو کہ عمر آپ کو سلام کہتا ہے امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ اب میں امیر نہیں ہوں، اور کہنا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ سے اس بات کی اجازت مانگتا ہے کہ وہ اپنے دوستوں یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا جائے، چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پہنچ کر سلام کے بعد اندر آنے کی اجازت چاہی (اجازت ملنے پر) اندر گئے تو ام المومنین کو روتے ہوئے دیکھا، حضرت ابن عمر نے عرض کیا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سلام کہتے ہیں اور اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ اپنے دوستوں کے پاس دفن کیے جائیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس جگہ کو میں نے اپنے لیے رکھا تھا مگر اب میں ان کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ تو ایک شخص نے ان کو اپنے سہارے لگا کر بٹھا دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا جواب لائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ امیر المومنین وہی جو آپ چاہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے میں کسی چیز کو اس سے زیادہ اہم خیال نہ کرتا تھا پس جب میں مر جاؤں تو مجھے اٹھانا اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کر کے کہنا کہ عمر بن خطاب اجازت چاہتا ہے اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے سونپ دینا اور اگر وہ واپس کر دیں تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا اور اس کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور ان کے ساتھ اور عورتیں بھی آئیں جب ہم نے ان کو دیکھا تو ہم لوگ اٹھ گئے وہ تمام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور ان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھ کر روئیں جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو وہ عورتیں مکان میں چلی گئیں پھر ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی لوگوں نے عرض کیا امیر المومنین کچھ وصیت فرمائیں اور کسی کو خلیفہ بنا دیں حضرت عمر نے کہا کہ میرے نزدیک ان لوگوں سے زیادہ کوئی خلافت کا مستحق نہیں ہے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کے وقت راضی تھے پھر آپ نے حضرت علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تمہارے پاس حاضر رہا کریں گے مگر خلافت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے آپ نے یہ جملہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تسلی کے لیے کہا اور فرمایا کہ اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ حقیقتاً اس کے حقدار ہیں ورنہ جو شخص بھی خلیفہ بنے وہ ان سے امور خلافت میں مدد لے میں نے ان کو ناقابلیت اور خیانت کی بنا پر معزول نہیں کیا تھا آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد جو خلیفہ مقرر ہو اس کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین کا اولین حق سمجھے، ان کی عزت کی نگہداشت کرے اس کو انصار کے ساتھ بھلائی کی بھی وصیت کرتا ہوں جو دار الہجرت دار الایمان میں مہاجرین سے پہلے سے مقیم ہیں خلیفہ کو چاہیے کہ ان میں سے نیک لوگوں کی نیکو کاری کو بنظر استحسان دیکھے اور ان کے خطا کار لوگوں کی خطا سے درگزر کرے، نیز میں اس کو تمام شہروں کے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں اس لیے کہ وہ لوگ اسلام کی پشت و پناہ ہیں وہی مال غنیمت حاصل کرنے والے اور دشمن کو تباہ کرنے والے ہیں، اور وصیت کرتا ہوں کہ ان سے ان کی رضامندی سے اس قدر مال لیا جائے جو ان کی ضروریات زندگی سے زائد ہو میں اس کو اعراب کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں اس لیے کہ وہی اصل عرب اور مادہ اسلام ہیں اور ان کا (ضروریات سے) زائد مال لیں اور ان کے فقراء پر تقسیم کر دیں میں اس کو خدا تعالیٰ اور رسول کے ذمہ کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ ان کا عہد پورا کیا جائے اور ان کی حمایت میں پر زور جنگ کی جائے، اور ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے، جب ان کی وفات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگئی تو ہم لوگ ان کو لیے جارہے تھے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا اور کہا کہ عمر بن خطاب اجازت مانگتے ہیں حضرت عائشہ نے کہا کہ ان کو داخل کردو چنانچہ وہ لائے گئے اور وہاں اپنے دوستوں کے پہلو میں دفن کیے گئے ان کے دفن کیے جانے کے بعد وہ لوگ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں خلافت کے مستحق تھے جمع ہوئے، حضرت عبدالرحمٰن نے کہا کہ اس معاملہ کو صرف تین شخصوں پر چھوڑ دو جس پر زبیر بن عوام نے کہا کہ میں نے اپنا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا حضرت طلحہ نے کہا کہ میں نے اپنا حق حضرت عثمان کو سونپ دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا حق حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دے دیا پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تم دونوں میں سے جو شخص اس سے برات کا اظہار کرے گا ہم خلافت اسی کے سپرد کریں گے اور اس پر اللہ اور اسلام کے حقوق کی نگہداشت لازم ہوگی ہر ایک کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون شخص افضل ہے اسی کو خلیفہ کردے، اس پر شیخین یعنی عثمان وعلی نے سکوت کیا جب یہ حضرات چپ رہے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم دونوں خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ میرے حوالے کرتے ہو بخدا مجھ پر لازم ہے کہ میں تم سے افضل کے ساتھ کوتاہی نہ کروں دونوں نے کہا یہ مسئلہ آپ کے حوالے کیا جاتا ہے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے دونوں میں سے ایک یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تم کو رسول اللہ کی قرابت اور اسلام میں قدامت حاصل ہے، جو تم کو معلوم ہے خدا کے واسطے تم پر لازم ہے اگر میں تمہیں خلیفہ بنا دوں تو تم عدل وانصاف کرنا اور اگر میں عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دوں تو اس کی بات سننا اور اطاعت کرنا اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بھی ایسا ہی کہا چنانچہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عہد لیا پھر کہا، اے عثمان رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ اٹھاؤ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اور ان کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت کی پھر تمام مدینہ والوں نے حاضر ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ:

---

[1] بخاری، المناقب: ۳۷۰۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ: أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا، أَوْ إِلٰى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)). [1]

''حدیث بیان کی ہے ہمیں حمیدی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید انصاری نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن ابراہیم نے خبر دی کہ انہوں نے علقمہ بن وقاص لیثی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ'' بلاشبہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر کسی کو اس کی نیت کے مطابق ہی ثمرہ حاصل ہوتا ہے۔ جس کسی کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی نیت سے ہوگی۔ تو اس کی ہجرت اسی غرض کے لیے شمار ہوگی''

[1] بخاری، بدء الخلق: ۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

تعارف سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے۔ اور آپ کے والد محترم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کی والدہ سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کا سارا گھرانہ (ماں، باپ اور بہن بھائی) سب کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ دنیا کی تمام عورتوں سے بڑی فقیہہ اور تمام ازواج مطہرات سے افضل ہیں، بعثت نبوی کے چار سال بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں۔ چھ برس کی عمر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا۔ اور رخصتی ۹ برس میں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقہا صحابہ میں شامل ہیں۔ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے علمی استفادہ کیا ہے ان سے (۲۲۱۰) احادیث مروی ہیں جن میں سے متفق علیہ (۱۷۴) احادیث ہیں۔ رمضان ۵۱ھ میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ [1]

[1] اسدالغابة: ۷/ ۱۸۷؛ تهذيب التهذيب: ۱۲/ ٤٦١؛ جوامع السيرة لابن حزم، ص: ٦٤ـ ٦٥ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

میں نے تجھے خواب میں دیکھا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے خواب میں تین راتیں دکھائی گئی، تیری تصویر ریشم کے رومال میں لپیٹ کر فرشتہ لایا اور اس نے کہا یہ تیرے بیوی ہے، پھر اس نے تیرے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو ہو بہو تو ہی تھی، میں نے کہا: اگر یہ اللہ کی جانب سے کام ہے تو یہ ہو کر ہی رہے گا۔'' [1]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ مقام و مرتبہ، یہ قدر و منزلت یہ عظمت، یہ بلندی اور یہ سرفرازی اللہ نے خاص انہیں عطا فرمائی۔

یہ آپ کی دنیا اور آخرت میں رفیقہ حیات

ابن ابی ملیکۃ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ جِبْرِیْلَ علیہ السلام جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِیْ خِرْقَةِ حَرِیْرٍ خَضْرَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: فَقَالَ هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ)) [2]

''جبریل علیہ السلام اس کی تصویر سبز رنگ کے ریشم میں لپیٹ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہا کہ یہ تیری دنیا اور آخرت میں رفیقہ حیات ہے۔''

ارے عائشہ۔۔۔! ہاتھ ذرا نرم رکھو

سیدنا عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ یہودیوں کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، انہوں

---

[1] بخاری، باب مناقب الأنصار: ۳۸۹۵؛ مسلم: ۷۹، ۲۴۳۸۔

[2] ترمذی، المناقب، باب المناقب: ۳۸۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے آپ کو (اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ) کہا، یعنی آپ پر موت واقع ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ان کے الفاظ سمجھ گئی اور میں نے انہیں (وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ) کہا کہ تم پر موت اور لعنت واقع ہو۔ فرماتی ہیں کہ میرا یہ جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ رک جاؤ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔''

میں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جو کچھ انہوں نے کہا ہے آپ نے سنا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے سن لیا تھا اور جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا تھا کہ تم پر بھی وہی کچھ ہو جو تم نے کہا ہے، بس ان کو اتنا ہی جواب کافی ہے۔'' [1]

غلطی پر ڈانٹ بھی

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: آپ کے لیے تو چھوٹے سے قد کی ہی کافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ پسندیدہ بیوی کو اس موقع پر کیا کہا:

((لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ)) [2]

''آپ نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ یہ سمندر کے پانی میں ملا دی جائے تو سارا پانی کڑوا ہو جائے۔''

آپ کو سب لوگوں سے بڑھ کر عزیز کون ہے۔۔؟

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ۸ ہجری میں اسلام قبول کیا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو سب لوگوں سے بڑھ کر عزیز کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''عائشہ'' انہوں نے پوچھا: مردوں میں سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا باپ۔'' [3]

اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تو نے مجھے مسرور کر دیا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نعل مبارک کو پیوند لگا رہے تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پسینہ

---

[1] بخاری: ٦٠٢٤؛ مسلم: ١٠، ٢١٦٥۔ [2] ترمذی: ٢٥٠٢۔ [3] ترمذی، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ٨٥؛ مسلم، فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم: ٢٣٨٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ رہا ہے اور اس پسینہ کے اندر ایک نور ہے جو ابھر رہا ہے اور بڑھ رہا ہے۔ یہ ایسا نظارہ تھا کہ میں سراپا حیرت بن گئی نبی ﷺ کی نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ فرمایا: ''عائشہ! تو حیران سی کیوں ہو رہی ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی پیشانی پر پسینہ ہے اور پسینہ کے اندر چمکتا دمکتا نور ہے (اس پاک نظارہ نے مجھے سراپا چشم کر دیا ہے)

اے خنک چشمے کہ او حیران اوست
وے ہمایوں دل کہ آں قربان اوست

بخدا اگر ابو کبیر (ایام جاہلیت کا مشہور شاعر) ہذلی حضور ﷺ کو دیکھ پاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کے صحیح مصداق نبی کریم ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس کے شعر کیا ہیں۔ میں نے یہ شعر پڑھ کر سنا دیئے۔

وَمُبَرَّأً مِنْ كُلِّ غُبَّرِ حَيْضَةٍ
وَفَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَدَاءٍ مُغِيلِ

فَاِذَا نَظَرْتَ اِلٰى اَسِرَّةِ وَجْهِهٖ
بَرَقَتْ كَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

''وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے پاک اور مبرا ہیں۔ ان کے درخشاں چہرے پر نظر کرو تو معلوم ہوگا کہ نورانی اور روشن برق جلوہ دے رہی ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے ہاتھ میں جو کچھ تھا رکھ دیا۔ میری پیشانی کو چوما اور فرمایا:

((مَا سَرَرْتِ مِنِّي كَسُرُوْرِي مِنْكِ))

''جو سرور مجھے تیرے کلام سے حاصل ہوا وہ سرور تجھے میرے نظارہ سے نہ ہوا ہوگا۔''

یعنی تو نے مجھے نہایت مسرور اور خوش کر دیا ہے۔ [1]

---

[1] تاریخ بغداد: ۱۳/ ۲۵۳۱، رحمۃ للعالمین: ۲/ ۱۹۰ تا ۱۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ کیوں رو رہی ہو۔۔؟

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں رو رہی تھی، آپ نے پوچھا:

''عائشہ کیوں رو رہی ہو؟''

میں نے کہا: مجھے فاطمہ نے برا بھلا کہا ہے۔ آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر پوچھا:

''کیا تم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہا ہے؟''

انہوں نے کہا: جی ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''کیا تو اسے عزیز نہیں جانتی جس کو میں عزیز جانتا ہوں؟'' انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: ''کیا تم اس سے بغض نہیں رکھتیں جس سے میں بغض رکھتا ہوں؟'' انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو عزیز جانتا ہوں تم بھی اسے عزیز جانو۔'' سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا: ابا جان! میں آج کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بھی نہیں کہوں گی۔ [1]

سیدنا جبرئیل علیہ السلام کا سلام

سیدنا جبرئیل علیہ السلام کا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا واقعی ان کی عظمت اور شان کو دوبالا کرتا ہے۔ ابن شہاب ابوسلمہ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عائشہ! یہ جبرئیل علیہ السلام آپ کو سلام کہتے ہیں۔'' میں نے جواب دیا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں میں وہ نہیں دیکھ رہی۔ [2]

کیا قیامت کے روز آپ اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے۔؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ انہیں جہنم کی آگ یاد آئی تو وہ رو پڑیں،

---

[1] مجمع الزوائد للھیثمی: ۱۵۳۱۱۔

[2] بخاری: ۳۷٦۸؛ مسلم: ۲٤٤۷؛ ترمذی: ۳۸۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''عائشہ! کیوں رو رہی ہو؟'' تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جہنم کی آگ یاد آنے پر روئی ہوں، کیا قیامت کے روز آپ اپنے اہل وعیال کو بھی یاد رکھیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَمَّا فِیْ ثَلٰثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا یَذْکُرُ اَحَدٌ اَحَدًا عِنْدَ الْمِیْزَانِ حَتّٰی یَعْلَمَ اَیَخِفُّ مِیْزَانُهٗ اَمْ یَثْقُلُ وَعِنْدَ الْکِتَابِ حِیْنَ یُقَالُ ﴿هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ ﴿١٩﴾﴾ حَتّٰی یَعْلَمَ اَیْنَ یَقَعُ کِتَابُهٗ فِیْ یَمِیْنِهٖ اَمْ فِیْ شِمَالِهٖ اَمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهٖ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَیْنَ ظَهْرِیْ جَهَنَّمَ)) [1]

''تین جگہوں پر کوئی آدمی کسی آدمی کو یاد نہیں کرے گا۔ میزان کے پاس یہاں تک کہ اسے پتہ چل جائے کہ ان کے اعمال کا وزن ہلکا رہا ہے یا بوجھل۔ نامہ اعمال ملنے کے وقت جب پکارا جائے گا کہ آؤ اپنا نامہ اعمال پڑھو حتی کہ اسے پتہ چل جائے اس کا نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے یا بائیں ہاتھ میں پشت کے پیچھے سے۔ پل صراط سے گزرتے وقت جب وہ جہنم کے اوپر رکھا جائے گا۔''

کاش! میں ایک درخت ہوتی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کاش! میں ایک درخت ہوتی جس کو کاٹ دیا جاتا۔ کاش! میں پیدا نہ ہوتی۔ [2]

کیا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں۔۔۔؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا حنین سے واپس آئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا، جس کے اندر کھلونے رکھے ہوئے تھے۔ پھر تیز ہوا چلی اور پردے کا ایک حصہ کھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیکھ لیا اور فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ میرے کھلونے ہیں، جن کے ساتھ میں کھیلتی ہوں

[1] ابوداود، السنة، باب فی ذکر المیزان: ٤٧٥٥ ضعیف۔

[2] کتاب الزهد للوکیع: ١٤١؛ الطبقات الکبریٰ: ٧٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھلونوں کے بیچ میں ایک گھوڑا تھا، اس کے دو پر تھے۔ جو کپڑوں کے ٹکڑوں سے بنے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا یہ گھوڑے کے پر ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق سے فرمایا: ''کیا گھوڑے کے پر ہوتے ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سنا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کے دو پر بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب سن کر ہنس پڑے یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت بھی دیکھ لیے۔ [1]

اب حساب برابر ہو گیا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر گئی میں اس وقت نوعمر تھی میرے جسم پر گوشت بھی کم تھا۔ میرا بدن بھاری بھی نہیں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا: ''آپ آگے چلے جائیں۔'' چنانچہ سب آگے چلے گئے پھر مجھ سے فرمایا: ''آؤ میں تم سے دوڑ کا مقابلہ کروں۔'' چنانچہ ہم دونوں میں مقابلہ ہوا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ پھر میرے جسم پر گوشت زیادہ ہو گیا اور میں پہلے قصے کو بھول گئی۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا: ''آپ آگے چلے جائیں۔'' چنانچہ سب آگے چلے گئے پھر مجھ سے فرمایا: ''آؤ میں تم سے دوڑ کا مقابلہ کروں۔'' چنانچہ ہم دونوں میں مقابلہ ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آگے نکل گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے اور فرمایا: ''یہ پہلی دوڑ کا بدلہ ہے (اب معاملہ برابر ہو گیا)۔'' [2]

ربِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''تم جب ناراض ہوتی ہو تو میں فوراً تمہارے غصہ کو پہچان لیتا ہوں'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں نے تو کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ کا اظہار نہیں ہونے دیا پھر کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری قلبی کیفیت پہچان لیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی تو بات ہے کہ تم ناراضی کا اظہار نہیں ہونے دیتیں مگر ہم پھر بھی

---

[1] ابو داود، الادب، باب فی اللعب بالبنات: ۴۹۳۲۔

[2] ابو داود، الجهاد، باب فی السبق علی الرجل: ۲۵۷۸؛ مسند احمد: ۲۶۲۷۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہچان لیتے ہیں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: قربان جاؤں ذرا مجھے بھی تو پتہ چلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح میری ناراضی کا پتہ چل جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عائشہ! جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور کوئی قسم کا موقع آئے تو تم کہتی ہو مجھے لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم) اور جب کسی وجہ پر خاموش (ناراضی) ہو، تو پھر یوں کہتی ہو مجھے۔ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم۔"

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں اور کہا: واللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب پہچانا۔ 1

اے اللہ کے رسول! یہ آیات بہت سخت ہیں

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت نہایت سخت ہے:

﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾

"جو شخص ذرا بھی برائی کرے گا اس کو اس کا بدلا دیا جائے گا۔"

ارشاد ہوا: "عائشہ تم کو یہ خبر نہیں کہ مسلمان کے پاؤں میں اگر ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو وہ اس کے اعمال بد کا بدلا ہوتا ہے۔" 2

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے آنسو

جناب عطاء بن رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبید بن عمیر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جناب عبید بن عمیر نے درخواست کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہمیں کوئی ایسا واقعہ بتائیں جو آپ کو سب سے زیادہ بھلا لگا ہو۔ یہ سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور فرمایا: "ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"اے عائشہ! آج مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے دو۔"

میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب پسند ہے اور جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش

---

1 صحیح بخاری، النکاح، باب غیرة النساء ووجدهن: ٥٢٢٨؛ مسلم: ٢٤٣٩ (٦٢٨٥)۔ 2 ابوداود، الجنائز، باب عيادة النساء: ٣٠٩٣ ضعيف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے وہ بھی پسند ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور وضو کیا: پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل روتے رہے، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی تر ہو گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم روتے رہے، یہاں تک کہ قمیص کا اگلا حصہ تر ہو گیا اور پھر روتے رہے حتی کہ زمین بھی نمدار ہو گئی۔ اس دوران سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کا کہنے آ گئے۔ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ رو رہے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اگلی پچھلی سب لغزشیں معاف کر دی ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا؟ لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ آيَاتٌ، وَيْلٌ لِمَنْ قَرَءَ هَا وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيْهَا))

''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ آج رات مجھ پر کچھ آیات نازل ہوئی ہیں۔ اُس آدمی کی تباہی و بربادی ہے جو ان کو پڑھے اور ان میں غور نہ کرے۔''

اور وہ یہ آیات ہیں:

﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۱۹۰﴾ [1]

''زمین و آسمان کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ہوش مند لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔''

اماں جی کی خوشی اور حمد و ثناء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی سفر پر جاتے تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے۔ جس کا قرعہ نکل آتا اسے ہمراہ لے جاتے،

[1] ۳/آل عمران: ۱۹۰؛ صحیح ابن حبان: ۲/ ۳۸۶، ۳۸۷، ۶۲۰ ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سفر میں قرعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا اور آپ ﷺ انہیں اپنے ساتھ لے گئے ہوا یوں میں اپنے ہودج میں بیٹھی رہتی اور جب قافلہ کہیں اترتا تو میرا ہودج اتار دیا جاتا ہم غزوہ پر گئے۔ آپ ﷺ غزوہ سے فارغ ہوئے اور واپس لوٹے۔ مدینے کے قریب آگئے رات کو چلنے کی آواز لگائی، میں قضائے حاجت کے لیے نکلی اور لشکر کے پڑاؤ سے دور جا کر میں نے قضائے حاجت کی پھر واپس لوٹی۔ لشکرگاہ کے قریب آکر میں نے اپنے گلے کو ٹٹولا تو ہار نہ پایا، میں واپس اس کو ڈھونڈنے کے لیے چلی گئی اور تلاش کرتی رہی۔ یہاں یہ ہوا کہ لشکر نے کوچ کر دیا، جو لوگ میرا ہودج اٹھاتے تھے انہوں نے یہ سمجھ کر کہ میں اندر ہی ہوں، ہودج اٹھا کر اوپر رکھ دیا اور چل پڑے، یہ بھی یاد رہے کہ اس وقت کی عورتیں نہ کچھ ایسا کھاتی پیتی تھیں نہ وہ بھاری بدن کی بوجھل تھیں، تو میرے ہودج کے اٹھانے والوں کو میرے ہونے یا نہ ہونے کے متعلق پتہ نہ چلا اور میں اس وقت اوائل عمر کی تو تھی۔ الغرض بہت دیر کے بعد مجھے میرا ہار مل گیا۔ یہاں میں جو پہنچی تو کسی آدمی کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ نہ کوئی پکارنے والا نہ جواب دینے والا۔ میں اپنے نشان کے مطابق وہیں پہنچی جہاں ہمارا اونٹ بٹھایا گیا تھا اور وہیں انتظار میں بیٹھ گئی کہ جب آپ ﷺ آگے چل کر میرے نہ ہونے کی خبر پائیں گے تو مجھے تلاش کرنے کے لیے یہیں آئیں گے۔ مجھے بیٹھے بیٹھے نیند آگئی۔

اتفاق سے حضرت صفوان بن معطل سلمی ذکوانی رضی اللہ عنہ جو لشکر کے پیچھے رہے تھے وہ پچھلی رات کو چلے تھے۔ صبح کی چاندنی میں یہاں پہنچ گئے۔ ایک سوتے ہوئے آدمی کو دیکھ کر خیال آنا ہی تھا۔ غور سے دیکھا تو چونکہ پردے کے حکم سے پہلے مجھے وہ دیکھتے ہی تھے۔ دیکھتے ہی پہچان گئے اور با آواز بلند ان کی زبان سے نکلا ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' ان کی آواز سنتے ہی میری آنکھ کھل گئی اور میں اپنی چادر سے اپنا منہ ڈھانپ کر سنبھل کر بیٹھ گئی۔ انہوں نے جھٹ سے اپنا اونٹ بٹھایا اور اسکی ایک ٹانگ پر اپنا پاؤں رکھا۔ میں اٹھی اور اونٹ پر سوار ہوگئی۔ انہوں نے اونٹ کو کھڑا کیا اور بھگاتے ہوئے لے چلے۔

خدا کی قسم! نہ وہ مجھ سے بولے اور نہ ہی میں نے اس سے کوئی بات کی۔ سوائے انا للہ کے میں نے ان کے منہ سے کوئی کلمہ نکلتا سنا۔ دوپہر کے قریب ہم اپنے قافلے سے مل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ بس اتنی سی بات کا ہلاک ہونے والوں نے بتنگڑ بنالیا ان سب سے بڑا اور بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والا عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ مدینے سے آتے ہی میں بیمار پڑگئی اور مہینہ بھر میں بیماری میں گھر پر ہی رہی۔ نہ میں نے کچھ سنا، نہ کسی نے مجھ سے کہا۔ جو کچھ غل غپاڑا لوگوں میں ہو رہا تھا میں اس سے بے خبر تھی۔

البتہ میرے دل میں یہ خیال بسا اوقات گزرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر و محبت میں کمی کی کیا وجہ ہے؟ بیماری میں عام طور پر جو شفقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے ساتھ ہوتی تھی، میں اس بیماری میں وہ بات نہ پاتی تھی، اس لیے مجھے رنج تو بہت تھا مگر کوئی وجہ معلوم نہ تھی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے، سلام کرتے اور دریافت فرماتے طبیعت کیسی ہے؟ اور کوئی بات نہ کرتے اس سے مجھے بڑا صدمہ ہوتا، مگر بہتان بازوں کی تہمت سے میں بالکل غافل تھی۔

اب سنئے اس وقت تک گھروں میں لٹرین کا انتظام نہ تھا، اور عرب کی قدیم عادت کے مطابق ہم لوگ قضائے حاجت کے لیے میدان میں جایا کرتے تھے عورتیں عموماً رات کو جایا کرتی تھیں گھروں میں عام طور پر لٹرین بنانے سے نفرت کی جاتی تھی حسب عادت میں ام مسطح رضی اللہ عنہا بنت ابی رہم بن عبد المطلب بن عبد مناف کے ساتھ قضائے حاجت کے لیے چلی۔ اس وقت میں بہت کمزور تھی۔ یہ ام مسطح رضی اللہ عنہا میرے والد کی خالہ تھیں۔ جب ہم واپس آنے لگے تو ام مسطح رضی اللہ عنہا کا پاؤں چادر کے دامن میں الجھا، اور بے ساختہ ان کے منہ سے نکل گیا (تاعس مسطح) مسطح غارت ہو! مجھے بہت برا لگا اور میں نے کہا تم نے بہت برا کلمہ بولا، توبہ کرو، تم اسے گالی دیتی ہو جس نے بدر میں شرکت کی۔ اس وقت ام مسطح نے کہا بھولی بی بی! آپ رضی اللہ عنہا کو کیا معلوم؟ میں نے کہا: کیا بات ہے؟

انہوں نے فرمایا: وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہے جو آپ رضی اللہ عنہا کو بدنام کرتے پھرتے ہیں۔ مجھے سخت حیرت ہوئی۔ میں نے کہا کہ کم از کم مجھے سارا واقعہ تو بیان کرو۔ اب انہوں نے بہتان باز لوگوں کی کارستانیاں مجھے سنائیں۔ میرے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ رنج وغم کا پہاڑ مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ مارے صدمے کے میں بیمار ہوگئی۔ بیمار تو میں پہلے ہی تھی، اس خبر نے مجھے نڈھال کر دیا۔ جوں توں کر کے گھر پہنچی اب صرف یہ خیال تھا کہ میں اپنے میکے جا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اچھی طرح معلوم تو کرلوں کہ کیا واقعی میری نسبت ایسی افواہ پھیلائی گئی ہے اور کیا کیا مشہور کیا جارہا ہے۔۔؟

اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور سلام کیا اور دریافت فرمایا کیا حال ہے؟ میں نے کہا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو اپنے والد کے ہاں ہو آؤں۔۔؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ میں یہاں آئی اپنی والدہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اماں جان لوگوں میں میرے متعلق کیا باتیں پھیل رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: بیٹی یہ تو نہایت معمولی بات ہے۔ تم اپنا دل اتنا بھاری نہ کرو۔ کسی شخص کی اچھی بیوی جو اسے محبوب ہو اور اسکی سوکنیں بھی ہوں، وہاں ایسی باتوں کا کھڑا ہونا لازمی امر ہے۔

میں نے کہا سبحان اللہ! کیا واقعی لوگ میری نسبت ایسی افواہیں اڑا رہے ہیں۔ اب تو رنج وغم نے مجھے اس قدر گھیرا کہ بیان سے باہر ہے۔ اس وقت رونا شروع ہوا، واللہ ایک دم بھر کے لیے میرے آنسو نہیں رکے۔ میں سر ڈال کر روتی رہی کہاں کا کھانا پینا، کہاں کا سونا جاگنا اور کہاں کی بات چیت؟ بس رنج والم اور رونا ہے اور میں، ساری رات اسی حالت میں گزری کہ آنسو کی لڑی نہ تھمی۔ دن کو یہی حال رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ وحی میں دیر ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بات معلوم نہ ہوئی تھی۔ اس لیے ان دونوں حضرات سے مشورہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے الگ کردیں یا کیا کریں۔۔؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے صاف کہا: کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ پر کوئی برائی نہیں جانتے۔ ہمارے دل تو ان کی محبت، عزت اور شرافت کی گواہی دینے کے لیے حاضر ہیں۔ ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تنگی نہیں۔ عورتیں انکے سوا بھی بہت ہیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کی خادمہ سے پوچھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح واقعہ معلوم ہوسکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت گھر کی خادمہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور ان سے فرمایا: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی بات شک وشبہ والی کبھی بھی دیکھی ہو تو بتلاؤ۔'' بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس خدا کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، میں نے ان سے کوئی بات کبھی اس قسم کی نہیں دیکھی۔ ہاں صرف یہ بات ہے کہ کم عمری کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے کہ کبھی کبھی گوندھا ہوا آٹا یونہی رکھا رہتا ہے اور بی بی سو جاتی ہیں تو بکری آٹا کھا جاتی ہے۔ اس کے سوا میں نے ان کا کوئی قصور کبھی نہیں دیکھا۔

چونکہ کوئی ثبوت اس واقعہ کا نہ ملا اس لیے اسی دن رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''کون ہے جو مجھے اس شخص کی ایذاؤں سے بچائے جس نے مجھے ایذائیں پہنچاتے پہنچاتے اب تو میری گھر والیوں کے بارے میں مجھے ایذائیں پہنچانی شروع کر دیں۔ واللہ! جہاں تک میں جانتا ہوں مجھے اپنی گھر والیوں میں سوائے بھلائی کے کوئی چیز معلوم نہیں۔ جس شخص کا نام یہ لوگ لے رہے ہیں۔ میری دانست میں تو اس کے متعلق بھی سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں وہ میرے ساتھ ہی گھر میں رہتا ہے۔''

یہ سنتے ہی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے فرمانے لگے، یا رسول اللہ ﷺ۔۔! میں موجود ہوں، اگر وہ قبیلہ اوس کا شخص ہے تو ابھی ہم اس کی گردن تن سے جدا کر دیتے ہیں اور اگر وہ ہمارے قبیلہ میں سے ہے تو بھی جو آپ ﷺ حکم دیں ہمیں اس کی تعمیل میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے یہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے، تھے تو بڑے نیک بخت مگر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اس وقت کی گفتگو سے انہیں اپنے قبیلہ کی حمیت آ گئی اور ان کی طرفداری کرتے ہوئے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے نہ تو اسے قتل کرے گا اور نہ تو اس کے قتل پر قادر ہے اگر وہ تیرے قبیلے کا ہوتا تو اس کا قتل کیا جانا کبھی پسند نہ کرتا۔

یہ سن کر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے یہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے کہنے لگے، اے سعد بن عبادہ! تم جھوٹ کہتے ہو ہم اسے بھی ضرور مار ڈالیں گے، آپ منافق ہیں کہ منافقوں کی طرفداری کر رہے ہیں؟ اب ان کی طرف سے ان کا قبیلہ اور ان کی طرف سے ان کا قبیلہ ایک دوسرے کے مقابلے پر آ گئے اور قریب تھا کہ اوس وخزرج یہ دونوں قبیلے آپس میں لڑ پڑیں۔ حضور ﷺ نے منبر پر انہیں سمجھانا اور چپ کرانا شروع کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ دونوں طرف خاموشی ہوگئی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو رہے۔

یہ تو وہاں کا واقعہ ہے اور میرا حال یہ تھا کہ میرا سارا دن بھی رونے ہی میں گزرا۔ میرے اس رونے نے میرے والدین کے بھی ہوش گم کر دیئے وہ سمجھ بیٹھے تھے کہ میرا یہ رونا میرا کلیجہ پھاڑ دے گا دونوں حیرت زدہ مغموم بیٹھے ہوئے تھے اور مجھے رونے کے سوا کوئی کام نہ تھا۔انصار کی ایک عورت آئی وہ بھی میرے ساتھ رونے لگی۔ہم یونہی بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے،اور سلام کر کے میرے پاس بیٹھ گئے۔خدا کی قسم! جب سے یہ بہتان بازی شروع ہوئی تھی آج تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ مہینہ بھر گزر گیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی حالت تھی کوئی وحی نہیں آئی تھی کہ فیصلہ ہو سکے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھتے ہی اول تو تشہد پڑھا، پھر اما بعد پڑھ کر فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تیری نسبت مجھے یہ خبر پہنچی ہے اگر تو نے ایسا کیا ہے۔۔؟ تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کر۔ بندہ جب گناہ کر کے اپنے اقرار گناہ کے ساتھ خدا کی طرف جھکتا ہے اور اس سے معافی طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا فرما کر خاموش ہو گئے۔ یہ سنتے ہی میرا رونا دھونا سب جاتا رہا، آنسو تھم گئے یہاں تک کہ میں آنسو کا ایک قطرہ بھی نہ پاتی تھی۔ میں نے اول تو اپنے والد سے درخواست کی کہ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ جواب دیں۔ لیکن انہوں نے کہا واللہ! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں؟ اپنی والدہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ جواب دیں۔ لیکن انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں؟

آخر میں نے خود ہی جواب دینا شروع کیا میری عمر کچھ ایسی بڑی تو نہ تھی مجھے زیادہ قرآن حفظ تو نہ تھا۔ میں نے کہا: آپ سب نے ایک بات سنی اور اسے اپنے دل میں بٹھا لیا۔ گویا سچ سمجھ لیا اور اگر میں کہوں کہ میں اس سے بالکل بری ہوں تو آپ لوگ نہیں مانو گے۔ ہاں اگر میں کسی امر کا اقرار کرلوں، حالانکہ خدا تعالیٰ کو خوب علم ہے کہ میں بالکل بے گناہ ہوں تو آپ ابھی مان لو گے۔ میری اور تمہاری مثال تو بالکل حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ قول ہے:

﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پس صبر ہی اچھا ہے جس میں شکایت کا نام ہی نہ ہو، اور تم جو باتیں بناتے ہو ان میں اللہ تعالیٰ ہی میری مدد کرے گا۔"

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوسری طرف جا کر لیٹ گئیں اور اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول شروع ہو گیا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو

وَهُوَ يَضْحَكُ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ تھی: "اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اللہ نے تمہیں بری کر دیا ہے۔" اس پر خوشی سے ان کی ماں بولی:

اے عائشہ رضی اللہ عنہا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اٹھو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو۔

انہوں نے اپنے دامن کی برأت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اعتماد کے سبب قدرے ناز کے انداز میں کہا:

وَاللّٰهِ لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ فَإِنِّيْ لَا أَحْمَدُ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. [1]

"واللہ! میں تو ان کی جانب نہ اٹھوں گی اور صرف اللہ کی حمد و ثنا کروں گی۔"

اس موقع پر سورۂ نور کی (۱۰) دس آیات نازل ہوئیں ہیں۔ سورۃ النور (۲۴/ ۱۰ تا ۲۰)

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہا: أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رضی اللہ عنہ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَحْيَانًا يَأْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ، وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ، فَيُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا، فَيُكَلِّمُنِيْ فَأَعِيْ مَايَقُوْلُ))۔ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ، فَيُفْصَمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِيْنَهُ

[1] بخاری، المغازی، باب حدیث الافک: ٤١٤١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا. [1]

عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا ہے کہ امام مالک نے ہشام بن عروہ سے یہ روایت بیان کی کہ انہوں نے اپنے والد (عروہ بن زبیر) کی وساطت سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کبھی تو میرے پاس گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے۔ اور یہ اندازِ وحی مجھ پر سب سے زیادہ شاق گزرتا ہے۔ اور جب یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو میں اسے محفوظ کر چکا ہوتا ہوں۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ انسان کی شکل میں مجھ سے گفتگو کرتا ہے تو میں اس کے کلمات محفوظ کر لیتا ہوں۔'' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سخت سردی کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزولِ وحی کے دوران دیکھا کہ وحی کی کیفیت ختم ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پسینے سے شرابور ہوتی۔

[1] بخاری، بدء الخلق: ۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

تعارف ابن عباس رضی اللہ عنہما

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب بن ہاشم، ہجرت مدینہ سے تین سال قبل پیدا ہوئے، آپ کی کنیت ابوعباس آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں، آپ کی والدہ اُمّ الفضل لبابۃ الکبری اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کتاب وسنت کے علم وفقاہت کی دعا دی تھی: ''اے اللہ! اسے قرآن وسنت کا علم عطا فرما'' تیرہ سال صحبت رسول پائی۔ آپ کو وسعت علمی کی بنا پر ''البحر'' اور ''الحبر'' کہا جاتا تھا۔ تقریباً سولہ برس کی عمر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے رکن بن گئے تھے۔ آپ فقہائے صحابہ میں جو چار عبداللہ نامی صحابی ہیں (جنہیں عبادلہ اربعہ کہا جاتا ہے) ان میں سے ایک ہیں، اور بکثرت احادیث بیان کرنے والوں میں سے ہیں، آپ نے (۱۶۶۰) احادیث روایت کیں اور (۶۸ھ) میں انتقال فرما کر طائف میں مدفون ہوئے۔ [1]

[1] الاصابة فی تمییز الصحابة: ٤/ ١٢٢؛ الاستیعاب: ٣/ ٩٣٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

روتے روتے انہیں ہچکیاں آنے لگی

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ سے مدینہ تک رہا، جہاں کہیں بھی پڑاؤ ڈالا تو آدھی رات کے بعد سے وہ عبادت میں مصروف ہو جاتے۔ فرماتے ہیں، مجھ سے ایوب نے پوچھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ (میں نے) کہ جب اس آیت پر پہنچے:

﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ﴾ ❶

''اور موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ پہنچ گئی۔''

تو ترتیل سے پڑھتے اور روتے روتے انہیں ہچکیاں آنے لگتیں۔ ❷

حضرت قاسم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خراج تحسین

ایک مشہور تابعی اور اپنے وقت کے بہت بڑے امام حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((مَا رَأَيْتُ فِيْ مَجْلِسِ ابْنِ عَبَّاسٍ بَاطِلًا قَطُّ)) ❸

''میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس میں کبھی کوئی فضول بات یا کام نہیں دیکھا۔''

اے ابن عباس! کیا آپ کا بھی یہی خیال ہے۔۔۔؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابن عباس کو نوعمر ہونے کے باوجود اپنی مجلس شوریٰ میں شامل کر

---

❶ ۵۰/ق:۱۹۔ ❷ حلية الاولياء: ۱/ ۳۲۷ سنده صحيح۔

❸ الاستيعاب فی معرفة الاصحاب: ۳/ ۹۳۶؛ مختصر تاريخ دمشق ترجمة ابن عباس، سير اعلام النبلاء: ۳/ ۳۵۱؛ تاريخ ذهبی: ۵/ ۱۵۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا۔

بعض بزرگوں نے کہا: امیر المومنین! اس عمر کے ہمارے بھی بچے ہیں لیکن آپ صرف انہیں ہی مجلس شوریٰ میں ہمارے ساتھ شامل کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان کی شان کے متعلق نہیں جانتے ہیں۔

چنانچہ ایک دن آپ نے اصحابِ مجلس سے سورۃ النصر ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ۔۔۔ الآیة﴾ کی تفسیر دریافت کی، بعض لوگ تو بالکل خاموش رہے جب کہ بعض نے کہا کہ اس میں فتح ونصرت کے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا:

اے ابن عباس! کیا آپ کا بھی یہی خیال ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

تو پھر آپ کا کیا خیال ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدتِ عمر کے اختتام پذیر ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب فتح ونصرت آ چکی (اور مشن پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا) تو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی تسبیح وتحمید اور استغفار کی طرف پہلے سے زیادہ متوجہ ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میری رائے بھی آپ کی رائے کے موافق ہے۔ [1]

اے اللہ! اسے قرآن کا علم عطا فرما

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

ضَمَّنِی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلٰی صَدْرِہٖ قَالَ: ((اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ))

[1] بخاری، المغازی: ٤٢٩٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے سے لگایا اور دعا کی: ''اے اللہ! اسے حکمت کا علم عطا فرما۔''

اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں:

عَلِّمْهُ الْكِتَابَ. ❶

''(اے اللہ!) اس کو کتاب (قرآن) کا علم عطا فرما۔''

عظیم تابعی حضرت امام طاوس رحمہ اللہ کا قول

عظیم تابعی حضرت امام طاوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ تَعْظِيمًا لِحُرُمَاتِ اللّٰهِ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. ❷

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حرمات کا سختی سے خیال کرنے والا میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا۔''

اے اللہ! اسے دین میں فہم وتدبر عطا فرما

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فراغت کے بعد تشریف لائے تو انہوں نے ان کے لیے وضو کا پانی رکھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا یہ کس نے رکھا ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)) ❸

''اے اللہ! اسے دین میں فہم وتدبر عطا فرما۔''

چودھویں رات کا چاند اور ابن عباس رضی اللہ عنہ

امام ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں:

---

❶ صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ذکر ابن عباس: ٣٧٥٦؛ ابن ماجه: ١٦٦؛ تحفة الاشراف: ٦٠٤٩؛ الترمذی: ٣٨٢٤۔

❷ حلیة الاولیاء: ١/ ٣٢٩؛ تاریخ دمشق: ١٤/ ٢٠١؛ سیر اعلام النبلاء: ٣/ ٣٥١۔ ❸ صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبداللّٰه بن عباس: ١٣٨، ٢٤٧٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَطَاءٍ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَتَذَاكَرْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ عَطَاءٌ مَا رَأَيْتُ الْقَمَرَ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ إِلَّا ذَكَرْتُ وَجْهَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ. ❶

''ہم مفتی مکہ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے پاس مسجد حرام میں بیٹھے تھے تو ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یاد کیا، حضرت عطاء نے فرمایا: کہ میں نے جب بھی چودہویں رات کے چاند کو دیکھا تو مجھ کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کا چہرہ یاد آ گیا۔''

میں رب کے حضور سجدہ نہیں چھوڑ سکتا

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ آخری عمر میں ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اطباء اور معالجین نے مشورہ دیا کہ آپ کا علاج تو ہو سکتا ہے، مگر اس کے لیے آپ کو چند دن نماز ترک کرنا ہو گی۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

میں نماز نہیں چھوڑ سکتا، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے نماز چھوڑی، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ پاک اس سے سخت ناراض ہو گا۔ ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب بیداری کرنے والے

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں اور ان کو نہایت عزیز رکھتی تھیں، اس لیے وہ اکثر ان کی خدمت میں حاضر رہتے، کبھی کبھی رات کے وقت بھی ان ہی کے گھر سو رہتے تھے، اس طرح ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفیض ہونے کا بہترین موقع میسر تھا، فرماتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ میں رات کے وقت اپنی خالہ (حضرت) میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس سو رہا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور چار رکعت نماز پڑھ کر استراحت فرما ہوئے، پھر کچھ رات باقی تھی کہ بیدار ہوئے اور مشکیزہ کے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنے لگے میں بھی اُٹھ کر بائیں طرف کھڑا ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا سر پکڑ کر

❶ سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۳۳۷؛ غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، ابن الجزری: ۱/ ۱۸۹؛ تاریخ الاسلام للذہبی: ۵/ ۱۵۲۔ ❷ حیاۃ الصحابۃ: ۳/ ۱۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے داہنی طرف کر لیا۔'' [1]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے روکنے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کردار

۶۰ ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد جب یزید مسند نشین حکومت ہوا تو شیعانِ علی مرتضیٰ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس انقلاب سے فائدہ اُٹھانے پر ابھارا اور کوفہ آنے کی دعوت دی، چنانچہ وہ مدینہ سے مکہ آئے اور یہاں سے عازم کوفہ ہوئے۔ چونکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کوفیوں کی غداری کا دیرینہ تجربہ رکھتے تھے، اس لیے انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باصرار کوفہ جانے سے منع کیا اور کہا:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: اے ابن عم! میں اپنے دل کو مطمئن کرنا چاہتا ہوں، لیکن وہ نہیں ہوتا، اس طریقہ سے جانے میں مجھ کو تمہاری ہلاکت و تباہی کا خوف ہے، اہل عراق نہایت غدار ہیں، تم ان کے قول و قرار پر اعتبار نہ کرو، تم اہل حجاز کے سردار ہو، اس لیے کوفہ جانے سے یہاں مقیم رہنا زیادہ مناسب ہے، ہاں! اگر اہل کوفہ درحقیقت تمہارے عقیدت کیش ہیں تو ان کو لکھو کہ وہ پہلے اپنے ملک سے دشمن کو نکال باہر کریں، پھر ان کے پاس جاؤ، اگر یہ منظور نہ ہو تو یمن کی راہ لو، وہاں بہت سے قلعے اور گھاٹیاں ہیں، ملک نہایت وسیع و فراخ ہے اور تمہارے والد کا اثر بھی خاصا ہے، علاوہ ازیں دشمن کے دور ہونے کے باعث لوگوں سے مراسلت و مکاتبت کر سکتے ہو اور تمام ملک میں اپنے داعی پھیلا سکتے ہو، مجھے امید ہے کہ اس طرح زیادہ آسانی و اطمینان کے ساتھ تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ: اے ابن عباس! خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ آپ میرے سچے خیر خواہ مہربان ہیں، لیکن اب سفر کوفہ کی تیاریاں ہو چکی ہیں، اور میں نے وہاں جانے کا عزم مصمم کر لیا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: اگر تم جاتے ہو تو خدارا بیوی، بچوں کو ساتھ نہ لے جاؤ، خدا کی قسم مجھے خطرہ ہے کہ کہیں تم بھی اس طرح نہ شہید کیے جاؤ جس طرح (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) اپنی عورتوں اور بچوں کے سامنے ذبح کیے گئے۔

---

[1] بخاري: ۱۱۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن مشیت الٰہی میں کس کو دخل تھا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ضد و اصرار کے باوجود حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے تمام خاندان کے ساتھ راہی کوفہ ہوئے اور میدانِ کربلا نے وہ خونیں منظر پیش کیا جس سے جگر پاش پاش ہوتا ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے خاندان کی تباہی کا جو روح فرسا صدمہ ہوا ہوگا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ وہ بیس سال سے گوشہ نشین تھے، لیکن اس واقعہ کے بعد تمام دنیا ان کے سامنے تیرہ و تار تھی، بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ [1]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا علمی مقام

ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا، اور اس نے آیت كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَا کا مطلب پوچھا، انہوں نے امتحان کی غرض سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج دیا کہ ان سے پوچھ کر بتاؤ، اس نے جا کر پوچھا، انہوں نے بتایا کہ آسمان کا فتق یہ ہے کہ پانی نہ برسائے زمین کا فتق یہ ہے کہ نباتات نہ اگائے، سائل نے واپس آ کر یہ جواب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سنایا انہوں نے کہا: ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کو نہایت سچا علم مرحمت ہوا ہے، مجھ کو تفسیر قرآن میں ان کی دلیری پر حیرت ہوتی تھی لیکن اب معلوم ہوا کہ درحقیقت علم ان ہی کا حصہ ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے بعد قرآن کے سائلین کو خود جواب نہ دیتے تھے، بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج دیتے تھے، ایک مرتبہ عمرو بن حبشی نے ایک آیت کے متعلق ان سے استفسار کیا، انہوں نے کہا: ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے پوچھو، قرآن کے جاننے والے جو لوگ باقی رہ گئے ہیں، ان میں سب سے زیادہ معلومات وہی رکھتے ہیں۔ [2]

گو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کی تعلیم میں بخل نہ کرتے تھے، اور ان کا دروازہ ہر طالب قرآن کے لیے کھلا ہوا تھا، تاہم وہ اس نکتہ سے بھی بے خبر نہ تھے، کہ جب کثرت سے قرآن کی اشاعت ہوگی اور ہر کس و ناکس فہم قرآن کا مدعی ہو جائے گا، تو امت میں اختلاف کا دروازہ کھل جائے گا، ان کی اس نکتہ رسی کا اعتراف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی کرنا پڑا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں سارے ممالک محروسہ میں حافظ قرآن مقرر کر دیئے تھے

[1] تهذيب الكمال: ٦/ ٤٢٠۔ [2] الاصابة: ٤/ ١٢٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم دیں، ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، حاکم کوفہ کا خط آیا کہ کوفہ والوں نے اتنا اتنا قرآن پڑھ لیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مژدہ سن کر تکبیر کا نعرہ لگایا، لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما بولے کہ اب ان میں اختلاف کا تخم پڑ گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غصہ سے پوچھا تم کو کیسے معلوم ہوا، اس واقعہ کے بعد یہ گھر چلے آئے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں ان کا کہنا کھٹکتا رہا، چنانچہ آدمی بھیج کر ان کو بلا بھیجا، انہوں نے عذر کر دیا، دوبارہ پھر آدمی بھیجا کہ تم کو آنا ہوگا، اس تاکید پر یہ چلے آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم نے کوئی رائے ظاہر کی تھی، انہوں نے کہا پناہ بخدا اب میں کبھی دوبارہ کوئی خیال نہ ظاہر کروں گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں طے کر چکا ہوں کہ جو تم نے کہا اس کو کہلوا کر رہوں گا، اس اصرار پر انہوں نے کہا کہ آپ نے جب کہا کہ میرے پاس خط آیا ہے کہ کوفہ والوں نے اتنا اتنا قرآن یاد کر لیا، اس پر میں نے کہا کہ ان لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تم نے کیسے جانا، انہوں نے سورۂ بقرہ کی یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝﴾ [1]

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! لوگوں میں سے بعض ایسے آدمی بھی ہیں جن کی باتیں تم کو دنیاوی زندگی میں بھلی معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنی دلی باتوں پر خدا کو گواہ بناتا ہے، حالانکہ وہ دشمنوں میں بڑا جھگڑالو ہے اور جب وہ تمہارے پاس لوٹ کر جائے تو ملک میں پھرے تاکہ اس میں فساد پھیلائے اور کھیتی اور نسل کو تباہ کرے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا اور جب اس سے کہا جائے کہ خدا سے ڈرو تو ان کو عزتِ نفس گناہ پر آمادہ کرے، ایسے شخص کے لیے جہنم کافی ہے اور وہ

[1] ۲/البقرہ: ۲۰۴، ۲۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت برا ٹھکانا ہے، اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی رضا جوئی کے لیے اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ بندوں پر شفقت کرنے والا ہے۔"

یہ آیتیں سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم نے سچ کہا۔ [1]

بدعت سے نفرت

عقیدہ کی صحت مذہب کی روح ہے، اس میں جہاں رخنہ پیدا ہو، مذہب کی بنیادیں ہل جاتی ہیں، تقدیر کا مسئلہ مذہب میں ایسا نازک اور پیچیدہ ہے کہ اس میں ادنیٰ افراط وتفریط سے عظیم الشان فتنوں کا دروازہ کھل جاتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر زمانہ میں نومسلم عجمیوں کے ذریعہ سے خیر وشر اور قضاء وقدر کی بحث عراق میں پیدا ہو چکی تھی، ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوا کہ ایک شخص تقدیر کا منکر ہے، اس وقت اس کی آنکھوں کی بصارت زائل ہو چکی تھی، پھر بھی لوگوں سے کہا کہ مجھ کو اس شخص تک پہنچا دو، لوگوں نے پوچھا آپ اس کے ساتھ کیا طرزِ عمل اختیار کریں گے؟ بولے اگر ہو سکا تو اس کی ناک کاٹ ڈالوں گا، اور اگر گردن ہاتھ میں آ گئی تو اس کو توڑ دوں گا، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ "میں بنو فہر کی عورتوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ خزرج کا طواف کر رہی ہیں، اور سب کی سب اعمالِ شرک میں مبتلا ہیں۔" تقدیر کا انکار اس امت کا پہلا شرک ہے، میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ایسے لوگوں کی بری رائے یہیں تک محدود نہ رہے گی، بلکہ جس طرح انہوں نے خدا کو شر کی تقدیر سے معطل کر دیا ہے، اسی طرح اس کی خیر کی تقدیر سے منکر ہو جائیں گے۔" [2]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَامَ حَتّٰى

[1] مستدرك حاكم: ۳ / ۵٤۰ على شرط شيخين۔

[2] مسند احمد: ۳۰۵٤ ضعيف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَفَخَ، ثُمَّ صَلَّى، وَرُبَّمَا قَالَ: اضْطَجَعَ حَتّٰى نَفَخَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى۔ ثُمَّ حَدَّثَنَا بِهٖ سُفْيَانُ، مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَ فِيْ بَعْضِ اللَّيْلِ، قَامَ النَّبِيُّ ﷺ، فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوْءًا خَفِيْفًا، يُخَفِّفُهُ عَمْرٌو وَيُقَلِّلُهُ، وَقَامَ يُصَلِّيْ، فَتَوَضَّأْتُ نَحْوًا مِمَّا تَوَضَّأَ، ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ، وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: عَنْ شِمَالِهٖ، فَحَوَّلَنِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ، ثُمَّ صَلّٰى مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ، ثُمَّ أَتَاهُ الْمُنَادِيْ فَآذَنَهٗ بِالصَّلَاةِ، فَقَامَ مَعَهٗ إِلَى الصَّلَاةِ، فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ قُلْنَا لِعَمْرٍو: إِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَنَامُ عَيْنُهٗ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهٗ؟ قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ: رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ۔ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنِّيْٓ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْٓ أَذْبَحُكَ﴾)) [1]

''امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں: ہمیں سفیان نے حدیث بیان کی وہ عمرو سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ: مجھے کریب نے خبر دی وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے، اور کبھی ابن عباس نے بجائے نَامَ کے اِضْطَجَعَ کہا: یعنی آپ کروٹ پر لیٹے حتی کہ خراٹے لینے لگے، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز ادا فرمائی۔ پھر ابن عباس سے سفیان نے بروایت عمرو عن کریب یہ حدیث دوبارہ تفصیل کے ساتھ بیان کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: میں نے اپنی خالہ میمونہ کے گھر رات گزاری چنانچہ نبی اکرم ﷺ رات کے کسی حصہ میں بیدار ہوئے،

[1] بخاری، الوضوء: ۱۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تھوڑی رات گزر گئی تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور پھر ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ سے ہلکا سا وضو کیا، عمرو (راوی) اس حدیث کے بیان میں تفصیل و تخفیف کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: میں نے بھی آپ ﷺ ہی کی طرح وضو کیا، پھر میں آکر آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہوگیا، (سفیان نے کبھی اس جانب کے بیان کے لیے ''یسار'' کے بجائے ''شمال'' کا لفظ استعمال کیا) آپ ﷺ نے مجھے گھمایا اور اپنی دائیں جانب لے لیا، پھر آپ ﷺ نے جس قدر خدا نے چاہا، تہجد کی نماز ادا فرمائی، پھر کروٹ پر لیٹ کر سو گئے، حتی کہ خراٹے جاری ہو گئے، پھر مؤذن آیا، اور اس نے آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ نماز کے لیے تشریف لے گئے، اور آپ نے نماز پڑھی، وضو نہیں فرمایا، سفیان کہتے ہیں ہم نے عمرو سے کہا: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نیند کا اثر صرف رسول اللہ ﷺ کی آنکھ پر ہوتا ہے، دل پر نہیں ہوتا؟ عمرو نے جواب دیا، میں نے عبید بن عمیر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں، پھر (استدلال میں) انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِنِّيٓ أَرَىٰ فِي ٱلۡمَنَامِ أَنِّيٓ أَذۡبَحُكَ﴾ (میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں)۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

تعارف ابن عمر رضی اللہ عنہما

عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ابھی چھوٹے بچے تھے جب انہوں نے اپنے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ آپ مکثرین صحابہ میں سے ہیں۔ (یعنی جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ روایات منقول ہیں)، ان میں سب سے زیادہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں، جن کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) ہے۔ جبکہ دوسرے نمبر پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ جن سے دو ہزار چھ سو تیس (۲۶۳۰) احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے ایک سو ستر (۱۷۰) احادیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہیں۔

آپ ہر معاملے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کرتے، جس جس مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز ادا کرنا ثابت ہوتا وہیں نماز ادا کرتے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر دعا کی وہیں کھڑے ہو کر دعا کرتے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر دعا کی وہیں بیٹھ کر دعا کرتے۔ بلکہ انہیں یہاں تک یاد تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی نے بیٹھنے سے قبل دو چکر لگائے تھے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی سے اتر کر دو رکعت نماز ادا کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بھی مکہ آتے۔ اپنی اونٹنی کو عمداً دو چکر لگواتے اور پھر اتر کر دو رکعت نماز ادا کرتے۔ متبع رسول کا لقب پایا۔ ۷۳ ہجری میں (۸۴) سال کی عمر پا کر مکہ مکرمہ کے قریب ''فخ'' کے مقام پر وفات پائی۔ اور مکہ کی وادی محصب میں مدفون ہوئے۔ [1]

---

[1] تهذيب التهذيب: ٥/ ٢٨٧، ٢٨٨؛ الاصابة: ٤/ ١٥٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

آپ نے بھی ایسے ہی کیا تھا

حضرت نافع رحمہ اللہ تابعی کہتے ہیں:

ایک دن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ راستہ میں تھا یعنی ہم دونوں کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک جگہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بانسری کی آواز سنی اور فوراً اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیں نیز راستہ سے ہٹ کر دوسری طرف ہو لیے تاکہ اس آواز سے اپنے آپ کو بچا سکیں پھر اس راستہ سے ہٹنے کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ نافع کیا تم بھی کچھ سن رہے ہو یعنی بانسری کی جو آواز آ رہی تھی وہ اب بھی جاری ہے یا بند ہو گئی ہے؟ میں نے کہا نہیں اب وہ آواز بند ہو گئی ہے انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں سے نکال لیں اور پھر بیان کیا کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ آپ نے بانسری کی آواز سنی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کیا جو اس وقت میں نے کیا ہے۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ اس وقت میں ایک چھوٹی عمر کا لڑکا تھا۔ [1]

اللہ تو دیکھ رہا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک دفعہ ایک سفر پر روانہ ہوئے راستے میں پڑاؤ کیا اور کچھ دیر ستانے کے بعد دسترخوان بچھایا گیا کھانے کے لیے بیٹھے تو پاس سے ایک چرواہا گزر رہا تھا اس نے سلام کیا:

فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ هَلُمَّ يَارَاعِي اَصِبْ مِنْ هٰذِهِ السُّفْرَةِ فَقَالَ اِنِّي صَائِمٌ.

---

[1] مسند احمد: ٤٩٦٥؛ ابوداود، الادب، باب كراهية الغناء والزمر: ٤٩٢٤؛ ابن حبان: ٢٠١٣؛ اسناده حسن صحيح عند الالباني۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اے چرواہے! آؤ ہمارے ساتھ کچھ کھالو تو اس نے کہا میں روزے سے ہوں۔''

تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اے اللہ کے بندے سخت گرمیوں کے لمبے دنوں میں بھی روزے رکھتے ہو اور پھر بکریاں چراتے ہو تو اس نے کہا: اے عبداللہ! میں ان ایام کو غنیمت جانتا ہوں اور رب کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا امتحان لینا چاہا اور پوچھا یہ بکریاں کس کی ہیں۔؟ اس نے کہا: یہ بکریاں میرے مالک کی ہیں، انہوں نے کہا: ایک بکری ہمیں بیچ دو ہم تمہیں اسکے پیسے دیں گے اور افطاری کے لیے گوشت بھی دیں گے تو اس چرواہے نے جواب دیا میں ایسا نہیں کرسکتا انہوں نے کہا اتنی بکریاں ہیں اپنے مالک سے کہنا کہ ایک بکری بھیڑیا کھا گیا ہے...... تو اس نے جواب دیتے ہوئے اپنی انگلی آسمان کی جانب اٹھائی اور کہا:

اَیْنَ اللّٰہُ اَیْنَ اللّٰہُ.

''میرا مالک اگرچہ مجھے نہیں دیکھ رہا ہے پر اصل اور حقیقی مالک اللہ تو دیکھ رہا ہے میں ایسا نہیں کرسکتا۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینے میں واپس آئے اور اس غلام کے مالک کو ملے اور اسے خرید کر بکریوں سمیت آزاد کر دیا اور بکریاں اس غلام کو دے دیں۔ [1]

آپ کیوں اتنا روتے ہیں۔۔۔؟

حضرت سمیر ریاحی رحمہ اللہ اپنے سے نقل کرتے ہیں کہ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ٹھنڈا پانی پیا۔ تو رونے لگے اور بہت روئے، ان سے دریافت کیا گیا۔ آپ کیوں اتنا روئے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے قرآن مجید کی یہ آیت یاد آگئی۔

﴿وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ﴾ [2]

---

[1] اسد الغابة فی معرفة الصحابة: ۳/ ۳۳۸؛ بیهقی فی شعب الایمان: ۴۹۰۸؛ سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۲۱۶۔ [2] ۳۴/ سبا: ۵۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور ان کے درمیان اور ان کی خواہش کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی۔"

اور مجھے معلوم ہے کہ اس وقت جہنمی کچھ نہیں چاہیں گے، بس انہیں ایک چیز کی چاہت ہوگی کہ پانی مل جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ﴾ 1

"اور اہل جہنم اہل جنت کو پکاریں گے کہ ہمیں کچھ پانی دے دو۔ یا تمہیں اللہ نے جو روزی دی اس میں سے کچھ دے دو۔"

تو جواب دیا جائے گا۔

﴿قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾ 2

"وہ کہیں گے بے شک اللہ تعالیٰ نے ناشکروں (کافروں) پر ان کو حرام کر دیا ہے۔"

تو وہ رو دیتے۔!

حضرت نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سورۃ البقرۃ کی ان آیات کی تلاوت کرتے:

﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ 3

"اور تمہارے دل میں جو کچھ ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ اس پر تمہارا محاسبہ کرے گا۔ پھر جسے چاہے گا معاف کر دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

تو رو دیتے اور فرماتے کہ یہ آیات محاسبہ پر دلالت کرتی ہیں۔

---

1 ٧/اعراف: ٥٠۔ 2 البیہقی فی شعب الایمان: ٤٢٩٤ رجالہ ثقات۔

3 ٢/البقرہ: ٢٨٤، حلیۃ الاولیاء: ١/ ٣٧٨ رجالہ ثقات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابا جان اس کا جواب مجھے آتا تھا لیکن۔۔۔!

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

درختوں میں سے ایک ایسا درخت بھی ہے کہ موسم خزاں میں بھی اس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ مؤمن کی طرح ہے۔ مجھے بتاؤ کہ وہ کونسا درخت ہے۔؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ لوگ جنگل کے درختوں کے متعلق سوچنے لگے لیکن میرے دل میں خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے چھوٹا ہونے کی وجہ سے کہتے ہوئے شرم آ رہی تھی۔ پھر میں نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنے دل میں آنے والے خیال کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا: اگر تم نے کہہ دیا ہوتا تو یہ میرے لیے ایسا ایسا مال ہونے سے زیادہ محبوب تھا۔'' [1]

کاش رات میں وہ تہجد کی نماز پڑھا کرتا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب موجود تھے تو جب بھی کوئی شخص کوئی خواب دیکھتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے بیان کرتا، میرے دِل میں بھی یہ تمنا پیدا ہوگئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں۔ میں ان دنوں کنوارا تھا اور نوعمر بھی تھا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں سویا کرتا تھا تو میں نے خواب میں دو فرشتوں کو دیکھا کہ مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بل دار کنویں کی طرح پیچ در پیچ تھی۔ کنویں ہی کی طرح اس کے بھی دو کنارے تھے اور اس کے اندر کچھ ایسے لوگ تھے جنہیں میں پہچانتا تھا۔ میں اسے دیکھتے ہی کہنے لگا، دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد مجھ سے ایک دوسرے فرشتے کی ملاقات ہوئی، اس نے مجھ سے کہا کہ خوف نہ کھا۔ میں نے اپنا یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا خواب بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] جامع ترمذی، الامثال، باب ما جاء فی مثل المؤمن القاری للقران وغیر القاری: ۲۸۶۷؛ البخاری: ۶۱، ۱۳۱؛ مسلم: ۲۸۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ))

''عبداللہ بہت اچھا لڑکا ہے، کاش رات میں وہ تہجد کی نماز پڑھا کرتا۔''

سالم نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات میں بہت کم سویا کرتے تھے۔ 1

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مہمان

(نافع روایت کرتے ہیں کہ) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت تک کھانا نہیں کھایا کرتے تھے جب تک کوئی مسکین شخص ان کے ساتھ کھانے میں نہیں شریک ہوتا تھا۔ ایک روز میں ایک مسکین کو بلا کر لایا۔ وہ ان کے ساتھ کھانے لگا اور اس نے بہت کھایا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے خادم (نافع) سے کہا اب اس کو میرے پاس نہ لانا کیوں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرَ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)) 2

''مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔''

(یعنی خوب پیٹ بھر کے کھانا کھاتا ہے۔)

غیر مسلم ہمسائے کا بھی خیال کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے غلام سے کہتے ہیں یہ بکری ہے اس کا گوشت بناؤ جب بکری ذبح کرنے کا حکم دیتے ہیں تھوڑی دیر بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کیا تم نے میرے یہودی پڑوسی کو گوشت بھیجا ہے۔۔۔؟ غلام عرض کرتا ہے کہ ابھی تو ہم نے بکری کا گوشت بنایا ہی نہیں ہے تھوڑی سی دیر گزرتی ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پھر پوچھتے ہیں کیا تم نے ہمارے اس یہودی پڑوسی کو گوشت بھیجا ہے۔۔۔؟ غلام پھر عرض کرتا ہے کہ ابھی گوشت تیار نہیں ہوا۔ تیسری مرتبہ حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جلدی کرو جب گوشت

---

1 صحیح بخاری، فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عبداللّٰہ بن عمر: ۳۷۳۸۔ 2 بخاری، الاطعمة، باب المومن یاکل فی معی واحد...: ۵۳۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیار ہو جائے تو سب سے پہلے میرے یہودی پڑوسی کو گوشت دینا۔ [1]

اس کا باپ میرے والد کا دوست تھا

عبداللہ بن دینار سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ:

''ایک دیہاتی آدمی انہیں ایک راستے میں ملا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے سلام کیا اور اسے گدھے پر سوار کر لیا، جس پر وہ خود سوار تھے اور اسے وہ عمامہ بھی دے دیا جوان کے سر پر تھا (حدیث کے راوی ابن دینار کہتے ہیں) کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے یہ تو دیہاتی لوگ ہیں، تھوڑی سی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں، (ان کے ساتھ اتنا کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

(بات یہ ہے) اس شخص کا والد (میرے والد) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے والد کے دوستوں سے نیکی کرنا ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے جو ابن دینار ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ جاتے تو ان کے پاس ایک گدھا ہوتا جب وہ اونٹ کی سواری سے اکتا جاتے تو اس پر سوار ہو جاتے اور ایک عمامہ ہوتا جسے وہ سر پر باندھ لیتے، اس دوران کہ ایک دن وہ اس گدھے پر سوار تھے، آپ کے پاس سے ایک دیہاتی گزرا آپ نے اس سے پوچھا کیا تو فلاں بن فلاں کا بیٹا نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں کیوں نہیں، آپ نے اسے وہ گدھا دے دیا اور فرمایا: اس پر سوار ہو جا اور اسے عمامہ بھی عنایت فرما دیا اور کہا: اس کے ساتھ اپنے سر کو باندھ لے۔ پس ابن عمر کے بعض ساتھیوں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے آپ نے اس دیہاتی کو وہ گدھا بھی دے دیا جس پر آپ دوران سفر آرام کرتے تھے، وہ عمامہ بھی دے دیا جس کے ساتھ آپ اپنے سر کو باندھتے تھے۔ آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

---

[1] ترمذی، البر والصلة، باب فی حق الجوار: ۱۹۴۳ قال الشیخ الالبانی صحیح؛ الادب المفرد: ۱۰۵؛ مسند الحمیدی: ۲/ ۲۷۰، ۵۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سب سے بڑی نیکی یہ ہے، کہ آدمی اپنے باپ کے (مرنے کے بعد) اس کے دوستوں سے تعلق برقرار رکھے اور ان سے حسن سلوک کرے۔"

(اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے) کہ اس کا باپ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ ❶

گلی بازار سے گزرتے ہوئے سلام کہو

حضرت طفیل بن ابی کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا کرتے تھے اور صبح صبح ان کے ساتھ بازار کو جاتے، طفیل کہتے ہیں جب ہم بازار میں پہنچتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر ایک ردی بیچنے والے پر اور ہر دوکاندار پر اور ہر مسکین پر گزرتے اور سلام کرتے ایک روز میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا انہوں نے مجھے بازار لے جانا چاہا، میں نے کہا: تم بازار میں جا کر کیا کرو گے نہ تم بیچنے والوں کے پاس ٹھہرتے ہو، نہ کسی اسباب کا پوچھتے ہو، نہ کسی کا مول تول کرتے ہو، نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہو، اس سے یہیں بیٹھے رہو۔ ہم اور آپ باتیں کریں گے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اے پیٹ والے (طفیل کا پیٹ بڑا تھا) بازار میں سلام کرنے کو جاتے ہیں جس سے ملاقات ہوتی ہے اس کو سلام کرتے ہیں۔" ❷

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پکے نمازی تھے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "ایک بار میں بازار میں تھا کہ نماز کا وقت آ گیا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم دوکانیں بند کر کے مسجد میں چلے گئے، چنانچہ قرآن مجید کی یہ آیت:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ❸

"صحابہ ایسے لوگ ہیں جن کو تجارت اور کاروبار خدا کی یاد سے نہیں روکتے۔"

ان ہی لوگوں کی شان میں نازل ہوئی۔"

---

❶ صحیح مسلم، البر والصلاۃ، باب صلة اصدقاء الا ب والام ونحوهما: ۱۳، ۲۵۵۲۔ ❷ موطا امام مالک، السلامة، باب جامع السلام: ۲/ ۹۶۱، ۹۶۲ صحیح۔ ❸ فتح الباری: ۴/ ۲۵۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث سنادی

حجاج بن یوسف نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر کو ایک آدمی کے قتل کا حکم دیا۔ حضرت سالم نے اس آدمی سے سوال کیا: کیا تم نے نماز فجر ادا کی ہے؟ اس نے کہا ہاں تو حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جا چلا جا۔ حجاج نے سالم سے سوال کیا کہ اس آدمی کو قتل سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ سالم نے جواب دیا: مجھ سے میرے والد محترم نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا ''جس نے نماز فجر پڑھی وہ اس دن اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے'' اس وجہ سے میں نے اس بات کو برا جانا کہ ایسے آدمی کو قتل کروں جسے اللہ تعالیٰ نے پناہ دے رکھی ہو۔ حجاج نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں سنی ہے۔ [1]

احتیاط فی الحدیث

لیکن اس فضل وکمال، اس وسعت علم اور اس دقت نظر کے باوجود حدیث بیان کرنے میں حد درجہ محتاط تھے، محمد بن علی راوی ہیں کہ صحابہ کی جماعت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ حدیث بیان کرنے میں کوئی محتاط نہ تھا، وہ حدیث میں کمی وبیشی سے بہت ڈرتے تھے۔ ابوجعفر کا بیان ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں کمی وزیادتی سے بہت زیادہ خائف رہتے تھے۔ سعد اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ حدیث نبوی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ محتاط میری نظر سے کوئی نہیں گزرا۔ اس لیے آپ عام طور پر حدیث بیان کرنے سے گریز کرتے تھے، مجاہد کا بیان ہے کہ مدینہ کے راستہ میں میرا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ساتھ ہوا، اس درمیان میں انہوں نے صرف ایک حدیث بیان کی۔ امام شعبی کا بیان ہے کہ میں ایک سال تک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا لیکن انہوں نے کوئی حدیث نہیں بیان فرمائی، اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ روایت حدیث کو برا سمجھتے تھے یا کم بیان کرتے تھے بلکہ بلاضرورت نہیں بیان کرتے تھے۔

وہ احادیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں روایت کرنا ضروری سمجھتے اور اس میں تغیر

---

[1] صحیح الترغیب والترهیب: ٤٦٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسند نہ کرتے تھے، ایک مرتبہ عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ حدیث سنا رہے تھے کہ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مثل المنافق کشاۃ بین ربیضتین اذا اتت ہؤلاء نطحنھا)) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فوراً ٹوک دیا کہ یہ حدیث اس طرح نہیں بلکہ یوں ہے ((مثل المنافق بین غنمین)) عبید رضی اللہ عنہ عمر میں آپ سے بڑھے تھے، اس لیے ان کو غیرت آ گئی، بہت برہم ہوئے، ان کے اس بے جا غصہ کا یہ جواب دیا کہ اگر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طریقہ سے نہ سنا ہوتا تو تردید نہ کرتا۔ 1

اس احتیاط کی بنا پر اکابر علما آپ کی مرویات کو اتنی قابل اعتماد سمجھتے تھے کہ پھر کسی مزید توثیق کی ضرورت باقی نہیں رہتی، امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بہت درست ہوتی تھی، ابن شہاب زہری رحمہ اللہ ان کی رائے کے بعد پھر کسی دوسری رائے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے، موطا امام مالک جس کو امت نے کتاب اللہ کے بعد صداقت اور وثوق میں دوسرا درجہ دیا ہے زیادہ تر ان ہی کی روایات پر مشتمل ہے، خصوصاً وہ روایات جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کے خادم و شاگرد نافع نے بیان کی ہیں اور ان سے امام مالک نے سنا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تقریباً پندرہ برس رہے، پھر شیخین کا پورا زمانہ دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گویا تیس برس رہے، پھر حضرت نافع رحمہ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحبت میں تیس برس رہے پھر امام مالک حضرت نافع رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں دس بارہ برس بیٹھے، اس طرح مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سلسلہ محدثین کے نزدیک سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے۔ ذات نبوی کے علاوہ آپ کے شیوخ میں حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، زید بن ثابت، عبداللہ بن مسعود، بلال، صہیب، رافع بن خدیج، عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہم جیسے اکابر امت ہیں۔ 2

نمونہ

حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي

---

1 مسند احمد: ٤٨٧٢۔

2 اسد الغابة: ٣/ ٣٣٦؛ تهذيب التهذيب: ٥/ ٣٣٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُفْيَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ)). ❶

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے یہ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کی بابت حنظلہ بن ابی سفیان نے خبر دی۔ انہوں نے عکرمہ بن خالد سے روایت کی انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے۔ اول گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

❶ بخاری، الایمان: ۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

تعارف عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، ان کی کنیت ابو محمد ہے، السابقون الاولون میں سے ہیں، عبادلہ اربعہ (چار فقیہ اور محدث: عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم) میں سے ایک ہیں۔ کتبِ احادیث میں ان سے سات سو احادیث مروی ہیں جن میں سے سترہ متفق علیہ ہیں۔ جبکہ آٹھ احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں۔ اور بیس احادیث میں امام مسلم، مرو نامی شہر میں آپ نے رہائش اختیار کی مگر آپ کی وفات طائف میں ۶۳ھ میں ہوئی۔ [1]

[1] تہذیب التہذیب: ۵/ ۳۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

کاتب حدیث

یہ معدودے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ چنانچہ یہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث وارشادات کو لکھ لیا کرتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا: اے عبداللہ! نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی غصے کی حالت میں ہوتے ہیں کبھی خوشی کی حالت میں تم سب کچھ لکھ لیتے ہو۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے احادیث کو لکھنا چھوڑ دیا۔ اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: تم لکھ لیا کرو۔ اس (زبان) سے جو کچھ نکلتا ہے، حق نکلتا ہے۔ [1]

صحیفہ الصادقہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے اپنے اس صحیفہ کا نام ''الصادقۃ'' رکھا تھا۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے زندگی کی آرزو صرف دو چیزوں نے پیدا کر رکھی ہے۔ جس میں ایک صادقہ ہے۔ اور ''صادقہ'' وہ صحیفہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر میں نے لکھا ہے۔ (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی وفات پر یہ صحیفہ ان کے پوتے شعیب بن محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ کو ملا تھا۔ اور شعیب سے ان کے صاحبزادے عمرو روایت کرتے ہیں چنانچہ کتب حدیث میں جتنی روایتیں عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ کے سلسلہ کی منقول ہیں وہ سب صحیفۂ صادقہ کی حدیثیں ہیں۔) [2]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما

ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میرے (کثرت) روزوں کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سنن أبی داود، العلم، باب فی کتاب العلم: ٣٦٤٦۔

[2] سیر أعلام النبلاء: ٣ / ٨٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ آپ کے لیے رکھا۔

فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ

''آپ ﷺ زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان ہو گیا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ))

''کیا تمہارے لیے ہر ماہ سے تین دن (کا روزہ رکھنا) کافی نہیں۔''

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (یہ از راہ ادب تھا یعنی مجھے کافی نہیں)

آپ ﷺ نے فرمایا: ((خَمْسًا)) ''پانچ''

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ!

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ((سَبْعًا)) ''سات''

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ!

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ((تِسْعًا)) ''نو''

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ!

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ((أَحَدَ عَشَرَ)) ''گیارہ''

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ!

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ علیه السلام شَطْرُ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ))

''داود علیہ السلام کے روزے سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں، آدھے زمانے کے (روزے) ایک دن کا روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔'' [1]

یعنی داود علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے۔

---

[1] مسلم، الصیام، باب النھی عن صوم الدھر...: ۱۹۱، ۱۱۵۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا شوق قرآن

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ:

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کتنے دنوں میں قرآن پڑھوں؟

آپ نے فرمایا: ''ایک مہینہ میں۔''

انہوں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔

ابوموسیٰ نے یہ جملہ بار بار دہرایا، یعنی انہوں نے اس مدت میں کمی چاہی۔

بالآخر آپ نے فرمایا: ''سات دنوں میں پڑھو۔''

انہوں نے کہا: میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

''جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا، اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔'' [1]

تمہیں کس چیز نے رلایا۔۔۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سورۃ ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے، جب یہ سورۃ سنی تو رو پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہیں کس چیز نے رلایا۔۔؟''

انہوں نے عرض کیا:

کہ مجھے اس سورۃ نے رلایا۔ [2]

تو پھر جنت یقینی ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ))

---

[1] سنن ابوداود: ۱۳۹۰؛ ترمذی: ۲۹۴۹۔

[2] تفسیر طبری: ۲۴/ ۵۵۳؛ شعب الایمان: ۹/ ۳۱۲، ۶۷۰۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی نمودار ہوگا۔''

چنانچہ انصار کے ایک آدمی نمودار ہوئے جن کی ڈاڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا، انہوں نے اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں اٹھا رکھے تھے۔

جب دوسرا دن آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات فرمائی، یعنی ''ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا۔''

چنانچہ اس دن بھی وہی انصاری نمودار ہوئے جو گزشتہ دن نمودار ہوئے تھے اور آج بھی وہ پہلے ہی کی طرح تھے۔

جب تیسرا دن آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی بات فرمائی، یعنی ''ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا۔'' چنانچہ اس تیسرے دن بھی وہی انصاری نمودار ہوئے اور اس حالت میں جیسے پہلے دن تھے، یعنی ان کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور انہوں نے اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں اٹھا رکھے تھے۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر چل دیے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اس انصاری کے پیچھے پیچھے گئے اور ان سے عرض کی: میں نے اپنے والد سے جھگڑا کر لیا ہے اور قسم کھالی ہے کہ میں تین دنوں تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا اگر آپ چاہیں تو مجھے اپنے پاس تین دن قیام کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ میں نے یہ تین راتیں اس انصاری کے ساتھ گزاریں۔ مگر میں نے دیکھا کہ وہ رات کو عبادت کے لیے تھوڑے سے وقت کے لیے بھی بیدار نہیں ہوئے۔ ہاں میں نے یہ دیکھا کہ جب نیند ٹوٹتی اور اپنے بستر پر کروٹیں بدلتے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور تکبیر کہتے، حتی کہ فجر کی نماز کے لیے بیدار ہوتے۔ میں نے ایک بات یہ دیکھی کہ وہ اپنی زبان سے کوئی بھلی بات ہی نکالتے تھے۔ جب میں نے تین راتیں ان کے ساتھ گزار لیں اور قریب تھا کہ میں ان کے عمل کو حقیر جانتا (کہ ہمارے مقابلے میں ان کا کوئی خاص عمل تو ہے نہیں) تو میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان کسی قسم کی ناراضی یا لڑائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں تھی، البتہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ یہ فرماتے ہوئے سنا:

((يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

''ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی شخص نمودار ہوگا۔''

چنانچہ تینوں دفعہ آپ ہی نمودار ہوئے، لہٰذا میری خواہش ہوئی کہ آپ کے پاس رہ کر دیکھوں کہ آخر وہ کون سا عمل آپ بجالاتے ہیں (جو میں نہیں کرتا) جسے میں اپنا سکوں، لیکن میں نے دیکھا کہ آپ کوئی زیادہ عمل نہیں کرتے، پھر وہ کیا بات ہے جس کی بنا پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق یہ بات فرمائی ہے (جسے آپ نے سنا ہے؟)

انصاری نے فرمایا: عمل تو صرف اتنا ہی ہے جو آپ نے دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب میں ان کے پاس سے واپسی کے لیے مڑا تو انہوں نے مجھے آواز دے کر بلایا اور فرمایا:

مَا هُوَ اِلَّا مَا رَاَيْتَ غَيْرَ اَنِّيْ لَا اَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ لِاَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ غِشًّا وَلَا اَحْسُدُ اَحَدًا عَلٰى خَيْرٍ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ.

''عمل تو وہی ہے جو آپ نے دیکھا، البتہ اس کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ میرے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کوئی رنجش نہیں اور نہ میں کسی آدمی سے اس بھلائی پر حسد کرتا ہوں جو اسے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے یہ سن کر عرض کیا:

هٰذِهِ الَّتِيْ بَلَغَتْ بِكَ وَهِيَ الَّتِيْ لَا نُطِيْقُ. [1]

''یہی وہ صفت ہے جو آپ کو اس درجے تک لائی ہے اور یہی وہ خصلت ہے جس کو اپنانے کی ہم میں طاقت نہیں۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

---

[1] مسند احمد: ۱۲۶۹۷ حافظ عراقی فی تخریج الاحیاء: ۳/ ۱۸۷ میں کہتے ہیں کہ امام احمد نے اسے شیخین کی شرط کے مطابق صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَبِي السَّفَرِ وَإِسْمَاعِيلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ)) قَالَ أَبُوْعَبْدِاللّٰهِ: وَقَالَ أَبُوْمُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ، عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ عَبْدُالْأَعْلَى: عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

حدیث بیان کی ہے ہمیں آدم بن ابی ایاس نے اور آدم بن ابی ایاس کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ہمیں شعبہ بن حجاج نے، شعبہ بن حجاج روایت کرتے ہیں عبداللہ بن ابی سفر اور اسماعیل سے اور وہ روایت کرتے ہیں عامر شعبی سے، عامر شعبی روایت کرتے ہیں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے، اور عبداللہ بن عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان وہ شخص ہے کہ عام مسلمان اس کی زبان سے اور اس کے ہاتھ سے بچے رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔''

ابوعبداللہ (امام بخاری) اور ابو معاویہ نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابوداؤد بن ابی ہند نے، انہوں نے عامر سے، وہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عمرو سے سنا اور وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ اور عبدالاعلیٰ نے داؤد سے (سن کر) کہا: داؤد نے عامر سے، انہوں نے عبداللہ سے، اور وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں'' [1]

---

[1] بخاری، الایمان: ۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

تعارف عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

الامام الکبیر، احد السابقین الاوّلین والاعیان البدریین صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اسلام کی پہلی شہیدہ خاتون حضرت سُمیہ رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر ہیں، آپ کے والد یاسر بن عامر بھی السابقون الأولون میں سے ہیں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد یاسر بن عامر اوران کے دو بھائی حارث اور مالک یمن سے اپنے ایک بھائی کی تلاش کے سلسلے میں مکہ مکرمہ آئے، دونوں بھائی تو واپس چلے گئے لیکن یاسر مکہ میں ہی ٹھہر گئے اور ابو حذیفہ بن مغیرہ سے حلیفانہ تعلقات قائم کر لیے، ابو حذیفہ نے اپنی لونڈی سُمیہ رضی اللہ عنہا بنت خیاط ان کے نکاح میں دیدی، جن کے بطن سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ہم عمر تھے۔ جب آپ نے اسلام کی دعوت پیش کی تو یہ پورا خاندان اس دعوت پر لبیک کہنے والوں میں پیش پیش تھا۔ آپ سے باسٹھ (٦٢) احادیث مروی ہیں جن میں سے دو متفق علیہ ہیں تین میں امام بخاری رحمہ اللہ منفرد ہیں اور ایک میں مسلم، جنگِ صفین میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بھرپور طریقے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ترانوے (٩٣) سال تھی۔ اور اسی جنگ میں آپ مخالفین کے تیروں اور نیزوں کا نشانہ بنے اور شہید ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور صفین میں ہی دفن کیے گئے۔ [1]

---

[1] الاصابة: ٤/ ٤٧٣؛ اسد الغابة: ٤/ ١٢٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

آل یاسر! صبر کرو

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بنو مخزوم کے غلام تھے۔ یہ اپنے والدین کے ساتھ اسلام کی نعمت سے مشرف ہوئے تھے۔ مشرکین مکہ انہیں طرح طرح کی دردناک سزائیں دیا کرتے۔ چلچلاتی دھوپ میں گرم اور پتھریلی زمین پر ان تینوں کو لٹا دیا جاتا اور انہیں گھسیٹ گھسیٹ کر مارا جاتا۔ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں اس سلسلے میں لکھا ہے:

كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ وَعَلٰى رَأْسِهِمْ اَبُوْ جَهْلٍ يُخْرِجُوْنَهُمْ اِلَى الْاَبْطَحِ اِذَا حَمِيَتِ الرَّمْضَاءُ فَيُعَذِّبُوْنَهُمْ بِحَرِّهَا.

''مشرکین مکہ جن کے پیش پیش ابوجہل ہوتا، ان تینوں (عمار، ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہ) کو چلچلاتی دھوپ میں جب کہ شدت تپش سے زمین گرم ہو جاتی بطحائے مکہ میں نکالتے اور وہاں کی گرم زمین پر لٹا کر انہیں سزائیں دیا کرتے تھے۔''

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ان کے پاس سے ہوتا اور آپ انہیں اسلام کی خاطر یہ سخت ایذائیں برداشت کرتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے:

صَبْرًا آلَ يَاسِرٍ، فَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ. [1]

''آل یاسر! صبر سے کام لو، یقیناً تمہارے وعدے کی جگہ جنت ہے۔''

اس دردناک عذاب کی تاب نہ لا کر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے اور ابوجہل نے ان کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو نیزہ مار کر شہید کر ڈالا۔ اسلام کی خلعت شہادت سے سرفراز ہونے کی سعادت سب سے پہلے اسی خاتون کے نصیب میں آئی۔ پھر اس کے بعد کفار مکہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو طرح طرح کے

---

[1] مستدرك حاكم: ٣/ ٤٣٢، ٥٦٤٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب دینا شروع کیے، چنانچہ کبھی تو انہیں گرم پتھریلی زمین پر لٹا کر، کبھی ان کے سینے پر گرم چٹان رکھ کر اور کبھی پانی میں ڈبکیاں دے کر انہیں اذیت سے دوچار کرتے اور کہتے:

لَا نَتْرُكُكَ حَتّٰى تَسُبَّ مُحَمَّدًا وَتَقُوْلُ فِي اللَّاتِ وَالْعُزّٰى خَيْرًا. [1]

''جب تک کہ تو محمد کے لیے نامناسب الفاظ نہیں کہے گا اور ہمارے لات وعزیٰ کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرے گا، ہم تجھے نہیں چھوڑیں گے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابن جریر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مشرکین مکہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو جب سخت سے سخت سزائیں دینے لگے تو انہوں نے مشرکوں کے مطالبہ پر چند نامناسب باتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہہ دیں۔ پھر انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بات کا شکوہ کیا کہ مشرکین جب مجھے مارتے ہیں اور سخت ترین عذاب میں مبتلا کرتے ہیں تو اس وقت میں ان کے مطالبہ پر آپ کی شان اقدس میں چند گستاخانہ کلمات کہہ دیتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

((كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ؟))

''اس وقت تم اپنے دل کو کیسا پاتے ہو؟''

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

مطمئنا بالایمان.

''میرا دل دولت ایمان سے سرشار ہوتا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((فَإِنْ عَادُوْا فَعُدْ))

''اگر وہ پھر مجبور کریں تو تمہیں اجازت ہے۔''

اس وقت اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی:

---

[1] الکامل فی التاریخ: ١/ ٦٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ [1]

''جو شخص ایمان لانے کے بعد جان بوجھ کر اللہ سے کفر کرے، اس پر تو اللہ کا غضب ہے اور وہ عذاب عظیم کا مستحق ہے۔ مگر جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل حالت ایمان پر مطمئن ہو (تو اس پر کوئی گناہ نہیں)۔''

طبقات ابن سعد میں لکھا ہے:

كَانَ عَمَّارٌ يُعَذَّبُ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ مَا يَقُوْلُ.

''عمار رضی اللہ عنہ کو اتنا سخت عذاب دیا جاتا کہ (وہ حواس کھو بیٹھے اور) انہیں معلوم نہ ہوتا کہ ان کی زبان سے کیا کچھ نکل رہا ہے۔''

ابن سعد نے محمد بن کعب ہی کے حوالے سے لکھا ہے:

اَخْبَرَنِيْ مَنْ رَاٰى عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ مُتَجَرِّدًا فِيْ سَرَاوِيْلَ.

''مجھے اس آدمی نے بتایا ہے جس نے عمار رضی اللہ عنہ کو صرف پاجامہ پہنے ہوئے دیکھا۔''

اس آدمی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی پشت پر زخم کے آثار دیکھ کر پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

هٰذَا مَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تُعَذِّبُنِيْ فِيْ رَمْضَاءِ مَكَّةَ. [2]

''مکہ کی گرم زمین پر لٹا کر قریش مجھے جو سزائیں دیتے تھے یہ اسی کے آثار ہیں۔''

قارئین کرام! آپ کے سامنے کہ سرزمین پر ظلم کا پہاڑ توڑنے والے مشرکین مکہ اور ان کی بہیمانہ کاروائیوں کا شکار ہونے والے ایک ہی خاندان مظلوم ماں کا یہ عکس پیش کیا گیا جب

---

[1] ١٦/ النحل:١٠٦؛ تفسير طبري: ١٧/ ٣٠٤؛ مستدرك حاكم: ٢/ ٣٨٩، ٣٣٦٢۔
[2] ابن سعد: ٣/١٨٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ حقیقت اس سے کہیں زیادہ دل دہلا دینے والے واقعات سے عبارت ہے!!

مردانگی و بہادری، خودداری و جوانمردی، حوصلہ مندی و روشن ضمیری اور کرامت انسانیت کا سر اس وقت شرم سے جھک جاتا ہے جب کوئی سنتا ہے کہ فرعون ہذہ الامۃ کے لقب سے ملقب ظالم و جابر بدبخت ابوجہل عمرو بن ہشام نے ایک مظلوم و مسکین، غریب و نادار اور لاچار لونڈی کو زیر ناف نیزہ مار کر صرف اس لیے موت کے گھاٹ اتار دیا کہ وہ کہتی تھی:

رَبِی اللّٰہ.

''میرا رب اللہ ہے۔''

اگر اس امت کے فرعون نے یہ حرکت پس پردہ بھی کی ہوتی تب بھی وہ قابل سرزنش و قابل ملامت ہوتا اور انسانیت اسے بخشنے کو تیار نہ ہوتی!! پھر ایسی صورت میں اس کا جرم کس قدر قابل نفرت اور گھناؤنا ہو جاتا ہے کہ اس نے یہ سب کچھ قریش کی آنکھوں کے سامنے کیا؟!!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سات نقیب

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی کو سات نجیب یا نقیب عطا کیے گئے اور مجھے چودہ عطا کیے گئے ہیں۔'' ہم نے دریافت کیا وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علی، حسن، حسین، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، مقداد، حذیفہ، عمار اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم'' [1]

جنت ان کی مشتاق ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جنت تین آدمیوں کی طرف اشتیاق رکھتی ہے۔ علی، عمار، اور سلمان۔'' [2]

عمار کو مرحبا کہو

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] جامع الترمذی، المناقب، باب مناقب أهل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۳۷۸۵ ضعیف۔

[2] جامع الترمذی، المناقب، باب مناقب سلمان الفارسی: ۳۷۹۷ ضعیف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی، تو آپ نے فرمایا:

((طيّب و مُطيّب))

''پاک صاف و پاکباز'' کو خوش آمدید، ہاں انہیں اجازت دے دو۔ ❶

عمار کی سیرت کو اپناؤ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، آپ نے فرمایا: ''مجھے نہیں معلوم کہ میں کتنا عرصہ تم میں باقی رہوں گا؟ تم میرے بعد آنے والے دو شخصوں کی اقتداء کرنا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا: ''عمار کی سیرت کو اپناؤ، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم سے جو بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔'' ❷

ایمان کی مضبوطی

سنن نسائی میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مُلِئَ عَمَّارٌ إِيمَانًا إِلَى مَشَاشِهِ)) ❸

''عمار کے جسم میں ایمان ہڈیوں کے سرے اور گودے تک سرایت کیے ہوئے ہے۔''

جو عمار سے دشمنی رکھے گا اللہ اس سے دشمنی رکھے گا

ایک موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ عَادٰى عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ أَبْغَضَ عَمَّارًا أَبْغَضَهُ اللّٰهُ)) ❹

''جو عمار سے دشمنی رکھے گا اللہ اس سے دشمنی رکھے گا، اور جو عمار سے بغض رکھے گا اللہ اس سے بغض رکھے گا۔''

---

❶ جامع الترمذي، المناقب، باب مناقب عمار بن ياسر: ۳۷۹۸۔

❷ جامع الترمذي، المناقب، باب مناقب عمار بن ياسر: ۳۷۹۹۔

❸ سنن نسائي، الإيمان وشرائعه، باب تفاضل اهل الايمان: ۵۰۰۷۔

❹ مسند أحمد: ١٦٨١٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعمیر مسجد نبوی میں حصہ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بڑی مجاہدانہ زندگی گزاری اور خدمتِ اسلام کے ہر میدان میں پیش پیش رہے۔ مسجدِ نبوی کی تعمیر کے دوران نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے دگنا بوجھ اٹھاتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جسم پر پڑے غبار کو اپنے دستِ نبوت سے صاف کیا۔ اور پوچھا: ''آپ اتنی مشقت کیوں برداشت کر رہے ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا میں زیادہ اجر چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابنِ سُمَیَّہ! اللہ تمہارا بھلا کرے، تمہیں باغی جماعت قتل کرے گی۔'' [1]

نمونہ

قَالَ عَمَّارٌ: ثَلَاثٌ مَنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ جَمَعَ الْإِيْمَانَ الْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ، وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ، وَالْإِنْفَاقُ مِنَ الْإِقْتَارِ. [2]

''حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین باتیں جس میں اکٹھی ہو جائیں، اس نے (گویا پورے) ایمان کو جمع کر لیا۔ ① اپنے نفس سے انصاف ② دنیا میں سلام کو پھیلانا ③ تنگ دستی کے باوجود (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنا۔''

---

[1] مسند أحمد: ١١٠١١۔

[2] بخاری، الایمان، باب إفشاء السلام من الإسلام: تعلیقا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ

تعارف عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن اُنیس الجہنی الانصاری رضی اللہ عنہ ان ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک تھے، غزوۂ احد اور بعد کے غزوات میں بھی شریک رہے، البتہ غزوۂ بدر میں ان کی شرکت مختلف فیہ ہے۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں صحابہ میں سے حضرت ابوامامہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور تابعین میں سے بسر بن سعید اور آپ کے بیٹے عطیہ، عمرو اور حمزہ وغیرہ شامل ہیں۔ آپ ہی وہ صحابی ہیں جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے میں سوال کیا تھا کہ میرا گھر کافی دور واقع ہے (میں روزانہ حاضر نہیں ہوسکتا) آپ مجھے کسی ایک رات کے بارے میں بتادیجئے کہ میں اسی رات کو حاضر ہوکر مسجد نبوی میں عبادت کرتا رہوں آپ نے انہیں تیئسویں رات کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ چنانچہ یہ رات لیلۃ الجہنی کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ان صحابہ میں بھی شامل تھے جنہوں نے بنی سلمہ کے بتوں کو پاش پاش کیا تھا۔ آپ کی وفات ۵۴ھ میں ہوئی۔ [1]

---

[1] الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ۳ / ۸۶۹۔۸۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

چھڑی والے صحابی

حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ کو صاحب المخصرہ (چھڑی والا) بھی کہا جاتا ہے، اس کی وجہ تلقیب یہ ہے کہ قبیلۂ ہذیل کا ایک شخص مسلمانوں کے لیے سخت اذیت اور پریشانی کا باعث تھا، جس کا نام خالد بن نُبیح تھا، اس کے جرائم حد سے بڑھ چکے تھے، ایک دفعہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کون ہے جو خالد بن نُبیح کا کام تمام کرے۔'' اس وقت وہ عرفات کے قریب وادیٔ عُرنہ میں مقیم تھا، عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ کہنے لگے یارسول اللہ! یہ کام میں سرانجام دوں گا، آپ مجھ سے اس کا حلیہ بیان کردیجئے، آپ نے فرمایا: ''تم اسے دیکھ کر خوف زدہ ہوجاؤ گے۔'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں کبھی کسی چیز سے نہیں ڈرا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ غروب شمس سے قبل جبلِ عرفہ کے قریب پہنچ گئے، عبداللہ فرماتے ہیں: میں جب اس آدمی کے قریب پہنچا تو واقعۃً میں اسے دیکھ کر ڈر گیا۔ اس پر مجھے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یاد آگیا، اسی اثناء میں وہ مجھ سے پوچھنے لگا، تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں کسی کام سے اِدھر آیا تھا کیا آپ کے ہاں رات بسر کرسکتا ہوں؟ اس نے کہا: ہاں آجاؤ، میں نے ایک طرف ہوکر عصر کی دو رکعت نماز جلدی جلدی ادا کی کہ کہیں وہ مجھے نماز ادا کرتے دیکھ نہ لے، پھر موقع پاکر میں نے تلوار سے اس کا کام تمام کردیا، اور سیدھا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا، اور آپ کو کارروائی کی تکمیل کے بارے میں بتایا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہوکر اپنی چھڑی مرحمت فرمائی اور فرمایا: یہ چھڑی اپنے پاس رکھو یہاں تک کہ قیامت کے دن مجھ سے آکر ملو۔ [1]

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۳/ ۱۳۵، ۳۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ سے دمشق کا سفر کرنا

ایک حدیث عبداللہ ابن انیس رضی اللہ عنہ سے حضرت جابر کو پہنچی تھی، لیکن بالواسطہ۔ یعنی کسی اور شخص نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک حدیث بتائی۔ اب حضرت جابر رضی اللہ عنہ اونٹ پر سوار ہو گئے۔ اور مدینہ منورہ سے دمشق کی طرف چل پڑے اور مدینہ منورہ سے دمشق تک پورے ایک مہینے کی مسافت ہے اور اس مسافت کو طے کرنے کے بعد وہاں پہنچ کر انہوں نے پیغام بھیجا کہ جابر آیا ہے۔ اور آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ تو عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کون سا جابر۔ جابر بن عبداللہ۔ کہا: ہاں! جابر بن عبداللہ! تو باہر نکلے تو کہا کہ کیسے آنا ہوا۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک حدیث ہے وہ حدیث تمہارے واسطے سے مجھے پہنچی ہے۔ اور میں چاہتا تھا کہ وہ حدیث براہِ راست آپ سے سنوں۔ تاکہ اس طریقے سے میری سند میں عالی ہو جائے۔ یعنی بغیر واسطے کے براہِ راست میں آپ سے وہ روایت کروں۔

تو عبداللہ ابن انیس رضی اللہ عنہ نے وہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کی۔

اب وہ حدیث کیا ہے۔ اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ حدیث یہ ہے کہ:

((مَنْ سَتَرَ مُؤْمِنًا فِي الدُّنْيَا عَلَى عَوْرَةٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

"جو شخص اپنے ایک مسلمان بھائی پر دنیا میں پردہ ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر قیامت کے دن پردہ ڈالے گا۔"

فرض کیجیے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے مسلمان کو قابل اعتراض حالت میں پایا۔ تو وہ اس پر پردہ ڈالے۔ اور خفیہ طور پر یہ اس کو نصیحت کرے کہ آیندہ ایسا کام نہ کرو۔ کیونکہ کسی کی پردہ دری بہت بری بات ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ يَتَّبِعْ عَوْرَةَ أَخِيهِ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ)) [2]

---

[1] مسند أحمد: ١٦٩٦٠۔

[2] مسند أحمد: ١٩٧٧٦؛ سنن أبي داود، الأدب، باب في الغيبة: ٤٣٣٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیوب کی تلاش میں رہتا ہے کہ کسی طریقے سے میں اس کے عیوب پر مطلع ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کو نمایاں کر دیتا ہے۔‘‘ اور اللہ تعالیٰ اسے رسوا کر کے رہے گا۔ اگرچہ وہ تاریک کمرے میں ہوگا۔ لیکن پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسوائی سے نہ بچ سکے گا۔‘‘

نوٹ: بعض کہتے ہیں کہ نہیں اس حدیث کی سماعت کے لیے تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے مصر کا سفر اختیار کیا تھا۔ اور حضرت عقبہ بن عامر سے حدیث سنی تھی۔ اور عبداللہ ابن انیس رضی اللہ عنہ کو جو حدیث ملی تھی وہ ایک اور حدیث ہے اور اس میں جہنم کے حالات اور آخرت کے حالات کا ذکر تھا۔

بہر حال حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث کی خاطر یہ سفر اختیار کیا۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اور اس نعمت کو حاصل کرنے کی خاطر ایک انسان کو جتنی بھی مشقت ہو اس مشقت اور تکلیف کو برداشت کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

نمونہ

باب الْخُرُوْجِ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَرَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ، إِلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُنَیْسٍ، فِیْ حَدِیْثٍ وَاحِدٍ۔ [1]

’’علم کی تلاش میں نکلنے کا بیان اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث کے لیے عبداللہ بن انیس کی طرف ایک مہینے کی مسافت کا سفر کیا۔‘‘

---

[1] بخاری، العلم، باب: ۶۰ تعلیقا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

تعارف عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

سیدنا عبادہ بن صامت بن قیس رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں، بنوخزرج سے ہیں، ابوالولید کنیت ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت دراز قد، سڈول جسم اور بہت حسن و جمال کے مالک تھے۔ نقباء مدینے کے (وہ ۱۲ افراد جنہوں نے قبل از ہجرت آپ کے ہاتھ پر بیعت کی) میں سے ایک ہیں، آپ بدر، احد، خندق اور دیگر تمام مشاہد میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ بلکہ ابنِ یونس کے بیان کے مطابق آپ فتح مصر میں بھی شریک تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صدقات کا ذمہ دار بنایا نیز آپ اہلِ صُفّہ کو قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے۔ شام کی فتح کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو، حضرت ابوالدرداء اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو دین کی تعلیم کے لیے وہاں بھیجا۔ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ حمص میں، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فلسطین میں اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو دمشق میں مقیم ہو گئے۔ بعد میں آپ فلسطین کے قاضی مقرر ہوئے۔ اور آپ فلسطین چلے گئے۔ حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے ایک سو اکیاسی (۱۸۱) احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے چھ احادیث متفق علیہ ہیں۔ آپ نے بیت المقدس یا رملہ میں بہتر سال کی عمر میں ۳۴ھ میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۵۔۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

آپ ﷺ کے محبوب

عبدالرحمٰن بن عُسیلۃ الصنابحی حضرت عبادۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ اپنے صحابہ میں سے آپ کو کون سا زیادہ محبوب ہے کہ میں بھی اس سے محبت رکھوں ....؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر، پھر عمر، پھر علی'' اس کے بعد آپ خاموش ہوگئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے بعد زبیر، طلحہ، سعد، ابوعبیدہ، معاذ، ابوطلحہ، ابوایوب اور اے عبادۃ آپ۔ ابی بن کعب، ابوالدرداء، ابن مسعود، ابن عوف اور ابن عفان کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے۔'' [1]

اکیلا ہزاروں کے برابر

جب مسلمانوں نے مصر فتح کرنے کا ارادہ کیا تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی قیادت میں لشکر جرار نے مصر کی طرف پیش قدمی کی۔ لیکن جب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما لشکر کے ہمراہ سرزمین مصر پہنچے تو انہوں نے مصریوں اور رومیوں کی بہت بڑی تعداد دیکھ کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی رائے کو قبول کیا اور چار ہزار افراد مدد کے لیے روانہ کردیے اور انہیں ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا:

''میں نے چار ہزار افراد آپ کی مدد کے لیے روانہ کیے ہیں اور ہر ہزار پر ایک ایسا شخص سالار مقرر کیا ہے کہ جو اکیلا ایک ہزار افراد کے برابر ہے۔'' ان چار میں سے ایک سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ تھے۔'' [2]

---

[1] سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۶ ضعیف۔

[2] أصحاب الرسول از ابو عمار محمود المصری: ۲/ ۱۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُوالْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوإِدْرِيْسَ عَائِذُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا، وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ، وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: ((بَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوْا، وَلَا تَزْنُوْا، وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ، فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ۔ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ)) [1]

حدیث بیان کی ہمیں ابوالیمان (حکم بن نافع) نے، ابوالیمان کہتے ہیں کہ شعیب (بن ابی حمزہ) نے ہمیں یہ حدیث امام زہری سے بیان کی، امام زہری فرماتے ہیں کہ: مجھے خبر دی ہے ابوادریس عائذ اللہ بن عبداللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے، جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ اور لیلۃ العقبہ کے نقیبوں میں سے تھے، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے اس وقت جب کہ آپ ﷺ کے اردگرد صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی۔ یہ فرمایا: ''مجھ سے تم اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنے بچوں کو قتل نہیں کرو گے، عمداً کوئی بہتان نہیں باندھو گے، اور کسی معروف (اچھی بات) میں نافرمانی نہیں کرو گے۔ تم میں سے جو اس عہد کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہوگا۔ اور جو ان (برے کاموں) میں سے کسی میں مبتلا ہو گیا، اور اسے دنیا

---

[1] بخاری، الایمان: ۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سزا دے دی گئی تو یہ (سزا) اس کے (گناہوں کے لیے) کفارہ ہو جائے گی۔ اور جو کوئی ان امور میں مبتلا ہو گیا اور اللہ نے اس (گناہ) کو چھپا لیا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اگر چاہے معاف کرے، اور اگر چاہے سزا دے دے"۔ (عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) پھر ہم سب نے (ان سب باتوں پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما

تعارف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، السابقون الاولون میں سے ہیں، بہت بڑے محدث، فقیہ، مفسر اور عالم صحابی تھے۔ آپ کے فضائل ومناقب کتب حدیث میں بکثرت موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات آپ کی تلاوت سنا کرتے تھے۔ ایک دفعہ سورۂ یوسف کی تلاوت سنی اور فرمایا: "اَحْسَنْتَ" "آپ نے خوب پڑھا ہے۔" آپ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ کوفے کے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا: قرآن مجید کی کوئی سورت اور آیت ایسی نہیں جس کے بارے مجھے پتہ نہ ہو کہ وہ کہاں نازل ہوئی اور کس مسئلے کے متعلق نازل ہوئی۔ پھر فرماتے ہیں: اگر مجھے پتہ چل جائے کہ فلاں جگہ کسی شخص کے پاس مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم ہے اور مجھے اس کے پاس اونٹ پہنچا سکتے ہوں تو میں ضرور اس کے پاس جاؤں اور وہ علم سیکھ کر آؤں۔ اللہ اکبر! کتنا زیادہ علم؟ اور مزید علم کا کس قدر شوق!...... اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان قراء سبعہ (عبداللہ بن مسعود، سالم بن معقل، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابوزید بن سکن اور ابوالدرداء) میں سے ہیں جنھوں نے پورا قرآن کریم پیغمبر علیہ السلام کو سنا کر یہ اعزاز حاصل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ ان سے قرآن سیکھا کرو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفے کا امیر مقرر فرمایا، چنانچہ آپ کی جملہ مرویات کی تعداد ۸۴۸ ہے، ان میں سے ۶۴ بخاری اور مسلم دونوں میں ہیں، ان کے علاوہ ۲۱ بخاری میں ہیں اور ۳۵ مسلم میں ہیں، آپ نے ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] اسد الغابة: ۳/ ۳۸۱؛ تهذيب الكمال: ۱/ ۲۳٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

اے بچے! پینے کے لیے دودھ مل سکتا ہے۔۔؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور کہنے لگے:

اے بچے! پینے کے لیے دودھ مل سکتا ہے؟

میں نے کہا: ہاں! مگر میں تو موتمن ہوں (یعنی یہ تو میرے پاس امانت ہیں)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو پھر ایسی بکری ہمارے پاس لے آؤ جو ابھی تک دودھ دینے کے قابل نہیں ہوئی (یعنی جس نے ابھی بچہ نہیں جنا)''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کا دودھ اتر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نکالا، خود پیا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نوش فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کے تھن کے لیے کہا کہ تو اپنی پہلی حالت میں چلا جا۔ تو وہ ویسا ہی ہو گیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا اور عرض کی کہ میرے لیے دعا فرمائیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

((يَا غُلَامُ! يَرْحَمُكَ اللّٰهُ! فَإِنَّكَ عَلِيمٌ مُعَلَّمٌ)) [1]

''اے بیٹے! اللہ تجھ پر رحم فرمائے، یقینا تو علم رکھنے والا اور علم سکھایا ہوا ہے۔''

بیہقی کی روایت میں بکری کی جگہ اونٹنی کا ذکر ہے۔

حافظ قرآن

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ستر سورتیں یاد کی ہیں۔ [2]

---

[1] حياة الصحابة: ٣/ ٣٥٦؛ البداية والنهاية: ٦/ ١١٢؛ الاستيعاب: ٣/ ٩٨٨۔

[2] ابن سعد: ٣/ ١٥١ وسنده حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف الٰہی رکھنے والے

سیدنا ابووائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کیساتھ باہر نکلے ہمارے ساتھ ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما دریائے فرات کے کنارے ایک تنور کے پاس سے گزرے جب اسکے اندر دھکتی اور بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی تو یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍۭ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾﴾ 1

''جس وقت وہ ان کو دُور سے دیکھے گی (تو غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے۔''

یہ سن کر ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ بیہوش ہوکر گر پڑے، لوگ انہیں چارپائی پر ڈال کر گھر لائے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما انکے پاس (صبح سے لیکر) ظہر تک بیٹھ کر ہوش میں لانے کی کوشش کرتے رہے، لیکن سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ کو ہوش نہ آیا۔ 2

ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا سنہری قول

ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمُؤمِنَ يَرَىٰ ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَىٰ ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَىٰ أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هٰكَذَا، أَيْ بِيَدِهِ فَوْقَ أَنْفِهِ. 3

''بیشک مومن اپنے گناہوں کو یوں سمجھتا ہے جسے وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور ڈرتا ہو کہ اس پر گر نہ جائے اور فاجر اپنے گناہوں کو اسطرح سمجھتا ہے کہ جیسے اس کی ناک پر مکھی بیٹھ گئی ہو پھر انہوں نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ اس نے اس طرح کر کے اس مکھی کو اپنے ناک سے اڑا دیا۔''

---

1 ٢٥/الفرقان:١٢۔ 2 تفسیر ابن کثیر: ٣/ ٦٩٦۔
3 صحیح بخاری، الدعوات: ٦٣٠٨ یہ روایت مرفوع بھی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے آنسو

سعد بن اخرم فرماتے ہیں کہ:

كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ فَمَرَّ بِالْحَدَّادِيْنِ وَقَدْ اَخْرَجُوْا حَدِيْدًا مِنَ النَّارِ فَقَامَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَيَبْكِيْ. [1]

''میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے ساتھ جارہا تھا ہم لوہار کی دکان سے گزرے، انہوں نے آگ سے (سرخ سرخ) لوہا باہر نکالا تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اسے دیکھنے کے لیے کھڑے ہوگئے اور رونے لگے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس آیا کہ قرآن پاک کی آیت سیکھوں تو انہوں نے مجھے آیت پڑھائی۔ میں نے عرض کیا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تو مجھے یہ آیت اس طرح سکھائی ہے۔ (یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قرأت کے خلاف) یہ سن کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما رو دیئے اور اس قدر روئے کہ میں نے ان کے آنسو کنکریوں کے درمیان دیکھے، اس کے بعد فرمایا: اسی طرح پڑھو جیسے تمہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا ہے۔ بے شک وہ اسلام کا مضبوط قلعہ تھے، جہاں سے اسلام داخل ہوتا تھا اور پھر نکلتا نہیں تھا۔ [2]

جوشِ ایمان کی اک مثال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اس زمانہ میں ایمان لائے جبکہ مومنین کی جماعت صرف چند اصحاب پر مشتمل تھی اور مکہ کی سرزمین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی نے اعلانیہ بلند آہنگی کے ساتھ تلاوتِ قرآن کی جرأت نہیں کی تھی، چنانچہ ایک روز مسلمانوں نے باہم مجتمع ہو کر اس مسئلہ پر گفتگو کی اور سب نے بالاتفاق کہا: خدا کی قسم! قریش نے اب تک بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوا کہ اس پر خطر فرض کو کون انجام دے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے آگے بڑھ کر اپنے آپ کو پیش کیا، لوگوں نے کہا کہ

---

[1] التخويف من النار لابن رجب، ص: ۲۵۔

[2] ابن سعد: ۳/ ۳۷۱ اس کی سند صحیح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارا خطرے میں پڑنا مناسب نہیں، اس کام کے لیے تو ایک ایسا شخص درکار ہے جس کا خاندان وسیع ہو، اور وہ اس کی حمایت میں مشرکین کے دستِ ستم سے محفوظ رہے، لیکن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جوشِ ایمان سے برانگیختہ ہو کر کہا: مجھے چھوڑ دو! خدا میرا محافظ ہے۔

غرض دوسرے روز چاشت کے وقت جب کہ تمام مشرکین قریش اپنی انجمن میں حاضر تھے، اس وارفتہ اسلام نے ایک طرف کھڑے ہو کر سازِ توحید پر مضراب لگائی اور بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے بعد عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ کا سحر آفرین راگ چھیڑا، مشرکین نے تعجب اور غور سے سن کر پوچھا، ''ابن ام عبد کیا کہہ رہا ہے؟'' کسی نے کہا محمد پر جو کتاب اتری ہے اس کو پڑھتا ہے، یہ سننا تھا کہ تمام مجمع غیظ وغضب سے مشتعل ہو کر ٹوٹ پڑا اور اس قدر مارا کہ چہرہ ورم کر آیا، لیکن جس طرح پانی کے چند چھینٹے آگ کو اور زیادہ مشتعل کر دیتے ہیں، اسی طرح حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما کا شعلہ ایمان اس ظلم وتعدی سے بھڑک اٹھا، مشرکین مارتے گئے لیکن ان کی زبان بند نہ ہوئی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب اس فرض کو انجام دے کر خستگی وشکستہ حالی کے ساتھ اپنے احباب میں واپس آئے تو لوگوں نے کہا کہ ہم اسی ڈر سے تم کو جانے نہ دیتے تھے، بولے ''خدا کی قسم! دشمنانِ خدا آج سے زیادہ میری نظر میں کبھی ذلیل نہ تھے، اگر تم چاہو تو کل میں پھر اسی طرح ان کے مجمع میں جا کر قرآن کریم کی تلاوت کروں''۔ لوگوں نے کہا: ''بس جانے دو، اس قدر کافی ہے کہ جس کا سننا وہ ناپسند کرتے تھے اس کو تم نے بلند آہنگی کے ساتھ ان کے کانوں تک پہنچا دیا۔'' [1]

آخری ایام کی چند باتیں

۳۲ھ میں جبکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا سن مبارک ساٹھ برس سے متجاوز ہو چکا تھا ایک روز ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی، خدا مجھے آپ کی آخری زیارت سے محروم نہ رکھے، میں نے گزشتہ شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک بلند منبر پر تشریف فرما ہیں اور آپ سامنے حاضر ہیں، اسی حالت میں ارشاد ہوتا ہے: ''ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) میرے

---

[1] اسد الغابۃ: ۳/ ۳۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد تمہیں بہت تکلیف پہنچائی گئی، آ ؤ میرے پاس چلے آ ؤ۔'' فرمایا: خدا کی قسم! تم نے یہ خواب دیکھا ہے؟'' بولا ''ہاں!'' فرمایا: ''تم میرے جنازہ میں شریک ہو کر مدینہ سے کہیں جاؤ گے۔''

یہ خواب درحقیقت واقعہ ہو کر پیش آیا، چند ہی دنوں کے بعد اس طرح بیمار ہوئے کہ لوگوں کو ان کی زندگی سے مایوسی ہوگئی، امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے چونکہ ایک گونہ شکر رنجی تھی اور انہوں نے دو برس سے ان کا مقررہ وظیفہ مطلقاً بند کر دیا تھا، اس لیے وہ اس آخری لمحہ حیات میں عفو خواہی و عیادت کے لیے تشریف لائے اور اس طرح گفتگو شروع کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ: آپ کو کس مرض کی شکایت ہے؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ: اپنے گناہوں کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ: آپ کیا چاہتے ہیں؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ: خدا کی رحمت۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ: آپ کے لیے طبیب بلاؤں؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ: مجھے طبیب ہی نے بیمار کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ: آپ کا وظیفہ جاری کر دوں؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ: آپ کی صاحبزادیوں کے کام آئے گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ: کیا آپ کو میری لڑکیوں کے محتاج و دست نگر ہو جانے کا خوف ہے؟ میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ ہر رات سورۂ واقعہ پڑھ لیا کریں، کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''جو ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے گا وہ کبھی فاقہ مست نہ ہوگا۔''

مذکورہ بالا سوال و جواب سے بعض اصحاب سیر کو یہ غلط فہمی ہے کہ اس آخری وقت میں بھی دونوں ایک دوسرے سے صاف نہ ہوئے لیکن طبقات ابن سعد کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ باہمی عفو خواہی کی صیقل نے دونوں کے آئینہ قلب کو بالکل شفاف کر دیا تھا، محمد بن سعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس واقعہ کی صحت پر خاص طور سے زور دیا ہے۔ ❶

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقہ ودانائی

ایک مرتبہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس فرائض کا یہ استفتا آیا کہ ایک میت نے ورثہ میں ایک لڑکی ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑی ہے، اس کی جائداد کس طرح تقسیم ہوگی۔ انہوں نے جواب دیا کہ لڑکی اور بہن نصف کی مستحق ہے اور پوتی محروم الارث ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب کے ساتھ یہی استفتا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا انہوں نے فرمایا کہ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ابوموسیٰ کے قول کو ترجیح دوں تو میں گمراہ ہوں گا، بیشک لڑکی نصف پائے گی، لیکن دوثلث پورا کرنے کے لیے ایک سدس پوتی کو بھی ملے گا، اور جو باقی رہے گا وہ بہن کا حصہ ہے۔ یہ جواب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو فرمایا: جب تک یہ بڑا عالم ہم میں موجود ہے اس وقت تک ہم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ آج یہی فتویٰ تمام مسلمانوں کا معمول بہ ہے۔ ❷

دوستوں کی نظر میں

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ؟ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ. ❸

"کیا تمہارے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے اٹھانے والے، سرہانہ اٹھانے والے اور وضو کا پانی اٹھانے والے ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما) نہیں ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں نے اخلاق، اتباع سنت اور سیرت وعادات میں ابن ام عبد (ابن مسعود) سے زیادہ کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین نہیں دیکھا۔" ❹

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے تبحر علمی و ملکہ اجتہاد کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

---

❶ طبقات ابن سعد: ۳/ ۱۱۳ فیه ضعف۔ ❷ بخاری: ۶۷۳۶۔
❸ صحیح بخاری: ۳۷۴۲۔ ❹ صحیح بخاری: ۳۷۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معترف تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ان کو دیکھتے تو چہرہ بشاش ہو جاتا اور فرماتے:

كَيْفَ مَلِئٌ عِلْمًا.

''علم سے بھرا ظرف کیسا ہے۔''

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چند کوفیوں نے ان کے تقویٰ، حسن خلق اور تبحر علمی کی بے حد تعریف کی، انہوں نے پوچھا: کیا تم سچے دل سے کہتے ہو؟ بولے ہاں! فرمایا: تم لوگوں نے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہما) کی جو کچھ تعریف کی ہے، میں ان کو اس سے بھی بہتر خیال کرتا ہوں۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس قدر احترام کرتے تھے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے ایک شخص سے جو تہہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے تھا کہا: تہہ بند ذرا اوپر کر کے باندھو اس نے کہا ابن مسعود تم بھی تہہ بند اوپر کرو، بولے میں تمہارے جیسا نہیں ہوں، میری ٹانگیں پتلی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس ردوقدح کا حال سنا تو اس شخص کے کوڑے لگوائے کہ تو نے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) جیسے شخص سے منہ زوری کی۔ [2]

ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے شاگرد قرآن سناتے ہیں

ایک مرتبہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے ان کے وسیع حلقہ درس کو دیکھ کر کہا ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ کی طرح آپ کے یہ نوجوان شاگرد بھی باقاعدہ قرأت کر سکتے ہیں؟ بولے: اگر آپ کی خواہش ہو تو کسی کو سنانے کا حکم دوں۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے علقمہ کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے تقریباً پچاس آیتوں کی ایک سورۃ پڑھ کر سنائی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر کہا: کیا رائے ہے؟ انہوں نے نہایت تعریف کی۔ [3]

---

[1] طبقات ابن سعد: ۳/ ۱۱۰۔ [2] الاصابة: ٤/ ۲۰۱۔
[3] بخاری: ٤٣٩١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی ایک تقریر

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر تقریر فرمائی، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تقریر کا حکم دیا، ان دونوں نے باری باری اختصار کے ساتھ اپنا بیان ختم کیا، تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو حکم ہوا، انہوں نے کھڑے ہو کر حمد ونعت کے بعد کہا:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ رَبُّنَا وَإِنَّ الْإِسْلَامَ دِيْنُنَا وَإِنَّ هٰذَا نَبِيُّنَا وَأَوْمَا بِيَدِهِ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم رَضِيْنَا مَا رَضِيَ اللّٰهُ لَنَا وَرَسُوْلُهُ وَكَرِهْنَا مَا كَرِهَ اللّٰهُ لَنَا وَرَسُوْلُهُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

''صاحبو! بے شک خدا ہمارا مالک ہے، اسلام ہمارا مذہب ہے اور یہ (ہاتھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، خدا اور اس کے رسول نے جو کچھ ہمارے لیے پسند کیا ہے ہم نے بھی اس کو پسند کیا اور خدا اور اس کے رسول نے جو کچھ ہمارے لیے ناپسند کیا ہم نے بھی اس کو ناپسند کیا۔ السلام علیکم۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مختصر تقریر کی نہایت تعریف کی اور فرمایا: ''ابن ام عبد نے سچ کہا۔'' [1]

اس کی پنڈلی احد سے زیادہ وزن ہوگی

ٹانگیں نہایت پتلی تھیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ ان کو چھپائے رکھتے تھے، ایک مرتبہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک توڑنے کے خیال سے پیلو کے درخت پر چڑھے تو ان کی پتلی پتلی ٹانگیں دیکھ کر لوگوں کو بے اختیار ہنسی آ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ان کی پتلی ٹانگوں پر ہنستے ہو، حالانکہ یہ قیامت کے روز میزانِ عدل میں کوہِ احد سے بھی زیادہ بھاری ہوں گی۔'' [2]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَخَوَّلُنَا

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ۱/ ۴۸۴۔ [2] مسند احمد: ۹۲۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ، كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا. ❶

''ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، انہیں سفیان نے اعمش سے خبر دی، وہ ابووائل سے روایت کرتے ہیں، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نصیحت فرمانے کے لیے کچھ دن مقرر کر دیے تھے اس ڈر سے کہ کہیں ہم کبیدہ خاطر نہ ہو جائیں۔''

❶ بخاری، العلم: ٦٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ

تعارف عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ

حضرت عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل القرشی النوفلی کی کنیت محدثین کے ہاں ابو سروعۃ ہے۔ جبکہ علمائے انساب کے ہاں ابوسروعۃ آپ کے بھائی کی کنیت ہے۔ یہ دونوں بھائی فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ اور مکہ میں ہی مقیم رہے، اس لیے مکی اور حجازی کہلائے۔

زبیر بن بکار رحمہ اللہ کے قول کے مطابق حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کا قاتل یہی ابو سروعہ تھا (اسلام قبول کرنے سے قبل)۔

آپ سے روایت کرنے والوں میں عبید بن ابی مریم اور ابن ابی مُلیکہ رحمہم اللہ شامل ہیں۔ حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ ابْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِيْ إِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ۔ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّيْ قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِيْ تَزَوَّجَ، فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ: مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِيْ، وَلَا أَخْبَرْتِنِيْ۔ فَرَكِبَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ)) فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ، وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ. [2]

---

[1] الإستيعاب: ٣ / ١٠٧٢_١٠٧٣ والاصابة: ٤ / ٤٢٧_

[2] بخاری، العلم: ٨٨_

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہمیں ابوالحسن محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ نے خبر دی وہ کہتے ہیں: ہمیں عمر بن سعید بن ابوحسین نے خبر دی وہ کہتے ہیں: مجھے عبداللہ بن ابوملیکہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابواھاب کی لڑکی سے نکاح کیا۔ تو ان کے پاس ایک بوڑھی عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے عقبہ اور اس عورت کو جس سے اس نے نکاح کیا ہے دودھ پلایا ہے۔ تو عقبہ نے اس سے کہا: مجھے تو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے۔ اور نہ ہی کبھی تم نے مجھے بتلایا۔ پھر وہ سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مدینہ گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب کس طرح تم اسے پاس رکھ سکتے ہو؟ جب کہ یہ بات کہہ دی گئی ہے''۔ چنانچہ عقبہ نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس نے کسی دوسرے خاوند سے شادی کر لی۔''

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت علی رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب تھی، لقب حیدر (شیر) اور نام علی بن ابی طالب، سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔ اسلام قبول کرنے میں انہیں اوّلیت حاصل ہے۔ جیسا کہ ترمذی میں موجود ہے کہ لڑکوں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ جناب علی رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں سے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اور غلاموں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ جناب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ رمضان المبارک ۴۰ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے نکلے، مسجد میں پہنچے تو عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی، جو مسجد میں چھپا ہوا تھا، نے آپ رضی اللہ عنہ پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ سر میں کاری زخم آیا۔ آپ نے فرمایا: مجرم جانے نہ پائے۔ چنانچہ اسے پکڑ لیا گیا۔ آپ نے فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو اس کے بارے میں قصاص یا معافی کا فیصلہ کروں گا اور اگر شہید ہو گیا تو اسے بھی قتل کر دیا جائے تاکہ میں اس کو لے کر اللہ کے حضور پیش ہوں۔ دو تین دن آپ رضی اللہ عنہ زندہ رہے لیکن اٹھارہ یا انیس رمضان المبارک کو جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور رشد و ہدایت کے اس آفتاب عالم تاب کو کوفہ کے عزی نامی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ انتقال کے وقت بروایت صحیح تریسٹھ سال کی عمر تھی۔ مدتِ خلافت: ۴ سال ۹ مہینے۔ [1]

---

[1] ترمذی، المناقب، باب اوّل من صلی علی ...: ۳۷۳٤؛ البدایۃ: ۳/ ۳۳؛ طبری، ص: ۳٤٦١؛ ابن سعد: ۳/ ٤۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

ان کی تو جنت چاہتی ہے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ اِلَی ثَلٰثَةٍ عَلِیٌّ وَعَمَّارٌ وَسَلْمَانُ)) 1

''جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے علی، عمار اور سلمان رضی اللہ عنہم''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا:

((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسَى، اِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ)) 2

''تیری میرے ساتھ وہی منزلت ہے جو ہارون کی موسیٰ (علیہما السلام) سے ہے اِلا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

علی رضی اللہ عنہ سے محبت صرف مومن ہی کرے گا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اس ذات (اللہ) کی قسم ہے جس نے دانہ پھاڑا (فصل اگائی) اور مخلوقات پیدا کیں، میرے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وعدہ کیا تھا: ''میرے (علی رضی اللہ عنہ کے) ساتھ محبت صرف مومن ہی کرے گا اور (مجھ سے) بغض صرف منافق ہی رکھے گا۔'' 3

---

1 صحیح الجامع للالبانی: ۱۵۹۸؛ أصحاب الرسول، لابی عمار محمود المصری: ۱/ ۲۲۸، ۲۳۰۔ 2 بخاری: ۳۷۰۶؛ مسلم: ۳۰۔۲۴۰۴۔

3 مسلم: ۱۳۱۔۷۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ)) (1)

''جس کا میں مولیٰ ہوں تو علی اس کے مولیٰ ہیں۔''

نوٹ: لغت میں مخلص دوست کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔ (2)

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا)) (3)

''تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔''

آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔۔؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ایک دفعہ سواری کے لیے جانور لایا گیا۔ جب انہوں نے رکاب پر قدم رکھا تو ''بسم اللہ'' کہا۔ جب اس کی پشت پر براجمان ہوئے تو ''الحمد اللہ'' کہا پھر فرمایا:

سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَاكُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

''پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع کر دیا جبکہ ہم اسکی قدرت نہیں رکھتے تھے اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔''

پھر انہوں نے تین مرتبہ الحمد للہ، تین مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہا۔ پھر کہا پاک ہے تو، میں نے ہی اپنی جان پر ظلم کیا پس مجھے بخش دے۔ کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا ''ثم ضحك'' پھر مسکرائے۔ ان سے پوچھا گیا امیر المومنین آپ رضی اللہ عنہ کس چیز پر مسکرائے؟ انہوں نے فرمایا:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ.

---

(1) الترمذي: ۳۷۱۳ واسناده صحيح۔ (2) دیکھیے القاموس الوحيد، ص: ۱۹۰۰۔
(3) بخاری: ۲۶۹۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا جس طرح میں نے کیا، پھر آپ مسکرائے۔“

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس چیز سے مسکرائے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِيْ)) 1

”تیرا رب اپنے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے میرے گناہ معاف کر دے، رب تعالیٰ فرماتا ہے وہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی اور گناہ معاف نہیں کرتا۔“

وہ خشیت الٰہی رکھنے والے تھے

ادیب ملت ضرار بن ضمرہ رحمہ اللہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كَانَ وَاللّٰهِ غَزِيْرَ الدَّمْعَةِ، طَوِيْلَ الْفِكْرَةِ. 2

”اللہ کی قسم! خشیت الٰہی سے ان کی آنکھیں پُرنم رہتیں، اور وہ طویل غور و فکر کے عادی تھے۔“

چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں سے پوچھا:

بتاؤ! سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟

حاضرین نے کہا:

آپ ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔

سب سے زیادہ بہادر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

1 ترمذی، الدعوات، باب ما يقول اذا ركب دابة: ٣٤٤٦؛ ابوداود: ٢٦٠٢۔

2 صفة الصفوه: ١/ ٣١٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے چھپر تیار کیا، ہم نے کہا کہ کون رسول اللہ ﷺ کے پاس دفاع کے لیے کھڑا ہوگا، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار سونت کر آپ ﷺ کے سرہانے ہو گئے اور میں نے قریش کو دیکھا کہ انہوں نے آپ کو پکڑ لیا، کچھ کرتا ہے کوئی کچھ کرتا ہے، اللہ کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہم میں سے آپ ﷺ کے قریب کوئی نہ گیا، کسی سے یہ لڑتے کسی سے مار پیٹ ہوتی۔ اور کہہ رہے تھے: تمہارا ستیاناس ہو، کیا تم اس آدمی کو قتل کر ڈالو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اتنا کہنے کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر اتاری اور اتنا روئے کہ ان کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔'' [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خدمت قرآن

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور آیا۔ تو انہوں نے ابوالاسود دؤلی کو مقرر کیا کہ اس سلسلے میں کچھ نشانیاں ہونی چاہییں اس لیے کہ اہلِ عجم قرآن مجید کی تلاوت میں بہت غلطیاں کرتے ہیں۔ تو انہوں نے یہ نشانیاں مقرر کیں کہ جہاں زبر ہوتا تھا وہاں زبر کی بجائے الف لکھتے تھے۔ اور زیر کی بجائے ''ی'' لکھتے تھے۔ اور پیش کی بجائے ''و'' لکھتے تھے۔ اس سے حرکات کا فرق ہوتا تھا کہ یہاں کون سی حرکت ہے۔ یعنی ضمہ کو ''و'' کی شکل میں۔ اور فتحہ کو ''الف'' کی شکل میں اور کسرہ کو ''ی'' کی شکل میں لکھتے تھے۔

اسی بنا پر اب بھی ابوالاسود دؤلی کے اس پرانے رسم الخط کے مطابق موجودہ قرآن میں بھی اس قسم کی بعض چیزیں پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر آپ سورہ کہف پڑھیں۔ وہاں پر یہ ہے کہ ﴿لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝۱۴﴾ [2]

یہاں پر لَنْ نَّدْعُوَا کے بعد الف لکھا ہوا ہے جو پڑھا نہیں جاتا۔ لیکن لکھا ہوا ہے۔ اصل میں یہ اس پرانے رسم الخط سے بقایا ہے۔ کہ وہ ''زبر'' کو الف کی شکل میں لکھتے تھے۔ اب یہاں پر ''زبر'' بھی موجود ہے اور ''الف'' بھی موجود ہے۔ ''زبر'' نیا رسم الخط ہے۔ اور ''الف'' پرانا رسم الخط ہے۔

---

[1] البدایة والنهایة: ۳/ ۳۳۲۔ [2] ۱۸/الکهف: ۱۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر بعد میں حجاج نے اپنے زمانے میں علما کی ایک کمیٹی مقرر کی۔ اور پھر حجاج بن یوسف نے اس کے بعد یہ نقطے لگوائے۔ ''ب'' کے نیچے ایک نقطہ اور ''ت'' کے اوپر دو نقطے اور ''ث'' کے اوپر تین نقطے۔ اور حرکات اور سکنات اور یہ موجودہ زبر اور زیر اور پیش لگوائیں۔ تو سب سے پہلے جس شخص نے قرآن مجید کے اعراب اور نقطے لگوائے جس کی وجہ سے لوگ اب قرآن مجید کو صحیح طور پر پڑھ سکتے ہیں وہ حجاج بن یوسف ہے۔

علم حدیث اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ

جنابِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بچپن سے لے کر وفات نبوی تک کامل تیس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و رفاقت میں بسر کیے۔ اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر اسلام کے احکام و فرائض اور ارشاداتِ نبوی کے سب سے بڑے عالم آپ ہی تھے۔ پھر تمام اکابر صحابہ میں وفات نبوی کے بعد سب سے زیادہ آپ نے عمر پائی۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تقریباً تیس برس تک ارشادات وافادات کی مسند پر جلوہ گر رہے۔ خلفائے ثلاثہ کے عہد میں بھی یہ خدمت آپ ہی کے سپرد رہی۔ ان کے بعد خود آپ کے زمانۂ خلافت میں بھی یہ فیض بدستور جاری رہا، اس لیے تمام خلفا میں احادیث کی روایت کا زمانہ آپ کو سب سے زیادہ ملا۔ اسی لیے خلفائے سابقین کے مقابلے میں آپ کی روایتوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ لیکن احادیث کی روایت میں آپ بھی اپنے پیشرو خلفا اور اکابر صحابہ کی طرح محتاط اور متشدد تھے۔ اس لیے دوسرے کثیر الروایۃ صحابہ کے مقابلے میں آپ کی روایتیں بہت کم ہیں۔ چنانچہ آپ سے کل ۵۸۶ حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے ۲۰ حدیثوں پر بخاری و مسلم دونوں کا اتفاق ہے، اور ۹ حدیثیں صرف بخاری میں ہیں، مسلم میں نہیں اور دس حدیثیں مسلم میں ہیں بخاری میں نہیں، غرض صحیحین میں آپ کی کل انتالیس حدیثیں ہیں۔

امانت و دیانت

آپ ایک امین کے تربیت یافتہ تھے۔ اس لیے ابتدا ہی سے امین تھے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی امانتیں جمع رہتی تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو امانتوں کی واپسی کی خدمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زہد و عبادت

آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی زُہد فی الدنیا کا نمونہ تھی۔ کوفہ تشریف لائے تو دارالامارت کے بجائے ایک میدان میں فروکش ہوئے۔ اور فرمایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ ہی ان عالی شان محلات کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا، مجھے بھی اس کی حاجت نہیں، میدان ہی میرے لیے کافی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نہایت عبادت گزار بندے تھے۔

حضرت زبیر بن سعید قریشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَرَ هَاشِمِيًا قَطُّ كَانَ أَعْبَدَا لِلَّهِ مِنْهُ. [1]

''میں نے کسی ہاشمی کو نہیں دیکھا، جو ان سے زیادہ خدا کا عبادت گزار ہو''

علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں ۔۔۔؟

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا: ''میں کل کو یہ پرچم ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔'' سہیل کہتے ہیں کہ لوگوں نے وہ رات بڑی بے چینی سے گزاری کہ دیکھئے کل کسے پرچم عطا ہوتا ہے جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے اور ہر ایک اس پرچم کے ملنے کا خواہش مند تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟'' عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، آپ نے فرمایا: 'ان کے پاس آدمی بھیج کر انہیں بلاؤ۔'' چنانچہ انہیں بلایا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا کر ان کے لیے دعا کی تو وہ ایسے تندرست ہو گئے گویا انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی تو آپ نے انہیں پرچم دے دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ان سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم سیدھے جا کر ان کے میدان میں اتر پڑو۔''

[1] سیر الصحابة، جلد اوّل، از شاہ معین الدین ندوی: ۱/ ۳۰۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللهِ لَأَنْ يُهْدَى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ)) 1

''پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور اسلام میں اللہ کے جو حقوق ان پر واجب ہوں گے وہ بتاؤ قسم خدا کی! تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا کسی کو (اسلام کی طرف) ہدایت فرما دینا تمہارے لیے سرخ (عمدہ) اونٹوں سے بہتر ہے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ عَافِهِ أَوِ اشْفِهِ)) 2

''اے اللہ! اسے عافیت یا شفا عطا فرمایا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ أَعِنْهُ وَأَعِزْ بِهِ، وَارْحَمْهُ وَارْحَمْ بِهِ، وَانْصُرْهُ وَانْصُرْ بِهِ))

''اے اللہ! علی کی مدد فرما اور ان کے ذریعے سے عزت عطا فرما اور ان پر رحم فرما اور ان کے ذریعے سے دوسروں پر رحم فرما، اور ان کی مدد فرما اور ان کے ذریعے سے مدد فرما۔''

((اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ يَعْنِيْ عَلِيًّا)) 3

''اے اللہ! جو ان سے دوستی رکھے آپ بھی اس سے دوستی رکھیے اور جو ان سے دشمنی رکھے آپ بھی اس سے دشمنی رکھیں۔''

مستدرک حاکم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی:

---

1 صحيح بخاري، الجهاد والسير، باب دعاء النبى الناس الى الاسلام: ٢٩٤٢؛ ابوداود: ٣٦٦١۔ 2 سنن الترمذى: ٣٥٦٤ اسناده حسن۔

3 المعجم الكبير للطبرانى: ١٢/ ١٢٢، ١٢٦٥٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَهٗ وَاهْدِ قَلْبَهٗ)) [1]

''اے اللہ! ان کی زبان کو (حق پر) ثابت رکھ اور ان کے دل کو ہدایت نصیب فرما۔''

اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اهْدِهِ لِقَضَاءِ. [2]

''اے اللہ! انہیں فیصلہ کرنے کا صحیح راستہ دکھلا۔''

میں جس کا دوست علی اس کے دوست

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم جگہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''میں جس کا دوست ہوں یہ علی اس کے دوست ہیں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ! وَأَحِبَّ مَنْ أَحَبَّهٗ وَأَبْغِضْ مَنْ اَبْغَضَهٗ! وَانْصُرْ مَنْ نَّصَرَهٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ)) [3]

''اے اللہ! جو علی سے دوستی کرے تو اس سے دوستی رکھ اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ اور جو ان کی مدد کرے تو اس کی مدد کر اور جو ان کی مدد چھوڑ دے تو بھی اس کی مدد چھوڑ دے۔''

وہ بڑے روزہ دار اور عبادت گزار تھے

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ:

كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا.

''جہاں تک مجھے علم ہے وہ بڑے روزہ دار اور عبادت گزار تھے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس اعتبار سے بھی خاصی فوقیت حاصل ہے کہ وہ داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

[1] مسند احمد: ۸۸۲۔ [2] المستدرك للحاكم: ٤/ ٩٩، ٧٠٠٣۔

[3] السنن الكبرى للنسائی: ٧/ ٤٤٤، ٨٤٣٠؛ مجمع الزوائد: ٩/ ١٠٥، ١٤٦١٥ امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں علاوہ فطر بن خلیفہ کے اور وہ ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا ۔۔۔ جو جنتی عورتوں کی سردار ہیں ۔۔۔ کی شادی آپ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے آپ کی اولاد حسن و حسین و محسن، زینب اور اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ 1

سوء خاتمہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا خوف

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز ادا کی اور اسکے بعد وہ وہیں تشریف فرما رہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو کر نیزہ بھر بلند ہو آیا۔ آپ پر پریشانی کے آثار نمایاں ہوئے فرمانے لگے:

> ''میں اصحاب محمد ﷺ کو دیکھ چکا ہوں، آج مجھے کوئی ایسی چیز دکھائی نہیں دیتی جو ان جیسی ہو، اللہ کی عبادت کرتے کرتے ان کی کیفیت یہ ہوتی کہ ان کے بال پراگندہ، چہروں کا رنگ زرد پاؤں غبار آلود ہوتے، وہ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے کبھی پاؤں پر کھڑے ہوتے اور کبھی اپنے چہرے زمین پر رکھتے، صبح ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر خوب کرتے۔ وہ اللہ کو یاد کرتے ہوئے یوں جھومتے جیسے تیز ہوا میں درخت جھومتے جھولتے ہیں، ان کی آنکھوں سے اس قدر آنسو بہتے کہ انکے کپڑے تر ہو جاتے۔ اللہ کی قسم! آج کل میں ایسے لوگوں میں رہتا ہوں جو اپنی راتیں غفلت میں گزار دیتے ہیں۔''

اس کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے، اور اس کے بعد ان کو کبھی ہنستے ہوئے نہ دیکھا گیا، یہاں تک کہ ان کی شہادت کا واقعہ رونما ہو گیا۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ 2

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فقہ

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک عورت نے اپنی شادی کے صرف چھ ماہ بعد ایک بچے کو جنم دیا جب کہ عورتیں عموماً نو یا کم سے کم سات ماہ کے بعد ہی بچہ جنتی ہیں۔ لوگوں کو شک ہو گیا کہ ضرور یہ عورت حقوق زوجیت میں خیانت کی مرتکب ہوئی ہے۔ ان کے مابین چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ یہ عورت حق زوجیت کی ادائیگی میں

---

1 ابن اثیر: ٤/ ١٢٠، ٤/ ١٥٦۔

2 حلیة الاولیاء: ١/ ٧٦؛ اتحاف السادة: ١١/ ٤٩١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلص نہیں ہے۔ اس کا یہ حمل شادی سے پہلے کا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی اور اس سلسلے میں باقاعدہ مقدمہ پیش ہوا۔

اس عورت کو خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دربار میں پیش کیا گیا تاکہ اسے سزا دی جائے۔ وہاں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ اور خلیفہ کے قاضی وہی تھے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا: لوگو! تم صرف اسی وجہ سے کہ عورت نے شادی کے چھ ماہ بعد بچے کو جنم دیا ہے۔ اس کو سزا نہیں دے سکتے اور نہ اس پر یہ الزام عائد ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے حق میں مخلص نہیں ہے۔ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات پر بڑا تعجب کیا اور پوچھا: آخر آپ یہ بات کس بنیاد پر کہہ رہے ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ ❶

''عورت کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے۔''

یعنی حمل اور رضاعت کی پوری مدت تیس ماہ (دو سال چھ ماہ) کی اور سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ ❷

''مائیں اپنے اولادوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔''

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق دودھ پلانے کی مدت دو سال یعنی چوبیس مہینے ہے۔ گویا حمل اور رضاعت کی کل مدت تیس ماہ بنتی ہے۔ اس میں چوبیس مہینے تو دودھ پلانے کی مدت ہے اور باقی چھ ماہ حمل کے رہ گئے۔ لہٰذا چھ ماہ میں اگر کوئی عورت بچے کو جنم دے تو قابل سرزنش نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کا بچہ اس کے شوہر ہی کا شمار ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس دلیل کی بنا پر عورت رجم ہوتے ہوتے بچ گئی۔ ❸

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی

حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

❶ ٤٦/الاحقاف: ١٥۔ ❷ ٢/البقرة: ٢٣٣۔

❸ مصنف عبدالرزاق: ٧/ ٣٥٢، ١٣٤٤٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کی بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ)) 1

''فاطمہ ابھی چھوٹی ہیں۔''

اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رشتہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔

اٹھو اے ابو تراب۔۔۔!

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا تو آپ نے فرمایا تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں۔ وہ بولیں کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ تنازعہ ہو گیا ہے تو وہ مجھ پر ناراض ہو کر چلے گئے اور میرے ہاں نہیں سوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ دیکھو کہ وہ (علی رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں۔ وہ دیکھ کر آیا اور اس نے کہا وہ مسجد میں سو رہے ہیں رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور وہ لیٹے ہوئے تھے۔ ان کی چادر ان کے پہلو سے ہٹی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ان کے جسم پر مٹی لگ چکی تھی تو رسول اللہ ﷺ ان کے جسم سے مٹی جھاڑتے جا رہے تھے۔ اور یہ فرماتے جا رہے تھے:

((قُمْ يَا اَبَا تُرَاب)) 2

''اے ابو تراب اٹھو۔۔۔!''

تم تہجد کیوں نہیں پڑھتے۔۔۔؟

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک رات امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تم تہجد کیوں نہیں پڑھتے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ہماری جانیں تو اللہ کے اختیار میں ہیں۔ جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے گا، ہمیں اٹھاوے گا۔ جب انہوں نے یہ کہا تو رسول اللہ ﷺ (کچھ ناراض سے) واپس چلے گئے اور کوئی جواب نہیں دیا اور آپ ﷺ جاتے ہوئے اپنی ران پر ہاتھ

---

1 ابن حبان: ۱۵/ ۳۹۹، ۶۹۴۸ صحیح۔

2 بخاری، الصلاة، باب نوم الرجل فی المسجد: ۴۴۱، ۶۲۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارتے جا رہے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے:

﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ [1]

''انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے۔''

حضرت علی کی مثال

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا:

''تم میں عیسیٰ علیہ السلام سے ایک طرح کی مشابہت ہے یہودیوں نے ان (عیسیٰ علیہ السلام) سے بغض رکھا تو اتنا زیادہ رکھا کہ ان کی ماں (مریم علیہا السلام) پر (زنا کا) بہتان باندھا اور عیسائیوں نے ان سے محبت و وابستگی قائم کی تو اتنی (زیادہ اور غلو کے ساتھ قائم کی) کہ ان کو اس مرتبہ و مقام پر پہنچا دیا جو ان کے لیے ثابت نہیں ہے (یعنی ان کو اللہ یا ابن اللہ قرار دے ڈالا) یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا (مجھے یقین ہے کہ اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح میرے بارے میں بھی) دو شخص یعنی دو گروہ اس طرح ہلاک (یعنی گمراہ) ہوں گے کہ ان میں سے ایک تو جو مجھ سے محبت رکھنے والا ہوگا اور اس محبت میں حد سے متجاوز ہوگا، مجھ کو ان خوبیوں اور بڑائیوں کا حامل قرار دے گا جو مجھ میں نہیں ہوں گی، اور ایک جو مجھ سے بغض و عناد رکھنے والا ہوگا، میری دشمنی سے مغلوب ہو کر مجھ پر بہتان باندھے گا۔'' [2]

فائدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں جو پیش گوئی فرمائی اور جس کی طرف خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واضح طور پر اشارہ کیا وہ پوری ہو کر رہی۔ روافض اور شیعوں نے حب علی میں حد سے اس قدر تجاوز کیا کہ تمام صحابہ پر یہاں تک کہ انبیا پر بھی ان کی فضیلت کے قائل ہوئے بلکہ بعض طبقوں (جیسے نصیریوں وغیرہ) نے تو

---

[1] ١٨/الكهف: ٥٤؛ بخاري، التهجد، باب تحريض النبي صلی اللہ علیہ وسلم على قيام الليل ...: ١١٢٧۔ [2] مسند احمد: ١٣٧٧ ضعيف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقام الوہیت تک پہنچا دیا، ان کے مقابلہ پر دوسرا گروہ وہ خارجیوں کا پیدا ہوا، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دشمنی میں اس حد تک بڑھ گئے کہ کوئی بڑے سے بڑا بہتان ایسا نہیں چھوڑا جو ان کی پاکیزہ شخصیت پر انہوں نے نہ باندھا ہو۔

کیا آپ کو کچھ خاص چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے؟

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں ایسی بات بتائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصاً آپ کے ساتھ کی ہو تو فرمانے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ کوئی ایسی خاص بات نہیں کی جو لوگوں سے چھپائی ہو لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ الْمَنَارَ)) [1]

''اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو کسی بدعتی کو پناہ دے، اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو اپنے والدین پر لعنت کرے اور اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو زمین کے نشانات کو مٹائے۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْصُورٌ، قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ، يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا، يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ)) [2]

ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، انہیں شعبہ نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہوں نے ربعی بن حراش سے سنا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ پر جھوٹ مت بولو کیونکہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ دوزخ میں داخل ہو۔''

---

[1] مسلم، الاضاحی، باب تحریم الذبح لغیراللّٰہ تعالی: ۴۳، ۱۹۷۸؛ نسائی: الضحایا، باب من ذبح لغیر اللّٰہ: ۴۴۳۲۔ [2] بخاری، العلم: ۱۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما

تعارف ابن زبیر رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن الزبیر بن العوام بن خویلد القرشی آپ کے والد حضرت زبیر بن العوام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور آپ کے حواری ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نانا (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار ہیں اور خلیفہ اوّل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ (حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی ہیں۔ اور آپ کی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور اُمّ المومنین ہیں۔ اس طرح آپ نجیب الطرفین ہیں۔ نیز آپ مدینہ منورہ میں مہاجرین کے ہاں اوّل مولود فی الاسلام ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہن مبارک میں کھجور چبا کر انہیں گھٹی دی، اس طرح ان کے معدے میں سب سے پہلے داخل ہونے والی چیز رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یارِ غار اور ان کے نانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام پر ان کا نام عبداللہ رکھا اور ان کی کنیت پر انہیں ابوبکر کی کنیت عطا فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت پر تمام اہل اسلام کے ہاں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی، اور انہوں نے اتنی بلند آواز سے نعرہ تکبیر کہا کہ مدینہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔ اس لیے کہ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ یہود نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے، اور ان کے ہاں اولاد نہیں ہوگی۔ آپ کی ولادت ہجرت کے دوسرے سال کی ابتداء یا پہلے سال کے آخر میں ہوئی۔ آپ غیور و جسور، ذہین و فطین، فصیح اللسان، بہترین قاری القرآن، قائم اللیل اور صائم النہار تھے، البتہ واسع العطاء نہیں تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۴ھ کو معاویہ بن یزید کی وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت ہوئی اور حجاز، یمن، عراق اور خراسان کے لوگ آپ کی اطاعت پر جمع ہو گئے۔ آپ نے نو سال تک حکومت کی۔ آٹھ سال تک حج آپ ہی کی امارت میں ہوا۔ لیکن نویں سال جب آپ مسجد حرام میں محصور تھے اجتماع عرفات حجاج بن یوسف کی زیر قیادت ہوا، لیکن حجاج کے ساتھ اس سال طواف زیارت نہ کر سکے۔ حجاج بن یوسف کی فوجوں کی طرف سے آپ کے محاصرے کی ابتداء یکم ذی الحجہ ۷۲ھ کو ہوئی اور اس کا اختتام چھ ماہ سترہ دِن بعد نصف جمادی اخری ۷۳ھ کو اس وقت ہوا جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ آپ نے جس بے جگری اور بہادری و شجاعت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کو زیر کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا گیا۔ لیکن آپ کی زبان پر یہ شعر تمام مخالفین کا منہ چڑا اتا رہا:

لست بمبتاع الحیاۃ بسبّۃ
ولا مرتق من خشیۃِ الموت سلّمًا

''میں گالی کے بدلے زندگی کا خریدار نہیں ہوں، اور نہ ہی موت کے ڈر سے کسی سیڑھی پر چڑھنے والا ہوں۔'' [1]

---

[1] اسد الغابۃ: ۳/ ۲٤۱؛ تاریخ اسلام، شاہ معین الدین احمد ندوی، ص: ٤۰۹، ٤۲۸؛ الاستیعاب: ۳/ ۹۰۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

بنو قریظہ کی خبر کون لائے گا۔؟

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ قَالَ أَوَهَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِينِي بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي. [1]

''میں جنگ احزاب کے موقع پر حاضر تھا مجھے اور عمر بن ابی سلمہ کو عورتوں میں کر دیا گیا میں نے اچانک زبیر (اپنے باپ) کو گھوڑے پر بنو قریظہ میں جاتے ہوئے دو مرتبہ دیکھا یا تین مرتبہ دیکھا۔ پس جب میں واپس آیا تو میں نے سوال کیا: اے ابو جان! میں نے آپ کو (ان لوگوں کی طرف) جاتے ہوئے دیکھا تھا تو (میرے باپ) کہتے ہیں کہ کیا تو نے مجھے دیکھا تھا، اے میرے بیٹے! تو میں نے جواب دیا جی ہاں تو وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ کون بنی قریظہ میں جا کر ان کی خبر لائے گا تو میں چل پڑا اور جب میں واپس آیا تو میرے لیے رسول کریم ﷺ نے اپنے والدین جمع کیے تو پس آپ نے مجھے کہا: ''تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔''

[1] بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب الزبیر بن العوام: ۳۷۲۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی نماز

عمرو بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بہتر نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو یوں جم کر کھڑے ہوتے کہ دیکھنے والا خیال کرتا یہ لکڑی کا تنا کھڑا ہے۔ بڑی لمبی نماز پڑھتے۔ مسلم بن یناق رحمہ اللہ کا بیان ہے:

کہ ایک بار تو رکوع اتنا طویل کیا کہ ہم نے سورۃ البقرۃ، آل عمران، النساء، المائدہ تلاوت کر لی۔ جن دنوں حجاج بن یوسف ان کے خلاف حرم کعبہ میں سنگ باری کر رہا تھا۔ منجنیق سے پتھر برستے، وہ نماز پڑھ رہے ہوتے تو ان سے بے نیاز ہو کر التفات نہ کرتے ایک بار نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے بیٹے ہاشم پر چھت سے سانپ آ گرا، اہل خانہ گھبرا اٹھے سانپ سانپ پکارا، مگر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما برابر نماز پڑھتے رہے، وہ گویا نماز میں اس قدر مستغرق تھے کہ انہیں اس واقعہ کی خبر تک نہ ملی۔ [1]

ان کا کوئی مثیل نہیں

حضرت عثمان بن طلحہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''شجاعت، عبادت اور بلاغت میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما غیر متنازع تھے، ان کا کوئی مثیل نہیں تھا۔'' [2]

مسجد کا کبوتر

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما رات کو نماز پڑھنے والے، اور دن کو روزہ رکھنے والے تھے، نماز کے ساتھ آپ کو انتہائی محبت تھی یہاں تک کہ آپ کا نام ہی مسجد کا کبوتر رکھ دیا گیا۔ [3]

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شُدَّادٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ

---

[1] السير: ۳/ ۳۶۹، ۳۷۰؛ الحلية: ۱/ ۳۳۵۔

[2] سير أعلام النبلاء: ۳/ ۳۶۷۔۳۷۰ ملخصا۔ [3] الحليه: ۱/۲۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنِّي لَا أَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَمَا يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ؟ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أُفَارِقْهُ، وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ [1]

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے جامع بن شداد نے، وہ عامر بن عبداللہ بن زبیر سے اور وہ اپنے باپ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ یعنی زبیر سے عرض کیا کہ میں نے کبھی آپ سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث نہیں سنیں۔ جیسا کہ فلاں، فلاں بیان کرتے ہیں، کہا میں کبھی آپ سے الگ تھلگ نہیں رہا لیکن میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔“

[1] بخاري، العلم: ۱۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ

تعارف عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہما یہ وہ نہیں جنہوں نے اذان خواب میں دیکھی تھی بلکہ یہ عبداللہ بن زید بن عاصم ہیں اور وہ عبداللہ بن زید بن عبدربہ تھے۔ آپ انصاری تھے۔ انصار کے قبیلہ بنی مازن بن نجار کے فرد تھے۔ اس لیے مازنی کہلائے۔ بخاری میں اکثر ان کے بھتیجے عباد بن تمیم رحمہ اللہ ''عن عمہ'' کے ساتھ اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں، آپ ابن ام عمارہ کی نسبت سے مشہور ہیں اور آپ کا شمار فضلا صحابہ میں ہوتا ہے۔ ابن مندہ رحمہ اللہ نے آپ کو بدری صحابہ میں شمار کیا ہے۔ جبکہ حافظ ابن عبدالبر وغیرہ نے آپ کو احدی (غزوہ احد میں شرکت کرنے والا) شمار کیا ہے۔ ❶

جب وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کو نیزہ مارا، تو حضرت عبداللہ بن زید نے ہی اپنی تلوار سے مسیلمہ کا کام تمام کیا۔ ❷

اس سے قبل مسیلمہ کذاب نے آپ کے بھائی حبیب بن زید کو اس طرح قتل کیا تھا کہ ان کے جسم کے ایک ایک عضو کو الگ کر دیا تھا۔ آپ نے ۶۳ھ میں واقعہ حرہ میں شہادت پائی۔ ❸

نمونہ

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: الرَّجُلُ الَّذِيْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْئَ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: ((لَا يَنْفَتِلْ أَوْ: لَا يَنْصَرِفْ۔ حَتّٰى

❶ اسد الغابة: ۳/ ۲۴۸؛ التاريخ الكبير: ۳/ ۱۲۵، ۱۲؛ حاشية الاكمال: ۶/ ۳۶۔

❷ سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۳۷۷، ۳۷۸۔ ❸ الاستيعاب: ۳/ ۹۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا)). ❶

عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسے شخص کی شکایت کی جسے خیال گزرتا ہے کہ اس نے نماز کے دوران کوئی چیز محسوس کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ نماز سے واپس نہ لوٹے جب تک وہ آواز نہ سنے یا بدبو محسوس نہ کرے۔''

❶ بخاری، الوضوء: ۱۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ

حضرت عدی بن حاتم بن عبداللہ طائی رضی اللہ عنہ مشہور سخی العرب حاتم طائی کے بیٹے ہیں۔ آپ نے ۹ھ میں اسلام قبول کیا۔ اس سے قبل یہ عیسائی مذہب پر تھے۔ عدی گو آخری زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے، تاہم چونکہ آنحضرت اور شیخین کے پاس برابر آتے جاتے رہتے، خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے تعلقات بہت زیادہ تھے اس لیے وہ مذہبی علوم سے بے بہرہ نہ تھے ان کی ۶۶ روایتیں حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں، ان میں سے چھ متفق علیہ، اور ۳ میں امام بخاری اور ۲ میں امام مسلم منفرد ہیں، آپ نے ۱۲۰ سال عمر میں ۶۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ [1]

www.KitaboSunnat.com

[1] الإستیعاب: ۳/ ۱۰۵۷، ۱۰۵۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

عدی رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی داستان

عدی رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی ناقابلِ فراموش داستان ہم آپ کو انہی کی زبانی سناتے ہیں کیونکہ اس داستان گوئی میں وہی اس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ جناب عدی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

جب میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا تو میرے دل میں اس قدر نفرت پیدا ہوئی کہ شاید ہی کسی عرب باشندے کے دل میں اس جیسی نفرت پیدا ہوئی ہو میں اپنے علاقے اور قوم کا ایک باوقار اور معزز فرد تھا اور عقیدۃً نصرانی تھا اور دوسرے عرب بادشاہوں کی طرح میں بھی اپنی رعایا سے ان کے مال کا چوتھائی حصہ وصول کرتا۔

پہلے مرحلہ پر تو میں نے نفرت اور حقارت کی بنا پر کوئی پروانہ کی لیکن جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وشوکت میں اضافہ ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کو سرزمین عرب میں چہار سو فتوحات حاصل ہونے لگیں تو پھر میں نے اپنے دل میں خطرہ محسوس کیا اور اونٹ چرانے والے اپنے غلام سے کہا: آج کے بعد چاق و چوبند اور طاقت ور اونٹنیاں ہر دم میرے لیے تیار رکھو، اور وہ ایسی سدھائی ہوئی ہوں کہ سفر میں کوئی تکلیف محسوس نہ ہو۔ اور جونہی یہ خبر سنو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر نے سرزمین نجد پر یلغار کر دی ہے تو فوراً مجھے اطلاع دینا۔ ایک دن صبح سویرے میرا یہی غلام دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا میرے آقا! اگر لشکر اسلام آپ کے علاقہ پر یلغار کر دے تو پھر آپ کیا کریں گے؟ میں نے گھبراہٹ میں اس سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟۔

اس نے کہا: میں نے آج گھروں میں جھنڈے لہراتے دیکھے ہیں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آج لشکرِ اسلام نے ہمارے علاقہ پر یلغار کر دی ہے اور متعدد گھروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی گرفتاری کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے اسے کہا: جلدی سے وہ اونٹنیاں میرے پاس لاؤ جن کے تیار رکھنے کا میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ اسی وقت وہ اونٹنیاں میرے پاس لائی گئیں اور میں اپنے اہلِ خانہ کو ان پر سوار کر کے ملکِ شام کی طرف روانہ ہو گیا تا کہ میں اپنے ہم مذہب نصرانیت کے علمبردار لوگوں کے پاس سکونت اختیار کر سکوں۔ ہوا یہ کہ میں اس جلد بازی اور گھبراہٹ میں اپنے تمام خاندان کو اس سفر میں ہمراہ نہ لے سکا لیکن جب میں خطرناک اور کٹھن راستوں سے گزرا تو بعض افراد راستے میں ہی ہلاک ہو گئے۔ اس افراتفری میں میری ہمشیرہ نجد میں ہی رہ گئی۔ اس کو اپنے ساتھ نہ لا سکا جس کا مجھے بہت زیادہ دلی صدمہ تھا لیکن اب میرے لیے واپس لوٹنے کی بھی کوئی صورت نہ تھی۔ اسی غم میں غلطاں و پریشاں کٹھن راستوں سے گزرتا ہوا شام پہنچ گیا اور وہاں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ یہاں نصرانیت کا غلبہ دیکھ کر مجھے دلی مسرت حاصل ہوئی لیکن اپنی ہمشیرہ کی جدائی اور اسے پیش آنے والے خطرات کا صدمہ مسلسل دامن گیر رہا۔

مجھے یہ اطلاع ملی کہ میرے وہاں سے کوچ کر آنے کے بعد لشکرِ اسلام نے ہمارے گھروں پر حملہ کیا اور وہ پورے علاقے کو فتح کرنے کے بعد میری بہن کو دیگر قیدیوں کے ساتھ گرفتار کر کے یثرب لے گئے ہیں۔ اور انہیں مسجد کے ایک دروازے کے ساتھ ملحقہ حوالات میں بند کر دیا گیا ہے۔

مجھے یہ اطلاع بھی ملی کہ نبی ﷺ ایک روز حوالات کے پاس سے گزرے تو میری بہن پکار اٹھی کہ یا رسول اللہ! میرا باپ فوت ہو چکا ہے اور میرا نگران آنکھوں سے اوجھل ہے۔ مجھ بیچاری پر رحم کیجیے اللہ آپ پر احسان کرے گا۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تیرا نگران کون ہے؟۔

اس نے بتایا میرا بھائی عدی بن حاتم طائی۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

وہ جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ سے راہِ فرار اختیار کر چکا ہے؟ پھر آپ ﷺ چل دیئے اور میری بہن کو اسی حالت میں رہنے دیا، جب دوسرا دن ہوا اور رسولِ اکرم ﷺ کا قید خانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس سے گزر ہوا تو میری بہن نے چھٹکارے کے لیے دوبارہ اپنی معروضات پیش کیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حسب سابق جواب دیا، جب تیسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا تو میری بہن مایوسی کی وجہ سے خاموش تھی۔ تو پیچھے سے ایک شخص نے اشارہ کیا کہ آج رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں اپنی معروضات پیش کر دتو بہن کو حوصلہ ہوا اور اٹھ کر یہ عرض پیش کی۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! والد فوت ہو گیا ہے اور نگران آنکھوں سے اوجھل ہے مجھ پہ احسان کریں اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آج سے تو آزاد ہے۔''

تو اس نے عرض کی میں سرزمین شام میں مقیم اپنے خاندان کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلد بازی سے کام نہ لو جب تک تجھے اپنی قوم کا کوئی قابل اعتماد شخص نہ ملے جو تجھے ملک شام پہنچانے کی ذمہ داری قبول کرے اس وقت تک یہ سفر اختیار نہ کرنا۔ اور جب کوئی ایسا شخص مل جائے تو مجھے بتانا اس کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ تو بہن نے اس شخص کے متعلق دریافت کیا۔ جس نے آج اسے بات کرنے کا حوصلہ دلایا تھا تو اسے بتایا گیا، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر وہ کچھ عرصہ وہیں مقیم رہیں۔ چند دنوں کے بعد مدینہ منورہ میں ایک قافلہ آیا جس میں ایک مسافر ہمارے قبیلے کا بھی تھا اسے دیکھ کر میری بہن بہت خوش ہوئی اور اسی وقت رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! آج مدینہ میں ایک قافلہ آیا ہے جس میں ایک مسافر ہمارے قبیلے کا بھی ہے۔ وہ مجھے بحفاظت ملک شام میں اپنے خاندان تک پہنچا دے گا۔ ازراہِ کرم مجھے اجازت دیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لباس، اونٹنی اور زادِ راہ دے کر اس قافلہ کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جناب عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اس کے بعد ہمیں وقتاً فوقتاً ہمشیرہ کے متعلق مختلف خبریں پہنچتی رہیں۔ اور ہم شدت سے اس کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہمشیرہ کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن سلوک کی جو خبریں پہنچ رہی تھیں دل اسے تسلیم نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ مجھے اس بات کا احساس تھا کہ میں نے اپنے دورِ حکومت میں آپ ﷺ کے ساتھ کوئی اچھا برتاؤ نہیں کیا تھا۔

بخدا ایک روز میں اپنے اہلِ خانہ میں بیٹھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت اونٹنی پر بیٹھی آہستہ آہستہ ہماری طرف آ رہی ہے۔ میں پکار اٹھا یہ تو حاتم کی بیٹی معلوم ہوتی ہے اور حقیقت میں بھی وہی تھی۔ جب وہ ہمارے پاس پہنچی تو غصے سے مجھ پر برس پڑی اور مجھے لاپروا، ظالم اور بے وفا قرار دیتے ہوئے کہنے لگی۔ کیا تجھے شرم نہ آئی کہ اپنے بیوی بچوں کو تو ساتھ لے آیا اور اپنے باپ کی آبرو اور اپنی عزت کو وہیں چھوڑ آیا۔ تیرے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

میں نے کہا: بہن! ناراض نہ ہوں۔ اپنی زبان سے خیر کے کلمات نکالیں بیٹھیں کچھ آرام تو کرلیں۔ آپ تھکی ہوئی ہیں میں مسلسل اسے نرم لہجے میں راضی کرنے کے لیے کوشاں رہا۔ بالآخر وہ راضی ہوگئی اور پھر اس نے اپنی پوری داستان مجھے سنائی۔ یہ واقعات بالکل اس کے مطابق تھے جو مختلف ذرائع سے مجھے معلوم ہو چکے تھے۔ وہ بڑی دانشمند، زیرک اور محتاط عورت تھی۔ میں نے اس سے رسولِ اکرم ﷺ کے متعلق دریافت کیا۔ اور آپ ﷺ کے بارے میں اس کی رائے معلوم کی۔

اس نے مجھے کہا: بھائی جان فوراً ان سے ملاقات کریں۔ اگر وہ نبی ہیں تو یقیناً ملاقات میں سبقت کرنے پر تمہیں درجہ ملے گا اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو ان کی بارگاہ میں تمہیں رسوا نہیں کیا جائے گا۔

جناب عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے رختِ سفر باندھا اور رسولِ اکرم ﷺ سے ملاقات کے لیے بغیر کوئی ضمانت حاصل کیے مدینہ منورہ کی طرف چل پڑا۔ البتہ مجھے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی دلی خواہش ہے کہ میں کسی طرح آپ ﷺ کے زیر اثر آجاؤں میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم کون ہو؟'' میں نے عرض کی، عدی بن حاتم۔ آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار کیا۔ میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کی طرف چل دیئے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوران میں نے ایک عجیب وغریب منظر دیکھا کہ ایک نحیف لاچار بڑھیا نے آپ ﷺ کا راستہ روک لیا اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا بچہ بھی تھا اس نے اپنی کوئی ضرورت آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی جسے آپ ﷺ نے اسی وقت پورا کر دیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: بخدا! یہ بادشاہ نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور آگے چل دیئے۔ یہاں تک کہ ہم گھر پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے ایک تکیہ مجھے دیا کہ اس پر بیٹھ جاؤ۔ میں شرمایا اور عرض کی۔ حضور آپ ہی اس پر بیٹھیں۔ لیکن آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ تجھی کو اس پر بیٹھنا ہوگا۔ میں آپ ﷺ کا حکم مانتے ہوئے اس پر بیٹھ گیا اور خود نبی اکرم ﷺ زمین پر بیٹھ گئے۔ کیونکہ گھر میں اس کے علاوہ کوئی بھی اور چیز نہ تھی۔ میں نے اپنے دل میں کہا: خدا کی قسم! یہ کسی بادشاہ کی عادت نہیں ہوسکتی۔ پھر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم نصرانیت اور لادینیت کے مابین مذبذب تو نہیں؟ میں نے عرض کی بالکل آپ کا ارشاد درست ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تم اپنی قوم کے مال و دولت میں سے چوتھائی حصہ نہیں لیتے جو کہ خود تیرے دین کی روشنی میں تیرے لیے حلال نہیں ہے۔'' میں نے کہا: بالکل! آپ ﷺ نے درست فرمایا۔ اور مجھے اس بات کا یقین حاصل ہوگیا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

پھر آپ ﷺ مجھ سے مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''عدی! شاید تجھے دین اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کی موجودہ حالت زار اور غربت و مفلسی روک رہی ہو۔ خدا کی قسم! عنقریب ایک دن آئے گا کہ مسلمانوں میں مال اتنا وافر ہو جائے گا کہ کوئی شخص تمہیں صدقہ قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔''

''اے عدی! شاید تجھے اس دین کو قبول کرنے سے مسلمانوں کی قلت اور دشمنوں کی کثرت کا احساس روک رہا ہو۔ خدا کی قسم! تم عنقریب سنو گے کہ پورے خطہ عرب میں اسلامی پرچم لہرائے گا اور ہر سو امن کا ایسا ماحول ہوگا کہ ایک عورت تنہا اپنی سواری پر قادسیہ سے روانہ ہوگی اور بے خطر سفر کرتی ہوئی مدینہ منورہ پہنچے گی۔ دورانِ سفر اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے دل میں کسی کا ڈر نہ ہوگا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے عدی! شاید تجھے اس دین کو قبول کرنے سے یہ احساس روک رہا ہو کہ آج حکومت وسلطنت غیر مسلموں کے قبضہ میں ہے۔ خدا کی قسم! تم عنقریب یہ خبر سنو گے کہ سرزمین بابل کے سفید محلات کو مسلمانوں نے فتح کر لیا ہے اور کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہے۔'' میں نے تعجب سے دریافت کیا کسرٰی بن ہرمز کے خزانوں پر مسلمانوں کا قبضہ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! مسلمان کسری بن ہرمز کے خزانوں پر قابض ہو جائیں گے۔''

جناب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ باتیں سن کر میں بہت زیادہ متاثر ہوا اور کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ ❶

حضرت عدی رضی اللہ عنہ کے چند اوصاف حمیدہ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ہمیشہ وضو سے رہتے آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کسی نماز کا وقت ہوتا ہے میں اس کے لیے تیار اور مشتاق ہوتا ہوں۔ خود نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عدی کے ساتھ خصوصی محبت وشفقت سے پیش آتے آپ فرماتے ہیں کہ جب بھی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا آپ نے میرے لیے گنجائش پیدا کی۔ ایک دفعہ مجلس میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ ❷

فضل و کمال

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ان کے کمالات کے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہے:

كَانَ سَيِّدًا شَرِيفًا فِيْ قَوْمِهِ خَطِيبًا حَاضِرَ الْجَوَابِ فَاضِلًا كَرِيمًا. ❸

''وہ اپنی قوم کے سردار اور معززین میں سے تھے، خطیب، حاضر جواب، فاضل اور کریم تھے۔''

---

❶ صحیح ابن حبان: ۷۳۷٤؛ احمد: ۱۹۳۸۱؛ بخاری: ۳۵۹۵؛ ترمذی: ۲۹۵۳؛ سيرة ابن هشام: ۲ / ۳۵۹ و ۳۷۰۔ ❷ الإستيعاب: ۳ / ۱۰۵۷، ۱۰۵۹۔
❸ تهذيب الكمال: ۲/ ۲٦۳؛ تهذيب التهذيب: ۷ / ٦۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی زندگی:

یوں تو عدی کی زندگی بحیثیت ایک صحابی کے خالص مذہبی تھی، لیکن نماز اور روزوں کے ساتھ خاص انہماک تھا، نماز کے لیے یہ اہتمام تھا کہ ہر وقت باوضو رہتے تھے، کبھی اقامت کے وقت وضو کی ضرورت نہیں پڑی، ہر وقت نماز میں دل لگا رہتا تھا، اور نہایت اشتیاق سے وہ نماز کے وقت کا انتظار کرتے رہتے تھے، روزہ کی شرائط کی اس سختی کے ساتھ پابندی کرتے تھے کہ جب انہیں یہ حکم معلوم ہوا:

﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾

"یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لیے سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے۔"

نازل ہوا تو سوتے وقت سیاہ اور سفید عقال تکیہ کے نیچے رکھ لیتے تھے، اور اس سے سحری کے وقت کے اختتام کا اندازہ لگاتے تھے، لیکن سیاہی و سپیدی میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا تھا، اس لیے آنحضرت سے اس کا تذکرہ کیا، آپ نے ہنس کر فرمایا: "معلوم ہوتا ہے تمہارا تکیہ بہت لمبا چوڑا ہے، اسود وابیض سے مراد رات اور دن کی سیاہی و سپیدی ہے۔" [1]

فیاضی کی مثالیں

سخاوت و فیاضی ورثہ میں ملی تھی، ان کا دروازہ ہر وقت اور ہر شخص کے لیے کھلا رہتا تھا، ایک مرتبہ اشعث بن قیس نے دیگیں مانگ بھیجیں، عدی نے اسے بھروا کر بھیجا، اشعث نے کہلا بھیجا میں نے خالی مانگی تھیں، انہوں نے جواب کہلایا کہ میں عاریۃً بھی خالی دیگ نہیں دیتا۔ [2]

ایک مرتبہ ایک شاعر عالم بن وارہ نے آ کر کہا میں نے آپ کی مدح میں اشعار کہے ہیں، عدی نے کہا ذرا رک جاؤ میں اپنے مال واسباب کی تفصیل تم کو بتادوں، اس کے بعد سنانا، میرے پاس ایک ہزار بچے والے مویشی، دو ہزار درہم، تین غلام اور ایک گھوڑا ہے، اس کے بعد شاعر نے مدحیہ قصدیہ سنایا۔

جو شخص ان کے رتبہ سے کم سوال کرتا، اسے نہ دیتے تھے، صحیح مسلم میں بروایت صحیح

---

[1] ابوداود، الصوم، باب وقت السحور: ۲۳۴۹۔ [2] اسد الغابۃ: ٤/ ۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروی ہے کہ ایک شخص نے سو درہم کا سوال کیا، اتنی کم رقم سن کر بولے میں حاتم کا بیٹا ہوں اور تم مجھ سے محض سو درہم مانگتے ہوں، خدا کی قسم ہرگز نہ دوں گا ان کی فیاضی سے انسان سے لے کر حیوان تک یکساں مستفید ہوتے تھے، چیونٹیوں کی غذا مقرر تھی، ان کے کھانے کے لیے روٹیاں توڑ کر ڈالتے تھے، اور کہتے تھے یہ بھی حقدار ہیں۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ فَقَتَلَ فَكُلْ، وَإِذَا أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَى نَفْسِهِ))۔ قُلْتُ: أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ؟ قَالَ: ((فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى كَلْبٍ آخَرَ)). [2]

''عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے شکاری کتوں کے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سدھائے ہوئے کتے کو چھوڑتے ہو پھر اس نے شکار کو مار ڈالا۔ تم اس شکار میں سے کھالو۔ اگر اس نے جس شکار کو قتل کیا ہو اور اس میں سے خود بھی کھایا ہو اور بقیہ حصہ تمہارے لیے چھوڑ دیا ہو تو نہ کھاؤ۔ اس لیے کہ اس شکار کو اس نے اپنے لیے پکڑا ہے (تمہارے لیے نہیں پکڑا ہے) اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَكُلُوا مِمَّا امسکن عَلَيْكُمْ اس میں سے کھاؤ جو شکاری کتے تمہارے لیے روک لیتے ہیں''۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کبھی میں اپنے کتے کو چھوڑ دیتا ہوں لیکن جب میرا کتا شکار پر جھپٹتا ہے اس کے ساتھ ایک اور کتا بھی ہوتا ہے (پھر دونوں مشترکہ طور پر شکار پر جھپٹتے ہیں)، نبی ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم اس

---

[1] اسد الغابة: ٤/ ٧۔

[2] بخاري، الوضوء: ١٧٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکار کو مت کھایا کرو۔ اس لیے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے کتے پر لیا تھا اور دوسرے کتے پر تم نے اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا تھا۔ (تمہارے کتے کے نوکیلے دانت چھری کی طرح تمہارے لیے آلۂ کار تھے لیکن دوسرے کتے کے نوکیلے دانت چھری کی طرح تمہارے لیے آلۂ کار نہیں ہیں)۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

حضرت عمران بن حصین بن عبید بن خلف الخزاعی کی کنیت ابو نجید ہے آپ نے ۷ ہجری میں فتح خیبر کے سال اسلام قبول کیا اور پھر متعدد غزوات میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ فتح مکہ کے موقع پر بنو خزاعہ کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھ میں تھا۔ آپ کچھ عرصہ کے لیے بصرہ کے گورنر بھی رہے۔ بلکہ محمد بن سیرین کے بقول آپ بصرہ میں سکونت اختیار کرنے والے پہلے صحابی تھے۔ آپ فقہا صحابہ میں سے تھے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے اور جنگ صفین وغیرہ میں غیر جانبدار رہے۔ آپ نے باون (۵۲) ہجری میں وفات پائی۔ [1]

[1] الاصابة: ٤/ ٥٨٥، تاريخ ابن معين: ٤٣٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

فرشتوں سے مصافحہ

مطرف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ میری بیماری کے ایام میں مجھے سر کی جانب سے فرشتہ سلام کرتا تھا اور میں اسے دیکھ نہیں پاتا تھا، ہوا ایسے کہ عمران رضی اللہ عنہ کی صحت نہایت خراب ہوگئی، آخر میں استسقا کا مرض ہو گیا تھا، لوگوں نے مشورہ دیا کہ داغنے سے فائدہ ہوگا، لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے داغنے کی ممانعت سن چکے تھے، اس لیے رضامند نہ ہوئے، مرض برابر بڑھتا گیا، آخر میں یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ پیٹ میں شگاف ہو گیا، لیکن اس حالت میں بھی وہ فرمان رسول کے خلاف عمل کرنے پر آمادہ نہ ہوئے، احباب نے کہا تمہاری حالت دیکھی نہیں جاتی تمہارے پاس کس طرح آئیں، فرمایا نہ آؤ، لیکن جو چیز خدا کے نزدیک ناپسندیدہ ہے، اس کو میں کسی طرح پسند نہیں کرسکتا، آخر میں جب تکلیف ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئی، تو ابن زیاد کے اصرار سے راضی ہو گئے، لیکن سخت نادم وشرمسار تھے۔

لیکن جب انہوں نے داغا تو پھر وہ فرشتوں کے سلام کا سلسلہ منقطع ہو گیا، مطرف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمران رضی اللہ عنہ نے مجھے کچھ عرصہ بعد بتایا کہ وہی سلام ان پر پھر آنے لگا ہے۔ اس کے تھوڑا ہی عرصہ بعد وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ [1]

بصرہ کے افضل صحابی رسول

امام محمد بن المنکدر رحمہ اللہ نے فرمایا:

(میرے نزدیک) عمران بن حصین سے افضل کوئی صحابی بصرہ میں نہیں آیا۔ [2]

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] المستدرك الحاكم: ٥٩٩١ صحيح۔

[2] حياة الصحابه: ٣/ ٥٤٢؛ اسد الغابة: ٤/ ٢٦٩؛ الاصابة: ٤/ ٥٨٧ حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ جیسے کسی آدمی نے بھی بصرہ میں سکونت اختیار نہیں کی۔ [1]

یعنی امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کے نزدیک بصرہ میں سکونت کرنے والوں میں سے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سب سے افضل تھے۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں

كَانَ مِنْ فُضَلَاءِ الصَّحَابَةِ وَفُقَهَائِهِمْ. [2]

عمران فضلا اور فقہائے صحابہ میں تھے۔

عمران رضی اللہ عنہ کا علمی مقام

عمران رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہونے کے بعد اپنے وطن لوٹ گئے تھے، لیکن وقتاً فوقتاً مدینہ جایا کرتے تھے، اس لیے احادیث نبوی ﷺ کے سننے کے مواقع برابر ملتے رہے اس لیے ان کے حافظہ میں اتنی حدیثیں محفوظ تھیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو دو دنوں تک مسلسل حدیثیں بیان کرتا رہوں، اور ان میں ایک بھی مکرر نہ ہو۔ [3]

لیکن اس علم کے باوجود ان کی مرویات کی تعداد ۱۳۰ حدیثوں سے زیادہ نہیں ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ روایت حدیث میں وہ حد درجہ محتاط تھے، عام طور پر حدیث بیان کرنے سے گریز کرتے تھے، اور جب بدرجہ مجبوری اس کی نوبت آتی تو بہت سنبھل کر بیان کرتے، کہا کرتے تھے کہ میں حدیث کم بیان کرتا ہوں کہ میں نے بہت سے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو دیکھا ہے، جنہوں نے میری طرح آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری دی، اور میرے ہی برابر حدیثیں سنیں، لیکن جب وہ کوئی حدیث بیان کرتے ہیں، تو الفاظ میں کچھ ردوبدل ضرور ہو جاتا ہے، اگرچہ وہ اچھی نیت سے بیان کرتے ہیں، اس لیے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے، کہ ان ہی کی طرح مجھے بھی دھوکا نہ ہو۔ [4]

حضرت عمران رضی اللہ عنہ حدیثوں کے بیان کرنے میں بہت محتاط تھے، لیکن ان کی اشاعت بھی ضروری فرض تھا، اس لیے احتیاط کے ساتھ اس فرض کو بھی انجام دیتے تھے، اور بصرہ کی مسجد میں مستقل حلقہ درس تھا، ہلال بن یساف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ کو بصرہ

---

[1] المعجم الكبير: ١٨/ ١٠٤، ١٩١ صحيح۔ [2] الاستيعاب: ٣/ ١٢٠٨۔
[3] مسند احمد: ١٩٨٩٣۔ [4] مسند احمد: ١٩٨٩٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے کا اتفاق ہوا مسجد میں دیکھا کہ لوگ ایک سفید مو بزرگ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے ہیں، اور وہ ٹیک لگائے ہوئے ان لوگوں کو حدیثیں سنا رہے ہیں، دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ ❶

ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی دعا

ان کی ذات مرجع خلائق تھی، اور بڑے بڑے صحابہ ان کے تفقہ کے قائل تھے، ایک مرتبہ کسی نے آ کر پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیں، ایسی صورت میں وہ مطلقہ ہوئی یا نہیں، جواب دیا طلاق دینے والا گنہگار ہوا، لیکن عورت مطلقہ ہوگئی، مستفتی مزید تصدیق کے لیے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اور ان کو عمران رضی اللہ عنہ کا جواب سنایا، انہوں نے کہا اللہ ہماری جماعت میں ابو نجید کے ایسے بہت سے آدمی پیدا کر دے۔ ❷

محبت رسول کی اک مثال

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا مَسَسْتُ فَرْجِیْ بِیَمِیْنِیْ مُنْذُ بَایَعْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. ❸

"جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت دائیں ہاتھ سے کی، اس وقت سے (اب تک) کبھی اپنا دایاں ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔"

نوٹ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت (صرف) اپنے دائیں ہاتھ سے کی تھی اور یہ حدیث صرف دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کے جواز کی زبردست دلیل ہے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی نصیحت

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے ہم عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے

---

❶ ابن سعد: ۷/ ۵۔ ❷ المستدرك: ۵۹۹۶ صحیح۔

❸ مسند احمد: ۱۹۹۴۳ صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابونجید! ہمیں قرآن میں سے سنائیں۔ انہوں نے فرمایا: ﴿ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ﴾ نہیں پڑھتا؟ کیا تمھیں نماز کے اوقات، رکوع سجود اور حدود کا پتا تھا؟ تجھے معلوم ہے کہ سونے چاندی کی کتنی زکوۃ ہے، اونٹ بکریوں اور اقسام مال کی کتنی زکوۃ ہے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھا ہے کہ زکوۃ اتنی اتنی ہے۔ پھر اس آدمی نے کہا: اے ابونجید! اللہ آپ کو زندہ رکھے، آپ نے مجھے (گمراہی و جہالت سے نکال کر) زندہ کر دیا ہے۔ (حسن بصری رحمہ اللہ) نے فرمایا: پھر وہ آدمی اس حالت میں فوت ہوا کہ فقہائے مسلمین میں سے ایک تھا۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ الْخُزَاعِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ يُصَلِّ فِي الْقَوْمِ، فَقَالَ: ((يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ؟)) فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ، قَالَ: ((عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ)) [2]

ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی، کہا ہمیں عبداللہ نے خبر دی، کہا ہمیں عوف نے ابو رجاء سے خبر دی، کہا کہ ہم سے کہا عمران بن حصین خزاعی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ الگ کھڑا ہوا ہے اور لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے فلاں! تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روک دیا۔'' اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے غسل کی ضرورت ہوگئی اور پانی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر تم کو پاک مٹی سے تیمم کرنا ضروری تھا، بس وہ تمہارے لیے کافی ہوتا۔''

[1] کتاب الثقات لابن حبان: ٧۔٩٢٤٨ حسن۔ [2] بخاری، التیمم: ٣٤٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حماد ہے، قبیلہ جُہینہ سے تعلق رکھتے ہیں، اسی لیے آپ کی نسبت الجُہنی ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ۳ سال مصر کے امیر رہے، بڑے فاضل اور فقیہ صحابی تھے۔ ان کی مرویات کی مجموعی تعداد ۵۵ ہے، ان میں سے ۷ متفق علیہ ہیں اور ایک میں بخاری اور ۷ میں مسلم منفرد ہیں، ۵۸ھ یا ۶۰ھ کے قریب وفات پائی۔ [1]

---

[1] الاستيعاب: ٣/ ١٠٧٣؛ اسد الغابة: ٣/ ٤٢٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

قبول اسلام کی داستان

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد مشرف باسلام ہوئے، اسلام کا واقعہ یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منتقل ہوئے تو عقبہ رضی اللہ عنہ بکریاں چرا رہے تھے آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر بکریاں چھوڑ کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھ سے بیعت لیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا بیعت عربیہ کرنا چاہتے ہو یا بیعت ہجرت، کہا بیعت ہجرت، چنانچہ بیعت کر کے مدینہ میں مقیم ہو گئے۔ [1]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں

علامہ ذہبی لکھتے ہیں، عقبہ رضی اللہ عنہ فقیہ، کتاب اللہ کے قاری، فرائض کے ماہر، فصیح اللسان، شاعر اور بلند مرتبہ شخص تھے۔ [2]

قرآن سے محبت

قرآن کی تلاوت سے خاص ذوق تھا اور بڑے ذوق وشوق سے اس کی تعلیم حاصل کرتے تھے، بعض بعض صورتیں خود زبانِ وحی والہام سے سیکھی تھیں، ایک مرتبہ آنحضرت کے ساتھ سے چمٹ گئے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو سورۂ ہود و یوسف پڑھائیے، اس ذوق و شوق نے ان کو قرآن کا قاری بنا دیا تھا، ایک قرآن انہوں نے خود مرتب کیا تھا، اس کی ترتیب عثمانی مصحف سے مختلف تھی، یہ نسخہ نویں صدی ہجری تک مصر میں موجود تھا، اور اس کے اخیر میں عقبہ کے دست و قلم کی لکھی ہوئی یہ تحریر موجود تھی ''یہ قرآن عقبہ بن عامر نے اپنے ہاتھوں سے لکھا'' [3]

---

[1] ابن سعد: ٤/ ٦٦۔ [2] تذکرۃ الحفاظ: ١/ ٣٦۔
[3] تہذیب التہذیب: ٧/ ٢٤٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقبہ! میں تم کو دو بہترین سورتیں بتاتا ہوں

ایک مرتبہ سفر میں آپ ﷺ کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا، میں سواری اقدس کھینچ رہا تھا، آپ نے فرمایا: ''عقبہ! میں تم کو دو بہترین سورتیں پڑھنے کے قابل بتاتا ہوں، میں نے عرض کی ارشاد ہو، فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔'' [1]

دوسروں کی عیب پوشی

عیب پوشی عقبہ کا شیوہ تھا، کسی کی برائی کا اعلان کرنا بہت برا سمجھتے تھے، ایک مرتبہ غلام نے آ کر عرض کی ہمارے ہمسائے شراب پیتے ہیں، فرمایا جانے دو، کسی پر ظاہر نہ کرنا، اس نے کہا میں محتسب کو خبر دوں گا، فرمایا بڑے افسوس کا مقام ہے، جانے بھی دو میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے: ''جس نے کسی کی عیب پوشی کی، اس نے گویا مردہ کو زندہ کیا۔'' [2]

سپاہیانہ فنون سے ذوق

سپاہیانہ فنون سے بڑی دلچسپی تھی، تیر اندازی سے بڑا ذوق تھا، اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے، ایک مرتبہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ حدیث سنائی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کے بدلہ میں تین اشخاص کو جنت میں داخل کرتا ہے، اس کے بنانے والے کو، خدا کی راہ میں اس کے لے جانے والے کو اور چلانے والے کو، آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ تمام کھیلوں میں صرف تین کھیل جائز ہیں، تیر اندازی، گھوڑے کی تادیب اور اپنی بیوی سے ہنسی دل لگی کرنا، جس نے تیر اندازی سیکھ کر بھلا دی اس نے بڑی نعمت کھو دی۔

اس دلچسپی کی بنا پر ان کے پاس اسلحہ کا بڑا ذخیرہ تھا، چنانچہ وفات کے وقت ان کے پاس ستر کمانیں تھیں، دوسرے لوازم اس کے علاوہ تھے، یہ سارا ذخیرہ خدا کی راہ میں وقف کر گئے۔ [3]

---

[1] مسند احمد: ۱۷۳۵۰۔ [2] مسند احمد: ۱۷۳۹۵ ضعیف۔

[3] مسند احمد: ۱۷۳۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرُّوجُ حَرِيرٍ، فَلَبِسَهُ، فَصَلَّى فِيهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ، وَقَالَ: ((لَا يَنْبَغِي هٰذَا لِلْمُتَّقِينَ)) ❶

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے لیث بن سعد نے یزید بن حبیب سے بیان کیا، انہوں نے ابوالخیر مرثد سے، انہوں نے عقبہ بن عامر سے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو ایک ریشم کی قباء تحفہ میں دی گئی۔ اسے آپ ﷺ نے پہنا اور نماز پڑھی لیکن آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو بڑی تیزی کے ساتھ اسے اتار دیا۔ گویا آپ ﷺ اسے پہن کرنا گواری محسوس کر رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پرہیز گاروں کے لائق نہیں ہے۔''

❶ بخاری، الصلاۃ: ۳۷۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ

تعارف عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مالک بن القشب الازدی کا شمار صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ بحینہ آپ کی والدہ کا نام تھا جو کہ بحینہ بنت الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی ہیں۔ آپ کا تعلق ازد شنوءۃ قبیلے سے تھا، اس لیے ازدی کہلاتے ہیں۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج، حفص بن عاصم اور آپ کے بیٹے علی شامل ہیں۔ آپ نے چھپن (۵۶) ہجری کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں وفات پائی۔ [1]

نمونہ

أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ وَقَالَ اللَّيْث حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ نَحْوَهُ. [2]

''ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے حدیث بیان کی بکر بن مضر نے جعفر سے، وہ ابن ہرمز سے، انہوں نے عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے بازوؤں کے درمیان اس قدر کشادگی کر دیتے کہ دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی تھی اور لیث نے یوں کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے اسی طرح حدیث بیان کی۔''

---

[1] الاستیعاب: ۳/ ۹۸۲ / ت۱٦٤٦۔

[2] بخاری، الصلاۃ: ۳۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ

تعارف عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ

صحابیٔ رسول حضرت عمرو بن امیہ بن خویلد بن عبداللہ بن ایاس الضمری رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوامیہ ہے۔ آپ نے غزوۂ احد کے بعد اسلام قبول کیا۔ اور مختلف معرکوں میں شجاعت وبہادری کے بہترین جوہر دکھائے، جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو کفارِ مکہ نے پھانسی دے کر شہید کردیا اوران کی لاش کوکئی روز تک پھانسی سے نہ اتارا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ کو مکہ بھیجا، جنہوں نے رات کی تاریکی میں موقع پا کر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش کو نیچے اتارا اوراس کی تدفین کی۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لیے نجاشی کے پاس جس شخصیت کو آپ نے اپنے نمائندہ کے طور پر حبشہ بھیجا، وہ حضرت عمرو بن امیہ الضمری ہی کی ہستی تھی۔ بئر معونہ کے واقعہ میں عامر بن طفیل نے آپ کو قید کرلیا اور پھر پیشانی کے بال کاٹ کر آزاد کردیا، کیوں کہ اس کی ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی۔ (واپسی میں انہوں نے اپنے ساتھیوں کا بدلہ لینے کے لیے بنو کلاب کے دو کافروں کو قتل کردیا۔ (الرحیق المختوم) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک زندہ رہے اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ❶

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُونُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ: أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَتَابَعَهُ حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، وَأَبَانُ، عَنْ يَحْيٰى. ❷

❶ الاصابة: ٤ / ٤٩٦۔ ❷ بخاری، الوضوء: ٢٠٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’ہمیں بیان کیا ابو نعیم سے وہ بیان کرتے ہیں شیبان سے وہ یحییٰ سے وہ ابو سلمہ سے اور حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ اپنے والد حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ یحییٰ سے حرب اور ابان نے اس کی متابعت کی ہے۔‘‘

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ

تعارف عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابو سعید ہے۔ جاہلی نام عبدالکعبہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر عبدالرحمٰن رکھا۔ فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا، اسلام کے بعد سب سے اول غزوۂ تبوک میں شریک ہوئے۔ نیز موتہ کے غزوہ میں بھی شامل تھے۔ عبدالرحمٰن فوجی آدمی تھے، اس لیے علمی اعتبار سے کوئی قابل ذکر شخصیت نہ تھے، تاہم ان کی بیاض علم کے اوراق بالکل سادہ نہیں ہیں، ان کی ۱۴ روایتیں حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں، ان میں سے ۲ متفق علیہ ہیں اور ایک میں امام مسلم منفرد ہیں، ان کے رواۃ میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور مشہور تابعی حضرت حسن بصری لائق ذکر ہیں۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی اور سجستان کو فتح کیا پھر خراسان میں فتوحات کیں اور بصرہ واپس لوٹ آئے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد جمل اور صفین کی قیامت خیز لڑائیاں ہوئیں، لیکن عبدالرحمٰن کسی میں شریک نہ ہوئے۔ بعض کے ہاں بصرہ میں ۵۰ھ یا ۵۱ ہجری میں وفات پائی۔ بعض کے نزدیک انہوں نے سجستان ہی میں بود و باش اختیار کر لی تھی، وہیں وفات پائی۔ [1]

---

[1] الاصابة: ٤/ ٢٦٣؛ تهذيب الكمال: ١/ ٢٢٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

والی کابل اور سجستان کی کہانی

غزوۂ تبوک کے بعد عبدالرحمٰن پھر عثمانی عہد میں نظر پڑتے ہیں، آپ ﷺ نے انہیں نصیحت فرمائی تھی کہ ''خود کبھی امارت کی خواہش نہ کرنا، اگر تمہاری خواہش پر ملے گی تو اس کی ذمہ داری تنہا تمہارے سر ہوگی، اور بلا خواہش ملے گی تو خدا تمہاری مدد کرے گا۔'' اس نصیحت کے مطابق انہوں نے خود کبھی امارت کی خواہش نہیں کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عبداللہ بن عامر والی بصرہ نے انہیں امارت کے عہدہ پر مامور کیا، ۳۲ھ میں جب ابن عامر نے سجستان اور کابل پر چڑھائی کی، تو عبدالرحمٰن کو سجستان روانہ کیا۔

یہ زرنج کی طرف بڑھے، اتفاق سے انہیں ایام میں عید تھی، سجستان والے عید منا رہے تھے، عبدالرحمٰن نے عین عید کے دن زرنج کے مرزبان کو گھیر لیا، اس نے بیس لاکھ درہم اور دو ہزار لونڈی غلام پر صلح کرلی، مرزبان سے مصالحت کے بعد ابن سمرہ نے ہندوستان کی سمت زرنج سے لے کر کش تک اور رنج کی سمت اور رنج سے لے کر وُوار تک فتح کر کے دوار کے باشندوں کا جبل زور میں محاصرہ کرلیا، ان لوگوں نے ایک بیش قرار رقم دے کر صلح کرلی، یہ رقم اتنی وافر تھی کہ عبدالرحمٰن کے ساتھ آٹھ ہزار مجاہدین تھے ہر ایک کے حصہ میں چار چار ہزار آیا، زور ایک بت کا نام تھا، اسی کی نسبت سے یہاں کا پہاڑ جبل زور کہلاتا تھا، یہ بت ٹھوس سونے کا تھا اور یاقوت کی آنکھیں تھیں، عبدالرحمٰن نے اس کے ہاتھ کاٹ لیے اور دونوں آنکھیں نکال کر مرزبان کو واپس کر دیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی، صرف تمہارے اعتقاد کو باطل کرنا تھا، بت کسی کو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے، بت کو توڑنے کے بعد بست اور زابل کو فتح کیا، ان فتوحات کی تکمیل کے بعد زرنج لوٹ آئے، کچھ دنوں کے بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف شورش بپا ہوئی، تو عبدالرحمٰن امیر بن احمر کو اپنا قائم مقام بنا کر سجستان سے چلے گئے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے ہٹتے ہی زرنج والوں نے ابن احمر کو نکال کر زرنج کے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

حضرت حسن کی دست برداری کے بعد جب امیر معاویہ سارے عالم اسلامی کے خلیفہ ہو گئے، تو انہوں نے جدید انتظامات کے سلسلہ میں عبداللہ بن عامر کو ۴۳ھ میں بصرہ کا والی بنایا۔

حضرت عثمان کی شہادت اور جمل وصفین کی ہنگامہ آرائیوں کے زمانہ میں سجستان اور کابل کے علاقے باغی ہو گئے تھے، عبداللہ بن عامر کو عبدالرحمٰن کے گزشتہ کارناموں کا تجربہ ہو چکا تھا، اس لیے انہوں نے دوبارہ انہیں سجستان کا والی بنا کر باغی علاقوں کی تادیب پر مامور کیا، چنانچہ یہ سجستان آئے، یہاں سے باغیوں کی سرکوبی کرتے ہوئے کابل تک پہنچ گئے، اور اس کا محاصرہ کر کے سنگباری کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیواریں شق کر دیں، عباد بن حصین رات بھر شگاف کی نگرانی کرتے رہے، کہ دشمن اس کو بھرنے نہ پائیں، صبح کو کابلیوں نے میدان میں نکل کر مقابلہ کیا، مگر شکست کھائی اور مسلمان شہر میں داخل ہو گئے، یہ بلاذری اور ابن اثیر کا بیان ہے، یعقوبی کے بیان کے مطابق شہر پناہ کے دربان نے رشوت لے کر دروازہ کھول دیا تھا۔

کابل کو مطیع بنانے کے بعد عبدالرحمٰن نے، خواش اور رزان بست کو زیر نگین کیا، یہاں سے رزان کا رخ کیا، یہاں کے باشندوں نے پہلے ہی شہر خالی کر دیا تھا، اس لیے بلا جنگ رزان پر قبضہ ہو گیا، رزان کے بعد خشک پہنچے، یہاں کے باشندوں نے صلح کر لی، خشک کے بعد رخج آئے، اور ایک پرزور مقابلہ کے بعد یہاں کے باشندوں کو شکست دے کر غزنہ پہنچے، باغی غزنویوں نے نہایت پرزور مقابلہ کیا، مگر انہوں نے بھی فاش شکست کھائی، کابل والے سخت بغاوت پسند تھے، عبدالرحمٰن جب غزنہ کی طرف متوجہ تھے، کابلیوں نے میدان خالی پا کر بغاوت کر دی، عبدالرحمٰن نے غزنہ سے فراغت کے بعد انہیں مطیع بنایا، اور سجستان، کابل اور غزنہ کا پورا علاقہ دوبارہ زیر نگین کیا۔

عبدالرحمٰن کو ابن عامر نے اپنی پسند سے حاکم بنایا تھا، ان کے کارناموں کو دیکھ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی مہر تصدیق ثبت کر دی اور عبدالرحمٰن مرکزی حکومت کی جانب سے سجستان کے باقاعدہ والی ہو گئے، تین سال کے بعد ۴۶ھ میں زیاد نے انہیں معزول کر کے زیاد بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربیع کو ان کی جگہ مقرر کیا۔ [1]

تواضع و خاکساری کی ایک مثال

ایک طرف یہ بلندی اور حوصلہ مندی تھی کہ سجستان سے لے کر غزنہ تک کا علاقہ فتح کرلیا، اور باغی کابلیوں کے بل نکال دیئے، دوسری طرف یہ خاکساری اور فروتنی تھی کہ بارش کے دنوں میں جھاڑو لے کر گلیاں صاف کرتے پھرتے تھے۔ [2]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ)) تَابَعَهُ أَشْهَلُ بْنُ حَاتِمٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، وَتَابَعَهُ يُونُسُ، وَسِمَاكُ بْنُ عَطِيَّةَ، وَسِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، وَحُمَيْدٌ، وَقَتَادَةُ، وَمَنْصُورٌ، وَهِشَامٌ، وَالرَّبِيعُ. [3]

مجھ سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن عمر بن فارس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ ابن عون نے خبر دی، انہیں امام حسن بصری رحمہ اللہ نے، ان سے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کبھی تم حکومت کا عہدہ طلب نہ کرنا کیونکہ اگر

---

[1] ابن سعد: ۷/ ۲/ ۱۰۱؛ فتوح البلدان بلاذری، ص: ۴۰۱۔ ۴۰۲؛ ابن اثیر: ۳/ ۳۶۶؛ یعقوبی: ۲ / ۲۵۸؛ اصابۃ: ۴ / ۲۶۳۔

[2] اسد الغابۃ: ۳/ ۴۵۰۔

[3] بخاری، کفارات الایمان: ۶۷۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلا مانگے تمہیں یہ مل جائے گا تو اس میں تمہاری منجانب اللہ مدد کی جائے گی، لیکن اگر مانگنے پر ملا تو سارا بوجھ تمہیں پر ڈال دیا جائے گا اور اگر تم کوئی قسم کھا لو اور اس کے سوا کوئی اور بات بہتر نظر آئے تو وہی کرو جو بہتر ہو اور قسم کا کفارہ ادا کر دو۔'' عثمان بن عمر کے ساتھ اس حدیث کو اشہل بن حاتم نے بھی عبداللہ بن عون سے روایت کیا؛ اس کو ابوعوانہ اور حاکم نے موصول بیان کیا اور عبداللہ بن عون کے ساتھ اس حدیث کو یونس اور سماک بن عطیہ اور سماک بن حرب اور حمید اور قتادہ اور منصور اور ہشام اور ربیع نے بھی روایت کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کے قبیلے بنو تمیم سے تھا۔ انہوں نے ۸ھ میں اسلام قبول کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عمان کی طرف روانہ کیا اور ان کی تبلیغ سے وہاں کے حاکم حلقہ بگوش اسلام ہو گئے وہ بڑے خوش گفتار، شیریں بیان، خطیب قادر الکلام، مدبر سیاستدان اور سپہ سالار تھے۔ ان سے ۳۹ احادیث مروی ہیں۔ انہوں نے تقریباً ۴۲ھ میں وفات پائی۔ [1]

[1] اسد الغابة: ٤/ ٢٣٢؛ طبقات ابن سعد: ٤/ ٢٥٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سیرت و کردار

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وعظ فرماتے ہیں

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جنگی مصروفیتوں کے ساتھ ساتھ تعلیم و تلقین کا فرض بھی انجام دیتے تھے، چنانچہ سریہ ذات السلاسل میں کامیابی کے بعد وہیں مقیم ہو کر نو مسلموں کو تعلیم دیتے تھے، آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بعد جب دنیا طلبی کی ہوس زیادہ ہوگئی تھی، اس وقت لوگوں کے سامنے تقریر کرتے اور ان کو اسوۂ نبوی کی پیروی کی ہدایت کرتے تھے، علی بن رباح روایت کرتے ہیں کہ ایک دن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ منبر پر تقریر کر رہے تھے کہ آج تم لوگوں کا حال یہ ہو رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن چیزوں سے احتراز فرماتے تھے، تم ان کی طرف راغب ہو رہے ہو، اور دنیا کی تمنا کرتے ہو، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کنارہ کشی اختیار فرماتے تھے۔ [1]

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اک مجتہد صحابی

تمام مسائل میں علی الترتیب قرآن و حدیث سے کام لیتے تھے، لیکن ان دونوں سے رہنمائی نہ ہوتی اور ان کے حل کرنے کا کوئی تیسرا ذریعہ نہ ہوتا تو اجتہاد سے کام لیتے، سریہ ذات السلاسل میں ایک شب نہانے کی ضرورت پیش آ گئی، سردی سخت تھی، نہانے میں بیماری کا خطرہ تھا، اور نہ نہانے کی صورت میں نماز جاتی تھی، چنانچہ اس موقع پر انہوں نے غسل کی حالت کو وضو پر قیاس کر لیا کہ پانی نہ ملنے یا بیماری کے خطرہ کی صورت میں تیمم جائز ہو جاتا ہے اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی، واپس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ)! تم نے جنابت کی حالت میں نماز پڑھ لی، عرض کی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! رات بہت ٹھنڈی تھی، نہانے کی صورت میں ہلاکت کا خوف تھا، اس موقع پر مجھ کو قرآن کی یہ

---

[1] مسند احمد: ۱۷۸۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت یاد آ گئی کہ ﴿لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴾ اس لیے میں نے تیمم کر لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس کر خاموش ہو گئے۔ [1]

اسلام کا سفیر

فتح مکہ کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آس پاس کے حکمرانوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط بھیجے تو عمان کے حاکموں عبید و جیفر کے پاس خط لے جانے کی خدمت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی، اس خط پر وہ دونوں مشرف بہ اسلام ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو یہاں کا عامل مقرر کر دیا۔ اس لیے وہ وفات نبوی تک یہیں مقیم رہے۔ [2]

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے آخری لمحات

سیدنا ابن شماسہ مہری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی موت کے وقت ان کے پاس گئے وہ دیر تک روتے رہے پھر اپنا منہ دیوار کی طرف کر لیا، ان کے بیٹوں نے کہا: ''ابا جان! کیا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فلاں فلاں بشارتیں نہیں دیں۔'' تب سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ سامنے کیا اور کہا: ہم لوگ (یعنی صحابہ کرام) کلمہ شہادت...... لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ...... کا اقرار سب سے افضل باتوں میں شمار کرتے تھے، میرے اوپر تین حالتیں گزری ہیں: پہلی حالت وہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو برا نہیں سمجھتا تھا اور میری خواہش تھی کہ میں آپ پر قابو پاؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کو دوں، اگر میں اسی حالت میں مر جاتا تو جہنمیوں میں سے ہوتا۔ اس کے بعد دوسری حالت وہ تھی جب اللہ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اپنا ہاتھ بڑھایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عمرو! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا: میں شرط لگانا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون سی شرط؟'' میں نے عرض کیا: میرے گناہوں کی مغفرت کی شرط۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے عمرو! کیا تو نہیں

---

[1] مسند احمد: ۱۷۸۱۲؛ ابو داود: ۳۳۴۔

[2] فتوح البلدان بلاذری، ص: ۸۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتا کہ اسلام قبول کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، ہجرت کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور حج کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔'' تب مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی زیادہ محبت تھی کہ اتنی زیادہ کسی دوسرے سے نہیں تھی اور میری نگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی زیادہ شان تھی جو کہ اور کسی کی نہیں تھی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال اور رعب کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھا۔ اگر میں اسی حالت میں فوت ہو جاتا تو امید تھی کہ جنتی ہوتا، لیکن اس کے بعد ہم بعض (دنیاداری کے) کاموں میں پھنس گئے اور اب میں نہیں جانتا کہ اس تیسری حالت میں انجام کیا ہے؟ لہٰذا جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی عورت نہ ہو، نہ ہی (کوئی) آگ لے کر چلے اور جب تم مجھے دفن کرو تو اچھی طرح قبر پر مٹی ڈال دینا اور میری قبر کے گرد اتنی دیر تک (دعا کے لیے) کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے، تا کہ میرے دل کو تسلی رہے اور مجھے پتا چل جائے کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ)) قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، فَقَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَقَالَ عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ،

[1] صحیح مسلم، الایمان: ۱۹۲، ۱۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ أَبِی سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلَهُ. [1]

''ہم سے عبداللہ بن یزید مقری مکی نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا انہوں نے مجھ سے یزید بن عبداللہ بن الہاد نے بیان کیا ان سے محمد بن ابراہیم بن الحارث نے ان سے بسر بن سعید نے ان سے عمرو بن العاص کے مولیٰ ابوقیس نے ان سے عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہوں نے رسول اللہ ﷺ نے سنا آپ نے فرمایا: ''جب حاکم کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے اور جب کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے اکہرا ثواب ملتا ہے۔'' بیان کیا کہ پھر میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عمرو بن حزم سے بیان کی تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اسی طرح بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اور عبدالعزیز بن المطلب نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اسی طرح بیان فرمایا۔

[1] بخاری، الاعتصام بالکتاب والسنۃ: ۷۳۵۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ

صحابی سول حضرت عبداللہ بن مغفل بن عبد غنم المزنی کا شمار اصحاب الشجرہ میں ہوتا ہے، عبداللہ ۶ ہجری میں مشرف باسلام ہوئے، قبول اسلام کے بعد سب سے اول غزوۂ حدیبیہ میں شریک ہوئے، آپ مدینہ منورہ میں رہائش پذیر تھے، بعد میں بصرہ میں گھر بنایا اور وہیں متوطن ہو گئے۔ آپ کا شمار ان دس آدمیوں میں ہوتا ہے جنہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اہلِ بصرہ کی تعلیم کے لیے بھیجا۔ حدیبیہ میں جب لوگ درخت کے نیچے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے تو حضرت عبداللہ بن مغفل رحمہ اللہ اس درخت کی بعض شاخوں کو پکڑے ہوئے کھڑے تھے۔ عراق کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے، خوزستان کے صدر مقام شوستر کی تسخیر کے بعد سب سے پہلے یہی شہر میں داخل ہوئے تھے۔ ان سے ۴۳ مرویات حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں، ان میں سے ۴ متفق علیہ ہیں، اور ایک میں امام بخاری اور ایک میں امام مسلم متفرد ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں حضرت حسن بصری، ابوالعالیہ اور حمید بن ہلال وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نے انسٹھ (۵۹) ہجری کو بصرہ میں وفات پائی اور وصیت کے مطابق حضرت ابو برزہ الاسلمی نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ [1]

---

[1] اسد الغابة: ۳/ ۳۸۰؛ الاستیعاب: ۳/ ۹۹٦؛ تهذیب التهذیب: ٦/ ٤٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

بے ادب سے میں بات نہیں کروں گا

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دو انگلیوں سے کنکریاں پھینکتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ (اس طرح) مت پھینکو، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منع فرمایا ہے اور فرمایا:

((لَا يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَى بِهِ عَدُوٌّ وَلَكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ))

''اس سے (کیا فائدہ کہ اس سے) نہ تو کوئی شکار ہی ہوتا ہے اور نہ دشمن ہی زخمی ہوتا ہے البتہ (یہ کنکری) کسی کا دانت توڑ دیتی ہے یا آنکھ پھوڑ دیتی ہے (یعنی سوائے نقصان کے کوئی نفع نہیں ہے)۔''

اس کے بعد انہوں نے اسے پھر اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تجھ سے بیان کی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کنکری پھینکنے سے منع فرمایا تھا لیکن تو پھر بھی وہی حرکت کر رہا ہے؟

لَا أُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا۔ [1]

''اب میں تجھ سے اتنی مدت تک کلام نہ کروں گا۔'' (کہا جاتا ہے کہ وہ ان کا بھتیجا یا بھانجا تھا پھر اسی بے ادبی کی وجہ سے ان سے کبھی بات نہیں کی)

مجھے سخت شرمندگی ہوئی

خیبر کے غزوہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں، کہ میں خیبر کے محاصرہ میں تھا کہ کسی نے اوپر سے چربی سے بھری ہوئی ایک تھیلی پھینکی، میں اٹھانے کے لیے بڑھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر

---

[1] بخاري، الصيد والذبائح، باب الحذف والبندقة: ٥٤٧٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑ گئی، مجھے اس پر بڑی ندامت اور شرمندگی ہوئی۔ 1

آپ نے فتح مکہ کے وقت اونٹنی پر سوار سورۂ فتح تلاوت کی

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فتح مکہ میں بھی شریک تھے اس غزوہ میں نے فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی پر سوار سورۂ فتح تلاوت کرتے دیکھا۔ 2

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے متعلق قرآن نازل ہو گیا

۹ ھ میں تبوک کا غزوہ پیش آیا، اس سال نہایت شدید قحط تھا، اس لیے مسلمانوں کو بڑی دشواری پیش آئی، صاحب مقدور لوگوں کے علاوہ معمولی حیثیت کے مسلمانوں کے لیے اس غزوہ میں شرکت کی کوئی صورت نہ تھی، عبداللہ بن مغفل نادار صحابی تھے، ان کے پاس کوئی سامان نہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سامان سفر کی درخواست کی، یہاں کیا تھا، صاف جواب ملا، لیکن جوش جہاد گھر میں بیٹھنے نہ دیتا تھا، جب سامان سفر کی کوئی صورت نہ نکل سکی، تو اپنی محرومی پر مایوس ہو کر رونے لگے، ایک بزرگ ابن یامین نے روتا دیکھ کر سبب پوچھا، کہا غزوۂ تبوک کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی تھی، مگر نہیں ملی، اور مجھ میں اتنی قدرت نہیں کہ اپنے پاس سے سامان کروں، یہ سن کر ابن یامین نے سواری کے لیے ایک اونٹ اور زادراہ کے لیے تھوڑی سی کھجوریں پیش کیں، اس مختصر سامان کے ساتھ عبداللہ اور ان کے ساتھی عبدالرحمٰن بن کعب غزوۂ تبوک میں شریک ہوئے، ان ہی ناداروں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی:

﴿وَّ لَا عَلَی الَّذِیۡنَ اِذَا مَاۤ اَتَوۡکَ لِتَحۡمِلَہُمۡ قُلۡتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحۡمِلُکُمۡ عَلَیۡہِ ۪ تَوَلَّوۡا وَّ اَعۡیُنُہُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوۡا مَا یُنۡفِقُوۡنَ ﴿ؕ۹۲﴾﴾ 3

''اور نہ ان لوگوں پر کوئی الزام ہے کہ جب وہ تمہارے پاس آئے کہ تم ان کے لیے سواری کا انتظام کرو تو تم نے کہا میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے، یہ

---

1 بخاری، المغازی، باب غزوۃ خیبر: ٤٢١٤۔ 2 صحیح مسلم: ١، ٢٥٦۔

3 ٩/التوبۃ: ٩٢؛ سیرۃ ابن ھشام: ٢/٣١٦؛ ابن کثیر: ٤/١٧٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سن کر وہ لوٹ گئے، اور خرچ نہ میسر آنے کے غم میں ان کی آنکھیں اشکبار تھیں۔"

آخری وصیتیں

کافی عمر پانے کے بعد باختلاف روایت ۵۹ھ یا ۶۰ھ میں بصرہ میں مرض الموت میں مبتلا ہوئے، دم آخر اعزہ سے وصیت کی کہ غسل کے آخری پانی میں کافور ملانا اور کفن میں دو چادریں اور ایک قمیص ہو کہ رسول اللہ کا کفن ایسا ہی تھا، نہلاتے وقت صرف احباب ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی غسل دیں، جنازہ کے پیچھے آگ نہ روشن کی جائے، ابن زیاد (گورنر بصرہ) جنازہ کی نماز میں شریک نہ ہو، وفات کے بعد ان وصیتوں پر پورا پورا عمل کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے نہلایا، جنازہ گھر سے نکلا تو ابن زیاد انتظار میں کھڑا تھا اس کو عبداللہ کی وصیت سنائی گئی، اسے سن کر تھوڑی دور جنازہ کی مشایعت کر کے گھر لوٹ گیا حسب وصیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بصرہ کی سرزمین میں سپرد خاک کیے گئے۔ [1]

بدعات سے نفرت کرنے والے

آپ کو بدعات سے سخت نفرت تھی، جو چیز انہوں نے عہد رسالت اور عہد خلفاء میں نہیں دیکھی تھی، یا ان کے علم میں نہ تھی، اس کو کسی طرح نہیں برداشت کر سکتے تھے، ان کے صاحبزادے راوی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے نماز میں بسم اللہ جہر کے ساتھ پڑھی والد نے سن لیا، جب میں نماز تمام کر چکا تو مجھ سے کہا بیٹا اسلام میں باتیں نہ بڑھاؤ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں، ان میں سے کوئی بھی بسم اللہ (بالجہر) کے ساتھ نماز نہیں شروع کرتا تھا، یہ واقعہ بیان کر کے لڑکے نے کہا میں نے والد سے زیادہ بدعات کو برا سمجھنے والا نہیں دیکھا۔ [2]

---

[1] مستدرك حاكم: ٣ / ٦٧٠، ٦٤٧٥؛ ابن سعد: ٧/ ١٨؛ الاصابة: ٤ / ٢٠٧۔

[2] مسند احمد: ٢٠٥٦٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الوَاسِطِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنِ الجُرَيْرِيِّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ المُزَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ، ثَلَاثًا لِمَنْ شَاءَ)) [1]

ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے سعد بن ایاس جریری سے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے، انہوں نے عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: ''ہر دو اذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان ایک نماز ہے (تیسری مرتبہ فرمایا کہ) جو شخص ایسا کرنا چاہے۔''

---

[1] بخاری، الاذان: ٦٢٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ

صحابی رسول حضرت عتبان بن مالک بن عمرو بن العجلان الانصاری رضی اللہ عنہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کا شرف رکھتے ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں حضرت انس، محمود بن الربیع اور حصین بن محمد السالمی شامل ہیں۔ آپ کا شمار بدری صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بقول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور حضرت عمر فاروق کے مابین مؤاخات قائم کی تھی۔ [1]

---

[1] اسد الغابة: ۳/ ۵۵۱؛ تهذيب التهذيب: ۷/ ۸۶، ت: ۱۹۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

عتبان کو گھر نماز پڑھنے کی رخصت

سیدنا محمود بن ربیع الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہیں جو بدر کی جنگ میں شریک تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا:

> ''اے اللہ کے رسول! میری نظر کمزور ہوگئی اور میں اپنی قوم کا امام ہوں۔ جس وقت بارش ہوتی ہے تو وادی جو میرے اور ان کے درمیان میں ہے بہنے لگتی ہے تو میں ان کی مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے نہیں جا سکتا۔ تو یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں تاکہ میں اسی مقام کو جائے نماز بنالوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان شاء اللہ (ایسا ہی) کروں گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ (دوسرے دن) سورج چڑھے تشریف لائے۔ اور (اندر آنے کی) اجازت طلب فرمائی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور (ابھی) بیٹھے بھی نہیں تھے کہ فرمایا: ''تم اپنے گھر میں کس مقام پر چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟'' تو میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں نماز پڑھانے کے لیے) کھڑے ہوگئے اور اللہ اکبر کہا۔ ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بنا لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس کے بعد سلام پھیر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانے لگے لیکن ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خزیرہ (گوشت اور آٹا ملا کر بنایا ہوا کھانا) کھانے کے لیے روک لیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہم نے تیار کیا تھا۔ پھر محلے والوں میں سے کئی لوگ گھر میں جمع ہوگئے اور ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ مالک بن دخیشن یا یہ کہا کہ ابن دخشن کہاں ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ان میں سے کسی نے کہا کہ وہ تو منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَقُلْ ذٰلِكَ أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ))

''ایسا نہ کہو کیا تم نے اسے نہیں دیکھا کہ اس نے اللہ کی محبت و رضا حاصل کرنے کے لیے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہا ہے؟''

اس شخص نے عرض کیا:

اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

''بہتر تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں۔''

بظاہر تو ہم نے اس کی توجہ اور اس کی خیر خواہی منافقوں کے ساتھ دیکھی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) [1]

''اللہ بزرگ و برتر نے اس شخص پر آگ حرام کر دی ہے جو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا طالب ہے۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ، قَالَ اسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَأَذِنْتُ لَهُ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ، فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا. [2]

---

[1] بخاری، الصلاۃ، باب المساجد فی البیوت: ۴۲۵۔

[2] بخاری، الاذان: ۶۸۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا کہ ہمیں معمر نے زہری سے خبر دی، کہا کہ مجھے محمود بن ربیع نے خبر دی، کہا کہ میں نے عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے گھر تشریف لانے کی) اجازت چاہی اور میں نے آپ کو اجازت دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''تم لوگ اپنے گھر میں جس جگہ پسند کرو میں نماز پڑھ دوں۔'' میں جہاں چاہتا تھا اس کی طرف میں نے اشارہ کیا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھ لی۔ پھر آپ نے جب سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ

عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام قرشی مخزومی، باپ کا نام ابوجہل تھا، عکرمہ کو گزشتہ زندگی کے ہر پہلو میں تلافی مافات کی فکر تھی، اس لیے قبول اسلام کے بعد اس پیشانی کو جو برسوں لات وعزیٰ کے سامنے سجدہ ریز تھی، خدائے قدوس کی جبہ رسائی کے لیے وقف کر دیا تھا، ارباب سیر لکھتے ہیں: قبول اسلام کے بعد انہوں نے عبادت میں بڑی مشقت کی قرآن مجید کے ساتھ دالہانہ شغف تھا، اس کو چہرہ پر رکھ کر نہایت بے قراری کے ساتھ ''کتاب ربی، کتاب ربی'' کہہ کر رد تے تھے۔ معرکہ فحل میں یا یرموک میں جام شہادت پیا۔ [1]

---

[1] الاستیعاب: ۳/ ۱۰۸۲؛ مستدرك حاكم: ۳/ ۲۷۱، ۵۰۶۲ مرسل۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت کردار

سیدنا عکرمہ قبل از اسلام اور داستان اسلام

عکرمہ مشہور دشمن اسلام ابو جہل کے بیٹے ہیں، باپ کی طرح یہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے اور اسلام کے استیصال کی ہر کوشش میں پیش پیش رہتے تھے، بدر میں مسلمانوں کے خلاف بڑی سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا، اس معرکہ میں ان کا باپ معوذ اور معاذ دونو جوان کے ہاتھوں سے مارا گیا، باپ کو خاک وخون میں تڑپتا دیکھ کر عکرمہ نے اس کے قاتل معاذ پر ایسا وار کیا کہ معاذ کا ہاتھ لٹک گیا، بدر کے بعد جن لوگوں نے ابوسفیان کو مقتولین بدر کے انتقام لینے پر آمادہ کیا تھا، ان میں ایک عکرمہ بھی تھے، احد میں یہ اور خالد مشرکین کی کمان کرتے تھے، ۵ھ میں جب تمام مشرکین عرب نے اپنے قبیلوں کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کی تو عکرمہ بھی بنی کنانہ کو لے کر مسلمانوں کے استیصال کے لیے گئے، فتح مکہ میں اہل مکہ نے بغیر کسی مقابلہ کے سپر ڈال دی تھی، لیکن بعضوں نے جن میں عصبیت زیادہ تھی، مزاحمت کی، ان میں ایک عکرمہ بھی تھے، غرض شروع سے آخر تک انہوں نے ہر موقع پر اپنی اسلام دشمنی کا پورا ثبوت دیا۔

فتح مکہ کے بعد جب دشمنان اسلام کی قوتیں ٹوٹ گئیں، اور مکہ اور اطراف مکہ کے قبائل جوق درجوق اسلام کے دائرہ میں داخل ہونے لگے، تو معاندین اسلام جن کی رعونت اور سرکشی اب بھی نہ گئی تھی، مکہ چھوڑ کر دوسرے مقاموں پر نکل گئے، عکرمہ بھی ان ہی میں تھے، چنانچہ وہ یمن کے قصد سے بھاگ گئے، ان کی سعیدہ بیوی مشرف باسلام ہوگئیں، اور آپ ﷺ سے شوہر کی جان کی امان لے کر ان کی تلاش میں نکلیں۔

عکرمہ جب یمن جانے کے لیے کشتی پر بیٹھے تو سلامتی سے پار اترنے کے لیے برکت کے لیے لات وعزیٰ کا نعرہ لگایا، دوسرے ساتھیوں نے کہا یہاں لات وعزیٰ کا کام نہیں ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں صرف خدائے واحد کو پکارنا چاہیے، یہ بات عکرمہ کے دل پر کچھ ایسا اثر کر گئی کہ انہوں نے کہا کہ اگر دریا میں خدائے واحد ہے تو خشکی میں بھی وہی ہے، پھر کیوں نہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ جانا چاہیے، چنانچہ وہ راستہ ہی سے واپس ہو گئے، واپسی میں بیوی جو ان کی تلاش میں نکلی تھیں مل گئیں، انہوں نے عکرمہ سے کہا میں ایک ایسے انسان کے پاس سے آ رہی ہوں، جو سب سے نیک، سب سے زیادہ بہتر اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہے، میں نے اس سے تمہاری جان بخشی بھی کرا لی ہے۔

بیوی کی یہ باتیں سن کر عکرمہ ان کے ساتھ مکہ پہنچے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں تھے، عکرمہ کو دیکھ کر فرط مسرت سے اچھل پڑے اور ((مرحبا بالراکب المہاجر)) یعنی ''پردیسی سوار خوش آمدید'' کہہ کر استقبال فرمایا، عکرمہ بیوی کی طرف اشارہ کر کے بولے، ان سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں تم مامون ہو۔'' اس رحم و کرم اور عفو و درگزر کو دیکھ کر اس دشمنِ اسلام نے جس نے اپنی ساری قوتیں اسلام کے مٹانے میں صرف کر دی تھیں، فرط ندامت سے سر جھکا لیا، اور نظریں نیچی کر کے ان الفاظ میں حقانیت کا اعتراف کیا ''میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، آپ اس کے بندے اور رسول ہیں، آپ سب سے زیادہ نیک، سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والے ہیں۔''

اسلام قبول کرنے کے بعد گزشتہ گناہوں کی پوری فہرست نگاہوں کے سامنے آ گئی، اور ان الفاظ میں عفو تقصیر کی درخواست کی: ''یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ بہت سے مواقع پر عداوت اور دشمنی کا ثبوت دے چکا ہوں، مخالفانہ مہموں میں شرکت کی ہے، مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لیے میدان میں گھوڑے دوڑائے ہیں، آپ ان گناہوں کی مغفرت کے لیے دعا فرمایئے، ان کی درخواست پر رحمت عالم نے دعائے مغفرت فرمائی، اس کے بعد عکرمہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے علم میں جو چیز میرے لیے سب سے زیادہ بہتر، باعث خیر اور سود مند ہو اس کی تلقین فرمایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی وحدانیت اپنی عبدیت و رسالت کی تعلیم دی، ان تمام مراحل کے بعد عکرمہ کو تلافی مافات کی فکر ہوئی، عرض کیا: یا رسول اللہ، جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر روپیہ میں خدا کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کے لیے صرف کرتا تھا، خدا کی قسم! اب اس کا دوگنا اس کی راہ میں صرف کروں گا، اور اس کی راہ سے روکنے کے لیے جس قدر لڑائیاں لڑی ہیں، اب اس کی راہ میں اس کا دوگنا جہاد کروں گا۔

گو آپ نے عکرمہ کی تمام گزشتہ خطاؤں سے درگزر فرمایا تھا، لیکن ایسے مشہور دشمن اسلام کے بارے میں عام مسلمانوں کی زبانوں کو روکنا مشکل تھا، لوگوں نے یا ابن عدو اللہ دشمن خدا کے بیٹے کہہ کر طعنہ زنی شروع کی، اس کو روکنے کے لیے آپ ﷺ نے مخصوص خطبہ دیا کہ لوگ کانیں ہیں، جو جاہلیت کے زمانہ میں معزز تھا، وہ اسلام میں بھی معزز ہے، کسی کافر کی وجہ سے کسی مسلمان کے دل کو دکھ نہ پہنچاؤ۔ [1]

فتنہ ارتداد کی سرکوبی میں اہم کردار

لیکن فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ کی زندگی میں جہاد کے کم مواقع پیش آئے اس لیے عکرمہ کو تلافی کا پورا موقع نہ مل سکا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب ارتداد کا فتنہ اٹھا تو عکرمہ کو تمنا پوری کرنے کا موقع ملا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اور حذیفہ کو قبیلہ ازد کی سرکوبی پر مامور کر کے عمان بھیجا، انہوں نے اس کے سردار لقیط بن مالک کو قتل کر کے بنی ازد کو دوبارہ اسلام پر قائم کیا، اور بہت سے قیدی گرفتار کر کے مدینہ لائے۔

ازد کا فتنہ فرو ہونے کے بعد ہی عمان کے دوسرے قبائل میں ارتداد کی وبا پھیل گئی، اور وہ سب شحر میں جمع ہوئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر عکرمہ کو بھیجا، انہوں نے سب کو شکست دی، ان سے فارغ ہوئے تھے کہ بنی مہرہ مخالفت پر آمادہ ہو گئے، عکرمہ ان کی طرف بڑھے، لیکن جنگ کی نوبت نہیں آئی، اور بنی مہرہ نے زکوٰۃ ادا کر دی۔

یمن کے مرتدوں کے مقابلہ پر زیاد بن لبید مامور ہوئے تھے، اور انہوں نے بہت سے قبائل کی سرکوبی کر کے انہیں درست کر دیا تھا، لیکن ایک مرتد اشعث بن قیس نے زیاد پر حملہ کر کے ان سے تمام نقد و جنس جو انہوں نے مرتدین سے حاصل کیا تھا، اور کل مرتد قیدی چھین لیے، زیاد نے حضرت ابوبکر کو اس کی اطلاع بھیجی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عکرمہ کو بھیجا،

---

[1] سیرۃ ابن ہشام: ۲/ ۳٦۵، ۲/ ٤۵۰، ۲/ ۹۸؛ ابن سعد حصہ مغازی، ص: ۹۸؛ مستدرك حاکم: ۳/ ۲۷۱، ۵۰۵۹ منقطع۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے زیاد اور مہاجر بن ابی امیہ کے ساتھ مل کر اشعث کے سینکڑوں پیروؤں کو تلوار کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا، اور اشعث کو مجبور ہو کر اپنے قبیلہ کے لیے امان طلب کرنا پڑی، لیکن امان نامہ کی تحریر میں اپنا نام لکھنا بھول گیا، عکرمہ نے تحریر پڑھی تو اس میں خود اشعث کا نام نہ تھا، اس لیے اس کو پکڑ کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے، آپ نے استحسانا چھوڑ دیا۔ 1

شام کی فوج کشی میں حصہ

فتنہ ارتداد فرو ہونے کے بعد شام کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے، اور تادم آخر نہایت جان فروشی سے لڑتے رہے، فحل کے معرکہ میں اس بہادری اور شجاعت سے لڑے کہ بے محابا دشمنوں کی صفوں میں گھستے چلے جاتے تھے، ایک مرتبہ لڑتے مارتے ہوئے صفوں کے اندر گھس گئے، سر اور سینہ زخموں سے چور ہو گیا، لوگوں نے کہا، عکرمہ! خدا سے ڈرو، اس طرح اپنے کو ہلاک نہ کرو، ذرا نرمی سے کام لو، جواب دیا میں لات وعزیٰ کے لیے تو جان پر کھیلا کرتا تھا اور آج خدا اور اس کے رسول کے لیے جان بچاؤں، خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

شام کی تمام معرکہ آرائیوں میں یرموک کا معرکہ نہایت اہم شمار کیا جاتا ہے، اس میں خالد بن ولید نے ان کو ایک دستے کا افسر بنایا تھا، عکرمہ نے افسری کا پورا حق ادا کیا، دوران جنگ میں ایک مرتبہ رومیوں کا ریلا اتنا زبردست تھا کہ مسلمانوں کے قدم ڈگمگا گئے، عکرمہ نے للکار کر کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنی لڑائیاں لڑ چکے ہیں، اور آج تمہارے مقابلہ میں بھاگ نکلیں گے؟ اور آواز دی کہ کون موت پر بیعت کرتا ہے؟ اس آواز پر چار سو مسلمان ان کے ساتھ جان دینے کے لیے آمادہ ہو گئے، ان کو لے کر عکرمہ خالد بن ولید کے خیمہ کے سامنے اس پامردی سے لڑے کہ چار سو آدمیوں میں سے اکثروں نے جام شہادت پیا، جو بچے وہ بھی زخموں سے بالکل چور تھے۔ عکرمہ اور ان کے دولڑکے زخموں سے چور چور ہو گئے، لڑکوں کی حالت زیادہ نازک تھی، خالد بن ولید انہیں دیکھنے کے لیے آئے، اور ان کے سروں کو زانو پر رکھ کر سہلاتے جاتے تھے، اور حلق میں پانی ٹپکاتے جاتے تھے۔ 2

---

1 یعقوبی: ۲ / ۵۴۹؛ فتوح البلدان بلاذری، ص: ۸۳۔

2 اسد الغابۃ: ٤ / ٦٧؛ طبری، ص: ۲۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہ اللہ میں خرچ کی مثال

قبول اسلام کے بعد انہوں نے آپ ﷺ سے کہا تھا کہ جتنی لڑائیاں میں راہ خدا کی مخالفت میں لڑ چکا ہوں، اس کی دونی اس کی راہ میں لڑوں گا، اور جتنی دولت اس کی مخالفت میں صرف کر چکا ہوں اس کی دونی اس کی راہ میں صرف کروں گا، اس عہد کو انہوں نے فتنہ ارتداد اور شام کی معرکہ آرائیوں میں پورا کیا، اور ان کے مصارف کے لیے ایک حبہ بھی بیت المال سے نہیں لیا، جب شام کی فوج کشی کے انتظامات ہونے لگے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ معائنہ کے لیے تشریف لائے تو معائنہ کرتے ایک خیمہ کے پاس پہنچے، اس کے چاروں طرف گھوڑے، نیزے اور سامان جنگ نظر آیا، قریب جا کر دیکھا تو خیمہ میں عکرمہ دکھائی دیئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا، اور اخراجات جنگ کے لیے کچھ رقم دینی چاہی، عکرمہ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا مجھ کو اس کی حاجت نہیں ہے، میرے پاس دو ہزار دینار موجود ہیں، یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے دعائے خیر کی۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا عِنْدَ الْمَقَامِ، يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ، وَإِذَا قَامَ وَإِذَا وَضَعَ، فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ أَوَلَيْسَ تِلْكَ صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ، لَا أُمَّ لَكَ.

''ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں ہشیم بن بشیر نے ابوبشر حفص بن ابی وحشیہ سے خبر دی، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو مقام ابراہیم میں (نماز پڑھتے ہوئے) دیکھا کہ ہر جھکنے اور اٹھنے پر وہ تکبیر کہتا تھا۔ اسی طرح کھڑے ہوتے وقت اور بیٹھتے وقت بھی۔ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا: ارے تیری ماں مرے! کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی سی نماز نہیں ہے۔'' [2]

---

[1] اسد الغابة: ٤ / ٦٧۔ [2] بخاری، الاذان: ٧٨٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ

عامر کی کنیت ابوعبداللہ اور والد کا نام ربیعہ تھا، حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب بزرگوں میں ہیں جنہوں نے ابتداء ہی میں داعی توحید کو لبیک کہا تھا، اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں پناہ گزین نہیں ہوئے تھے، بدر، احد، خندق اور تمام دوسرے غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، اس کے علاوہ چھوٹی چھوٹی مہمات میں بھی شریک ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چند دنوں بعد وفات پائی۔ [1]

---

[1] اسد الغابۃ: ۳ / ۱۱۸؛ طبقات ابن سعد: ۳ / ۲۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رشتہ

ان کا خاندان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے والد خطاب کا حلیف تھا جنہوں نے فرطِ محبت سے حضرت عامر رضی اللہ عنہ کو متبنٰی کر لیا تھا، یہی وجہ ہے کہ وہ پہلے عامر بن الخطاب کے نام سے مشہور تھے لیکن جب قرآن شریف نے ہر ایک کو اپنے اصلی آباء واجداد کی طرف انتساب کا حکم دیا تو اس زمانہ سے حضرت عامر بن خطاب کے بجائے اپنے نسبی والد ربیعہ کی نسبت سے زبان زد ہوئے۔

اس حلیفانہ تعلق کے باعث حضرت عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں بھی آخر وقت تک نہایت دوستانہ تعلقات قائم رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کا سفر کیا تو یہ ہمرکاب تھے اس طرح جس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین کر کے حج کے لیے تشریف لے گئے تو اس سفر میں بھی ان کو اپنا رفیق بنایا۔ 1

راہ اللہ میں ہجرت

شرک و توحید کی کشاکش اور کفار کے دست تظلم نے ان کو بھی مکہ میں چین سے رہنے نہ دیا، دو دفعہ اپنی زوجہ محترمہ حضرت لیلیٰ بنت ابی حثمہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر امن واطمینان کی تلاش میں ملک حبشہ تشریف لے گئے، پھر وہاں سے واپس آ کر سرزمین یثرب کی راہ لی، ان کا بیان ہے کہ اس وقت تک صرف حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے تھے، لیکن صحیح یہ ہے کہ ان سے پہلے چند اور اصحاب بھی پہنچ چکے تھے، البتہ ان کی بیوی حضرت لیلیٰ بنت حثمہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں میں اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔ 2

شورشوں سے کنارہ کشی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخر عہد خلافت میں جب فتنہ وفساد کا بازار گرم ہوا تو حضرت

---

1 الاصابة: ۲/ ۷۹۱؛ طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۸۱۔

2 طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے غایت تقویٰ کے باعث عزلت نشینی اختیار کر لی، دن رات روزہ نماز اور درود و وظائف میں مشغول رہتے، ایک رات دیر تک مصروف عبادت رہے، یہاں تک کہ اسی حالت میں آنکھ لگ گئی تو خواب میں بشارت ہوئی کہ اٹھ! خدا سے دعا کرو وہ تجھے اس فتنہ سے بچائے، جس سے اس نے اپنے دوسرے نیک بندوں کو محفوظ رکھا ہے، حضرت عامر رضی اللہ عنہ اسی وقت اٹھ بیٹھے اور دوگانہ ادا کر کے نہایت خشوع و خضوع سے بارگاہِ رب الحاجات میں دست بدعا ہوئے، غرض اس بشارت غیبی نے ان کی گوشہ نشینی کو پہلے سے زیادہ سخت کر دیا اور اس کے بعد ان کو کسی نے گھر سے باہر نکلتے بھی نہ دیکھا، یہاں تک کہ اسی حالت میں بیمار ہوئے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چند دنوں بعد وفات پائی، عزلت نشینی کے باعث لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کب بیمار ہوئے؟ اور کب وفات پائی، یکایک جنازہ پر نظر پڑی تو سب متحیر رہ گئے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ، فَقُومُوا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ)) قَالَ سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ زَادَ الْحُمَيْدِيُّ حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ. [2]

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ان سے زہری نے ان سے سالم نے ان سے ان کے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے رہو یہاں تک کہ جنازہ تم سے آگے نکل جائے۔'' سفیان نے بیان کیا ان سے زہری نے بیان

---

[1] طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۹۶۔ [2] بخاری، الجنائز: ۱۳۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کہ مجھے سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے خبر دی تھی۔ حمیدی نے یہ زیادتی کی ہے۔ یہاں تک کہ جنازہ آگے نکل جائے یا رکھ دیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہما

تعارف سیدنا عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہما

عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہما ایک انصاری صحابی رسول ہیں۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِالوَهَّابِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُهْدِيَتْ لَهُ أَقْبِيَةٌ مِنْ دِيبَاجٍ، مُزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ، فَقَسَمَهَا فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ قَدْ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ قَالَ أَيُّوبُ بِثَوْبِهِ وَأَنَّهُ يُرِيهِ إِيَّاهُ، وَكَانَ فِي خُلُقِهِ شَيْءٌ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَقْبِيَةٌ. [2]

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن علیہ نے خبر دی، کہا ہم کو ایوب نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن ابی ملیکہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ہدیہ میں دیبا کی چند قبائیں آئیں، ان میں سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے وہ قبائیں اپنے صحابہ میں تقسیم کر دیں اور مخرمہ کے لیے باقی رکھی، جب مخرمہ آیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ میں نے تمہارے لیے چھپا رکھی تھی۔'' ایوب نے کہا یعنی اپنے کپڑے میں چھپا رکھی تھی آپ مخرمہ کو خوش کرنے کے لیے اس کے تکمے یا گھنڈی کو دکھلا

[1] اسد الغابة: ٦/ ٣٧٤، ٧٤٩٦۔

[2] بخاری، الادب: ٦١٣٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے کیونکہ وہ ذرا سخت مزاج آدمی تھے۔ اس حدیث کو حماد بن زید نے بھی ایوب کے واسطہ سے روایت کیا اور حاتم بن وردان نے کہا: ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند قبائیں تحفہ میں آئیں پھر ایسی ہی حدیث بیان کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد المناف الہاشمی القرشی والد کا نام عبدالمطلب اور والدہ کا نام نتیلہ تھا، کنیت ابوالفضل تھی۔ قد بلند و بالا، چہرہ خوبصورت، رنگ سفید اور جلد نہایت نازک، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا گرامی ہیں۔ یہ زمانہ جاہلیت میں قریش کے ایک سر برآوردہ رئیس تھے، خانہ کعبہ کا اہتمام وانصرام اور لوگوں کو پانی پلانے کا عہدہ ان کو اپنے والد عبدالمطلب سے وراثت میں ملا تھا۔ بیعت عقبہ میں حاضر تھے۔ تاکہ انصار کو عہد وفا کرنے کی تاکید کریں۔ اگرچہ اس وقت یہ مسلمان نہ تھے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر قیدیوں میں شامل تھے۔ فتح مکہ سے تھوڑا سا عرصہ پہلے اسلام قبول کیا اور اس غزوہ میں شریک بھی ہوئے، غزوہ حنین کے روز ثابت قدم رہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں جن سے کثرت سے اولادیں ہوئیں، سب سے پہلی بیوی لبابہ بنت حارث تھیں، ان سے حسب ذیل اولادیں ہوئیں: فضل، عبداللہ، عبیداللہ، عبدالرحمٰن، قثم، معبد، ام حبیبہ۔ ام ولد سے یہ اولادیں ہوئیں: کثیر، تمام، صفیہ، امیمہ۔ تیسری بیوی جمیلہ تھیں، ان کے بطن سے حارث تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اٹھاسی برس کی عمر پا کر ۳۲ھ میں بماہ رجب یا رمضان جمعہ کے روز رہگزین عالم جاوداں ہوئے، خلیفہ ثالث نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قبر میں اتر کر سپردِ خاک کیا۔ [1]

---

[1] اسد الغابة: ۳/ ۱٦۳؛ طبقات ابن سعد: ٤/ ٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

خانہ کعبہ کو پہلی بار غلاف چڑھانے والی خاتون

حضرت عباس رضی اللہ عنہ عہد طفولیت میں ایک مرتبہ گم ہو گئے تھے، ان کی والدہ نے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے کی نذر مانی، چنانچہ ان کے صحیح وسلامت مل جانے کے بعد نہایت تزک واحتشام کے ساتھ یہ نذر پوری کی گئی، بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پہلی عرب خاتون تھی، جنہوں نے ایامِ جاہلیت میں خانہ کعبہ کو دیبا و حریر سے مزین کیا۔ [1]

قبل از اسلام محبت رسول

آغاز اسلام میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے گو بظاہر ایک عرصہ تک بیعت کے لیے ہاتھ نہیں بڑھایا، تاہم دل سے وہ اس تحریک کے حامی تھے، چنانچہ اہل یثرب نے جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی اور زمانہ حج میں بہتر انصار نے کفار سے چھپ کر منیٰ کی ایک گھاٹی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس راز داری کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے انصار سے خطاب کر کے کہا کہ گروہِ خزرج! تم کو معلوم ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے خاندان میں معزز و محترم رہے ہیں اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہم نے ہمیشہ ان کی حفاظت کی ہے، اب وہ تمہارے پاس جانا چاہتے ہیں، اگر مرتے دم تک ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ورنہ ابھی سے صاف جواب دے دو۔ انصار نے اس کے جواب میں جاں نثاری و وفاشعاری کی حامی بھری اور اس کے کچھ عرصہ بعد ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ [2]

بدر میں قیدی بن گئے

غزوہ بدر میں دشمن کی طرف سے عباس رضی اللہ عنہ شامل تھے مگر وہ مجبوراً شامل ہوئے، اس

---

[1] اسد الغابة: ۳/۱۶۳۔ [2] سیرت ابن ھشام: ۱/۳٤۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ میں دوسرے مشرکین قریش کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ، عقیل رضی اللہ عنہ اور نوفل بن حارث بھی گرفتار ہوئے تھے، اتفاق سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مشکیں اس قدر کس کر باندھی گئی تھیں کہ وہ دردناک آواز کے ساتھ کراہ رہے تھے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کراہ سن کررات کو آرام نہ فرما سکے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم ہوا تو انہوں نے ان کی مشکیں ڈھیلی کردیں۔ اسیرانِ جنگ کے پاس کپڑے نہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو کپڑے دلوائے لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قد اس قدر اونچا تھا کہ کسی کا کرتا ان کے بدن پر ٹھیک نہیں اترتا تھا، عبداللہ بن ابی نے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہم قد تھا، اپنا کرتہ منگوا کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق ہونے کے باوجود مرنے کے بعد اس کی لاش کو اپنا کرتہ پہنانے کے لیے دیا، وہ درحقیقت اس احسان کا معاوضہ تھا۔ [1]

عباس کو ایک درہم بھی مت چھوڑنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار کے کچھ لوگوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر وہ اجازت دے دیں تو ہم اپنے بھانجے عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ چھوڑ دیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَاللهِ لَا تَذَرُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا)) ''اللہ کی قسم! عباس کو ایک درہم بھی مت چھوڑنا۔'' [2]

حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا تھے۔ انصار نے انہیں اپنا بھانجا اس لحاظ سے کہا کہ ان کی دادی یعنی عبدالمطلب کی والدہ بنونجار کے قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں۔ اس رشتہ کی بنا پر انصار نے ان کا فدیہ معاف کرنا چاہا مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بنا پر ایسا نہ کرنے دیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مالدار شخص تھے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ انصاری مسلمانوں کو حق ملنا چاہیے۔ یہ ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو عدل وانصاف کا ترازو تھامے ہوئے ہیں۔ اللہ کی قسم! اس انداز سے مجال ہے جو معمولی سا بھی جھکنے پائے اگرچہ سگا چچا ہی کیوں نہ ہو، انسانی تاریخ میں ایسا کوئی چیف جسٹس دنیا پیش کرکے دکھلائے تو سہی۔

---

[1] ابن سعد: ٤/ ٧۔

[2] بخاري، المغازي: ٤٠١٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گراں قدر فدیہ دے کر خلاصی حاصل کی

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ناداری کا عذر پیش کر کے کہا: میں دل سے پہلے ہی مسلمان ہو چکا تھا، مشرکین نے مجھ کو بجبر اس جنگ میں شریک کیا، ارشاد ہوا کہ: ''دل کا حال خدا جانتا ہے اگر آپ کا دعویٰ صحیح ہے تو خدا اس کا اجر دے گا، لیکن ظاہری حالت کے لحاظ سے کوئی رعایت نہیں ہوسکتی، ناداری کا عذر بھی قابل تسلیم نہیں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ مکہ میں ام الفضل کے پاس ایک بڑی رقم رکھ کر آئے ہیں۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے متعجب ہو کر کہا ''خدا کی قسم! اس رقم کا حال میرے اور ام الفضل کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا، بے شک آپ رسولِ خدا ہیں اور اپنی طرف سے نیز اپنے بھتیجے عقیل ونوفل بن حارث کی طرف سے گراں قدر فدیہ دے کر خلاصی حاصل کی۔ نیز جنگِ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بیس اوقیہ سونا فدیہ لیا تھا جو دوسرے قیدیوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھا۔ [1]

تاخیر اسلام اور قیامِ مکہ کی غرض

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایک عرصہ تک مکہ میں مقیم رہنا اور علانیہ دائرہ اسلام میں داخل نہ ہونا درحقیقت ایک مصلحت پر مبنی تھا، وہ کفار مکہ کی نقل وحرکت اور ان کے راز ہائے سربستہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دیتے تھے، نیز اس سرزمین کفر میں جو ضعفائے اسلام رہ گئے تھے ان کے لیے تنہا مامن وملجا تھے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جب کبھی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ نے باز رکھا اور فرمایا کہ ''آپ کا مکہ میں مقیم رہنا بہتر ہے، خدا نے جس طرح مجھ پر نبوت ختم کی ہے اسی طرح آپ پر ہجرت ختم کرے گا۔'' [2]

گو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرصہ تک اپنے ایمان وعقیدہ کو مشرکین قریش سے مخفی رکھا تاہم وہ اپنے دلی رجحان کو چھپا نہ سکے، ایک مرتبہ حضرت حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر مکہ آئے، اس زمانہ میں جنگ خیبر درپیش تھی، اور اہل مکہ نہایت بے چینی کے ساتھ اس کے نتیجہ پر آنکھیں لگائے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ان کو مدینہ کی طرف سے آتے

---

[1] مسند احمد: ۳۳۵۔ [2] اسد الغابۃ: ۳/ ۱۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے دیکھ کر گھیر لیا اور جنگ کی خبر پوچھی بولے: ''خیبر کی جنگ میں مسلمانوں کو نہایت عبرت ناک شکست ملی، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) گرفتار ہوئے، اور ان کے اکثر جان نثار قتل کیے گئے۔ میں اپنا مال لینے آیا ہوں کہ دوسرے تاجروں کو خبر نہ ہونے سے پہلے اہل خیبر سے تمام مالِ غنیمت خرید لوں۔''

اس خبر سے یکا یک تمام مکہ میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی، وادیٔ بطحاء کا ہر بچہ بادۂ انبساط سے مخمور ہو گیا، گھر گھر خوشی کے ترانے گائے جانے لگے، لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گھر ماتم کدہ تھا، وہ افسردہ دل اور مغموم صورت حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ سے تخلیہ میں ملے اور پوچھا: ''حجاج! کیا یہ خبر صحیح ہے؟'' بولے: ''نہیں، خدا کی قسم! آپ کے لیے نہایت خوش آیند خبر ہے، خدا نے آپ کے بھتیجے کو خیبر پر کامل فتح عطا فرمائی، اکثر رؤسائے خیبر قتل کیے گئے۔ ان کا تمام مال واسباب مجاہدین اسلام کے ہاتھ آیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں چھوڑا کہ خیبر کی شہزادی داخل حرم ہو رہی تھی، میں اسلام قبول کر چکا ہوں، اور یہاں صرف اس لیے آیا ہوں کہ بلطائف الحیل اپنا مال لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں، آپ میرے جانے کے بعد تین دن تک اس خبر کو پوشیدہ رکھیں، کیونکہ مجھے تعاقب کا خوف ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مسرت وانبساط کی کوئی انتہا نہ رہی، وہ بمشکل تین دن تک اس کو چھپا سکے اور چوتھے روز نہا دھو کر اور بیش قیمت کپڑے زیب بدن کر کے ہاتھ میں عصا لیے ہوئے خانہ کعبہ آئے اور طواف کرنے لگے، لوگوں نے چھیڑ کر کہا: خدا کی قسم! یہ مصیبت پر اظہارِ صبر ہے۔ بولے: قسم ہے اس ذات کی جس کی تم نے قسم کھائی ہرگز نہیں! بالکل غلط ہے، خیبر فتح ہو گیا اور اس کا ایک ایک چپہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب کے تصرف میں ہے۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا: یہ خبر کہاں سے آئی؟ فرمایا: حجاج بن علاط (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا جو اسلام قبول کر چکے ہیں اور یہاں محض اپنا مال لینے آئے تھے۔ اس حقیقت نے مشرکین مکہ کی تمام مسرت خاک میں ملا دی اور وہ ایک فریب خوردہ دشمن کی طرح دانت پیسنے لگے۔ [1]

فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ہجرت کی اجازت مل گئی، چنانچہ وہ مع

[1] اسد الغابة: ۱/ ۶۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل و عیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علانیہ بیعت کر کے مستقل طور سے مدینہ میں سکونت پذیر ہوئے۔

دعائے رسول پانے والے

حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا: ''جب تک میں کل آپ کے گھر نہ آ جاؤں اس وقت تک آپ اور آپ کے بیٹے گھر سے کہیں نہ جائیں، مجھے آپ لوگوں سے ایک کام ہے۔'' چنانچہ اگلے دِن یہ سب لوگ گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''السلام علیکم۔'' جواب میں ان حضرات نے کہا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپ لوگوں نے کس حال میں صبح کی؟'' ان لوگوں نے کہا: ہم اللہ کی تعریف کرتے ہیں (اچھے حال میں صبح کی)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپ لوگ سمٹ جائیں اور مل کر بیٹھیں۔'' چنانچہ جب وہ اس طرح بیٹھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب پر اپنی چادر ڈال دی۔ پھر یہ دُعا فرمائی:

((یَارَبِّ! هٰذَا عَمِّيْ وَصِنْوُ أَبِيْ وَ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِيْ فَاسْتُرْهُمْ مِنَ النَّارِ كَسَتْرِيْ إِيَّاهُمْ بِمَلَائَتِيْ هٰذِهٖ)) [1]

''اے میرے رب! یہ میرے چچا اور میرے والد جیسے ہیں اور یہ سب میرے گھر والے ہیں، لہٰذا جیسے میں نے ان کو اپنی اس چادر میں چھپا رکھا ہے آپ بھی ان کو ایسے ہی آگ سے چھپالیں۔'' اس پر پاس دیواروں اور دروازوں کی چوکھٹ وغیرہ نے بھی تین مرتبہ آمین، آمین، آمین کہا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ

---

[1] حياة الصحابة: ٣/ ١٦٤؛ البداية والنهاية: ٦/ ١٣٣؛ ابونعيم فى الدلائل، ص: ١٠٤ وقال الهيثمي: ٩/ ٢٧٠ إسناده حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذَنْبًا اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِيْ وَلَدِهٖ)) ❶

''اے اللہ! عباس رضی اللہ عنہ اور اس کی اولاد کی مغفرت فرما، ایسی مغفرت جو کسی ظاہری یا باطنی گناہ کو نہ چھوڑے اور اے اللہ! اس کی اولاد میں اس کا محافظ بن جا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارش کے لیے دعا کروائی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر ان کو اپنے مشوروں میں شریک کرتے تھے، اور قحط و خشک سالی کے موقعوں پر ان سے دعائیں کراتے تھے، قحط عام الرمادہ کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا: خدایا! پہلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑ کر حاضر ہوتے تھے، اور اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم کا وسیلہ لے کر آئے ہیں، ان کے طفیل ہم کو سیراب کر۔ ❷

سب کو سود معاف کر دیا

تجارت ذریعہ معاش تھی، ساتھ ہی وہ سودی لین دین بھی کرتے تھے، لوگوں کو سود پر قرض دیتے تھے، یہ سلسلہ فتح مکہ تک قائم رہا، حجۃ الوداع کے موقع پر محرم ۱۰ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا مشہور آخری خطبہ دیا تو اس میں فرمایا: ''آج سے عرب کے تمام سودی کاروبار بند کیے گئے اور سب سے پہلا سودی کاروبار جس کو میں بند کرتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔'' ❸

مال فدک اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت کے خمس اور فدک کی آمدنی سے بھی ان کی اعانت فرماتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سے فدک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری متروکہ جائیداد میں وراثت کا مطالبہ کیا لیکن ((لا نورث ما ترکنا صدقۃ)) کی حدیث سن کر خاموش ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں باغِ فدک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیا تھا، لیکن وہ دونوں باہمی

---

❶ جامع الترمذی، المناقب، باب اللهم اغفر للعباس وولده۔۔۔: ۳۷۶۲؛ جمع الجوامع: ۲/ ۱۰۱، ۴۲۱۰۔ ❷ بخاری: ۱۰۱۰۔

❸ صحیح مسلم، الحج: ۱۴۷، ۱۲۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتفاق سے اس کا انتظام قائم نہ رکھ سکے اور بارگاہِ خلافت میں تقسیم کر دینے کی درخواست پیش کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ محض گزارہ کے لیے دیا گیا ہے اس میں وراثت کا قاعدہ جاری نہیں ہو سکتا۔ 1

رسول اللہ کے آخری لمحات میں

حجۃ الوداع سے واپس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، مرض روز بڑھتا گیا، حضرت علی، حضرت عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے بنی ہاشم تیمارداری کی خدمت انجام دیتے تھے، وفات کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر نکلے، لوگوں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج کیسا ہے؟ چونکہ بظاہر حالت سنبھل گئی تھی، اس لیے انہوں نے کہا کہ خدا کے فضل سے اب اچھے ہیں۔ لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ خاندانِ ہاشم کا دیرینہ تجربہ رکھتے تھے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: تمہارا کیا خیال ہے؟ خدا کی قسم تین دن کے بعد تم غلامی کرو گے، میں آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب اس مرض میں وفات پائیں گے کیونکہ میں خاندانِ عبدالمطلب کے چہروں سے موت کا اندازہ کر سکتا ہوں، آؤ چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں کہ آپ کے بعد منصب خلافت کس کو حاصل ہوگا، اگر ہم مستحق ہیں تو معلوم ہو جائے گا، ورنہ عرض کریں گے کہ ہمارے لیے وصیت فرما جائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم میں نہ پوچھوں گا، اگر پوچھنے میں آپ نے انکار کر دیا تو پھر آیندہ ہمیشہ کے لیے اس سے محروم ہو جاؤں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انکار سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی جرأت نہ ہوئی۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی روز رحلت پائی، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے بنو ہاشم کی مدد سے تجہیز و تکفین کی خدمت انجام دی، چونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم تھے، خاندانِ ہاشم میں سب سے معمر تھے، اس لیے تعزیت کے خیال سے لوگ ان ہی کے پاس آئے۔ 2

نمونہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ،

---

1 بخاری، المغازی، باب غزوۂ خیبر: ۴۳۵۸۔ 2 مسند احمد: ۱/ ۲۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الحَارِثِ، حَدَّثَنَا العَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ، قَالَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ هُوَ فِی ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْ لَا أَنَا لَكَانَ فِی الدَّرْكِ الأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ. [1]

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے سفیان ثوری نے، کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے، ان سے عبداللہ بن حارث نے بیان کیا ان سے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ اپنے چچا (ابوطالب) کے کیا کام آئے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غصہ ہوتے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(اسی وجہ سے) وہ صرف ٹخنوں تک جہنم میں ہیں اگر میں ان کی سفارش نہ کرتا تو وہ دوزخ کی تہ میں بالکل نیچے ہوتے۔''

---

[1] بخاری، المناقب: ۳۸۸۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما

تعارف حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما

عبداللہ نام کنیت ابومعاویہ تھی۔ بعض نے ابومحمد اور بعض نے ابوابراہیم بیان کی ہے۔ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ان کے والد علقمہ بن قیس اسلمی بھی صحابی تھے۔ صلح حدیبیہ کے قبل مشرف باسلام ہوئے، حدیبیہ، خیبر اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ حنین میں ہاتھ زخمی ہوا تھا جس کا نشان آخر تک رہا۔ ان کی ۹۵ مرویات حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں، جن میں سے دس متفق علیہ ہیں، اور ۵ میں امام بخاری اور ایک میں امام مسلم منفرد ہیں، رواۃ میں عمرو بن مرہ، طلحہ بن مطرف، عدی بن ثابت اور اعمش وغیرہ قابل ذکر ہیں، رسول اللہ ﷺ کی وفات تک مدینہ میں مقیم رہے۔ بعد میں کوفہ چلے گئے۔ حضرت ابن ابی اوفی نے کافی عمر پائی، بنی امیہ کے دور تک زندہ رہے، اخیر عمر میں آنکھوں سے معذور ہوگئے تھے اسی حالت میں ۸۶ھ اور ۸۸ھ کے درمیان وفات پائی، یہ اصحاب نبوی میں آخری بزرگ تھے، جنہوں نے کوفہ میں انتقال کیا۔ [1]

---

[1] ابن سعد: ٤/ ٣٦؛ مستدرك حاكم: ٣ / ٥٧٠، ٥٧١؛ تهذيب الكمال، ص: ١٩١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

آل ابی اوفیٰ کے لیے دُعا

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی قوم اپنی زکوٰۃ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتی تو آپ ان کے لیے دعا فرماتے تھے: ''اے اللہ! آج فلاں کو خیر و برکت عطا فرما۔'' میرے والد بھی اپنی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ أَبِیْ أَوْفٰی)) [1]

''اے اللہ! آل ابی اوفی کو خر و برکت عطا فرما۔''

خارجیوں کی سرکوبی میں حصہ

خلافت صدیقی سے لے کر خلافت مرتضوی تک کہیں ان کا پتہ نہیں چلتا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں گوشہ گیر رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب خارجیوں نے سر اٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ان کے مقابلہ کو نکلے، اور اپنے ساتھ اور مسلمانوں کو بھی ان کے استیصال پر آمادہ کیا، اور ان کو لکھ بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ کے موقع پر فرمایا تھا: ''لوگو! دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کیا کرو، اور خدا سے امن و عافیت کی دعا کیا کرو، لیکن جب مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو، اور یقین رکھو کہ تلواروں کے سایہ کے نیچے جنت ہے۔'' [2]

نوحہ اور ماتم مت کرو

ابن ابی اوفی کسی موقع پر بھی فرمانِ رسول سے سرمو تجاوز نہ کرتے تھے ان کی ایک لڑکی کا

---

[1] بخاری، الزکاۃ، باب صلاۃ الامام ودعائه لصاحب الصدقة: ۱۴۹۷؛ مسلم: ۱۰۷۸؛ ابوداود: ۱۵۹۰۔ [2] ابوداود، الجهاد، باب کراهية التمنی لقاء العدو: ۲۶۳۱؛ بخاری، الجهاد، باب لاتمنو لقاء العدو: ۲۹۶۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتقال ہوگیا، عورتوں نے رونا پیٹنا شروع کیا، ابن ابی اوفی نے کہا: بین نہ کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بین سے منع فرمایا ہے، البتہ آنسو بہا سکتی ہو، اس کے بعد مسنون طریقہ سے نماز جنازہ پڑھا کر فرمایا، جنازہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ، قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ، فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى)) [2]

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے عمرو بن مرہ سے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب کوئی قوم اپنی زکوۃ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتی تو آپ ان کے لیے دعا فرماتے۔ اے اللہ! آل فلاں کو خیر و برکت عطا فرما میرے والد بھی اپنی زکوۃ لے کر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! آل ابی اوفی کو خیر و برکت عطا فرما۔''

---

[1] مسند احمد: ۱۹۱۴۰۔ [2] بخاری، الزکاۃ: ۱۴۹۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما

ان کی کنیت ابو محمد یا ابو عبداللہ تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے۔ والدہ کا نام امِ رومان تھا، جاہلیت میں ان کا نام عبدالکعبہ تھا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ایمان لائے اور مدینہ پہنچ کر اپنے والد کے ساتھ رہنے لگے، اور ان کے ذاتی کاروبار اور نجی کاموں کو زیادہ تر یہی انجام دیتے تھے۔ آٹھ احادیث کے راوی ہیں جن میں سے تین متفق علیہ ہیں۔ ۵۳ ہجری کو وفات پائی۔ [1]

---

[1] الاستیعاب: ۲/ ۸۲٤، ۱۳۹٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

قبل از اسلام اور اسلام

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تمام خاندان ابتدا میں حلقۂ بگوش اسلام ہوا، لیکن عبدالرحمٰن اس سے مستثنیٰ تھے۔ وہ عرصہ تک اپنے قدیم مذہب کے حامی رہے۔ غزوۂ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ اثنائِ جنگ میں انہوں نے آگے بڑھ کر "هل من مبارز" کا نعرہ لگایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا، انہوں نے خود بڑھ کر مقابلہ کرنا چاہا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت نہ دی۔ غزوۂ اُحد میں بھی وہ مشرکین کے ساتھ تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ایمان لائے۔

میں اپنے بیٹے کی گردن تن سے جدا کر دوں

جنگ بدر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے جنگ کے لیے مسلمانوں کو للکار رہے تھے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی کہ اے اللہ کے رسول! آپ اجازت فرمائیں میں اپنے بیٹے کی گردن تن سے جدا کر دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی۔ [1]

جنگِ یمامہ میں کردار

یمامہ کی خون ریز جنگ میں حضرت عبدالرحمٰن نے اپنی تیر اندازی کا غیر معمولی کمال دکھایا۔ انہوں نے اس جنگ میں غنیم کے سات بڑے جاں باز افسروں کو نشانہ بنا کر واصلِ جہنم کیا۔ قلعہ یمامہ کی دیوار ایک جگہ سے شق ہو گئی تھی۔ مسلمان اس راستہ سے اندر گھسنا چاہتے تھے لیکن دشمن کا ایک سردار محکم بن طفیل نہایت جاں بازی کے ساتھ اس جگہ اڑا ہوا تھا، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تاک کر اس کے سینہ پر ایک ایسا تیر مارا کہ وہیں ڈھیر ہو گیا، اور

---

[1] الاستیعاب: ۲/ ۸۲٤، ۱۳۹٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان اس کے ساتھیوں کو روندتے ہوئے اندر گھس گئے۔

وفات پر اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرثیہ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آخر عمر میں مکہ مکرمہ سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر حبشی نام کے ایک مقام پر اقامت پذیر ہو گئے تھے اور ۵۳ ہجری میں وہیں رحلت فرما گئے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کے انتقال کی خبر ملی تو وہ حج کی نیت سے مکہ مکرمہ آئیں اور بھائی کی قبر پر کھڑی ہو کر بے اختیار روئیں۔ اس وقت ان کی زبان پر یہ اشعار تھے۔

وَكُنَّا . كَنَدْمَانَيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً
مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّيْ وَمَالِكًا
لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ، أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہما، أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ ((يُرْدِفَ عَائِشَةَ، وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ)) قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً سَمِعْتُ عَمْرًا كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ عَمْرٍو. [2]

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے عمرو بن اوس سے سنا، ان کو عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا: ''عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ سواری پر لے جائیں اور تنعیم سے انہیں عمرہ کرالائیں۔'' سفیان بن عیینہ نے کہیں یوں کہا میں نے عمرو بن دینار سے سنا، کہیں یوں کہا میں نے کئی بار اس حدیث کو عمرو بن دینار سے سنا۔

[1] ترمذی: ۱۰۵۵ فیه ضعف۔ [2] بخاری، العمرة: ۱۷۸۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ

تعارف عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ

عمرو بن حارث بن مصطلق رضی اللہ عنہ خزاعی کوفی ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبتی بھائی ہیں جو جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا (ام المومنین) کے بھائی ہیں، یہ اکثر روایات زینب جو ابن مسعود کی بیوی ہیں سے بیان کرتے ہیں، اور ان سے بیان کرنے والوں میں ابو اسحاق، ابو وائل وغیرہ ہیں ان کی روایات مغازی، زکاۃ اور وصایا کے متعلق ہیں۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الحَارِثِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الحَارِثِ خَتَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَخِي جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الحَارِثِ، قَالَ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً وَلَا شَيْئًا، إِلَّا بَغْلَتَهُ البَيْضَاءَ، وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً. [2]

''ہم سے ابراہیم بن حارث نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ ابن ابی بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زہیر بن معاویہ جعفی نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبتی بھائی عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ نے جو جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا (ام المومنین) کے بھائی ہیں، بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد سوائے اپنے سفید خچر اپنے ہتھیار اور اپنی زمین کے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وقف کر گئے تھے نہ کوئی درہم چھوڑا تھا نہ دینار، نہ غلام، نہ باندی اور نہ کوئی چیز۔''

---

[1] رجال صحیح بخاری، ت:۸۴۱۔ [2] بخاری، الوصایا: ۲۷۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عروہ بن جعد البارقی رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا عروہ بن جعد البارقی رضی اللہ عنہ

عروہ بن جعد انہیں ابن ابی الجعد البارقی الازدی بھی کہا جاتا ہے اور بعض نے انہیں عروہ بن عیاض بھی کہا ہے۔ کوفہ کے رہائشی، عظیم صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہی کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ بہت زیادہ مال و متاع والے تھے۔ حضرت شبیب بن عزقدہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ان کے گھر کے سامنے ہر وقت ستر سے زائد گھوڑے ہمیشہ جنگ کے لیے تیار کھڑے رہتے تھے۔ [1]

[1] طبقات ابن سعد: ٦/ ٣٤؛ اسد الغابة: ٤/ ٢٥، ٣٦٤٦؛ تجريذ اسماء الصحابة: ١/ ٣٧٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

اگر عروہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں انہیں نفع ہو جاتا

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَعْطَاهُ دِیْنَارًا یَشْتَرِیْ بِهٖ شَاةً فَاشْتَرٰی لَهٗ بِهٖ شَاتَیْنِ فَبَاعَ اِحْدَاهُمَا بِدِیْنَارٍ وَجَآئَهٗ بِدِیْنَارٍ وَشَاةٍ فَدَعَا لَهٗ بِالْبَرْکَةِ فِی بَیْعِهٖ وَ کَانَ لَوِاشْتَرَی التُّرَابَ لَرَبِحَ فِیْهِ. [1]

''نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک دینار دیا کہ وہ اس کی ایک بکری خرید کر لے آئیں انہوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں۔ پھر ایک بکری کو ایک دینار میں بیچ کر دینار بھی واپس کر دیا اور بکری بھی پیش کر دی۔ آپ ﷺ نے اس پر ان کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر تو ان کا یہ حال ہوا کہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں انہیں نفع ہو جاتا۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُصَیْنٍ، وَابْنِ أَبِی السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الجَعْدِ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((الخَیْلُ مَعْقُودٌ فِی نَوَاصِیهَا الخَیْرُ إِلَی یَوْمِ القِیَامَةِ)) قَالَ سُلَیْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِی الجَعْدِ، تَابَعَهُ مُسَدَّدٌ، عَنْ هُشَیْمٍ، عَنْ حُصَیْنٍ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِی الجَعْدِ. [2]

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے

[1] صحیح بخاری، المناقب، باب: ۳۶۴۲؛ ابوداود: ۳۳۸۴، ۳۳۸۵؛ الترمذی: ۱۲۵۸؛ ابن ماجہ: ۲۴۰۲۔ [2] بخاری، الجهاد والسیر: ۲۸۵۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصین اور ابن ابی السفر نے، ان سے شعبی نے اور ان سے عروہ بن جعد رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت بندھی رہے گی۔'' سلیمان نے شعبہ کے واسطہ سے بیان کیا کہ ان سے عروہ بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ نے اس روایت کی متابعت (جس میں بجائے ابن الجعد کے ابن ابی الجعد ہے) مسدد نے ہشیم سے کی، ان سے حصین نے، ان سے شعبی نے اور ان سے عروہ ابن ابی الجعد نے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ

سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نمری یہ نمر بن قاسط یا بکر بن وائل قبیلے سے ہیں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی پھر بصرہ جا کر رہائش پذیر ہو گئے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْتَعِلُونَ نِعَالَ الشَّعَرِ، وَإِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوهِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)) [2]

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، ان سے جریر بن حازم نے بیان کیا، کہا میں نے حسن سے سنا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو بالوں کی جوتیاں پہنے ہوں گے (یا ان کے بال بہت لمبے ہوں گے) اور قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ ان لوگوں سے لڑو گے جن کے منہ چوڑے چوڑے ہوں گے گویا ڈھالیں ہیں چمڑا جمی ہوئی (یعنی بہت موٹے منہ والے ہوں گے)۔“

---

[1] الثقات لابن حبان، ت: ۸۷۳۔

[2] بخاری، الجهاد والسیر: ۲۹۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں ان کی کنیت ابو عبد الرحمٰن یا ابو حماد ہے قبیلہ اشجع سے تعلق کی وجہ سے اشجعی کہلائے غزوہ خیبر میں پہلی مرتبہ شریک جہاد ہوئے فتح مکہ کے روز قبیلہ اشجع کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا، شام میں سکونت رکھی اور ۷۳ ھجری میں وہیں انتقال فرمایا۔ (1)

(1) اسد الغابة: ٤/ ٣١٠، ٤١٢٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا یاد کرلی

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑھی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا یاد کرلی جو آپ (تیسری تکبیر کے بعد) پڑھی کہ (اور وہ یہ ہے)

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ))

''اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے، اس پر رحم فرما (یعنی اس عبادات وطاعات قبول فرما) اسے عافیت میں رکھ، اس کی (لغزشوں) سے درگزر فرما (جنت میں) اس کی اچھی مہمانی کر، اس کی قبر کشادہ فرما، اس کو پانی سے برف سے اور اولے سے پاک کردے (یعنی طرح طرح کی مغفرتوں سے اس کے گناہ صاف کرادے، اسے گناہوں سے پاکیزہ فرمادے) جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اسے (دنیا کے) اس گھر سے (آخرت کا) بہتر گھر عطا فرما، اس کے خادموں سے بہتر خادم عطا فرما اور اس بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما، اسے (بغیر عذاب کے ابتداء ہی میں) جنت میں داخل کرا اور اسے قبر کے عذاب سے یا فرمایا کہ دوزخ کے عذاب سے پناہ دے۔'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ''اس کو قبر کے فتنہ سے یعنی فرشتوں کے جواب میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متحیر ہونے سے اور آگے کے عذاب سے بچا۔“

حضرت عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس میت کے لیے یہ دعا سنی تو مجھے بڑا رشک آیا اور بے اختیار میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش! یہ میری میت ہوتی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا میرے لیے فرماتے۔ [1]

نوٹ: یہ حدیث اس بات کی دلیل بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ باآواز بلند بھی پڑھایا کرتے تھے تبھی تو عوف بن مالک نے وہ دعا یاد کر لی تھی۔

نمونہ

حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا الوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ العَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ، قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عُبَيْدِاللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ، قَالَ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَقَالَ اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِي، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ المَقْدِسِ، ثُمَّ مُوْتَانٌ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقُعَاصِ الغَنَمِ، ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ المَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا، ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ العَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ، ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الأَصْفَرِ، فَيَغْدِرُونَ فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا. [2]

”مجھ سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن علاء بن زبیر نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے بسر بن عبیداللہ سے سنا، انہوں نے ابوادریس سے سنا، کہا کہ میں نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ میں غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

[1] صحیح مسلم، الجنائز، باب الدعا للمیت فی الصلاۃ: ۸۵، ۹۶۳؛ النسائی: ۱۹۸۴؛ ابن ماجۃ: ۱۵۰۰۔ [2] بخاری، الجزیۃ والموادعۃ: ۳۱۷۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کی چھ نشانیاں شمار کرلو، میری موت، پھر بیت المقدس کی فتح، پھر ایک وبا جو تم میں شدت سے پھیلے گی جیسے بکریوں میں طاعون پھیل جاتا ہے۔ پھر مال کی کثرت اس درجہ میں ہوگی کہ ایک شخص سو دینار بھی اگر کسی کو دے گا تو اس پر بھی وہ ناراض ہوگا۔ پھر فتنہ اتنا تباہ کن عام ہوگا کہ عرب کا کوئی گھر باقی نہ رہے گا جو اس کی لپیٹ میں نہ آ گیا ہوگا۔ پھر صلح جو تمہارے اور بنی الاصفر (نصارائے روم) کے درمیان ہوگی، لیکن وہ دغا کریں گے اور ایک عظیم لشکر کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے۔ اس میں اسی جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار فوج ہوگی۔ (یعنی نو لاکھ ساٹھ ہزار فوج سے وہ تم پر حملہ آور ہوں گے)۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن زمعہ بن اسود قرشی اسدی، ام المومنین حضرت سودہ کے بھائی تھے، ان کی ماں قریبہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، عبداللہ کا گھرانا روسائے قریش میں تھا، اس لیے دوسرے روسائے قریش کی طرح ان کے والد زمعہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن تھے، بدر میں مشرکین کے جتھے میں تھے مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے، ان کے اسلام کا زمانہ متعین نہیں، غالباً فتح سے کچھ دنوں قبل یا اس کے بعد مشرف باسلام ہوئے۔ انکا شمار اہل مدینہ میں ہوتا تھا۔ ان کے فضل وکمال کے لحاظ سے کوئی لائق ذکر شخصیت نہ رکھتے تھے، لیکن کاشانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ورفت کی وجہ سے چند حدیثیں ان کے کانوں میں پڑی رہ گئی تھیں، اس لیے ان کی مرویات سے حدیث کی کتابیں یکسر خالی نہیں ہیں، ان میں ایک حدیث متفق علیہ ہے، عروہ بن زبیر اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے ان سے روایت کی ہے۔ ۳۵ھ میں جنگ دار یا یزید کے عہد حکومت میں حرہ کے واقعہ میں مارے گئے بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن وفات پائی۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَذَكَرَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ، قَالَ: ((انْتَدَبَ لَهَا رَجُلٌ ذُو عِزٍّ وَمَنَعَةٍ فِي قَوْمِهِ كَأَبِي زَمْعَةَ)) [2]

---

[1] اسد الغابة: ٣ / ٢٤٦، الاصابة: ٤ / ٧١۔

[2] بخاري، أحاديث الانبياء: ٣٣٧٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا (خطبہ کے دوران) آپ نے قوم کا ذکر کیا جنہوں نے اونٹنی کو ذبح کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(خدا کی قسم بھیجی ہوئی) اس (اونٹنی کو) ذبح کرنے والا قوم کا ایک بہت ہی باعزت آدمی (قیدار نامی) تھا جیسے ہمارے زمانے میں ابوزمعہ (اسود بن مطلب) ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن ہشام بن زہرہ التیمی، آپ رضی اللہ عنہ خاندانی لحاظ سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان بنو تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد محترم دونوں صحابی رسول تھے۔ محدث ابن مندہ فرماتے ہیں کہ یہ صحابی مدینہ میں رہے تھے۔ اور یہ ۴ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار صغار صحابہ میں ہوتا ہے۔ بلاذری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ آپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور تک زندہ رہے۔ [1]

[1] الاصابة في تمييز الصحابة: ٤/ ٢١٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے لیے دُعائے نبوی

حضرت ابوعقیل (زہرہ بن معبد) نے کہا انہیں ان کے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ ساتھ لے کر بازار نکلتے یا بازار جاتے اور کھانے کی کوئی چیز خرید تے، پھر اگر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما یا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ان سے ملاقات ہو جاتی تو وہ کہتے کہ ہمیں بھی اس میں شریک کیجیے کیونکہ:

فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ.

''یقیناً رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے برکت کی دُعا فرمائی تھی۔''

پس وہ انہیں شریک کر لیتے تھے۔ بعض دفعہ تو ایک اونٹ کے بوجھ کا پورا غلہ نفع میں آ جاتا اور وہ اسے گھر بھیج دیتے تھے۔ [1]

دعائے نبوی کے ثمرات

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے میری والدہ ماجدہ زینب بنت حمید رضی اللہ عنہا پیارے نبی ﷺ کے پاس لے کر حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس سے بیعت لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ابھی چھوٹا ہے۔'' آپ ﷺ نے میرے سر پر دست شفقت رکھا اور میرے لیے برکت کی دُعا فرمائی۔

ان کے پوتے زہرہ بن معبد کا بیان ہے کہ وہ روزانہ اپنے تمام گھر والوں کے لیے ایک بکری ذبح کیا کرتے تھے۔ [2]

نمونہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ

---

[1] صحیح بخاری، الدعوات، باب الدعاء للصبیان بالبرکة ومسح رؤسهم: ٦٣٥٣، ٢٥٠٢۔ [2] بخاری، الاحکام، باب بیعة الصغیر: ٧٢١٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَخْبَرَنِی حَیْوَۃُ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَقِیلٍ زُهْرَۃُ بْنُ مَعْبَدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّہُ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ هِشَامٍ، قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِیَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِی، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((لَا، وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ، حَتّٰی أَكُونَ أَحَبَّ إِلَیْكَ مِنْ نَفْسِكَ)) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَإِنَّهُ الْآنَ، وَاللّٰہِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ نَفْسِی، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ الْآنَ یَا عُمَرُ. [1]

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے حیوہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے ابوعقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا، انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوا میری اپنی جان کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا) جب میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں۔“ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! عمر اب تیرا ایمان پورا ہوا۔“

---

[1] بخاری، الایمان والنذور: ٦٦٣٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہما

تعارف عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن کبیر المازنی ان کی کنیت ابو بسر تھی۔ سو سال کی عمر پا کر سلیمان بن عبدالملک کے عہد میں حمص کی سرزمین میں ۸۱ھ میں رحلت فرمائی۔ [1]

[1] الاستیعاب، ت: ۱٤۹۰؛ الثقات: ۳/ ۲۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

دعائے رسول پانے والے

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو میرے والد محترم نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمارے ہاں ٹھہریں اور کچھ تناول فرمائیں۔ پس پھر کھجوریں لائی گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوریں کھا رہے تھے اور گٹھلیاں پھینک رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور پھر اپنی دائیں جانب والے کو دے دیا۔ پس پھر میرے والد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی لگام پکڑ لی اور کہا کہ ہمارے لیے دعا فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ)) [1]

''اے اللہ! ان کے رزق میں برکت عطا فرما، انہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔''

طبرانی کی روایت میں ہے کہ اس کے بعد ہم ہمیشہ اللہ کی طرف سے رزق میں وسعت ہی دیکھتے رہے۔ [2]

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے بھی دعا فرمائی تھی۔

وَضَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَدَهُ عَلٰی رَأْسِهِ وَ دَعَا لَهُ. [3]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ مبارک رکھا اور ان کے لیے دُعا بھی فرمائی۔''

---

[1] مسلم، الأشربة، باب استحباب وضع النوی خارج التمر واستحباب دعاء الضیف لأهل الطعام: ٢٠٤٢؛ ابوداود: ٣٧٢٩؛ احمد: ١٧٦٩١؛ ابن حبان: ٥٢٩٧۔ [2] الطبرانی فی الدعاء: ٩٢٠؛ حیاة الصحابة: ٣/ ٣٨١۔

[3] الاصابة، ت: ٤٥٨٢ والاستیعاب، ت: ١٤٩٠؛ الثقات: ٣/ ٢٣٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ

حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ شَيْخًا قَالَ كَانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ. ❶

''ہمیں عصام بن خالد نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں حریز بن عثمان نے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابی عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کی ٹھوڑی کے چند بال سفید ہو گئے تھے۔''

---

❶ صحیح بخاری، المناقب: ٣٥٤٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ

تعارف عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ آپ کو صحابئ رسول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ نے بیعت رضوان میں شرکت کی، محمد بن سعد نے آپ کا ذکر ان صحابہ میں کیا ہے جو جوانی ہی میں وفات پا گئے تھے۔ عہد فاروق میں یہ مکہ کے رہائشی تھے وہاں کچھ دیر گورنر بھی رہے بعد ازاں آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے بیٹے عبداللہ، سعید اور ان کے علاوہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور امام شعبی شامل ہیں۔ [1]

---

[1] الاصابۃ، ٤ ٢٨٢، ت: ٥٠٧٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

ابن ابزی گورنر بن گئے

عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نافع بن حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عسفان میں ملاقات کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ کا امیر مقرر کرنے کا حکم دیا ہوا تھا آپ نے فرمایا:

مَنْ اسْتَعْمَلْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِي.

''تم نے مکہ میں کسے امیر بنایا ہے؟''

فَقَالَ ابْنُ أَبْزَى.

''تو اس نے عرض کیا کہ ابن ابزی کو۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

وَمَنْ ابْنُ أَبْزَى؟

''ابن ابزی کون آدمی ہے؟''

اس نے جواب میں کہا کہ ہمارے غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔

آپ نے فرمایا کہ تو نے ایک غلام کو ان کا امیر بنا دیا ہے۔؟

اس نے کہا کہ:

إِنَّهُ قَارِئٌ لِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّهُ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ.

''وہ اللہ کی کتاب کا قاری ہے اور اس کے احکامات کا جاننے والا بھی ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ)) [1]

''اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ذریعے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب کے

---

[1] صحیح مسلم، فضائل القرآن: ۱۸۹۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے لوگوں کو پست وذلیل کرتا ہے۔"

نمونہ

حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي اجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ، فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَمَّا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ فَاجْنَبْنَا، فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا)) فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ، وَنَفَخَ فِيْهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ. [1]

"حضرت سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے والد (عبدالرحمٰن بن ابزیٰ) سے روایت کرتے ہیں، کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا، اور کہنے لگا میں جنبی ہوگیا اور مجھے پانی نہ ملا، اس پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ ایک مرتبہ میں اور آپ سفر میں تھے اور دونوں کو جنابت لاحق ہوگئی تھی، آپ نے تو نماز ادا نہ کی، مگر میں نے مٹی میں لوٹ لگائی اور نماز ادا کرلی، پھر میں نے رسول اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تمھیں بس یہی کافی تھا، (یہ کہہ کر) نبی اقدس ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے، پھر ان میں پھونک ماری اور پھر آپ نے دونوں ہاتھوں سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا۔"

[1] بخاری، التیمم: ۳۳۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

تعارف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن سلام بن حارث رضی اللہ عنہ یوسف بن یعقوب علیہما السلام کی اولاد میں سے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام حصین تھا جب آپ مشرف بہ اسلام ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ نام رکھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تو عبداللہ بن سلام آپ کو دیکھنے کے لیے نکلے۔ آپ کے چہرے پر نظر پڑتے ہی بے اختیار پکار اٹھے اللہ کی قسم! یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔ آپ نے ۴۳ھ میں وفات پائی۔ [1]

www.KitaboSunnat.com

[1] اسد الغابة: ۳/ ۲٦٥؛ الاصابة، ت: ٤٧٤٣؛ الاستیعاب، ت: ۱۵۷۹؛ الثقات: ۳/ ۲۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری کی خبر جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند سوالات کیے اور کہا: میں آپ سے تین ایسی باتیں دریافت کروں گا کہ جنہیں نبی کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔ ا۔ سب سے پہلی قیامت کی علامت کیا ہے؟ ۲۔ اور سب سے پہلی غذا جسے اہل جنت کھائیں گے کیا ہے؟ ۳۔ اور کیا وجہ ہے کہ بچہ (کبھی) باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور (کبھی) ماں کے۔؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام نے مجھے ابھی ان کا جواب بتلایا ہے، ابن سلام نے کہا کہ جبریل علیہ السلام تو یہودیوں کے خصوصی دشمن ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کی سب سے پہلی علامت ایک آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی، اور اہل جنت کی سب سے پہلی غذا مچھلی کی کلیجی کا ٹکڑا ہوگا، اور رہا بچہ کا معاملہ تو جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب آجائے تو بچہ باپ کی صورت پر ہوتا ہے اور اگر عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب آجائے تو بچہ عورت کا مشابہ ہوتا ہے۔'' انہوں نے کہا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ (پھر) کہا یا رسول اللہ! یہودی بڑی افترا پرداز قوم ہے میرے اسلام لانے کا انہیں علم ہونے سے پہلے آپ ان سے میرے بارے میں دریافت کیجیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہود کو بلوا بھیجا جب وہ آگئے تو آپ نے یہ) فرمایا کہ عبداللہ بن سلام تم میں کیسے آدمی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہم میں سب سے بہتر اور بہترین آدمی کے لڑکے ہم میں سب سے افضل اور افضل کے لڑکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بتاؤ تو اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہو جائیں تو کیا تم بھی ہو جاؤ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے؟'' انہوں نے کہا: اللہ انہیں اس سے محفوظ رکھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ یہی فرمایا تو انہوں نے وہی جواب دیا۔ پھر عبداللہ بن سلام ان کے سامنے (باہر) نکل آئے اور کہا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ تو یہودیوں نے کہا: یہ ہم میں سب سے بدتر اور بدتر کی اولاد ہیں اور ان کی برائیاں بیان کرنے لگے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ان سے اسی بات کا اندیشہ تھا۔ ❶

صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں بہتر شخص

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت سے پیش آیا کرتے۔ ان کے دل میں ان کا بہت احترام تھا وہ یہ فرمایا کرتے تھے:

نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. ❷

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک بہتر آدمی تھا۔''

وہ ان کی جدائی کے ڈر سے رونے لگے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حلال وحرام کے بارے میں صحابہ سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام ان کی چارپائی کے اردگرد کھڑے رونے لگے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میرے ساتھیو! تم روتے کیوں ہو؟ انہوں نے کہا: علم کے اٹھ جانے کے غم میں آنسو بہا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: علم اور ایمان قیامت تک قائم ودائم رہیں گے۔ کتاب وسنت کے علم کو جو دل سے چاہے گا حاصل کر سکے گا۔ اپنی ہر بات کو پرکھنے کے لیے قرآن حکیم کو کسوٹی بناؤ۔ علم عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے حاصل کرو۔ اگر تمہیں وہ نہ ملیں تو علم کے حصول کے لیے چار شخصیات اور ہیں، عویمر، عبداللہ بن مسعود، سلمان فارسی اور عبداللہ بن سلام جو پہلے یہودی تھے پھر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں یہ سنا ہے کہ وہ دس جنتی صحابہ میں سے ایک ہے۔ عالم کے پھسلنے سے ڈرو۔ حق جہاں سے بھی ملے لے لو اور باطل جو بھی لے کر آئے اسے مسترد کرو خواہ

---

❶ صحیح بخاری، مناقب الانصار: ۳۹۳۸۔

❷ السیرۃ الحلبیۃ: ۲/ ۳۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے لانے والا کوئی بھی ہو۔ [1]

خواب میں اک نصیحت

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا آپس میں بڑا پیار تھا۔ ایک دن سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے پیار بھرے انداز میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے پیارے بھائی، ہم میں سے جو پہلے فوت ہو جائے دوسرا اس کے بارے میں خواب میں دیکھے۔ انہوں نے پوچھا کیا ایسے ہو سکتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں اس لیے کہ مومن کی روح آزاد ہوتی ہے اور کافر کی روح قیدی ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں سویا ہوا تھا مجھے خواب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ملے۔ میں نے پوچھا کیا حال ہے۔ انہوں نے بہت اچھے انداز میں کہا، بس ایک بات کا خصوصی خیال رکھنا:

وَعَلَيْكَ بِالتَّوَكُّلِ فَنِعْمَ الشَّيْءُ التَّوَكُّلُ. [2]

''توکل کو لازم پکڑو، بہترین چیز توکل ہے۔''

اس بات کو تین مرتبہ دہرایا۔

عبداللہ بن سلام ایک جنتی شخص

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ کی خدمت میں ثرید کا بھرا پیالہ پیش کیا گیا آپ نے ثرید کھایا اور کچھ اس پیالے میں باقی رہ گیا۔ آپ نے فرمایا: اس راستے سے ایک جنتی شخص داخل ہوگا اور وہ یہ باقی ثرید کھائے گا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاص کو باہر چھوڑ آیا تھا۔ میرے خیال میں آیا کہ وہ اس راستے سے داخل ہوگا لیکن دیکھا کہ عبداللہ بن سلام داخل ہوئے اور پیالے سے باقی ثرید کھایا۔ [3]

---

[1] مسند احمد: ۱/ ۴۵۹؛ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۴۱۸۔

[2] طبقات ابن سعد: ۴/ ۹۳۔

[3] فتح الباری: ۷/ ۱۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو شریعتوں کے ماہر امام اور جنتی شخص

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور و معروف کتاب سیر اعلام النبلاء میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ لکھا ہے:

اَلْإِمَامُ الْحِبْرُ الْمَشْهُوْدُ بِالْجَنَّةِ، حَلِيْفُ الْأَنْصَارِ مِنْ خَوَاصِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. [1]

''ماہر امام، جس کے جنتی ہونے کی گواہی دی گئی، انصار کے حلیف، نبی کریم ﷺ کے خاص صحابہ میں سے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ میں ان الفاظ میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ أَحَدُ أَحْبَارِ الْيَهُوْدِ وَهُوَ مِمَّنْ شَهِدَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ. [2]

''عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہودیوں کے ایک عالم اور وہ ان میں سے ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے۔''

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ اپنی مشہور و معروف کتاب الاستیعاب میں لکھتے ہیں:

وَشَهِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ بِالْجَنَّةِ. [3]

''رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کی گواہی دی۔''

مدینہ میں آپ کی پہلی بات

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(احکام کے متعلق آپ نے سب سے پہلے یہ بات کہی تھی):

أَفْشُوا السَّلَامَ	سلام کو عام کرو۔
وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ	کھانا کھلایا کرو۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۴۱۳۔ [2] البداية والنهاية: ۷/ ۲۷۔
[3] الاستیعاب: ۳/ ۳۷۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَصِلُوا الْأَرْحَامَ رشتہ داریاں ملایا کرو۔
وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ رات کو جب لوگ سوتے ہوں نماز پڑھا کرو۔" [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ، سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ سَمِعَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ، بِقُدُومِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟، وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟، وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ؟ قَالَ:((أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِيلُ آنِفًا)) قَالَ جِبْرِيلُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، قَالَ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ (۲/البقرة۹۷) ((أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ)) قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ، وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُونِي، فَجَاءَتِ الْيَهُودُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُاللّٰهِ فِيكُمْ)) .قَالُوا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا، قَالَ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ))فَقَالُوا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ، فَخَرَجَ عَبْدُاللّٰهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ

---

[1] ابن ماجه، اقامة الصلاة، باب ماجاء فی قیام اللیل: ۱۳۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالُوا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، وَانْتَقَصُوهُ، قَالَ فَهٰذَا الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. [1]

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن بکر سے سنا، اس نے کہا کہ مجھ سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو یہود کے بڑے عالم تھے) نے رسول اللہ ﷺ کی (مدینہ) تشریف لانے کی خبر سنی تو وہ اپنے باغ میں پھل توڑ رہے تھے۔ وہ اسی وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں آپ سے ایسی تین چیزوں کے متعلق پوچھتا ہوں، جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بتلائیے قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اہل جنت کی دعوت کے لیے سب سے پہلے کیا چیز پیش کی جائے گی؟ بچہ کب اپنے باپ کی صورت میں ہوگا اور کب اپنی ماں کی صورت پر؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ابھی جبرائیل علیہ السلام نے آکر ان کے متعلق بتایا ہے۔'' عبداللہ بن سلام بولے، جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ''ہاں۔'' عبداللہ بن سلام نے کہا کہ وہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ﴾ اور ان کے سوالات کے جواب میں فرمایا: ''قیامت کی سب سے پہلی نشانی ایک آگ ہوگی جو انسانوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر لائے گی۔ اہل جنت کی دعوت میں جو کھانا سب سے پہلے پیش کیا جائے گا وہ مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ہوگا اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غلبہ کر جاتا ہے تو بچہ باپ کی شکل پر ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غلبہ کر جاتا ہے تو بچہ ماں کی شکل پر ہوتا ہے۔'' عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بول اٹھے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (پھر عرض کیا) یا رسول

---

[1] بخاري، التفسير: ٤٤٨٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہودی بڑی بہتان باز قوم ہے، اگر اس سے پہلے کہ آپ میرے متعلق ان سے کچھ پوچھیں، انہیں میرے اسلام کا پتہ چل گیا تو مجھ پر بہتان تراشیاں شروع کر دیں گے۔ بعد میں جب یہودی آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''عبداللہ تمہارے یہاں کیسے آدمی سمجھے جاتے ہیں؟'' وہ کہنے لگے، ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے بیٹے! ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ اسلام لے آئیں پھر تمہارا کیا خیال ہوگا؟'' کہنے لگے، اللہ تعالیٰ اس سے انہیں پناہ میں رکھے۔ اتنے میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہو کر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں اب وہی یہودی ان کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ ہم میں سب سے بدتر ہے اور سب سے بدتر شخص کا بیٹا ہے اور ان کی توہین شروع کر دی۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یا رسول اللہ! یہی وہ چیز تھی جس سے میں ڈرتا تھا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ابن ابی العاص بن امیہ، القرشی، الاموی کا لقب ذوالنورین ہے۔ آپ کی کنیت ابوعمر ہے۔ تیسرے خلیفۃ المسلمین اور امیر المؤمنین ہیں، السابقون الأولون، خلفاء اربعہ اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں، ۱۲ سال خلافت کے منصب پر فائز رہے۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوہری دامادی کا شرف حاصل ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شرم وحیاء کے پیکر تھے، اور جود وسخا میں نمایاں وممتاز تھے، آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں سبائیوں اور باغیوں نے آپ کے خلاف غلط افواہیں اڑا کر طرح طرح کے الزامات لگا دیئے اور خلافت سے دست برداری کا مطالبہ کرنے لگے حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ کو جمعۃ المبارک کے دن سودان بن حمران وغیرہ نے شہید کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں ۳۵ھ میں شہادت پائی۔ [1]

[1] ابن سعد: ۳/ ۵۱؛ الاصابۃ: ۷/ ۶۹۸؛ کنز العمال: ۶/ ۲۷۲؛ التاریخ الکبیر للبخاری: ۸/ ۲۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں

ایک دن سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے سنا کہ ایک شخص اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔فرمانے لگے:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اس بات کو میرے کانوں نے سنا اور میرے دل و دماغ میں ثبت ہو گئی، میں جھوٹا راوی نہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹی بات بیان کروں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دس لوگ جنت میں ہیں۔ابو بکر جنت میں، عمر جنت میں، عثمان جنت میں، علی جنت میں، طلحہ جنت میں، زبیر جنت میں، عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں، سعد بن ابی وقاص جنت میں، ابو عبید بن جراح رضی اللہ عنہم جنت میں اور اگر تم چاہو تو میں دسویں کا نام بھی لے دوں۔''

لوگ ان کے پیچھے پڑ گئے، ان کو اللہ کا واسطہ دے کر کہنے لگے: اے صحابیِ رسول! بتائیں وہ دسویں شخصیت کون سی ہے؟ تو سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: تم لوگ مجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتے ہو تو اللہ کی قسم! دسواں میں ہوں۔پھر فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی شخص نے کسی جنگ میں حصہ لیا یا حاضر ہوا اور اسکا چہرہ غبار آلود ہو گیا تو اس کا یہ عمل تمہارے ایک شخص کی ساری زندگی سے افضل ہے خواہ اس کی عمر سیدنا نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر ہو۔[1]

میرا تو اللہ مددگار ہے

سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا:

---

[1] سنن أبي داود: ٤٦٥٠؛ سنن ترمذي: ٣٧٥٧ وسنده حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ))

''اس کے لیے دروازہ کھول دو اور جنت کی خوشخبری دے دو اور یہ (بھی بتا دو) کہ انہیں ایک مصیبت (اور آزمائش) پہنچے گی۔'' تو میں نے انہیں (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو) بتا دیا۔ پھر (انہوں نے) اللہ کی حمد بیان کی اور کہا: ((وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ)) ''اللہ مددگار ہے۔'' ❶

بئر رومہ نامی کنواں خریدنے والا جنتی

حضرت ابو عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا جا چکا تھا تو انہوں نے اوپر سے لوگوں پر جھانکا اور فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، اور میں اللہ کا واسطہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کر دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((مَنْ حَفَرَ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ))

''جو شخص بئر رومہ نامی کنواں خریدے گا (جو کہ یہودی کی ملکیت تھا) تو اس کے لیے جنت ہوگی۔''

پھر وہ کنواں میں نے خریدا تھا۔ کیا تم جانتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

((مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ))

''جو شخص جنگ تبوک کا لشکر (مال دے کر) تیار کرے گا، تو اسے جنت ملے گی۔'' پھر وہ لشکر بھی میں نے تیار کیا تھا۔

راوی کہتا ہے: کہ لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی باتوں کی تصدیق کی۔ ❷

آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل نقصان نہ دے گا

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَآءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِيْ حِجْرِهٖ.

---

❶ بخاری: ٦٩٣؛ مسلم: ٢٨/ ٢٤٠٣۔

❷ صحیح بخاری، الوصایا، باب اذا وقف ارضاء...: ٢٧٧٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''غزوہ تبوک کی تیاری کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار اپنی آستین میں چھپا کر لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں بکھیر دیئے۔''

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا:

يُقَلِّبُهَا فِي حِجْرِهِ وَيَقُوْلُ مَاضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ۔ [1]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیناروں کو اپنی جھولی میں الٹاتے پلٹاتے ہوئے دو مرتبہ فرمایا کہ آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل نقصان نہ دے گا۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کے جواب

حضرت عثمان بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ایک مصری شخص حج پر آیا اس نے کچھ لوگوں کو بیٹھا ہوا دیکھا: تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ قریشی لوگ ہیں، اس نے پوچھا کہ ان کا سربراہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ان سربراہ سیدنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں:

اس شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: کہ میں آپ سے کوئی بات پوچھنا چاہتا ہوں آپ اس کا جواب دیں آپ یہ بتائیں کہ آپ کو معلوم ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت عثمان بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ہاں صحیح بات ہے، اس نے پوچھا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے، اس نے پھر پوچھا کہ عثمان بیعت رضوان میں بھی شامل نہیں تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں بات کچھ اس طرح ہے۔

اس شخص نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، (یعنی وہ خوش تھا کہ میری باتوں کی تصدیق ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی کر دی) لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا ادھر آؤ، میں تم کو ان چیزوں کی اصل حقیقت بتاتا ہوں، پھر انہوں نے کہا: جہاں تک جنگ احد سے عثمان رضی اللہ عنہ کے بھاگنے کا معاملہ ہے تو گواہ ہو جاؤ کہ اللہ نے ان کا وہ قصور معاف فرما دیا تھا اور جنگ بدر

---

[1] احمد: ٥/ ٦٣ حسن ؛ اسد الغابة: ٣/ ٤٥٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس لیے پیچھے رہ گئے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی بیٹی جو کہ عثمان کی بیوی تھیں وہ بیمار تھیں، نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم گھر پر ان کی دیکھ بھال کرو، آپ کو بدر کے مجاہدین کے برابر ثواب ملے گا اور مال غنیمت میں سے بھی آپ کو حصہ ملے گا۔'' (اس لیے وہ نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پیچھے رہ گئے تھے)

باقی رہا بیعت رضوان میں ان کا پیچھے رہ جانا تو اس کا یہ جواب ہے کہ اگر مکہ میں جانے کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ معزز و موزوں کوئی اور شخص ہوتا تو آپ ﷺ حضرت عثمان کے بجائے اس کو (مکہ والوں کی طرف) بھیجتے (عثمان زیادہ معزز و موزوں تھے) اس لیے آپ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا، اور بیعت رضوان تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ چلے جانے کے بعد ہوئی تھی، (اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیعت کر چکے تھے) آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک اٹھایا اور فرمایا: ''دیکھو یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے پھر آپ نے دایاں ہاتھ اپنے بائیں پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔'' پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا اپنے اعتراضات کے ساتھ یہ جواب بھی لیتے جاؤ۔ [1]

حیا میں سب سے بڑھ کر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سات صحابہ سب سے آگے ہیں)

''میری امت پر سب سے زیادہ رحمدل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔
سب سے بڑھ کر دینی معاملہ میں بے لچک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔
سب سے بڑھ کر حیا کے پیکر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔
سب سے بڑے کتاب اللہ کے قاری حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔
سب سے بڑے حلال و حرام کا امتیاز کرنے والے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔
سب سے زیادہ ماہر علم میراث میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری، المناقب، باب فضائل عثمان: ۳۶۹۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے بڑھ کر اس امت کے امین (امانت دار) حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔" ❶

اللہ کی قسم! فرشتے بھی ان سے حیا کرتے ہیں

سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ام المومنین حضرت عائشہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی جبکہ آپ سیدہ عائشہ کی چادر پہن کر اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی، انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا اور چل دیے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی، آپ نے اسی حالت میں اجازت دے دی، انہوں نے اپنی حاجت پوری کی اور چلے گئے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان کے بعد میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کی اجازت طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اچھی طرح کپڑے لپیٹ لو، پھر مجھے اجازت دی، میں نے اپنا کام پورا کیا اور چلا گیا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ جو اہتمام عثمان کے لیے کیا ہے وہ کسی اور کے لیے نہیں کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دراصل عثمان شرمیلا اور حیادار آدمی ہے، مجھے اندیشہ تھا، کہ اگر اسی حالت میں اجازت دے دی تو وہ اپنی ضرورت کا اظہار نہ کر سکے گا۔" ایک روایت میں ہے: "اے عائشہ! کیا میں اس آدمی سے حیا نہ کروں کہ اللہ کی قسم! فرشتے جس سے حیا کرتے ہیں۔" ❷

حیا عثمان رضی اللہ عنہ کے مشہور ترین اخلاق میں سے ہے۔ حیا کی صفت کتنی بہترین اور شیریں ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مزین فرمایا تھا، یہ آپ کے اندر خیر و برکت کا منبع اور شفقت و رحمت کا مصدر تھا۔ آپ سب سے زیادہ حیادار تھے۔

ایک دن حسن بصری رحمہ اللہ نے عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی حیاداری کا تذکرہ کرتے ہوئے

---

❶ ترمذی، المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل....: ۳۷۹۔

❷ صحیح مسلم: ۲٤۰۲؛ الصحیحۃ: ۱٦۷۸؛ الادب المفرد: ٦۰۰؛ مسند احمد: ٦/ ۱٥٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:

آپ گھر کے اندر ہوتے، دروازہ بند ہوتا پھر بھی اپنے کپڑے نہیں اتارتے تھے کہ پانی ڈال لیں، اور آپ کی حیاداری کا یہ عالم تھا کہ اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتے تھے۔ ❶

سفیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ہجرت کے چھٹے سال مکہ مکرمہ کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کی نیت سے رخت سفر باندھا۔ حدیبیہ کے مقام پر آپ نے پڑاؤ کیا اور مکہ کے حالات کی آگاہی کے لیے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا تاکہ روسائے قریش سے گفتگو کر کے انہیں مسلمانوں کو عمرہ کرنے کی اجازت پر آمادہ کر سکیں۔ ان کا خیال تھا شاید کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لیے لاؤ لشکر لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قید کر کے افواہ اڑا دی کہ عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو چکے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر تمام صحابہ کرام سے بیعت لی کہ ہم عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے سب نے مر مٹنے پر بیعت کر لی۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ جس کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی ہے۔

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾﴾ ❷

''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ شعر اس سلسلہ میں معروف ہے۔

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِيْنَا أَبَدًا

''ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جہاد پر بیعت کی ہے ہمیشہ کے

---

❶ صحیح التوثیق فی سیرة حیاة ذی النورین، ص: ٤٣۔ ❷ ٤٨/الفتح: ١٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے، جب تک ہمارے جسم میں جان ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں یوں فرمایا:

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَة

فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَة

"اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے پس تو (آخرت میں) انصار اور مہاجرین کا اکرام فرمانا۔"

عثمان رضی اللہ عنہ تو جہنم سے دور ہیں

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خطبے کے دوران میں یہ آیت پڑھی:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝۱۰۱ ۙ﴾ [1]

"بیشک وہ لوگ جن کے مقدر میں ہماری طرف سے بھلائی ہے وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔"

(پھر) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عُثْمَانُ مِنْهُمْ.

"عثمان (رضی اللہ عنہ) انہی میں سے ہیں۔" [2]

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا احترام کرنا

سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے سامنے (سیدنا) عثمان کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ امیر المومنین (علی رضی اللہ عنہ) اب آرہے ہیں وہ تمھیں بتائیں گے۔ پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو فرمایا کہ عثمان ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۹۳ۧ﴾ [3]

---

[1] ۲۱/الانبیاء:۱۰۱ [2] مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۲/ ۵۲، ۳۲۰۴۳ صحیح۔

[3] ۵/المائدۃ:۹۳؛ مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۲/ ۵۴، ح: ۳۲۰۵۱ صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے پھر ایمان کے ساتھ تقوے والا راستہ اختیار کیا، پھر تقوے اور احسان والا راستہ اختیار کیا اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا اظہار محبت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''کہ بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں مومن یا مسلم کے دل میں علی اور عثمان دونوں کی محبت اکٹھی نہیں ہوسکتی، سن لو کہ ان دونوں کی محبت میرے دل میں اکٹھی ہیں۔'' [1]

میں نے کبھی گیت نہیں گایا

اللہ تعالیٰ عثمان رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمتیں نچھاور فرمائے آپ نے اپنا تعارف ہمارے لیے آسان کردیا ہے، آپ فرماتے:

''میں نے کبھی گیت نہیں گایا، نہ اس کی تمنا کی، اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو نہ چھوا، نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں کبھی شراب نوش کی، اور جاہلیت و اسلام میں کبھی زنا کے قریب نہ گیا۔'' [2]

علوم و معارف کا چشمہ

جاہلیت میں عرب کے علوم و معارف کا آپ کو بخوبی علم تھا، امثال، انساب اور تاریخ سے آپ بخوبی واقف تھے جو جاہلیت کے اہم ترین علوم میں سے تھے۔ آپ نے روئے زمین پر سیر و سیاحت بھی کی۔ شام اور حبشہ کا سفر کیا، غیر عرب اقوام سے ملے اور ان کے حالات و اطوار سے واقفیت حاصل کی جس کی معرفت اور لوگ حاصل نہ کرسکے۔ [3]

---

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر: ۴۱/ ۳۳۲ صحیح۔

[2] حلیة الأولیاء: ۱/ ۶۱، ۶۰ صحیح۔

[3] عبقریة عثمان/ العقاد، ص: ۷۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی شادی

عثمان رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام سے مسلمان انتہائی خوش ہوئے۔آپ اور اہل ایمان کے درمیان محبت واخوت ایمانی کا رشتہ مضبوط ہوا۔رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت بخشی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ رضی اللہ عنہا کا عقد عتبہ بن ابی لہب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد عتیبہ بن ابی لہب سے کر رکھا تھا لیکن جب سورۃ المسد ﴿تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ﴾ نازل ہوئی تو ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل بنت حرب نے اپنے دونوں بیٹوں کو طلاق دینے کا حکم دے دیا، اللہ کے فضل وکرم سے ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ دونوں نے اپنے والدین کے حکم پر عمل کرتے ہوئے طلاق دے دی۔ [1]

عثمان رضی اللہ عنہ کو جب اس کی خبر ملی تو بے حد خوش ہوئے اور رقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام کو قبول کرتے ہوئے شادی کر دی، ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رقیہ کو رخصت کیا۔عثمان رضی اللہ عنہ قریش میں انتہائی خوبصورت تھے، اور رقیہ رضی اللہ عنہا حسن وجمال میں آپ سے کم نہ تھیں۔رخصتی کے وقت لوگوں کی زبان پر یہ شعر تھا:

احسن زوجین رأھما انسان
رقیة و زوجها عثمان [2]

”خوبصورت جوڑے جنہیں کسی انسان نے دیکھا رقیہ اور ان کے شوہر عثمان ہیں۔“

وہ میرے صحابی ہیں

عبدالرحمٰن بن عثمان القرشی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے گئے، اس وقت وہ عثمان رضی اللہ عنہ کا سر دھلا رہی تھیں، اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بیٹی! ابوعبداللہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، یقیناً وہ میرے صحابی ہیں، اخلاق میں مجھ

---

[1] ذوالنورین عثمان بن عفان/ محمد رشید رضا، ص:۱۲۔
[2] انساب الاشراف، صفحہ:۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔'' [1]

تم روئے زمین میں سب سے بہتر ہو

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز ہم سے فرمایا:

((أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ))

''تم روئے زمین میں سب سے بہتر ہو۔''

اس وقت ہم ایک ہزار چار سو تھے اگر میری بینائی کام کرتی تو میں تمہیں اس درخت کا مقام دکھا دیتا جس کے نیچے بیعت ہوئی تھی۔ [2]

جیسے ہی عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعلان سنا اللہ کی مغفرت ورضوان کی طرف آگے بڑھے، اور اس طرح کمر توڑ تنگی کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ سخی مہیا ہو گئے۔ [3]

آپ نے لشکر اسلام کی تمام ضروریات کو مہیا کیا، لگام ورسی بھی نہیں چھوڑی اس کا بھی انتظام فرمایا۔

سخاوت کی اک مثال

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کے لیے نو سو چالیس (۹۴۰) اونٹ اور ساٹھ گھوڑے فراہم کیے، ایک ہزار کی گنتی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دس ہزار دینار (تقریباً ساڑھے پانچ کلو سونے کے سکے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں بکھیر دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں الٹتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے:

((مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ)) [4]

---

[1] مجمع الزوائد: ١٤٥٠٠ اس کے رواۃ ثقات ہیں۔ [2] مسلم: ٣/ ١٤٨٥۔

[3] فتح الباری: ٧/ ٦٧؛ خلفاء الرسول، ص: ٢٥٠؛ العشرۃ المبشرون بالجنة/ محمد صالح عوض، ص: ٥٣۔

[4] سنن الترمذی: ٣٧٨٥؛ صحیح التوثیق، ص: ٢٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آج کے بعد عثمان جو بھی کریں انہیں ضرر نہ ہوگا۔"

اس غزوہ میں انفاق کرنے میں عثمان رضی اللہ عنہ سب سے آگے رہے۔ [1]

کیا تم اس کو جنتی چشمے کے عوض بیچو گے؟

مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل رومہ کا پانی لوگ خرید کر پیا کرتے تھے۔ جب مہاجرین مدینہ پہنچے تو انہیں پانی کی ضرورت پڑی۔ بنی غفار میں سے ایک شخص کے پاس پانی کا ایک چشمہ تھا، جس کو رومہ کہا جاتا تھا، اور وہ ایک مشک ایک مد میں بیچتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا:

((تَبِيعُهَا بِعَيْنٍ فِي الْجَنَّةِ))

"کیا تم اس کو جنتی چشمے کے عوض بیچو گے؟"

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اور میری اولاد کے لیے اور کوئی ذریعے سے معاش نہیں ہے، یہ بات جب عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے اسے ۳۵ ہزار درہم میں خرید لیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: کیا مجھے بھی وہی ملے گا جو آپ نے اس شخص کے لیے فرمایا تھا؟ آپ نے فرمایا: "ہاں۔" عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے اس کو مسلمانوں کے لیے عام کر دیا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک یہودی کا کنواں تھا جس کا پانی وہ مسلمانوں کو بیچتا تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بیس ہزار درہم میں خرید کر غنی وفقیر اور مسافر سب کے لیے عام کر دیا۔ [2]

اسے جنت میں اس سے بہترین جگہ ملے گی؟

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر مدینہ میں فرمائی تو مسلمان پنج وقتہ نماز اور خطبہ جمعہ سننے کے لیے جمع ہونے لگے، جس کے اندر انہیں اوامر ونواہی دیے جاتے تھے، اور اسی مسجد میں دین کی تعلیم دیتے اور یہیں سے تیار ہو کر غزوات کے لیے روانہ ہوتے۔ اس

---

[1] السيرة النبوية في ضوء المصادر الأصلية، ص: ٦١٥۔

[2] فتح الباري: ٥/ ٤٠٨؛ الحكمة في الدعوة الى الله: ٢٣١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح مسجد لوگوں کے لیے تنگ ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کو رغبت دلائی کہ مسجد کے بغل میں ایک قطعہ ارض خرید کر مسجد کے لیے وقف کر دیتے تاکہ مسجد کی توسیع کر دی جائے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ يَّشْتَرِىْ بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدَهَا فِى الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِى الْجَنَّةِ)) ❶

''کون ہے جو فلاں کی زمین خرید کر مسجد میں اضافہ کر دے جس کو جنت میں اس سے بہترین جگہ ملے گی؟''

عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے مال میں سے پچیس یا بیس ہزار درہم دے کر خرید لیا، پھر وہ جگہ مسجد نبوی میں شامل کر دی گئی۔

اس طرح آپ نے مسلمانوں کے لیے وسعت پیدا کی۔ ❷

تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے

ابو اشعث سے روایت ہے: معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور امارت میں ایلیاء (بیت المقدس) میں خطباء جمع ہوئے اور لوگوں سے خطاب کیا، سب سے آخر میں مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں نے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث نہ سنی ہوتی تو میں خطاب نہ کرتا، میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر فرمایا، اور اسے قریب کر کے پیش کیا، اتنے میں ایک شخص اپنا سر چھپائے ہوئے ادھر سے گزرا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هٰذَا يَوْمَئِذٍ وَاَصْحَابُهُ عَلَى الْحَقِّ وَالْهُدٰى))

''یہ شخص اور اس کے ساتھی اس وقت حق وہدایت پر قائم ہوں گے۔''

میں نے عرض کیا، کیا یہی یا رسول اللہ؟ میں نے انکا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی۔ تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ ❸

---

❶ صحیح سنن الترمذی للالبانی: ۳/ ۲۰۹، ۲۹۲۱؛ صحیح سنن النسائی: ۲/ ۷۶۶۔ ❷ اعلام المسلمین/ خالد البیطار: ۳/ ۴۱۔

❸ فضائل الصحابۃ: ۱/ ۵۰۰ اسنادہ صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم لوگ امین اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ رہنا

ابو حبیبہ سے روایت ہے کہ وہ اس گھر میں داخل ہوئے جہاں عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے، انہوں نے سنا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ سے کچھ کہنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں، آپ نے انہیں اجازت دے دی، ابو ہریرہ کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((اِنَّکُمْ تَلْقَوْنَ بَعْدِیْ فِتْنَةً وَّاخْتِلَافًا))

''تم میرے بعد فتنہ واختلاف سے دوچار ہو گے۔''

ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم کس کے ساتھ رہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَلَیْکُمْ بِالْاَمِیْنِ وَاَصْحَابِهٖ))

''تم لوگ امین اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ رہنا۔''

یہ فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ [1]

اے عثمان! قمیص مت اتارنا

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، جب وہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے، جب ہم نے یہ دیکھا تو ہم خواتین ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو گئیں، ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے دونوں کندھوں کے درمیان دست مبارک رکھا اور آخری بات تین بار یہ فرمائی:

((یَا عُثْمَانُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَسٰی اَنْ یُّلْبِسَكَ قَمِیْصًا، فَاِنْ اَرَادَكَ الْمُنَافِقُوْنَ عَلٰی خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ حَتّٰی تَلْقَانِیْ)) [2]

''اے عثمان! امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قمیص (خلافت) پہنائے گا۔ پس اگر منافقین اسے تم سے اتروانا چاہیں تو مت اتارنا یہاں تک کہ مجھ سے (جنت میں) ملنا۔''

---

[1] فضائل الصحابة: ۱/ ۱۵۵۰ اسناده صحيح۔ [2] مسند احمد: ٦/ ٨٦،٨٧، ٢٥٠٧٣؛ فضائل الصحابة: ١/ ٦٣١ اسناده صحيح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مصائب پر ہمیشہ صبر کروں

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بعض صحابہ کو بلاؤ۔'' میں نے عرض کیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: عثمان کو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں۔'' جب عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''تم یہاں سے ہٹ جاؤ۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سرگوشیاں کرنے لگے، اور عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ بدلنے لگا، جب آپ گھر میں محصور کر دیے گئے، ہم نے عرض کیا: یا امیر المومنین! آپ ان سے قتال نہیں کریں گے؟ فرمایا: نہیں۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا وَإِنِّيْ صَابِرٌ نَفْسِيْ عَلَيْهِ۔ [1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے میں اس پر ڈٹا رہوں گا۔''

وہ دوسروں کو تکلیف نہیں دیتے تھے

چنانچہ عبداللہ رومی سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رات کو جب تہجد کے لیے اٹھتے تو وضو کا پانی خود لے لیتے تھے، آپ سے عرض کیا گیا: آپ کیوں زحمت اٹھاتے ہیں خادم کو کہہ دیا کریں کافی ہے۔ فرمایا: نہیں رات ان کی ہے اس میں آرام کرتے ہیں۔ [2]

یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے صفت رحمت سے متصف ہونے کی اعلیٰ مثال ہے۔ آپ درازی عمر اور بلند مقام پر فائز ہونے کے باوجود رات کو اپنی خدمت خود کرتے تھے، خادم بیدار نہیں کرتے تھے، خادم کو اللہ تعالیٰ نے مخدوم کے لیے مسخر کر دیا ہے، ایک مسلمان کو سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو اس کے لیے مسخر کیا ہے وہ بھی اسی طرح کا انسان ہے، اس کی طاقت بھی اسی طرح محدود ہے، وہ جذبات واحساسات رکھتا ہے، اس کو چاہیے کہ اس کے جذبات کا خیال رکھے، اور اس کو مکمل نیند لینے کا موقع دے، اور کسی کام کے ذریعے اس کو مشقت میں مبتلا نہ کرے۔ [3]

---

[1] فضائل الصحابة: ١/ ٦٠٥ صحيح۔ [2] فضائل الصحابة: ٧٤٢ صحيح۔
[3] التاريخ الاسلامي: ٦٢/ ١٧، ١٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بڑوں کا احترام کرتے تھے

عثمان رضی اللہ عنہ کے تواضع اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے احترام کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ سواری پر سوار جا رہے ہوں اور راستے میں عباس رضی اللہ عنہ مل جائیں تو ان کے احترام وتعظیم میں سواری سے اتر جاتے اور اس وقت تک سوار نہ ہوتے جب تک وہ چلے نہ جائیں۔ [1]

تواضع کی نادر مثال

وہ روایت بھی عثمان رضی اللہ عنہ کے زہد وتواضع کی دلیل ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے میمون بن مہران کی حدیث سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے ہمدانی نے بیان کیا کہ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ خچر پر سوار ہیں، اور اپنے پیچھے اپنے غلام نائل کو سوار کیے ہوئے ہیں جب کہ آپ خلیفۃ المسلمین کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔ [2]

اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ نے ہمدانی کی یہ روایت بیان کی ہے: ''میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو جبکہ آپ امیر المومنین تھے، دیکھا کہ مسجد میں ایک چادر پر سوئے ہوئے ہیں اور آپ کے پاس کوئی نہیں تھا۔'' [3]

اور شرحبیل بن مسلم رحمہ اللہ کی یہ حدیث بھی روایت کی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ لوگوں کو امارات کا کھانا کھلا دیتے اور خود اپنے گھر جا کر سرکہ اور روغن پر گزارہ کرتے۔ [4]

شہادت

ایام تشریق کے درمیانے دن یعنی ۱۲ ذوالحجہ کو ایک آدمی آپ کے پاس آیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرے اور میرے درمیان اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے آپ اس وقت قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے تو وہ آدمی چلا گیا، پھر ایک اور آدمی آیا آپ نے اسے بھی فرمایا کہ تیرے اور میرے درمیان اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے اور قرآن مجید کا نسخہ آپ کے سامنے تھا اس نے آپ پر تلوار کا وار کیا تو آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے روکا، تلوار نے ہاتھ کاٹ دیا پھر کنانہ بن بشر التجیبی نے آپ کو تیر پھل مارا جس سے آپ کا خون ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ

---

[1] التبیین فی انساب القرشیین، ص: ۱۵۳۔ [2] الزھد، ص: ۱۲۷۔
[3] الزھد، ص: ۱۲۷۔ [4] الزھد، ص: ۱۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ آیت پر بہنے لگا پھر آپ شہید کر دیے گئے۔ ❶

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) ❷

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے علقمہ بن مرثد نے، ان سے ابو عبدالرحمن سلمی نے، ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم سب میں بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔''

---

❶ صحیح ابن حبان: ۱۰/ ۳۶، ۶۸۸۰ حدیث حسن، الاصابة، ت: ٥٤٦٤؛ الاستیعاب، ت: ۱۷۹۷۔ ❷ بخاری، فضائل القرآن: ٥٠٢٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن ابی سلمہ عبداللہ بن عبید الاسد مخزومی القرشی کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ آپ کی کنیت ابوحفص اور لقب ربیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ کی والدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ مشہور روایت کے مطابق آپ دو ہجری میں حبشہ میں پیدا ہوئے اور ایک روایت کے مطابق آپ ہجرت نبوی سے پہلے پیدا ہوئے۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے بیٹے محمد، سعید بن المسیب اور حضرت عروہ بن زبیر شامل ہیں۔ آپ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بحرین کے گورنر رہے اور جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ آپ نے عبدالملک بن مروان کے دور میں تراسی (۸۳) ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] الاصابة: ٤/ ٥٩٢، ت: ٥٧٤٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

آپ نے انہیں کھانے کے آداب سکھائے

عمر بن ابی سلمہ رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ:

كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ، سَمِّ اللَّهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)) فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ. [1]

میں ایک دن نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا میرا ہاتھ برتن کے دائیں بائیں آگے پیچھے گھوم رہا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے! اللہ کا نام لے کر کھاؤ، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ. [2]

''ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا، وہ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور آپ نے کپڑے کے دونوں کناروں کو مخالف طرف کے کاندھے پر ڈال لیا۔''

---

[1] بخاري: ٥٣٧٦۔ [2] بخاري، الصلاة: ٣٥٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

تعارف عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب، والدہ کا نام اسماء بنت عمیس بن معبد، عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں، جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی: ((اَللّٰهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِيْ وَلَدِهٖ)) ''اے اللہ! جعفر کی اولاد میں اس کا ایک اچھا نائب مقرر فرما'' ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں، ان میں سے دو متفق علیہ ہیں، ۸۰ سال کی عمر میں ۸۴ھ یا ۸۵ھ میں مدینہ میں وفات پائی، اموی گورنر ابان بن عثمان نے اپنے ہاتھوں سے غسل دے کر کفن پہنایا، اور جنازے کو کندھا دیا، جنازہ جنت البقیع پہنچا کر خود نماز جنازہ پڑھائی۔ [1]

[1] الاصابة: ۳/ ۲۸۹؛ معجم الصحابة: ۲/ ۵۱۳؛ الاستيعاب: ۱/ ۳۵۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد سے رسول اللہ کی محبت

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے کے چھ سال بعد تک حبشہ ہی میں رہے۔ ۷ھ میں وہ حبشہ سے مدینہ آئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خیبر فتح ہو چکا تھا اور مسلمان اس کی خوشی منا رہے تھے کہ مسلمانوں کو اپنے ان دور افتادہ بھائیوں کی واپسی کی دوہری خوشی حاصل ہوئی۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سامنے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گلے سے لگایا اور پیشانی چوم کر فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ مجھ کو جعفر کے آنے سے زیادہ خوشی ہوئی یا خیبر کی فتح سے'' غزوہ موتہ، جو جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر ان کے اہل عیال کو دی اور ساتھ فرمایا: ''اے صحابہ کرام! ان کا خیال رکھنا یہ اس خبر سے مدہوش ہیں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرصہ تک شدید غم رہا، یہاں تک کہ روح الامین نے یہ بشارت دی کہ اللہ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دو کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے میں دو نئے باز و عنایت کیے ہیں، جن سے وہ ملائکہ جنت کے ساتھ مصروف پرواز رہتے ہیں۔ چنانچہ ذوالجناحین اور طیار ان کا لقب ہو گیا۔ [1]

عبداللہ کا بچپن، یتیمی اور رسول اللہ کی کفالت

عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت جعفر مہاجرین کے اس زمرۂ اول میں ہیں جنہوں نے مشرکین مکہ کے جور و ستم سے تنگ آ کر سب سے پہلے وطن چھوڑا اور مع بال بچوں کے حبشہ کی غریب الوطنی اختیار کی، عبداللہ اسی غربت کدے میں پیدا ہوئے، اس وقت تک اور کسی حبشی مہاجر کے بچہ نہ پیدا ہوا تھا، اس لحاظ سے عبداللہ حبشی مہاجرین کی جماعت میں پہلے بچے ہیں، جو ارض حبشہ میں پیدا ہوئے۔

[1] طبقات ابن سعد: ٤/ ١/ ١٣٣؛ مستدرك حاكم: ٣/ ٢٠٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ ھ میں خیبر کے زمانہ میں جعفر حبشہ سے مدینہ آئے، اس وقت عبداللہ کی عمر سات برس کی تھی، عبداللہ بن زبیر بھی ان ہی کے ہم وصف (یہ مدنیہ مہاجرین کے پہلے بچے ہیں) اور ہم سن تھے، آنحضرت نے ان دونوں کمسن صحابیوں سے مسکرا کر بیعت لی۔ 1

حبشہ کی واپسی کے کچھ ہی دنوں بعد حضرت جعفر نے غزوۂ موتہ میں جام شہادت پیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت قلق ہوا، اور عبداللہ کی صغرسنی اور یتیمی کی وجہ سے ان پر غیر معمولی شفقت فرمانے لگے، اسی زمانہ میں فرمایا کہ عبداللہ صورۃً اور سیرۃً مجھ سے مشابہ ہیں، اور ان کا ہاتھ پکڑ کے دعا کی کہ ''خدایا ان کو جعفر کے گھر کا صحیح جانشین بنا اور ان کی بیعت میں برکت عطا فرما، اور میں دنیا اور آخرت دونوں میں آل جعفر کا ولی ہوں۔ 2

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح سے یتیم عبداللہ کی دلدہی فرماتے تھے ایک مرتبہ یہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، آپ ادھر سے گزرے تو ان کو اٹھا کر اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیا، اسی شفقت کے ساتھ عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن عاطفت میں پرورش پاتے رہے، ان کا دسواں سال تھا کہ شفیق بابا کا سایہ شفقت سر سے اٹھ گیا۔ 3

محبت علی رضی اللہ عنہ کی اک مثال

خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں عبداللہ کمسن تھے، اس لیے کہیں نظر نہیں آتے، جنگ صفین میں اپنے دوسرے اہل خاندان کے ساتھ اپنے چچا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اور ان کی حمایت میں شامی فوج سے لڑے، التوائے جنگ کے عہد نامہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے شاہد تھے ابن ملجم نے جب حضرت علی کو شہید کیا تو ان کے قصاص میں عبداللہ ہی نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر بدلہ لیا تھا۔ 4

وہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

---

1 الاصابة: ٤/ ٤٨۔ 2 مستدرك حاكم: ٣/ ٥٢٧۔

3 اخبار الطوال، ص: ١٩١۔

4 اخبار الطوال، ص: ٢٢٨؛ مستدرك حاكم: ٣/ ٥٦٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ کریم النفس، فیاض، خوش طبع، خوش خلق، عفیف، پاکدامن اور سخی تھے۔ [1]

فیاضی وسخاوت میں منفرد

ان پر فیاضی اور سخاوت کا وصف بہت غالب تھا سیر چشمی اور دریا دلی ان کے خمیر میں داخل تھی، زمانہ اسلام میں جزیرۃ العرب میں دس فیاض مشہور تھے، عبداللہ رضی اللہ عنہ ان میں بھی سب سے زیادہ فیاض تھے اوران کی فیاضی کو کوئی نہ پہنچ سکتا تھا، ایک مرتبہ ان کی غیر معتدل فیاضی پر کسی نے ٹوکا تو جواب دیا، خدا نے مجھ میں ایک عادت ڈال دی ہے میں نے اس عادت کے مطابق دوسروں کو بھی عادی بنا دیا ہے، مجھ کو ڈر ہے کہ اگر میں یہ عادت چھوڑ دوں تو خدا مجھے دینا چھوڑ دے گا۔ [2]

ایک مرتبہ تاجر شکر لے کر مدینہ آئے، اس وقت بازار سرد تھا، تاجروں کو گھاٹا آیا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ سب شکر خرید کر لوگوں میں تقسیم کر دی جائے۔

یزید نے اپنے عہد حکومت میں ان کو بہت بڑی رقم بھیجی، انہوں نے اسی وقت کھڑے کھڑے کل رقم مدینہ والوں میں تقسیم کر دی، اور ایک حبہ بھی گھر نہ آنے دیا، عبداللہ ابن قیس نے اس شعر میں:

وما كنت الا كالاغرابن جعفر   راى المال لا يبقى فابقى له ذكرا

''تم اس معزز ابن جعفر کی طرح ہو، جس نے سمجھا کہ مال فنا ہو جائے گا، اور اس کا ذکر خیر باقی رہ جائے گا۔'' [3]

ناجائز آمدنی سے پرہیز:

لیکن ان کثیر اخراجات اور غیر محدود فیاضیوں کے باوجود کبھی ناجائز مال کا ایک حبہ بھی نہ لیتے تھے اور رشوت کی بڑی بڑی رقموں کو ٹھکرا دیتے تھے ایک مرتبہ دیہی علاقہ کے زمینداروں نے کسی معاملہ میں انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گفتگو کرنے کے لیے بھیجا، ان کی وساطت سے زمینداروں کے موافق فیصلہ ہو گیا، اس صلہ میں انہوں نے چالیس ہزار کی رقم پیش کی،

---

[1] الاستيعاب: ١/ ٣٥٤ـ [2] الاستيعاب: ١/ ٣٥٤ـ

[3] اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ الاصابة: ٤ / ٤٩ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا، اور کہا میں بھلائی کو فروخت نہیں کرتا۔ ❶

آخری لمحات میں خراج تحسین

ابان رحمہ اللہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اوصاف سے اس قدر متاثر تھے کہ مٹی ڈالتے وقت روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے، خدا کی قسم! تم بہترین آدمی تھے، تم میں مطلق شر نہ تھا، تم شریف تھے، تم صلہ رحمی کرتے تھے۔

مقیم الی ان یبعث اللّٰہ خلقہ　　لقاء ک لا یرجی وانت قریب

”جب تک خدا اپنی مخلوق کو دوبارہ زندہ کرے آرام سے قبر میں مقیم رہو، اگرچہ تم بہت قریب ہو، لیکن تم سے ملاقات کی کوئی امید نہیں“

تزید بلی فی کل یوم ولیلۃ　　وتنسی کما تبلی وانت حبیب

”تم شبانہ یوم مٹتے جاتے ہو اور جس قدر مٹتے جاتے ہو بھولتے جاتے ہو حالانکہ تم محبوب ہو“ ❷

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُالعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالقِثَّاءِ. ❸

”ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا ہے۔“

❶ الاصابۃ: ٤ / ٤٩۔
❷ اسد الغابۃ: ٣ / ١٣٤۔ ❸ بخاری، الاطعمۃ: ٥٤٤٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما

تعارف حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما

فضل بن عباس بن عبدالمطلب، ابو محمد کنیت ''ہمرکاب رسول'' لقب، ماں کا نام لبابہ تھا، آپ ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ بدر سے قبل مشرف باسلام ہوئے، فتح مکہ کے کچھ دنوں پہلے اپنے والد بزرگوار حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہجرت کی۔ غزوہ حنین میں شریک ہوئے اور ثابت قدم رہے۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے ۲۴ حدیثیں مروی ہیں، ان میں ۴ متفق علیہ ہیں۔ اکابر صحابہ میں ابن عباس، اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اور عام لوگوں میں کریب، قثم بن عباس، عبیداللہ، ربیعہ بن حارث، عمیر، ابوسعید، سلیمان بن یسار، شعبی، عطاء بن ابی رباح وغیرہ نے روایتیں کی ہیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ کے پیچھے سوار تھے۔ نبی اکرم ﷺ کو جن صحابہ نے غسل دیا تھا ان میں یہ بھی شامل تھے۔ بعد میں شام کی طرف جہاد کے لیے چلے گئے، اردن میں طاعون عمواس میں ۱۸ھ کو ۲۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ایک قول کے مطابق جنگ یرموک میں شہید ہوئے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ اجنادین کے معرکہ میں شہید ہوئے۔ [1]

[1] الاستیعاب: ۲/ ۵۳۵؛ تہذیب الکمال: ۴/ ۲۸۰؛ الاصابۃ: ۵/ ۲۱۲؛ طبقات ابن سعد: ۴/ ۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

ردیف رسول کو نصیحتیں

فضل رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ کے ساتھ اس شان سے نکلے کہ آپ کی سواری پر سوار تھے، اسی دن سے ''ردیف رسول'' یعنی ''ہم کاب رسول'' لقب ہو گیا، اسی درمیان میں قبیلہ خثعم کی ایک نوجوان اور خوبصورت عورت حج کے متعلق ایک مسئلہ پوچھنے آئی، حج میں منہ چھپانا عورتوں کے لیے درست نہیں، اس لیے اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا، فضل رضی اللہ عنہ بھی نہایت خوش رو تھے، وہ ان کی طرف گھورنے لگی اور یہ بھی دیکھنے لگے، آپ ﷺ بار بار ان کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیتے تھے، مگر یہ پھر اس کی طرف رخ کر دیتے آخر میں آپ نے فرمایا ''برادر عزیز! آج کے دن جو شخص آنکھ، کان اور زبان پر قابو رکھے گا اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ رمی جمار کے وقت آپ کی پشت پر چادر آڑ کیے ہوئے سایہ کیے کھڑے تھے۔ [1]

صحیح بخاری کی روایت مکمل کچھ اس طرح ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ:

أَرْدَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلَى عَجُزِ رَاحِلَتِهِ، وَكَانَ الفَضْلُ رَجُلًا وَضِيئًا، فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ لِلنَّاسِ يُفْتِيهِمْ، وَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ وَضِيئَةٌ تَسْتَفْتِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَطَفِقَ الفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ وَالفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، فَأَخْلَفَ بِيَدِهِ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الفَضْلِ، فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ، أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لاَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى

---

[1] طبقات ابن سعد: ٤ / ٣٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرَّاحِلَةِ، فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس کو قربانی کے دن اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ وہ خوبصورت گورے مرد تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو مسائل بتانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران میں قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھنے آئی۔ فضل بھی اس عورت کو دیکھنے لگے۔ اس کا حسن و جمال ان کو بھلا معلوم ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا تو فضل اسے دیکھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جا کر فضل کی ٹھوڑی پکڑی اور ان کا چہرہ دوسری طرف کر دیا۔ پھر اس عورت نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے بارے میں اللہ کا جو اپنے بندوں پر فریضہ ہے وہ میرے والد پر لاگو ہوتا ہے، جو بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اور سواری پر سیدھے نہیں بیٹھ سکتے۔ کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کر لوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں ہو جائے گا۔“

آخری سعادت

سیدنا فضل رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری خدمت کی سعادت بھی حاصل کی، آپ نے مرض الموت میں جو آخری خطبہ دیا تھا، اس کے لیے جن دو سعادت مندوں کے سہارے زنان خانہ سے باہر تشریف لائے تھے، ان میں سے ایک حضرت فضل رضی اللہ عنہ تھے، اور ان ہی کے ذریعہ سے مسلمانوں میں خطبہ دینے کا اعلان کرایا تھا، سب سے آخری سعادت جسد اطہر کے غسل کی حاصل ہوئی، چنانچہ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا، ان میں ایک فضل رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہ پانی ڈالتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نہلاتے تھے۔ ❷

نمونہ

قَالَ كُرَيْبٌ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، عَنِ الْفَضْلِ

---

❶ بخاري، الاستيذان: ٦٢٢٨۔

❷ الاصابة: ٥/ ٢١٢؛ الاستيعاب: ٢/ ٥٣٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى بَلَغَ الْجَمْرَةَ. [1]

''کریب نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فضل رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے خبر دی کہ آپ ﷺ برابر لبیک کہتے رہے تا آنکہ جمرہ عقبہ پر پہنچ گئے (اور وہاں آپ ﷺ نے کنکریاں ماریں)۔''

[1] بخاری، الحج: ۱۶۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ

قیس نام، ابوالفضل کنیت، خاندان ساعدہ (قبیلہ خزرج) کے معزز رکن اور حضرت سعد بن عبادہ سردار خزرج کے فرزند ارجمند ہیں، والدہ ماجدہ کا نام فکیہہ بنت عبید بن ولیم تھا، ہجرت نبوی سے قبل مذہب اسلام سے مشرف ہوئے۔ غزوۂ فتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے، حلیہ یہ تھا، قد لمبا، بدن دوہرا، خوبصورت اور شکیل تھے، چہرہ پر ایک بال نہ تھا اس لیے انصار ظرافت میں کہا کرتے تھے کہ کاش ان کے لیے ایک داڑھی خرید لی جاتی قد اتنا لمبا تھا کہ گدھے پر سوار ہوتے تو پاؤں زمین پر لٹکتے تھے، ۶۰ھ میں انتقال کیا۔ [1]

[1] الاستیعاب: ۵/ ۵۳۹؛ اسد الغابۃ: ۴/ ۲۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت وکردار

غزوات میں شمولیت

تمام غزوات میں شرکت کی۔ جیش الخبط میں جو رجب ۸ ہجری میں ہوا تھا، شریک تھے، یہ غزوہ مسلمانوں کے لیے یکسر امتحان و آزمائش تھا، ۳۰۰ آدمیوں کو لے کر جن میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی تھے، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ساحل کی طرف بڑھے، وہاں ۱۵ روز قیام رہا، زادراہ ختم ہو چکا تھا، لوگ پتے جھاڑ جھاڑ کر کھاتے تھے، حضرت قیس نے یہ دیکھ کر ۳ اونٹ قرض لیے اوران کو ذبح کرایا، اس طرح تین مرتبہ ۹ اونٹ قرض لے کر ذبح کیے اور تمام لشکر کے لیے قوت کا سامان کیا، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہ زیادہ زیر بار ہو رہے ہیں اس سے منع کر دیا۔ [1]

پولیس کے افسر اعلیٰ

غزوات کی علمبرداری کے علاوہ وہ خلافت الٰہی کے ایک ضروری رکن تھے، خلافت کا نظام جن ارکان سے قائم تھا ان میں ایک حضرت قیس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْاَمِيْرِ. [2]

"یعنی قیس کا دربار رسالت میں وہ درجہ تھا جو کسی بادشاہ کے یہاں پولیس کے افسر اعلیٰ کا ہوتا ہے۔"

سب کو قرض معاف کر دیا

۶۰ھ میں انتقال کیا، امیر معاویہ کی حکومت کا اخیر زمانہ تھا، کچھ دنوں بیمار رہے اہل مدینہ

---

[1] صحیح بخاری: ۲/ ۶۲۵۔

[2] الاستیعاب: ۵/ ۵۳۹؛ صحیح بخاری: ۷۱۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثرت سے ان کے قرض دار تھے، اس لیے عیادت کو آتے ہوئے شرماتے تھے، انہوں نے اعلان کیا کہ جس پر جتنا قرض ہے، میں معاف کرتا ہوں، اس خبر کے مشہور ہوتے ہی عیادت کے لیے سارا شہر امنڈ آیا، حضرت قیس رضی اللہ عنہ بالا خانہ پر تھے، لوگوں کی یہ کثرت ہوئی کہ آمدورفت میں مکان کا زینہ ٹوٹ گیا۔ [1]

آپ کا علمی مقام

فضلائے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھے، اشاعت حدیث خاص نصب العین تھا، مصر میں امیر بن کر گئے تو بعض حدیثیں منبر پر بیان کیں، مسائل میں غور وفکر اور تحری سے کام لیتے تھے۔ ایک شخص نے صدقہ فطر کی بابت سوال کیا، فرمایا زکوٰۃ سے پیشتر آپ نے اس کا حکم دیا تھا جب زکوٰۃ مقرر ہوگئی تو نہ حکم دیا اور نہ منع فرمایا، اسی بنا پر ہم لوگ اب تک ادا کرتے ہیں۔ راویان حدیث اور تلامذہ خاص میں اصحاب ذیل کا نام لیا جاسکتا ہے۔ حضرت انس بن مالک، ثعلبہ بن ابی مالک، ابومیسرۃ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ابوعمار غریب بن حمید ہمدانی، شعبی، عمرو بن شرحبیل وغیرہ۔ [2]

وہ ہمیشہ عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے

فرائض سے گزر کر نوافل تک نہایت پابندی سے ادا کرتے تھے یوم عاشورہ کا روزہ نفل ہے اور رمضان کے روزوں سے قبل تمام صحابہ رضی اللہ عنہم رکھتے تھے، رمضان فرض ہونے کے بعد اس کی ضرورت نہ رہی، تاہم حضرت قیس رضی اللہ عنہ ہمیشہ عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ [3]

خیر خواہی بے مثل

کثیر بن صلت، امیر معاویہ کے قرض دار تھے، انہوں نے مروان کو لکھا کہ کثیر کا مکان تم خرید لو، اگر نہ دیں تو روپیوں کا مطالبہ کرنا، روپیہ دیں تو خیر، ورنہ مکان فروخت کر ڈالنا، مروان نے کثیر کو بلا کر اس واقعہ سے آگاہ کیا، اور ۳ دن تک مہلت دی، کثیر کو مکان بیچنا منظور نہ تھا روپیوں کی فکر کی، لیکن ۳۰ ہزار کی کمی تھی سخت پریشان تھے کہ کہاں سے پوری ہو! اتنے میں

---

[1] مسند أحمد: ۳/ ٤٢٢؛ اسد الغابة: ٤/ ٢١٦۔

[2] مسند أحمد: ۲/ ٤٢٢۔ [3] مسند أحمد: ۳/ ٤٢٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیس کا خیال آیا ان کے مکان پر پہنچے اور ۳۰ ہزار قرض مانگا، انہوں نے فوراً دے دیا، چنانچہ مروان کے پاس روپے لے کر آئے، اس کو رحم آ گیا، اور مکان اور روپے دونوں ان کے حوالے کر دیئے، وہاں سے اٹھ کر قیس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ۳۰ ہزار کی رقم واپس کی، انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ جو چیز ہم دے دیتے ہیں، اس کو پھر واپس نہیں لیتے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيُّ، أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رضي الله عنه، وَكَانَ صَاحِبَ لِوَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، أَرَادَ الْحَجَّ، فَرَجَّلَ.

"ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عقیل نے خبر دی، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں ثعلبہ بن ابی مالک قرظی نے خبر دی کہ قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے، جو جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے، جب حج کا ارادہ کیا تو (احرام باندھنے سے پہلے) کنگھی کی۔" [2]

---

[1] الاستیعاب: ۲/ ۵۳۹۔

[2] بخاری، الجهاد والسير: ۲۹۷۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

کنیت ابوعبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ ہے، والدہ کا نام لیلیٰ بنت زید بن ثعلبہ تھا اور بنوسلمہ سے تھیں، عقبہ ثانیہ میں ۷۰ آدمیوں کے ساتھ شریک تھے۔ بدر میں پیچھے رہ گئے تھے جب کہ احد میں شامل ہوئے تھے۔ تبوک میں سستی کی وجہ سے شامل نہیں ہوسکے۔ پچاس دن تک آزمائش ہوئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی۔ حدیث کی کتابوں میں ۸۰ روایتیں ہیں اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسید بن حضیر سے روایت کی، راویوں میں حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر، حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہم، امام باقر، عمرو بن حکم بن ثوبان، علی بن ابی طلحہ، عمر بن کثیر بن افلح، عمر بن حکم بن رافع جیسے اکابر شامل ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں شام میں وفات پائی، سن میں اختلاف ہے، بعض کا خیال ہے کہ ۵۰ھ تھا۔ عمر ۷۷ سال تھی۔ [1]

www.KitaboSunnat.com

---

[1] اسد الغابة، ت:٤٤٨٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

غزوات میں شمولیت

آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور انصار و مہاجرین میں برادری قائم کی تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو کہ عشرہ مبشرہ میں تھے ان کا بھائی بنایا۔ غزوہ بدر میں جلدی کی وجہ سے نہ جا سکے، ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ رہ گئے تھے، لیکن آپ ﷺ نے کسی کو کچھ نہ کہا۔ اس غزوہ سے محروم رہنے کا ان کو کچھ افسوس بھی نہ تھا، خود فرماتے تھے کہ لیلۃ العقبہ کے مقابلہ میں جو اسلام کی آیندہ کامیابیوں کا دیباچہ تھی، میں بدر کو ترجیح نہیں دیتا گو لوگوں میں بدر کا زیادہ چرچا ہے۔

غزوۂ احد میں اپنے مہاجر بھائی کی طرح داد شجاعت دی، آپ ﷺ کی زرد زرہ پہن کر میدان میں آئے، آپ ﷺ ان کی زرہ زیب تن کیے تھے، اس لڑائی میں ۱۱ زخم کھائے۔ آپ ﷺ کے متعلق خبر اڑ گئی تھی کہ شہید ہو گئے، صحابہ کو سخت تشویش پیدا ہوگئی، سب سے پہلے انہوں نے پہچانا اور با آواز بلند پکار اٹھے کہ رسول اللہ ﷺ یہ ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خاموش رہو۔'' احد کے بعد جو غزوات پیش آئے، ان میں انہوں نے نہایت مستعدی سے شرکت کی، یہ عجیب بات ہے کہ عہد نبوت کے پہلے غزوہ کی طرح پچھلے غزوہ کی شرکت کے شرف سے بھی محروم رہے، غزوۂ تبوک آپ ﷺ کا اخیر غزوہ ہے اور غزوہ عسرت بھی کہلاتا ہے۔ [1]

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہو گئی

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یہ (عبداللہ) حضرت کعب کے بیٹوں میں سے ان کا رہبر تھا جب وہ نابینا ہو گئے تھے یہ کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے باپ) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو وہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے جب وہ غزوہ تبوک میں نبی

[1] طبقات ابن سعد، حصہ مغازی، ص: ۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے (بیان) فرمایا:

جب بھی نبی کریم ﷺ نے کوئی غزوہ (جہاد) کیا میں آپ ﷺ سے پیچھے نہیں رہا سوائے غزوہ تبوک کے البتہ غزوۂ بدر میں بھی پیچھے رہا تھا لیکن غزوہ بدر میں پیچھے رہنے والوں پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا گیا تھا۔ اس غزوہ میں تو دراصل رسول اللہ ﷺ اور مسلمان قافلہ قریش کے تعاقب میں نکلے تھے (یعنی ابتدائی جہاد کی نیت نہیں تھی) یہاں تک کہ اللہ نے ان کو اوران کے دشمنوں کو بغیر وعدے (بغیر ارادہ واعلان قتال) کے ایک دوسرے کے مقابل جمع (صف آرا) کر دیا اور عقبہ کی رات (منیٰ میں) میں حاضر تھا جب ہم نے اسلام پر نبی کریم ﷺ سے عہد وفا باندھا تھا۔ اگرچہ واقعہ بدر کا چرچا لوگوں میں عقبہ کی رات سے زیادہ ہے لیکن مجھے بدر کی حاضری سے اس رات کی حاضری زیادہ محبوب ہے (کیونکہ اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے) اور میرے غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہنے کا واقعہ اس طرح ہے کہ میں اتنا زیادہ قوی اور اتنا زیادہ خوش حال کبھی نہیں تھا جتنا اس وقت تھا جب میں غزوہ تبوک میں آپ ﷺ سے پیچھے رہا۔ اللہ کی قسم! میرے پاس کبھی اکٹھی دو سواریاں نہیں ہوئی تھیں جبکہ اس موقع پر مجھے بیک وقت دو سواریاں میسر تھیں (مطلب یہ ہے کہ اسباب ووسائل کے اعتبار سے میرے پیچھے رہنے کا کوئی جواز نہیں تھا) اور رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی غزوے کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ اس کے غیر کے ساتھ توریہ فرماتے (یعنی سفر کی اصل سمت چھوڑ کر عام طور پر دوسری سمت کا ذکر فرماتے تاکہ دشمن سے اصل حقیقت مخفی رہے) تا آں کہ یہ غزوۂ تبوک ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے سخت گرمی کے موسم میں یہ غزوہ فرمایا۔ سفر دور کا اور جنگل بیابانوں کا تھا اور مدمقابل دشمن بھی بہت بڑی تعداد میں تھا اس لیے آپ نے (توریے کی بجائے) مسلمانوں کے معاملے (یعنی اس محاذ جنگ) کو مسلمانوں کے سامنے کھول کر بیان فرما دیا تاکہ وہ اس کے مطابق بھرپور تیاری کر لیں پس آپ ﷺ نے انہیں وہ سمت بھی بتلا دی جس کا آپ ﷺ ارادہ فرما رہے تھے۔ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بڑی تعداد میں تھے اور کوئی یادداشت کی کتاب ایسی نہیں تھی جس میں ان کے نام درج ہوتے۔ اس سے ان کی مراد رجسٹر تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اس لیے اگر کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص جنگ سے غیر حاضر رہتا تو وہ یہی گمان کرتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مخفی رہے گا اور وحی الٰہی کے بغیر اس کی غیر حاضری آپ ﷺ کے علم میں نہیں آئے گی اور یہ غزوہ بھی رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا جب پھل پک چکے تھے اور ان کا سایہ عمدہ اور خوشگوار تھا اور انہی (پھلوں اور سایوں) کی طرف میلان رکھتا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کیساتھ مسلمانوں نے تیاری کی۔ (اور میرا یہ حال تھا کہ) صبح کو آتا تا کہ آپ ﷺ کے ساتھ تیاری کروں، لیکن بغیر کوئی فیصلہ کیے لوٹ جاتا اور اپنے دل میں کہتا کہ میں جب چاہوں گا (چلا جاؤں گا کیونکہ) میں پوری طرح اس پر قادر (وسائل سے بہرور) ہوں۔ میری یہی (گومگو کی) حالت رہی اور لوگ جہاد کی تیاری میں لگے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمان ایک صبح کو جہاد پر روانہ ہو گئے اور میں اپنی تیاری کے سلسلے میں کوئی فیصلہ ہی نہ کر پایا، پھر میں صبح کے وقت آیا اور لوٹ گیا اور کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ پس میری کیفیت یہی رہی، حتی کہ مجاہدین تیزی سے آگے چلتے گئے اور جہاد کا معاملہ بھی آگے بڑھ گیا، میں نے ارادہ کیا کہ میں بھی سفر پر روانہ ہو جاؤں اور ان کو جا ملوں، اے کاش! کہ میں ایسا کر لیتا۔ لیکن یہ میرے مقدر میں نہ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کے چلے جانے کے بعد جب میں لوگوں میں نکلتا تو یہ بات میرے لیے حزن وملال کا باعث بنتی کہ میرے سامنے اب کوئی نمونہ ہے تو صرف ایسے شخص کا جو نفاق سے مطعون ہے (نفاق کی وجہ سے لوگوں میں حقیر ہے) یا ایسے کمزور لوگوں کا جن کو اللہ نے معذور قرار دیا۔ (سارے راستے) رسول اللہ ﷺ نے مجھے یاد نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ تبوک پہنچ گئے تبوک میں جب آپ لوگوں میں تشریف فرما تھے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ”کعب بن مالک نے کیا کیا؟“ بنو سلمہ کے ایک آدمی نے کہا اس کو ان کی دو چادروں اور اپنے دونوں پہلوؤں کو دیکھنے نے روک لیا ہے (یعنی رات اور اس کے عجب اور تکبر نے اسے نہیں آنے دیا)۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تو نے ٹھیک نہیں کہا۔ اللہ کی قسم! یا رسول اللہ ہم نے اس (کعب) کے اندر خیر کے علاوہ کچھ نہیں جانا۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ آپ نے ایک سفید پوش آدمی کو ریگستان سے آتے ہوئے دیکھا۔ رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوخیثمہ ہوگا۔ اور واقعی وہ ابوخیثمہ انصاری تھے اور یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے (ایک مرتبہ) ایک صاع کھجور (ڈھائی کلو تقریباً) کھجور کا صدقہ کیا تو منافقین نے انہیں طعنہ دیا تھا (یعنی اس کے تھوڑے ہونے کا) حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپسی کا سفر شروع فرما دیا ہے تو مجھ پر غم کی کیفیت چھا گئی اور جھوٹے بہانے گھڑنے کا سوچنے لگا اور (دل میں) کہتا کہ کل (جب آپ واپس تشریف لائیں گے تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے میں کیسے بچوں گا؟ اور اس معاملے میں میں اپنے گھر کے ہر سمجھدار آدمی سے بھی مدد طلب کرتا رہا۔ جب مجھے بتلایا گیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنے ہی والے ہیں تو (جھوٹے بہانے گھڑنے کا) باطل خیال میرے دل سے دور ہو گیا اور میری سمجھ میں یہ بات آگئی کہ بلاشبہ میں جھوٹ سے کبھی بھی بچاؤ حاصل نہیں کرسکوں گا چنانچہ میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر لوگوں کے سامنے بیٹھ جاتے (اس سفر سے واپسی پر) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تو منافقین نے آکر عذر پیش کرنے اور حلف اٹھانے شروع کر دیئے اور یہ کچھ اسی (۸۰) سے اوپر آدمی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظاہری عذر کو قبول فرما لیا ان کی باطنی کیفیت کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا جب میں نے سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض آدمی والا تبسم فرمایا، پھر فرمایا: ''آگے آجاؤ!'' میں آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: ''تمہیں کس چیز نے (جہاد سے) پیچھے رکھا؟ کیا تم نے اپنی سواری نہیں خرید لی تھی؟'' میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم! میں آپ کے علاوہ کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو یقیناً میں کوئی (جھوٹ موٹ) عذر کر کے اس کی ناراضگی سے بچ جاتا مجھے بحث و تکرار کا بڑا ملکہ حاصل ہے۔ لیکن اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ اگر آج میں آپ کے سامنے جھوٹ بول کر سرخ رو ہو جاؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی ہو جائیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ (وحی کے ذریعے سے مطلع فرما کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے ناراض کر دے گا اور اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی بات عرض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردوں گا تو اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ناراض ہوں گے لیکن اس میں مجھے اللہ سے اچھے انجام کی امید ہے۔ (اس لیے سچ سچ عرض کرتا ہوں) اللہ کی قسم! (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے میں) مجھے کوئی عذر نہیں تھا۔ اللہ کی قسم! میں اتنا طاقتور اور خوش حال کبھی نہیں رہا جتنا میں اس وقت تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص نے یقیناً سچ کہا ہے پس تم (یہاں سے) کھڑے ہو جاؤ، یہاں تک کہ تمہاری بابت اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے۔'' میرے پیچھے بنو سلمہ کے کچھ لوگ آئے اور مجھ سے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں نہیں معلوم کہ اس سے قبل تم نے کوئی گناہ کیا ہے، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی ایسا عذر پیش کرنے سے کیوں قاصر رہے، جیسا دوسرے پیچھے رہنے والوں نے پیش کیا؟ تمہارے گناہ (کی معافی) کے لیے یہی کافی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے مغفرت کی دعا فرماتے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے وہ (میری سچائی پر) ملامت کرتے اور ڈانٹتے رہے یہاں تک کہ میرے جی میں آیا کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہو کر اپنی پہلی بات کی تکذیب کردوں گا (کوئی جھوٹا عذر پیش کردوں) لیکن پھر میں نے ان سے پوچھا کہ میرے ساتھ والا معاملہ کسی اور کو بھی پیش آیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! تمہارے جیسا معاملہ دو اور آدمیوں کو بھی پیش آیا ہے اور انہوں نے بھی وہی بات کہی ہے جو تم نے کہی ہے اور انہیں بھی (بارگاہ رسالت سے) وہی کچھ کہا گیا ہے جو تمہیں کہا گیا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا وہ دو شخص کون ہیں؟ انہوں نے کہا مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ الواقفی۔ یہ دونوں آدمی جن کا انہوں نے میرے سامنے ذکر کیا تھا اور یہ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے اور ان میں میرے لیے نمونہ تھا۔ جس وقت انہوں نے ان دونوں آدمیوں کا میرے سامنے ذکر کیا تو میں اپنے سابقہ موقف پر جم گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہم تینوں سے لوگوں کو گفتگو کرنے سے روک دیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: لوگ ہم سے کنارہ کش ہو گئے یا یہ کہا کہ لوگ ہمارے لیے بدل گئے، حتیٰ کہ زمین بھی میرے لیے تنگ ہو گئی، یہ زمین میرے لیے وہ نہ رہی جو میری جانی پہچانی تھی۔ اس طرح پچاس راتیں ہم نے گزاریں۔ میرے دوسرے دو ساتھی تو عاجز آ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے اور گھروں میں بیٹھے روتے رہے۔ لیکن میں بالکل جوان اور نہایت قوی و توانا تھا، پس میں گھر سے باہر نکلتا مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا اور بازاروں میں گھومتا پھرتا، لیکن مجھ سے کلام کوئی نہ کرتا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد تشریف فرما ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرتا اور اپنے دل میں کہتا کہ سلام کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک لبوں کو جنبش دیتے ہیں یا نہیں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی نماز پڑھتا اور دُز دِیدہ/ ترچھی نظروں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا (تو میں نے دیکھا کہ) جب میں نماز پر متوجہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف نظر فرماتے اور جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اعراض فرما لیتے۔ یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی (میرے ساتھ) سختی اور بے رخی زیادہ دراز ہوگئی تو ایک روز میں ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پھاند کر اندر چلا گیا اور وہ میرا چچازاد بھائی اور لوگوں میں مجھے محبوب ترین تھا۔ میں نے اسے سلام کیا لیکن اللہ کی قسم! اس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، میں نے اس سے کہا کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ! میں تجھے اللہ کی قسم! دے کر پوچھتا ہوں کیا تو میری بابت جانتا ہے کہ میں اللہ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں؟ وہ خاموش رہا، میں نے دوبارہ قسم دے کر پوچھا تو بھی وہ خاموش رہا حتیٰ کہ تیسری مرتبہ قسم دے کر سوال دہرایا تو اس نے یہ کہا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتا ہے۔ جس پر میری آنکھوں سے (بے اختیار) آنسو جاری ہوگئے اور میں (جیسے گیا تھا ویسے ہی) دیوار پھاند کر واپس آ گیا۔

اسی اثنا میں (ایک روز) مدینے کے بازار میں جا رہا تھا کہ اچانک اہل شام کے قبطیوں میں ایک قبطی کو جو مدینے میں غلہ بیچنے کے لیے آیا تھا کہتے ہوئے (میں نے سنا) کہ کون ہے جو کعب بن مالک کی طرف میری رہنمائی کرے؟ لوگ اسے میری طرف اشارہ کرنے لگے یہاں تک کہ وہ میرے پاس آ گیا اور اس نے مجھے شاہ غسان کا ایک خط دیا، میں پڑھا لکھا تو تھا ہی میں نے اسے پڑھا اس میں اس نے لکھا تھا۔ اما بعد! ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ تمہارے قائد نے تم پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلت کے گھر میں رہنے یا ضائع کرنے کے لیے نہیں بنایا ہے، ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے پاس آ جاؤ ہم تم سے پوری ہمدردی کریں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے جس وقت میں نے یہ پڑھا تو میں نے کہا یہ بھی ایک آزمائش ہے، میں نے اسے تنور میں ڈال کر جلا ڈالا حتیٰ کہ جب پچاس دنوں میں سے چالیس دن گزر گئے اور (میرے بارے میں) وحی کا سلسلہ بھی (ابھی تک) موقوف ہی تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ایک قاصد کو اپنے پاس آتے ہوئے دیکھا اس نے آ کر کہا رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے (بھی) علیحدگی اختیار کرلو! میں نے پوچھا کیا میں اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا (طلاق) نہیں اس سے علیحدگی اختیار کرو۔ پس اس کے قریب مت جاؤ! اور میرے دوسرے دو ساتھیوں کو بھی آپ نے یہی پیغام بھجوایا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا: اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ اور انہیں کے پاس رہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے کا فیصلہ فرمادے، (میرے ایک ساتھی) ہلال بن امیہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے فرمایا کہ ہلال بہت بوڑھے ہیں ان کے لیے کوئی خادم بھی نہیں ہے کیا اگر میں ان کی خدمت کروں تو آپ کو ناپسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، لیکن وہ تم سے قربت (صحبت) نہ کریں، بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! اب ان میں کسی چیز کی طرف حرکت کی طاقت ہی نہیں ہے، علاوہ ازیں اللہ کی قسم! جب یہ معاملہ ہوا ہے اس وقت سے اب تک ان کا سارا وقت روتے ہوئے گزرتا ہے۔ (حضرت کعب فرماتے ہیں) مجھ سے (بھی) میرے بعض گھر والوں نے کہا: اگر تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی کے بارے میں اجازت طلب کرلو (تو اچھا ہے)، آپ نے (اجازت طلب کرنے پر) ہلال بن امیہ کی بیوی کو بھی تو ان کی خدمت کرنے کی اجازت عطا فرمادی ہے۔ میں نے کہا: میں اس کی بابت رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں مانگوں گا مجھے نہیں معلوم جب آپ ﷺ سے اجازت مانگوں گا تو آپ ﷺ کیا جواب دیں گے؟ کیونکہ میں تو نوجوان آدمی ہوں (جب کہ ہلال بالکل بوڑھے ہیں) پس اس طرح دس راتیں (مزید) گزر گئیں اور جب سے لوگوں کو ہم سے بات چیت کرنے سے روکا گیا تھا اب تک ہماری پچاس راتیں مکمل ہوگئی تھیں۔ میں نے پچاسویں رات کو صبح اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر فجر کی نماز پڑھی، پس میں (نماز پڑھ کر) ابھی اسی (افسردگی) حالت میں بیٹھا تھا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ہماری بابت فرمایا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میرا دل مجھ سے تنگ ہوگیا اور زمین باوجود فراخی کے مجھ پر تنگ ہوگئی کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو سلع پہاڑی پر چڑھا ہوا تھا وہ باآواز بلند کہہ رہا تھا اے کعب بن مالک! خوش ہوجاؤ میں اسی وقت (فرط خوشی میں) سجدے میں گر پڑا اور مجھے اندازہ ہوگیا کہ (اللہ کی طرف سے) کشادگی (معافی) آگئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے جس وقت فجر کی نماز پڑھ لی لوگوں کو بتلایا کہ اللہ عزوجل نے ہماری (تینوں کی) توبہ قبول فرمالی ہے، پس لوگ ہمیں خوشخبری دینے کے لیے آنے شروع ہوگئے، میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی خوشخبری دینے والے گئے، ایک شخص نے نہایت تیزی سے میری طرف گھوڑا دوڑایا اور پہاڑ پر چڑھ گیا پس اس کی آواز گھوڑے سے بھی تیز رفتار تھی، آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اس کی خوشخبری کے بدلے میں اپنے جسم کے دونوں کپڑے اتار کر اسے پہنا دیئے۔ اللہ کی قسم! اس روز ان کے علاوہ میں کسی اور چیز کا مالک بھی نہیں تھا اور میں نے خود دو کپڑے عاریۃً لے کر پہنے۔ (پھر) میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا قصد کر کے چلا (راستے میں) لوگ مجھے گروہ کے گروہ ملتے اور قبول توبہ کی مبارک باد دیتے اور مجھ سے کہتے کہ تمہیں مبارک ہو اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرمالی۔ حتیٰ کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوگیا (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ کے گرد لوگ ہیں پس طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ لپکتے ہوئے کھڑے ہوئے، حتیٰ کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد پیش کی۔ اللہ کی قسم! مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی اور کھڑا نہ ہوا۔ پس کعب طلحہ کی اس بات کو کبھی فراموش نہ کرتے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا: ''تمہیں یہ دن مبارک ہو جو تمہاری زندگی کا جب سے تمہیں ماں نے جنا ہے سب سے بہترین دن ہے۔''

میں نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ خوشخبری آپ ﷺ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(میری طرف سے) نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔'' اور رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ اس طرح گلنار ہوتا گویا کہ وہ چاند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ایک ٹکڑا ہے اور اس سے ہم آپ ﷺ کی (خوشی کو) پہچان لیتے۔ جب میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے کہا کہ میں اپنا (سارا) مال اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے راستے میں صدقہ کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا کچھ مال اپنے لیے رکھ لو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔'' میں نے کہا: اچھا میں اپنا وہ حصہ رکھ لیتا ہوں جو خیبر میں ہے اور میں نے (یہ بھی کہا: یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نجات سچائی کی بدولت عطا فرمائی ہے اس لیے یہ بھی میری توبہ کا ایک حصہ ہے کہ (میں عہد کرتا ہوں کہ) جب تک میری زندگی ہے میں ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔ پس اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے (اس عہد صدق کا) ذکر کیا میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں میں سے کسی پر اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کے صلے میں وہ بہتر انعام فرمایا ہو جس سے اللہ نے مجھے نوازا۔ اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا ہے آج تک میں نے جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ باقی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت کعب فرماتے ہیں ہمارے بارے میں جو آیات نازل ہوئیں وہ حسب ذیل ہیں:

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٧﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١١٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾﴾ [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے پیغمبر پر اور ان مہاجرین وانصار پر رجوع فرمایا جنہوں نے تنگی کے وقت میں اس پیغمبر کی پیروی کی بعد اس کے کہ قریب تھا ان میں سے کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں، پھر رجوع کیا اللہ نے ان پر، بے شک وہ بہت شفیق اور نہایت مہربان ہے اور ان تین شخصوں پر بھی رجوع فرمایا (یعنی

---

[1] ۹/التوبۃ:۱۱۷، ۱۱۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی توبہ قبول فرمائی) جو پیچھے رہ گئے، یہاں تک کہ جب ان پر زمین باوجود فراخی کے تنگ ہوگئی اور خود ان کے اپنے نفس بھی ان پر تنگ ہو گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ ان کو اللہ سے بچانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا تاکہ وہ توبہ کریں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت رجوع کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔‘‘

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اللہ کی قسم! جب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ہدایت سے نوازا اس کے بعد اللہ نے جو انعامات مجھ پر فرمائے ان میں سب سے بڑا انعام میرے نزدیک یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولا اور جھوٹ بولنے سے گریز کیا۔ اگر میں جھوٹ بول دیتا تو اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جب وحی نازل فرمائی تو جھوٹ بولنے والوں کو جس طرح برا بھلا کہا، اس طرح کسی کو بھی نہیں کہا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بابت فرمایا:

﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٩٦﴾﴾ [1]

’’جب تم ان کی طرف لوٹ کر آؤ گے، تو یہ تمہارے لیے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے اعراض کر لو پس (واقعی) ان سے اعراض فرماؤ یہ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے بہ سبب اس کے جو یہ کمائی کرتے رہے، یہ تمہارے لیے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ پس اگر ان سے راضی بھی ہو گئے تو بیشک اللہ نافرمانوں سے (کبھی) راضی نہیں ہوگا۔‘‘

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم تینوں پیچھے رکھے گئے ان لوگوں کے معاملے سے جن کی (جھوٹی) قسموں کو رسول اللہ ﷺ نے (لاعلمی کی وجہ سے) قبول فرما لیا تھا اور ان

---

[1] ۹/التوبۃ:۹۵۔۹۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بیعت لی اوران کے لیے مغفرت کی دعا بھی فرمائی اور ہمارے معاملے کو رسول اللہ ﷺ نے مؤخر فرما دیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس کا فیصلہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اور تینوں اشخاص پر رجوع فرمایا جو پیچھے رکھے گئے تھے) یہ پیچھے رکھے جانے کا ذکر ہے تو اس سے مراد ہمارا غزوہ میں پیچھے رہنا نہیں بلکہ اس کا مطلب ہمیں پیچھے چھوڑ دینا اور ہمارے معاملے کو ان لوگوں کے معاملے سے مؤخر کر دینا ہے۔ جنھوں نے آپ ﷺ کے سامنے حلف اٹھایا اور عذر پیش کیا جسے آپ ﷺ نے ان کی طرف سے قبول فرمالیا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے لیے جمعرات کے دن نکلے اور آپ ﷺ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ سفر سے دن کو، چاشت کے وقت ہی واپس آتے (یعنی رات کو نہ آتے) اور آکر سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے وہاں دو رکعتیں پڑھتے اور پھر وہاں بیٹھ جاتے (اور کچھ دیر کے بعد گھر تشریف لے جاتے) [1]

اخلاق وعادات میں عمدہ شخص

صدق وراستی ان کا خاص وصف تھا، اور اس کو انہوں نے جس طرح نباہا، اس سے زیادہ ہونا ناممکن ہے، دعا قبول ہونے کے بعد کبھی جھوٹ نہ بولے، خود فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ مَا تَعَمَّدْتُّ كِذْبَةً مُنْذُ قُلْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلىٰ يَوْمِيْ هٰذَا وَإِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ يَحْفَظَنِيَ اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيَ.

غزوۂ تبوک سے پیشتر کی زندگی نہایت پاک اور صاف گزری تھی، چنانچہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو بنوسلمہ نے برجستہ کہا:

وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا. [2]

''یعنی خدا کی قسم! تم نے اس سے پہلے تو کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔''

---

[1] صحيح مسلم، التوبة، باب توبة كعب من مالك: ٢٧٦٩؛ صحيح بخاري، المغازي، باب حديث كعب من مالك: ٤٤١٨۔

[2] صحيح مسلم: ٢٧٦٩ وصحيح بخاري: ٤٤١٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ كَعْبٍ، أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ، فَنَادَى ((يَا كَعْبُ)) قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ ((ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا)) وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَيِ الشَّطْرَ، قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ ((قُمْ فَاقْضِهِ)). [1]

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن عمر عبدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے یونس بن یزید نے زہری کے واسطہ سے، انہوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے، انہوں نے اپنے باپ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے مسجد نبوی میں عبداللہ ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اور دونوں کی گفتگو بلند آوازوں سے ہونے لگی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے حجرے سے سن لیا۔ آپ پردہ ہٹا کر باہر تشریف لائے اور پکارا: ''کعب!'' کعب (رضی اللہ عنہ) بولے: جی حضور فرمائیے کیا ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے قرض میں سے اتنا کم کردو۔'' آپ کا اشارہ تھا کہ آدھا کم کردیں۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے (بخوشی) ایسا کردیا۔ پھر آپ نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اچھا اب اٹھو اور اس کا قرض ادا کرو۔'' (جو آدھا معاف کردیا گیا ہے)۔''

[1] بخاري، الصلاة: ٤٥٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا کعب بن عجرہ الانصاری رضی اللہ عنہ

سیدنا کعب بن عجرہ الانصاری رضی اللہ عنہ کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ مدنی اور انصاری صحابہ میں سے ہیں۔ آپ نے ۷۰ سال سے زیادہ عمر پائی اور مدینہ منورہ میں ۵۱ ھ میں وفات پائی۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضي الله عنه، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَالَ لَعَلَّكَ آذَاكَ هَوَامُّكَ، قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم احْلِقْ رَأْسَكَ، وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ، أَوْ انْسُكْ بِشَاةٍ. [2]

''ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں حمید بن قیس نے، انہیں مجاہد نے، انہیں عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے اور انہیں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''شاید جوؤں سے تم کو تکلیف ہے۔'' انہوں نے کہا کہ جی ہاں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر اپنا سر منڈا لے اور تین دن کے روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا ایک بکری ذبح کر۔''

---

[1] اسد الغابة: ٤٤٧١۔

[2] بخاری، المحصر: ١٨١٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ

حضرت محمود بن الربیع بن سراقۃ الخزرجی الانصاری رضی اللہ عنہ کا شمار صغار صحابہ میں ہوتا ہے، انہیں یہ بات اچھی طرح یاد تھی کہ جب ان کی عمر چار، پانچ سال تھی تو رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے تھے، اور ان کے کنوئیں کا پانی لے کر اپنے دھن مبارک میں کچھ دیر رکھا، اور پھر ان کے چہرے پر ترشح فرمایا۔ آپ نے ۹۴ سال کی عمر میں سن ۹۷ھ یا ۹۹ھ میں وفات پائی۔ آخر میں آپ نے بیت المقدس میں رہائش اختیار کر لی تھی اور وہیں دفن ہوئے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مُسْہِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنِی الزُّبَیْدِیُّ، عَنِ الزُّھْرِیِّ، عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ قَالَ: عَقَلْتُ مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَجَّةً مَجَّھَا فِیْ وَجْھِیْ، وَأَنَا ابْنُ خَمْسِ سِنِیْنَ، مِنْ دَلْوٍ. [2]

''مجھے حدیث بیان کی محمد بن یوسف نے وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو مسہر نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں: مجھے محمد بن حرب نے حدیث بیان کی (وہ کہتے ہیں) مجھے زبیدی نے زہری سے روایت کرتے ہوئے حدیث بیان کی کہ حضرت محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں پانچ سال کی عمر کا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول سے پانی کا گھونٹ لے کر میرے چہرے پر پھینک دیا۔''

---

[1] الاستیعاب: ۳/ ۱۳۷۸، ت: ۲۳۴۵۔

[2] بخاری، العلم: ۷۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

مغیرہ شعبہ بن مسعود ثقفی کی کنیت ابوعبداللہ یا ابوعیسیٰ ہے۔غزوہ خندق کے ایام میں مسلمان ہوئے اور ہجرت کرکے مدینہ آئے، صلح حدیبیہ میں شامل ہوئے۔ان سے (۱۳۳) روایات مروی ہیں جن میں سے (۹) متفق علیہ ہیں یہ ان کا پہلا معرکہ تھا جس میں وہ شریک ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفے کے گورنر مقرر ہوئے اور ۵۰ ہجری میں کوفہ میں انتقال فرمایا۔۷۰ سال عمر پائی۔ [1]

www.KitaboSunnat.com

[1] اسد الغابة: ٥/ ٢٣٨؛ التاريخ ابن معين: ٢/ ٥٧٩؛ تاريخ بغداد: ١/ ١٩١؛ سير أعلام النبلاء: ٣/ ٢١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

آپ بہت بڑے سیاستدان تھے

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ان چار آدمیوں میں سے ہیں جو بہت بڑے سیاستدان تھے۔اور فراست اور بصیرت، اور انتظامی صلاحیتوں کے لحاظ سے انتہائی اونچے درجے کے لوگوں میں سے ہیں۔ان میں سے تین صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، مغیرہ بن شعبہ اور امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ، اور چوتھا آدمی زیاد ہے۔ یہ چار آدمی ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ عرب کے بے نظیر ذہین و مدبر سیاستدان تھے۔ [1]

سفیرِ اسلام نڈر اور بے خوف

ایرانیوں نے اسلامی سفیر پر رعب ڈالنے کے لیے بڑی شان وشوکت سے دربار سجایا تھا، تمام افسرانِ فوج دیبا وحریر کے بیش قیمت ملبوسات زیب تن کیے تھے۔رستم زرنگار تاج سر پر رکھے تخت پر بیٹھا تھا، دربار میں کارچوبی کا فرش تھا، مغیرہ رضی اللہ عنہ پہنچے تو بلا کسی جھجک کے سیدھے رستم کے تخت پر جا کر بیٹھ گئے، ان کا اس دلیری سے رستم کے پہلو بہ پہلو بیٹھ جانا درباریوں کو ناگوار گزرا، انہوں نے ہاتھ پکڑ کر نیچے بٹھا دیا، مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہم عرب ہیں، ہمارے یہاں یہ دستور نہیں ہے کہ ایک شخص خدا بنے اور دوسرے لوگ اس کی پرستش کریں، ہم سب ایک دوسرے کے برابر ہیں، تم نے ہم کو خود بلایا ہے، ہم اپنی غرض سے نہیں آئے ہیں، پھر تمہارا یہ سلوک کہاں تک مناسب ہے، اگر تم لوگوں کا یہی حال رہا تو بہت جلد نیست و نابود ہو جاؤ گے، بقائے سلطنت کی یہ شکل نہیں ہے۔'' ایرانی اس مساوات سے ناآشنا تھے، یہ خیالات سن کر دنگ رہ گئے، رستم بھی نادم ہوا، بولا کہ یہ نوکروں کی غلطی ہے اور حسن تلافی کے طور پر ان کے ترکش سے تیر نکال کر مذاق کے لہجہ میں کہا کہ ان تکلوں سے کیا ہوگا، کہا،

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ۳ / ۵۸؛ تہذیب الکمال: ۲۲ / ۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنگاری کی لو گو چھوٹی ہو مگر پھر بھی آگ ہے، پھر اس نے تلوار کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ تمہاری تلوار کس قدر بوسیدہ ہے کہا، گو نیام بوسیدہ ہے لیکن دھار تیز ہے، اس کے بعد اصل معاملہ پر گفتگو شروع ہوئی، رستم نے اپنی قوم کی شوکت وعظمت سطوط و جبروت اور عربوں کی حقارت وکم مائیگی کا تذکرہ کر کے کہا کہ گو تمہاری جیسی ناچیز قوم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تاہم، اگر تم لوٹ جاؤ تو تمہاری فوج اور سردار فوج کو ان کے مرتبہ کے موافق انعام دیا جائے گا، مغیرہ رضی اللہ عنہ نے نہایت جوش سے جوابی تقریر کی اور آخر میں کہا کہ اگر تم کو جزیہ نہیں منظور ہے تو تلوار تمہارا فیصلہ کرے گی، رستم یہ سخت جواب سن کر آگ بگولا ہو گیا، بولا کہ آفتاب سے پہلے تمہاری فوج کو تہ و بالا کر دوں گا۔ اس گفتگو کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ واپس چلے آئے۔ اور قادسیہ کی مشہور جنگ میں بھی شریک تھے۔ [1]

انہوں نے عمداً قبر میں اپنی انگوٹھی گرادی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے وقت موجود تھے، جب لوگ جسد مبارک کو قبر انور میں رکھ کر نکلے تو انہوں نے عمداً قبر میں اپنی انگوٹھی گرادی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا نکال لو، انہوں نے قبر میں اتر کر قدم مبارک کو ہاتھ سے مس کیا اور جب مٹی گرائی جانے لگی اس وقت قبر سے نکلے، انہوں نے قصداً اس لیے انگوٹھی گرائی تاکہ یہ شرف ان کے ساتھ مخصوص ہو جائے کہ وہ ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے آخری جدا ہونے والے ہیں، چنانچہ ہمیشہ لوگوں سے فخریہ کہا کرتے کہ میں تم سب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آخری جدا ہونے والا ہوں۔ [2]

نمونہ

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالوَهَّابِ، قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، قَالَ أَخْبَرَنِى سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، يُحَدِّثُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ

[1] مستدرك حاكم: ۳/ ٤٤٧ وطبری: ٥/ ۲۲۷٤ تا ۲۲۷۷۔

[2] ابن سعد: ۲/ ۷۷، ۷۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ فِی سَفَرٍ، وَأَنَّهُ ذَهَبَ لِحَاجَةٍ لَهُ، وَأَنَّ مُغِيرَةَ جَعَلَ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ. ❶

''ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا، انہوں نے کہا: مجھے سعد بن ابراہیم نے نافع بن جبیر بن مطعم سے بتلایا۔ انہوں نے عروہ بن مغیرہ بن شعبہ سے سنا، وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک سفر میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ (وہاں) آپ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے (جب آپ واپس آئے، آپ ﷺ نے وضو شروع کیا) تو مغیرہ بن شعبہ آپ کے (اعضاء وضو) پر پانی ڈالنے لگے۔ آپ ﷺ وضو کر رہے تھے آپ نے اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا، سر کا مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا۔''

---

❶ بخاری، الوضوء: ۱۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

تعارف سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہویں زوجہ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ قبیلہ قریش سے ہیں والدہ ہند بنت عوف قبیلہ حمیر سے تھیں۔ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھیں۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا تو مکہ میں ان سے نکاح کیا۔ اسی طرح حضرت میمونہ بھی بیوہ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے نکاح ذیقعدہ ۷ھ میں ہوا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۵۹ سال تھی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے (۴۶) احادیث مروی ہیں۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ مقامِ سرف میں ان کا نکاح ہوا تھا اور سرف میں ہی انہوں نے انتقال بھی کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جنازے کی نماز پڑھائی اور قبر میں اتارا، صحاح میں ہے کہ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ جنازہ کو زیادہ حرکت نہ دو، باادب آہستہ چلو۔ سالِ وفات کے متعلق اگرچہ اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ انہوں نے ۵۱ھ میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] بخاری، جزاء الصید، باب تزویج المحرم: ۱۸۳۷؛ مسلم: ۱۴۱۰؛ الاصابۃ: ۴/ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

فضل و کمال

ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پراگندہ ہوئے تو کہا: بیٹا! اس کا کیا سبب ہے؟ جواب دیا۔ ام عمارہ میری کنگھی کرتی تھیں اور آج کل ان کے ایام کا زمانہ ہے۔ بولیں کیا خوب! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری گود میں سر رکھ کر لیٹتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے اور ہم اسی حالت میں ہوتے تھے اسی طرح ہم چٹائی اٹھا کر مسجد میں رکھ آتے تھے، بیٹا کہیں یہ ہاتھ میں بھی ہوتا ہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے جن بزرگوں نے روایت کی ہے ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت ابن عباس، عبداللہ بن شداد بن الہاد، عبدالرحمٰن بن السائب، یزید بن اصم (یہ سب ان کے بھانجے تھے) عبیداللہ الخولانی (ربیب تھے) ندبہ (کنیز تھیں) عطاء بن یسار، سلیمان بن یسار (غلام تھے) ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن عباس، کریب (ابن عباس کے غلام) عبیدہ بن سباق، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، عالیہ بنت سبیع۔

وہ اللہ سے بہت ڈرتی تھیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ اَتْقَانَا لِلّٰهِ وَاَوْصَلِنَا لِلرَّحِمِ.[1]

''میمونہ خدا سے بہت ڈرنے اور صلہ رحمی کرنے والوں میں سے تھیں۔''

سنت سے محبت

احکام نبوی کی تعمیل ہر وقت پیش نظر رہتی تھی، ایک دفعہ ان کی کنیز بدیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے گھر گئی تو دیکھا کہ میاں بیوی کے بچھونے دور دور بچھے ہیں۔ خیال ہوا کہ شاید کچھ رنجش

[1] الاصابة: ٨/ ١٩٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگئی ہے لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ (بیوی کے ایام کے زمانہ میں) اپنا بستر ان سے الگ کر لیتے ہیں۔ آ کر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا تو بولیں۔ ان سے جا کر کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے اس قدر کیوں اعراض ہے؟ آپ برابر ہم لوگوں کے بچھونوں پر آرام فرماتے تھے۔ 1

فہم دین

ایک عورت بیمار پڑی تو اس نے منت مانی تھی کی شفا ہونے پر بیت المقدس جا کر نماز پڑھے گی۔ خدا کی شان وہ اچھی ہوگئی اور سفر کی تیاریاں شروع کیں، جب رخصت ہونے کے لیے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تو بولیں تم یہیں رہو، اور مسجد نبوی میں نماز پڑھ لو کیونکہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے۔

اللہ پر توکل

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کبھی کبھی قرض لیتی تھیں۔ ایک بار زیادہ رقم قرض لی تو کسی نے کہا کہ آپ اس کو کس طرح ادا کریں گی؟ فرمایا: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا خود اس کا قرض ادا کر دیتا ہے۔'' 2

اتباع سنت

یزید بن اصم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کا ایک قریبی رشتہ دار آیا، اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی، تو آپ نے اسے کہا:

لَئِنْ لَمْ تَخْرُجْ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَيَجْلِدُوْكَ وَلَا تَدْخُلْ عَلَى بَيْتِيْ اَبَدًا. 3

''اگر تم مسلمانوں کی طرف نہ نکلے کہ وہ تجھے کوڑے لگائیں، تو آیندہ کبھی بھی میرے گھر نہ آنا۔''

---

1 مسند أحمد: ٦/ ٣، ٣٣٢ ٣٣۔ 2 مسند احمد: ٦ / ٣٣٣۔
3 طبقات ابن سعد: ٨/ ٩٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خراج تحسین پیش کیا

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے وفات پا جانے کے بعد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا، فرماتی ہیں:

ذَهَبَتْ وَاللّٰهِ مَيْمُوْنَةُ ــــــ اِمَّا اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ أَتْقَانَا اللّٰهَ وَأَوْصَلِنَا لِلرَّحِمِ. [1]

''اللہ کی قسم! میمونہ اس دنیا سے چلی گئی، وہ ہم سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی اور ہم سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی تھی۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، غَيْرَ رِجْلَيْهِ، وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذَى ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، ثُمَّ نَحَّى رِجْلَيْهِ، فَغَسَلَهُمَا، هٰذِهِ غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ. [2]

''کریب روایت کرتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے (کریب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں) اور وہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے وضو کیا جس طرح نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے۔ (مگر نبی ﷺ نے اپنے پاؤں نہیں دھوئے بلکہ آپ ﷺ نے انہیں مؤخر کر دیا۔) اور اپنی شرمگاہ کو دھویا اور اس جگہ کو دھویا جہاں کوئی گندگی لگ گئی تھی (یعنی منی اور مذی وغیرہ) پھر نبی ﷺ نے اپنے اوپر پانی بہایا۔ پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے وہاں سے اپنے پاؤں کو ہٹایا اور انہیں ایک الگ مقام پر دھویا۔''

---

[1] طبقات ابن سعد: ۸/ ۹۹؛ مستدرك حاكم: ٤/ ۳۲۔

[2] بخاری، الوضوء: ۲٤۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما

تعارف معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما

معاویہ نام، ابوعبدالرحمٰن کنیت، والد کا نام ابوسفیان تھا۔ ان کی والدہ کا نام ہند تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شجرہ پانچویں پشت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ ان کا خاندان ''بنواُمیہ'' زمانہ جاہلیت سے قریش میں معزز و ممتاز چلا آتا تھا۔ ان کے والد ابوسفیان قریش کے قومی نظام میں ''عقاب'' یعنی علمبرداری کے عہدہ پہ ممتاز تھے۔ فتح مکہ کے دِن ابوسفیان اور معاویہ دونوں مشرف با اسلام ہوئے۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں دولت اسلام سے بہرہ ور ہو چکے تھے۔ لیکن باپ کے خوف سے اس کا اظہار نہیں کیا تھا ان کے مشرف با اسلام ہونے کی خوشی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مبارکباد دی، قبول اسلام کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حنین اور طائف کے غزوات میں شریک ہوئے، حنین کے مال غنیمت میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سو اونٹ اور ۴۰ اوقیہ سونا یا چاندی مرحمت فرمایا تھا۔ اسی زمانہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے خاندانی وقار کے لحاظ سے ان کو کتابتِ وحی کا جلیل القدر منصب ملا۔ دور نبوی کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قریب قریب تمام معرکہ آرائیوں میں بہت ممتاز حیثیت سے شریک رہے مگر ان کی تفصیل بہت طویل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رجب ۶۰ ھ میں وفات پائی جبکہ آپ کی عمر مبارک تقریباً اسی سال تھی۔ [1]

[1] جمع الجوامع: ۲/ ۱۰۴، ۴۲۳۸؛ الطبرانی فی الکبیر: ۱۹/ ۴۳۹؛ تقریب التهذیب: ۱/ ۵۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

دعائے رسول پانے والے

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ)) [1]

"اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب کا علم اور حساب سیکھا اور اسے عذاب سے محفوظ رکھ۔"

مومنوں کے ماموں

مشہور ثقہ عابد فقیہ امام معافی بن عمران الموصلی رحمہ اللہ (متوفی:۱۸۵ھ) سے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

لَا يُقَاسُ بِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَحَدٌ، مُعَاوِيَةُ صَاحِبُهُ وَصِهْرُهُ وَكَاتِبُهُ وَأَمِيْنُهُ عَلَى وَحْيِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. [2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ کوئی بھی برابر نہیں قرار دیا جا سکتا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے صحابی، ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی، کاتب اور اللہ کی وحی (لکھنے) کے امین ہیں۔"

جنت کی بشارت پانے والے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

[1] جمع الجوامع: ۲/ ۱۰٤، ٤۲۳۸؛ الطبرانی فی الکبیر: ۱۹/ ٤۳۹۔

[2] تاریخ بغداد: ۱/ ۲۰۹، ت:٤۸ صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا))

''میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا، ان (مجاہدین) کے لیے (جنت) واجب ہے۔'' ❶

یہ جہاد سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما (کی خلافت) کے زمانے میں ہوا تھا۔ اور اس جہاد میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ ❷

ہم جنت میں اکٹھے ہوں گے

تاریخ ابن عساکر میں حضرت بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

دَخَلَ مُعَاوِيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَعِنْدَهُ أُمُّ حَبِيبَةَ وَكَانَتْ إِلَى جَانِبِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا رَآهَا رَجَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا مُعَاوِيَةُ ارْجِعْ)) فَرَجَعَ فَقَعَدَ مَعَهُمْ۔ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَ أَنْتَ وَهٰذِهِ فِي الْجَنَّةِ تُدِيرُ الْكَأْسَ بَيْنَنَا)) ❸

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ ام حبیبہ بیٹھی ہوئی تھیں، جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو واپس پلٹ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''معاویہ رضی اللہ عنہ واپس آجاؤ۔'' تو وہ واپس آکر ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے معاویہ! مجھے امید ہے کہ میں، تم اور یہ جنت میں اکٹھے ہوں گے، اور ہمارے درمیان جام گردش کرے گا۔''

امیر معاویہ رو رو کر نڈھال ہو گئے

حضرت شُفَیّا اصبحی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے گرد جمع ہوئے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔۔؟ کہا گیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، میں بھی

---

❶ صحيح البخاري: ٢٩٢٤۔ ❷ صحيح البخاري: ٦٢٨٢، ٦٢٨٣، ٢٧٩٩، ٢٨٠٠۔ ❸ تاريخ مدينه دمشق، تراجم النساء، ص: ٩٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے قریب ہو گیا یہاں تک کہ ان کے بالکل سامنے بیٹھ گیا وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے جب وہ خاموش ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے اللہ کے واسطے ایک سوال کرتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور اچھی طرح سمجھا ہو فرمایا: ضرور بیان کروں گا، پھر چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا: میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جو آپ ﷺ نے مجھ سے اسی گھر میں بیان کی تھی اس وقت میرے اور آپ ﷺ کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں تھا اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت زور سے چیخ ماری اور دوبارہ بے ہوش ہو گئے تیسری مرتبہ بھی اسی طرح ہوا اور منہ کے بل نیچے گرنے لگے تو میں نے انہیں سہارا دیا اور کافی دیر تک سہارا دیئے کھڑا رہا پھر انہیں ہوش آیا تو کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے نزول فرمائیں گے اس وقت ہر امت گھٹنوں کے بل گری پڑی ہوگی پس جنہیں سب سے پہلے بلایا جائے گا وہ تین شخص ہوں گے ایک حافظ قرآن، دوسرا شہید اور تیسرا دولتمند شخص اللہ تعالیٰ قاری سے پوچھیں گے کیا میں نے تمہیں وہ کتاب نہیں سکھائی جو میں نے اپنے رسول ﷺ پر نازل کی عرض کرے گا کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: کیا تو نے اپنے حاصل کردہ علم کے مطابق عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں اسے دن اور رات پڑھا کرتا تھا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم جھوٹ بولتے ہو اسی طرح فرشتے بھی اسے جھوٹا کہیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم اس لیے ایسا کرتے تھے کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص قاری ہے چنانچہ وہ تو کہہ دیا گیا پھر مالدار آدمی کو پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کیا میں نے تمہیں مال میں اتنی وسعت نہ دی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رکھا وہ عرض کرے گا، ہاں اے اللہ، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، میری دی ہوئی دولت سے کیا عمل کیا وہ کہے گا میں قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتا اور خیرات کرتا تھا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو جھوٹا ہے، فرشتے بھی کہیں گے: تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو چاہتا تھا کہ کہا جائے فلاں بڑا سخی ہے سو ایسا کیا جا چکا پھر شہید کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو کس لیے قتل ہوا؟ وہ کہے گا تو نے مجھے اپنے راستے میں جہاد کا حکم دیا پس میں نے لڑائی کی یہاں تک کہ میں شہید ہوا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تیری نیت تھی کہ لوگ کہیں فلاں بڑا بہادر ہے پس یہ بات کہی گئی۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے زانوں پر مارتے ہوئے فرمایا: "اے ابوہریرہ! اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے انہی تین آدمیوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔"

ولید ابوعثمان مدائنی کہتے ہیں مجھے عقبہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہی شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جلاد تھے کہتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بتائی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تینوں کا یہ حشر ہے تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اتنا روئے یہاں تک کہ ہم سوچنے لگے کہ وہ اب فوت ہو جائیں گے اور ہم نے کہا: یہ آدمی ہمارے پاس شر لے کر آیا ہے پھر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو آپ نے چہرہ صاف کیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا پھر یہ آیت پڑھی:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿١٥﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾﴾ [1]

"جو شخص دنیاوی زندگی اور اس کی رونق چاہتا ہے ہم ایسے لوگوں کے اعمال کا بدلہ دنیا میں دے دیتے ہیں اور اس میں کوئی کمی نہیں رکھتے یہ ایسے لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ نہیں پس جو کچھ انہوں نے دنیا

---

[1] ١١/هود: ١٥-١٧؛ صحيح ترمذى، الزهد، باب ماجاء فى الرياء والسمعة: ٢٣٨٢؛ الحاكم: ١/ ٤١٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کیا وہ ضائع ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہو گئے۔"

فتوحاتِ شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کردار

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بالکل آخر میں اسلام لائے تھے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان کو کوئی نمایاں کارنامہ دکھانے کا موقع نہ مل سکا، اس کا آغاز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت سے ہوتا ہے، شام کی فوج کشی میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی یزید ایک دستہ کے افسر تھے، اردن کی فتح کے سلسلہ میں جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سپہ سالار فوج نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس کے ساحلی علاقہ پر مامور کیا اور ان کے مقابلہ کے لیے رومیوں کا انبوہ کثیر جمع ہوا اور قسطنطنیہ سے امدادی فوجیں آئیں۔ تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مزید امداد طلب کی، اس وقت انہوں نے یزید بن ابی سفیان کو روانہ کیا، اس امدادی دستہ کے مقدمۃ الجیش کی کمان معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی، اس مہم میں انہوں نے کارہائے نمایاں دکھائے۔ اس کے بعد اس سلسلہ کی تمام لڑائیوں میں برابر شریک ہوتے رہے، چنانچہ مرج صفر کے معرکہ میں جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بھتیجے خالد شہید ہوئے تو ان کی تلوار معاویہ رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں آئی۔

دمشق کی تسخیر کے بعد جب یزید صیدا، عرقہ، جبیل اور بیروت وغیرہ کے ساحلی علاقہ کی طرف بڑھے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس پیش قدمی میں مقدمۃ الجیش کی رہبری کر رہے تھے اور عرقہ تمام تر ان ہی کی کوششوں سے فتح ہوا۔ اس کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخر عہد خلافت میں رومیوں نے شام کے بعض مقامات واپس لے لیے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو زیر کر کے دوبارہ زیر نگین کیا۔

مذکورہ بالا مقامات کی تسخیر کے بعد یزید نے باقی ماندہ علاقہ پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو متعین کر دیا۔ انہوں نے نہایت آسانی کے ساتھ تمام قلعے تسخیر کیے اور زیادہ کشت وخون کی نوبت نہیں آنے پائی، کہیں کہیں خفیف سی جھڑپ ہو جاتی تھی۔

قیساریہ کی مہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خاص ان کے سپرد کی تھی، انہوں نے اسے بھی نہایت کامیابی کے ساتھ سر کیا۔ جب یہ قیساریہ پہنچے تو رومی کمانڈر آپ کے سامنے آیا، دونوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت معرکہ ہوا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے پسپا کر دیا اور رومی شکست کھا کر شہر میں داخل ہو گئے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیساریہ کا محاصرہ کرلیا، رومی برابر نکل کر مقابلہ کرتے تھے مگر ہر مرتبہ شکست کھا کر شہر میں لوٹ جاتے تھے، ایک دن آخری جنگ کے لیے بڑے جوش وخروش سے نکلے، اور ایک خونریز جنگ کے بعد بہت فاش شکست کھائی، اس معرکہ میں اسی ہزار رومی کام آئے، اور میدان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ رہا۔ غرض معاویہ رضی اللہ عنہ قریب قریب تمام معرکہ آرائیوں میں بہت ممتاز حیثیت سے شریک رہے مگر ان کی تفصیل بہت طویل ہے۔

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِی التَّیَّاحِ، قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ، یُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِیَةَ، قَالَ إِنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلَاةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَمَا رَأَیْنَاهُ یُصَلِّیهَا، وَلَقَدْ نَهَی عَنْهُمَا، یَعْنِی الرَّكْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ [1]

"ہم سے محمد بن ابان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے حدیث بیان کی ابوالتیاح یزید بن حمید سے، کہا کہ میں نے حمران بن ابان سے سنا، وہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم لوگ تو ایک ایسی نماز پڑھتے ہو کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے لیکن ہم نے کبھی آپ ﷺ کو وہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ بلکہ آپ نے تو اس سے منع فرمایا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مراد عصر کے بعد دو رکعتوں سے تھی۔ (جسے آپ کے زمانہ میں بعض لوگ پڑھتے تھے)۔"

[1] بخاری، مواقیت الصلاۃ: ۵۸۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ

تعارف سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ

مالک بن الحویرث اللیثی رضی اللہ عنہ کا شمار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے۔ آپ اپنی قوم کے دیگر افراد کے ساتھ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا، پھر بیس دن تک مدینہ منورہ میں رہ کر اسلام کی تعلیمات کو اپنے دامن میں سمیٹا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے واپس اپنے علاقے میں تشریف لے گئے۔ آپ سے پندرہ احادیث مروی ہیں، جن میں سے دو متفق علیہ ہیں۔ آخر عمر میں آپ بصرہ منتقل ہو گئے تھے اور وہیں ۹۴ھ میں وفات پائی۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں ابوقلابہ، ابوعطیہ اور آپ کے بیٹے عبداللہ بن مالک شامل ہیں۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِي، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَحِيمًا رَفِيقًا، فَلَمَّا رَأَى شَوْقَنَا إِلَى أَهَالِينَا، قَالَ: ((ارْجِعُوا فَكُونُوا فِيهِمْ، وَعَلِّمُوهُمْ، وَصَلُّوا، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ)) [2]

ہم سے معلّٰی بن سعد اسد بصری نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے ابوایوب سے بیان کیا، انہوں نے ابوقلابہ سے، انہوں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی قوم (بنی لیث) کے چند

---

[1] الاستیعاب: ۳/ ۱۳۴۹؛ عمدۃ القاری: ۲/ ۹۹۔

[2] بخاری، الاذان: ٦٢٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں بیس راتوں تک قیام کیا۔ آپ بڑے رحم دل اور ملنسار تھے۔ جب آپ نے ہمارے اپنے گھر پہنچنے کا شوق محسوس کر لیا تو فرمایا: ''اب تم جا سکتے ہو۔ وہاں جا کر اپنی قوم کو دین سکھاؤ اور (سفر میں) نماز پڑھتے رہنا۔ جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرائے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

تعارف معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ!

حضرت معاذ بن جبل بن اوس خزرجی انصاری۔ آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن المدنی ہے۔ آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بیعت عقبہ میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔ نیز تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک رہے۔ آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران میں آپ یمن سے واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے بعد میں آپ شام منتقل ہو گئے تو مرجع الخلائق بن گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران میں جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے گہرے دوست اور دست راست حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ شام کا والی مقرر فرمایا۔ لیکن چند ماہ بعد جب آپ کی عمر چونتیس (۳۴) سال تھی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ [1]

[1] حلیة الاولیاء: ۱/ ۲۲۸؛ تهذیب التهذیب: ۱۰/ ۱۶۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

میں آپ سے محبت کرتا ہوں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''اے معاذ! اللہ کی قسم! تم مجھے بہت زیادہ محبوب ہو۔''

معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! وَاَنَا وَاللّٰہِ اُحِبُّكَ.

''اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم! مجھے بھی آپ سے بہت محبت ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے معاذ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد اس دعا کو کبھی نہ چھوڑنا۔''

((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) [1]

''اے اللہ! اپنا ذکر اور شکر کرنے اور اپنی اچھی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔''

شاید کہ تم پھر نہ مل سکو گے

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف روانہ کیا تو مجھے وصیت کرتے ہوئے دور تک تشریف لائے، اور (میں) معاذ سوار تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل تھے۔ پس جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو پھر فرمایا:

''اے معاذ! ممکن ہے کہ تم مجھ سے اس سال کے بعد نہ مل سکو اور شاید تم میری

---

[1] ابوداود، الصلاۃ، باب فی الاستغفار: ۱۵۲۲؛ صحیح ابی داود: ۱۳۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مسجد اور میری قبر پر گزرو گے۔" (یہ سن کر) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے فراق میں شدت غم سے رونے لگے، پس نبی ﷺ نے فرمایا:

"مت رو! یقیناً رونا شیطان کی طرف سے ہے۔" (1)

معاذ! اچھے آدمی ہیں

سیدنا ابو ہریرہ الدوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) (2)

"معاذ بن جبل اچھے آدمی ہیں۔"

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا شوق عبادت

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چند لوگ حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے امامت کے لیے مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں کوئی ایسا ساتھی عنایت فرمائیں جو ہمیں نماز پڑھا دیا کرے، تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ میں سے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا: آپ رضی اللہ عنہ امامت کرواتے رہے اور اکثر عشا کی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں ادا کرتے اور بعد میں اپنے علاقے کے لوگوں کی امامت کرواتے، بسا اوقات پہلی دو رکعات میں حد درجہ لمبی قراءت کرتے۔ ایک دفعہ تو آپ نے سورۂ بقرہ شروع کر دی، علاقے کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ کا بھیجا ہوا امام حد درجہ صالح اور باکمال ہے صرف ایک بات ہے کہ وہ نماز میں قراءت بہت لمبی کرتے ہیں جب کہ ہم صبح کے تھکے ماندے ہوتے ہیں، آپ ﷺ ان سے عرض کریں کہ قراءت تھوڑی سی کم کیا کریں۔ آپ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اے معاذ! لوگوں کو آزمائش میں نہ ڈالا کرو، اگر تجھے لمبے قیام کا شوق ہے تو اپنا یہ شوق اکیلے قیام اللیل میں پورا کر لیا کرو، جماعت کرواتے ہوئے بیمار، بوڑھوں اور عمر رسید لوگوں کا خیال رکھا کرو۔" (3)

---

(1) مسند أحمد: ٥/ ٢٣٥؛ طبراني كبير: ٢٠/ ٢٤٢؛ مسند الشاميين: ٩٩۔

(2) سنن الترمذي: ٣٧٩٨ صحيح۔

(3) مسند احمد: ٩٩/ ٢٢، ١٤١٩٠؛ السنن الكبرىٰ: ٨٥/ ٣؛ صحيح ابن حبان: ١٥٩/ ٦، ٢٤٠٠؛ صحيح ابن خزيمه: ٥١/ ٢، ١٦١١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر معاذ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا

کتب تاریخ میں ایک صحیح واقعہ منقول ہے کہ ایک شخص سفر کے لیے چلا گیا اور وہ دو سال اپنی بیوی سے دور رہا، جب وہ دو سال کے بعد اپنے گھر واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے۔ گھر والی کی صورتِ حال دیکھ کر وہ بہت زیادہ پریشان ہوا اور آ کر خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو صورت حال بتائی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو رجم کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ آپ یہ سمجھتے تھے کہ شوہر تو دو سال سے اس کے قریب نہیں گیا تو یہ حاملہ کیسے ہوگئی۔۔۔۔؟ یقیناً اس نے برائی کا ارتقاب کیا اور ہمارے دینِ اسلام میں یہی سزا ہے کہ اگر کوئی شادی شدہ عورت بدکاری کرے تو اس کو پتھر مار مار کر رجم کر دیا جائے اور۔۔۔۔ یاد رکھو۔۔۔۔! جب تک یہی سزا ملک پاکستان میں نافذ نہیں ہوتی اور بدکاروں کو سرِ عام سنگسار نہیں کیا جاتا ہمارے ملک میں کبھی بھی بدکاری اور فحاشی کے اڈوں کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ بہر صورت جب یہ معاملہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے علم میں آیا تو آپ نے کہا: اے امیر المومنین! آپ جلد بازی سے کام نہ لیں، اس عورت کو فوراً رجم کرنے کی بجائے مہلت دیں جب وہ بچے کو جنم دے اس کے بعد صورت حال دیکھ کر فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ عورت کا فیصلہ ولادت تک مؤخر کر دیا گیا۔ جب عورت کے ہاں ولادت ہوئی تو اس نے بچے کو جنم دیا تو معاملہ عجیب وغریب نکلا

① بچے کی شکل وصورت اور پوری کی پوری شباہت باپ پر تھی۔

② بچہ اتنا عرصہ ماں کے پیٹ میں رہا کہ پیٹ میں ہی بچے کے اگلے دانت نکل آئے تھے۔ تاریخ کی کتابوں میں (خَرَجَتْ ثَنِيَّتَاهُ) کے الفاظ ہیں کہ اس کے سامنے والے چار دانتوں میں سے دو دانت نکل چکے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو بے ساختہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے علم وفضل اور فہم وفراست کا اعتراف کرتے ہوئے عمر رضی اللہ عنہ نے تاریخ ساز جملہ کہا:

عَجِزَتِ النِّسَآءُ اَنْ يَّلِدْنَ مِثْلَ مُعَاذٍ لَوْلَا مُعَاذٌ لَهَلَكَ عُمَرُ.

''معاذ جیسوں کو جنم دینے سے عورتیں عاجز آ گئیں اگر معاذ نہ ہوتا تو عمر ہلاک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا۔" [1]

چار آدمیوں سے قرآن سیکھو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ چار آدمیوں سے قرآن سیکھو، مجھے ان چار آدمیوں سے محبت ہو گئی ہے:

① عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
② سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما
③ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
④ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت معاذ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ اللہ کے فرماں بردار اور یک سو تھے۔ ہم حضرت معاذ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے تھے۔ [2]

اللہ کی محبت پانے والے

حضرت ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک جوان آدمی جس کے اگلے دانت خوب چمکیلے ہیں اس کے پاس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جب وہ آپس میں کسی چیز کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں تو اس کے حل کے لیے اس سے سوال کرتے ہیں اور اپنی رائے سے رجوع کر کے اس کی رائے کو قبول کر لیتے ہیں چنانچہ میں نے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ صحابی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں جب اگلا دن ہوا تو میں صبح سویرے ہی مسجد میں آ گیا میں نے دیکھا کہ جلدی آنے میں بھی وہ مجھ سے سبقت لے گئے ہیں اور میں نے انہیں

---

[1] مصنف عبدالرزاق: ٣٥٤/ ٧؛ مصنف ابن ابی شیبہ: ٥٤٣/ ١٤، ٢٩٤٠٨ والدارقطنی: ٥٠٠/ ٤، ٣٨٧٦؛ تاریخ دمشق: ٤٢٢/ ٥٨؛ سیراعلام النبلاء: ٤٥٢/ ١ اسنادہ حسن۔ [2] تہذیب التہذیب: ١٠/ ١٦٩؛ صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجال حول الرسول، ص: ١٧٨؛ الطبرانی فی الکبیر: ١٠/ ٥٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں نماز پڑھتے ہوئے پایا پس میں ان کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے میں ان کے سامنے کی طرف سے ان کے پاس آیا انہیں سلام عرض کیا اور کہا: اللہ کی قسم! میں آپ سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔

انہوں نے کہا: کیا واقعی؟ میں نے کہا: واقعی، اللہ کی قسم!

پس انہوں نے مجھے میری چادر کے کنارے سے پکڑا اور اپنی طرف کھینچتے ہوئے فرمایا: خوش ہو جا کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ)) 1

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری محبت واجب ہو گئی ان کے لیے جو میرے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں میرے لیے ایک دوسرے سے ہم نشینی کرتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔"

بخاری شریف کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ تَعَالَی الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرِیْلَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُحِبُّ فُلَانًا، فَاَحْبِبْهُ، فَیُحِبُّهُ جِبْرِیْلُ فَیُنَادِیْ فِیْ اَهْلِ السَّمَاءِ، اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ، فَیُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ)) 2

"جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبریل کو بتلا دیتے ہیں کہ وہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے پس تو بھی اس سے محبت کر، پس جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر جبریل علیہ السلام آسمان والوں (فرشتوں)

1 مؤطا امام مالك، الجامع، باب: ما جاء فی المتحابین فی اللّٰه، صحیح۔
2 صحیح بخاری، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة: ۳۲۰۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں پھر اس شخص کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے یعنی اہل زمین میں بھی وہ مقبول و محبوب ہو جاتا ہے۔"

نیند بھی قیام اللیل بن جاتی ہے

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عبداللہ! تم قرآن کس طرح پڑھتے ہو۔؟ عبداللہ (ابن قیس) رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسے ہر وقت تھوڑا تھوڑا پڑھتا رہتا ہوں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: معاذ! تم قرآن کیسے پڑھتے ہو؟ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رات کے پہلے حصے میں سوتا ہوں پھر اس حالت میں قیام کرتا ہوں کہ میری نیند پوری ہو چکی ہوتی ہے۔ پھر میں (نماز میں اتنا) قرآن پڑھتا ہوں جتنا اللہ نے میرے مقدر میں کیا ہوتا ہے اور میں اپنی نیند سے بھی ثواب کی اسی طرح امید رکھتا ہوں جیسے قیام سے ثواب کی توقع رکھتا ہوں اور دوسری روایت میں ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تم قرآن کس طرح پڑھتے ہو؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: کھڑے ہو کر، سواری پر، بیٹھ کر اور میرا معمول ہے کہ وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا پڑھتا رہتا ہوں۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا مگر میں قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں بس میں سوتا بھی ثواب ہی کی نیت سے ہوں جس طرح قیام ثواب کی نیت سے کرتا ہوں۔ [1]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا شوق عبادت

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند لوگ حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امامت کے لیے مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں کوئی ایسا ساتھی عنایت فرمائیں جو ہمیں نماز پڑھا دیا کرے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ میں سے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا: آپ امامت کرواتے رہے اور اکثر عشا کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کرتے اور بعد میں

---

[1] بخاری، المغازی، باب بعث ابی موسٰی ومعاذ الی الیمن قبل حجة الوداع: ٤٣٤١، ٤٣٤٥؛ مسلم: ١٧٣٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے علاقے کے لوگوں کی امامت کرواتے، بسا اوقات پہلی دو رکعات میں حد درجہ لمبی قراءت کرتے۔ ایک دفعہ تو آپ نے سورۂ بقرہ شروع کر دی، علاقے کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ کا بھیجا ہوا امام حد درجہ صالح اور باکمال ہے صرف ایک بات ہے کہ وہ نماز میں قراءت بہت لمبی کرتے ہیں جب کہ ہم صبح کے تھکے ماندے ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے عرض کریں کہ قراءت تھوڑی سی کم کیا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے معاذ! لوگوں کو آزمائش میں نہ ڈالا کرو، اگر تجھے لمبے قیام کا شوق ہے تو اپنا یہ شوق اکیلے قیام اللیل میں پورا کر لیا کرو، جماعت کرواتے ہوئے بیمار، بوڑھوں اور عمر رسید لوگوں کا خیال رکھا کرو۔'' [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَا أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا أَخِرَةُ الرَّحْلِ، فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ)) قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ، وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ)) قُلْت لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوهُ)) قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا

---

[1] مسند احمد: ۹۹/ ۲۲، ۱٤۱۹۰؛ السنن الکبریٰ: ۸۵/ ۳؛ صحیح ابن حبان: ۱۵۹/ ٦، ۲٤۰۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُعَذِّبَهُمْ)) ❶

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے حضرت معاذ بن جبل نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے سوا اور کوئی چیز حائل نہیں تھی اسی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے معاذ۔'' میں بولا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حاضر ہوں، آپ کی اطاعت اور فرمابرداری کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا: ''اے معاذ۔'' میں بولا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوں آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے اس کے بعد فرمایا: ''اے معاذ۔'' میں نے عرض کیا: حاضر ہوں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے اللہ کے اپنے بندوں پر کیا حق ہیں؟'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بندوں پر حق یہ ہیں کہ بندے خاص اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔'' پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا: ''معاذ۔'' میں نے عرض کیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ جب کہ وہ یہ کام کر لیں۔'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: ''پھر بندوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ کرے۔''

❶ بخاري، اللباس: ٥٩٦٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا معن بن یزید رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت معن بن یزید رضی اللہ عنہ

حضرت معن بن یزید بن اخنس سلمی صحابی رسول ہیں۔ خود کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد اور دادا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، غزوہ بدر میں اپنے والد، دادا کے ہمراہ شامل ہوئے، ان کے علاوہ بدر میں کوئی باپ، دادا کے ساتھ شامل نہیں ہوا، یہ فتح دمشق میں شامل تھے اور وہاں کچھ دیر رہائش بھی رکھی، جنگ صفین میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ، أَنَّ مَعْنَ بْنَ يَزِيدَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُ، قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَا وَأَبِي وَجَدِّي، وَخَطَبَ عَلَيَّ، فَأَنْكَحَنِي وَخَاصَمْتُ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَبِي يَزِيدُ أَخْرَجَ دَنَانِيرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا، فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَجِئْتُ فَأَخَذْتُهَا، فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ وَاللَّهِ مَا إِيَّاكَ أَرَدْتُ، فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: ((لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ، وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ)) [2]

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا کہ ہم اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو جویریہ (حطان بن خفاف) نے بیان کیا کہ معن بن یزید رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے اور میرے والد اور دادا (اخفش بن حبیب) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

---

[1] اسد الغابة، ت:٥٠٥٤۔ [2] بخاري، الزكاة: ١٤٢٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے میری منگنی بھی کرائی اور آپ ہی نے نکاح بھی پڑھایا تھا اور میں آپ کی خدمت میں ایک مقدمہ لے کر حاضر ہوا تھا۔ وہ یہ کہ میرے والد یزید نے کچھ دینار خیرات کی نیت سے نکالے اور ان کو انہوں نے مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھ دیا۔ میں گیا اور میں نے ان کو اس سے لے لیا۔ پھر جب میں انہیں لے کر والد صاحب کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کہ قسم اللہ کی! میرا ارادہ تجھے دینے کا نہیں تھا۔ یہی مقدمہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور آپ نے یہ فیصلہ دیا: ''دیکھو یزید جو تم نے نیت کی تھی اس کا ثواب تمہیں مل گیا اور معن جو تو نے لے لیا وہ اب تیرا ہو گیا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما

تعارف حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما

حضرت مسور بن مخرمہ بن نوفل القرشی الزہری صحابی رسول ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ صغار صحابہ میں شمار ہوتے ہیں، آپ ۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اور فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں مدینہ منورہ تشریف لائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دامن سے وابستہ رہے اور انہیں سے زیادہ علم حاصل کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک مدینہ میں رہے۔ بعد میں مکہ چلے گئے، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پہلے محاصرے کے وقت (جب یزید کے دور میں ان کا محاصرہ کیا گیا) منجنیق کا گولہ لگنے سے شہید ہوئے، سن شہادت ۶۴ھ ہے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ أَخْبَرَنِى الزُّهْرِيُّ، قَالَ أَخْبَرَنِى عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، وَمَرْوَانَ، يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيثَ صَاحِبِهِ، قَالاَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ بِالْغَمِيمِ فِى خَيْلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيعَةٌ، فَخُذُوا ذَاتَ الْيَمِينِ فَوَاللّٰهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ خَالِدٌ حَتَّى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ، فَانْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَسَارَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حَتَّى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِى يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، فَقَالَ

---

[1] الإصابة: ٦/ ٩٣، ت: ٧٩٩٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّاسُ حَلْ حَلْ فَأَلَحَّتْ، فَقَالُوا خَلَأَتْ الْقَصْوَاءُ، خَلَأَتْ الْقَصْوَاءُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا خَلَأَتْ الْقَصْوَاءُ، وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ، وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ، ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللَّهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا، ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ، قَالَ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ، يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا، فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حَتَّى نَزَحُوهُ وَشُكِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعَطَشُ، فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ، فَوَاللَّهِ مَا زَالَ يَجِيشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتَّى صَدَرُوا عَنْهُ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ خُزَاعَةَ، وَكَانُوا عَيْبَةَ نُصْحِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ، فَقَالَ إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ، وَعَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ نَزَلُوا أَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَةِ، وَمَعَهُمْ الْعُوذُ الْمَطَافِيلُ، وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ أَحَدٍ، وَلَكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِينَ، وَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِكَتْهُمُ الْحَرْبُ، وَأَضَرَّتْ بِهِمْ، فَإِنْ شَاءُوا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً، وَيُخَلُّوا بَيْنِي وَبَيْنَ النَّاسِ، فَإِنْ أَظْهَرْ فَإِنْ شَاءُوا أَنْ يَدْخُلُوا فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ فَعَلُوا، وَإِلَّا فَقَدْ جَمُّوا، وَإِنْ هُمْ أَبَوْا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلَى أَمْرِي هَذَا حَتَّى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِي وَلَيُنْفِذَنَّ اللَّهُ أَمْرَهُ، فَقَالَ بُدَيْلٌ سَأُبَلِّغُهُمْ مَا تَقُولُ، قَالَ فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى قُرَيْشًا، قَالَ إِنَّا قَدْ جِئْنَاكُمْ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ وَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ قَوْلًا، فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ نَعْرِضَهُ عَلَيْكُمْ فَعَلْنَا، فَقَالَ سُفَهَاؤُهُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاَ حَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ، وَقَالَ ذَوُو الرَّأْيِ مِنْهُمْ هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ، قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ أَيْ قَوْمِ، أَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ؟ قَالُوا بَلَى، قَالَ أَوَلَسْتُ بِالْوَلَدِ؟ قَالُوا بَلَى، قَالَ فَهَلْ تَتَّهِمُونِي؟ قَالُوا لاَ، قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي اسْتَنْفَرْتُ أَهْلَ عُكَاظَ، فَلَمَّا بَلَّحُوا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِي وَوَلَدِي وَمَنْ أَطَاعَنِي؟ قَالُوا بَلَى، قَالَ فَإِنَّ هَذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ، اقْبَلُوهَا وَدَعُونِي آتِيهِ، قَالُوا ائْتِهِ، فَأَتَاهُ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبُدَيْلٍ، فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذَلِكَ أَيْ مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ، هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ، وَإِنْ تَكُنِ الأُخْرَى، فَإِنِّي وَاللَّهِ لأَرَى وُجُوهًا، وَإِنِّي لأَرَى أَوْشَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفِرُّوا وَيَدَعُوكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ امْصُصْ بِبَظْرِ اللاَّتِ، أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ؟ فَقَالَ مَنْ ذَا؟ قَالُوا أَبُو بَكْرٍ، قَالَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلاَ يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لأَجَبْتُكَ، قَالَ وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ، فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ، وَقَالَ لَهُ أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ، فَقَالَ مَنْ هَذَا؟ قَالُوا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَقَالَ أَيْ غُدَرُ، أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ؟ وَكَانَ الْمُغِيرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ، وَأَخَذَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَمْوَالَهُمْ، ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا الْإِسْلَامَ فَأَقْبَلُ، وَأَمَّا الْمَالَ فَلَسْتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ))، ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَيْنَيْهِ، قَالَ فَوَاللَّهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ أَيْ قَوْمِ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُحَمَّدًا، وَاللَّهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ دَعُونِي آتِيهِ، فَقَالُوا ائْتِهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((هَذَا فُلَانٌ، وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعَظِّمُونَ الْبُدْنَ، فَابْعَثُوهَا لَهُ فَبُعِثَتْ لَهُ)) وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّونَ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ، مَا يَنْبَغِي لِهَؤُلَاءِ أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ، قَالَ رَأَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَأُشْعِرَتْ، فَمَا أَرَى أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ، فَقَالَ دَعُونِي آتِيهِ، فَقَالُوا ائْتِهِ، فَلَمَّا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَذَا مِكْرَزٌ، وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ،)) فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَبَيْنَمَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَقَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ)) قَالَ مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ فَجَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الكَاتِبَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)) قَالَ سُهَيْلٌ أَمَّا الرَّحْمَنُ، فَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا هُوَ وَلَكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ وَاللَّهِ لاَ نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ ثُمَّ قَالَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللَّهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ، وَلَا قَاتَلْنَاكَ، وَلَكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَاللَّهِ إِنِّي لَرَسُولُ اللَّهِ، وَإِنْ كَذَّبْتُمُونِي، اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ وَذَلِكَ لِقَوْلِهِ لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللَّهِ اِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَنْ تَخْلُوْا بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوْفَ بِهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَاللَّهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ اَنَّا أُخِذْنَا ضُغْطَةً وَلَكِنْ ذَلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَكَتَبَ، فَقَالَ سُهَيْلٌ وَعَلَى أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا، قَالَ الْمُسْلِمُونَ سُبْحَانَ اللَّهِ، كَيْفَ يُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا؟ فَبَيْنَمَاهُمْ كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فِي

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُيُودِهِ، وَقَدْ خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتَّى رَمَى بِنَفْسِهِ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ سُهَيْلٌ هَذَا يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ مَا أُقَاضِيكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهُ إِلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ))، قَالَ فَوَاللَّهِ إِذًا لَمْ أُصَالِحْكَ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((فَأَجِزْهُ لِي))، قَالَ مَا أَنَا بِمُجِيزِهِ لَكَ، قَالَ ((بَلَى فَافْعَلْ))، قَالَ مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، قَالَ مِكْرَزٌ بَلْ قَدْ أَجَزْنَاهُ لَكَ، قَالَ أَبُو جَنْدَلٍ أَيْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، أُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا، أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيتُ؟ وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِيدًا فِي اللَّهِ، قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ أَلَسْتَ نَبِيَّ اللَّهِ حَقًّا، قَالَ ((بَلَى))، قُلْت أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ، وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ، قَالَ ((بَلَى))، قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا؟ قَالَ ((إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ، وَلَسْتُ أَعْصِيهِ، وَهُوَ نَاصِرِي))، قُلْتُ أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ ((بَلَى، فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيهِ الْعَامَ))، قَالَ قُلْتُ لَا، قَالَ فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَوِّفٌ بِهِ، قَالَ فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَيْسَ هَذَا نَبِيَّ اللَّهِ حَقًّا؟ قَالَ بَلَى، قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ بَلَى، قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا؟ قَالَ أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ، وَهُوَ نَاصِرُهُ، فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ، فَوَاللَّهِ إِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ، قُلْتُ أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ بَلَى، أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّكَ تَأْتِيهِ الْعَامَ؟ قُلْتُ لَا، قَالَ فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَوِّفٌ بِهِ، قَالَ الزُّهْرِي قَالَ عُمَرُ فَعَمِلْتُ لِذَلِكَ أَعْمَالًا، قَالَ فَلَمَّا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الكِتَابِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ ((قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا))، قَالَ فَوَاللَّهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَتُحِبُّ ذَلِكَ، اخْرُجْ ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً، حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ، وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ، فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ نَحَرَ بُدْنَهُ، وَدَعَا حَالِقَهُ فَحَلَقَهُ، فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَامُوا، فَنَحَرُوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا، ثُمَّ جَاءَهُ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ﴾ (٦٠/الممتحنة: ١٠) حَتَّى بَلَغَ بِعِصَمِ الكَوَافِرِ فَطَلَّقَ عُمَرُ يَوْمَئِذٍ امْرَأَتَيْنِ، كَانَتَا لَهُ فِي الشِّرْكِ فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، وَالْأُخْرَى صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ، ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى المَدِينَةِ، فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ، فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ، فَقَالُوا العَهْدَ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا، فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ، فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى بَلَغَا ذَا الحُلَيْفَةِ، فَنَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَى سَيْفَكَ هَذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا، فَاسْتَلَّهُ الآخَرُ، فَقَالَ أَجَلْ، وَاللَّهِ إِنَّهُ لَجَيِّدٌ، لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهِ، ثُمَّ جَرَّبْتُ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ، فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ، فَضَرَبَهُ حَتَّى بَرَدَ، وَفَرَّ الآخَرُ حَتَّى أَتَى المَدِينَةَ، فَدَخَلَ المَسْجِدَ يَعْدُو، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ رَآهُ لَقَدْ رَأَى هَذَا ذُعْرًا فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُتِلَ وَاللّٰهِ صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ، فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، قَدْ وَاللّٰهِ أَوْفَى اللّٰهُ ذِمَّتَكَ، قَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ، ثُمَّ أَنْجَانِي اللّٰهُ مِنْهُمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَيْلُ أُمِّهِ مِسْعَرَ حَرْبٍ، لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ، فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سِيفَ الْبَحْرِ قَالَ وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ، فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ، فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلَّا لَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ، حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ، فَوَاللّٰهِ مَا يَسْمَعُونَ بِعِيرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ إِلَى الشَّأْمِ إِلَّا اعْتَرَضُوا لَهَا، فَقَتَلُوهُمْ وَأَخَذُوا أَمْوَالَهُمْ، فَأَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تُنَاشِدُهُ بِاللّٰهِ وَالرَّحِمِ، لَمَّا أَرْسَلَ، فَمَنْ أَتَاهُ فَهُوَ آمِنٌ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ﴾ (٤٨/ الفتح: ٢٤) حَتَّى بَلَغَ ﴿الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ (٤٨/ الفتح: ٢٦) وَكَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوا أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ، وَلَمْ يُقِرُّوا بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وَحَالُوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ مَعَرَّةٌ الْعُرُّ الْجَرَبُ، تَزَيَّلُوا تَمَيَّزُوا، وَحَمَيْتُ الْقَوْمَ مَنَعْتُهُمْ حِمَايَةً، وَأَحْمَيْتُ الْحِمَى جَعَلْتُهُ حِمًى لَا يُدْخَلُ، وَأَحْمَيْتُ الْحَدِيدَ وَأَحْمَيْتُ الرَّجُلَ إِذَا أَغْضَبْتَهُ إِحْمَاءً۔ [1]

مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو معمر نے خبر دی، کہا کہ مجھے زہری نے خبر دی، کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان

---

[1] بخاری، الشروط: ٢٧٣١، ٢٧٣٢۔ ١٦٩٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے دونوں کے بیان سے ایک دوسرے کی حدیث کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔

انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر (مکہ) جا رہے تھے آپ ﷺ راستے ہی میں تھے فرمایا: خالد بن ولید قریش کے (دو سو) سواروں کے ساتھ ہماری نقل وحرکت کا اندازہ کرنے کے لیے غمیم میں مقیم ہے (یہ قریش کا مقدمۃ الجیش ہے) اس لیے تم لوگ داہنی طرف سے جاؤ، پس خدا کی قسم! خالد کو ان کے متعلق کچھ بھی علم نہ ہو سکا اور جب انہوں نے اس لشکر کا غبار اٹھتا ہوا دیکھا تو قریش کو جلدی جلدی خبر دینے گئے۔ ادھر نبی کریم ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ اس گھاٹی پر پہنچے جس سے مکہ میں اترتے ہیں تو آپ ﷺ کی سواری بیٹھ گئی۔ صحابہ اونٹنی کو اٹھانے کے لیے حل حل کہنے لگے لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ قصواء اڑ گئی آپ ﷺ نے فرمایا: ''قصواء اڑی نہیں اور نہ یہ اس کی عادت ہے، اسے تو اس ذات نے روک لیا جس نے ہاتھیوں (کے لشکر) کو (مکہ) میں داخل ہونے سے روک لیا تھا۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریش جو بھی ایسا مطالبہ رکھیں گے جس میں اللہ کی محرمات کی بڑائی ہو تو میں ان کا مطالبہ منظور کر لوں گا۔'' آخر آپ ﷺ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ اٹھ گئی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ صحابہ سے آگے نکل گئے اور حدیبیہ کے آخری کنارے ثمد (ایک چشمہ یا گڑھا) پر جہاں پانی کم تھا، آپ نے پڑاو کیا۔ لوگ تھوڑا تھوڑا پانی استعمال کرنے لگے تھوڑی ہی دیر میں سب کھینچ ڈالا۔ اب رسول کریم ﷺ سے پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر دیا کہ اس گڑھے میں ڈالو، تیر گاڑتے ہی پانی انہیں سیراب کرنے کے لیے ابلنے لگا اور وہ لوگ پوری طرح سیراب ہو گئے۔ لوگ اسی حال میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم خزاعہ کے کئی آدمیوں کو لے کر حاضر ہوا۔ یہ لوگ تہامہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رہنے والے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم راز بڑے خیر خواہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو پیچھے چھوڑ کر آ رہا ہوں۔ جنہوں نے حدیبیہ کے پانی کے ذخیروں پر اپنا پڑاؤ ڈال دیا ہے ان کے ساتھ بکثرت دودھ دینے والی اونٹنیاں اپنے نئے نئے بچوں کے ساتھ ہیں۔ وہ آپ سے لڑیں گے اور آپ کے بیت اللہ پہنچنے میں رکاوٹ بنیں گے۔ لیکن آپ نے فرمایا ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہیں صرف عمرہ کے ارادے سے آئے ہیں اور واقعہ تو یہ ہے (مسلسل لڑائیوں نے قریش کو بھی کمزور کر دیا ہے اور انہیں بڑا نقصان اٹھانا پڑا ہے اب اگر وہ چاہیں تو میں ایک مدت ان سے صلح کا معاہدہ کرلوں گا اس عرصہ میں وہ میرے اور عوام (کفار مشرکین عرب) کے درمیان نہ پڑیں پھر اگر میں کامیاب ہو جاؤں اور (اس کے بعد) وہ چاہیں تو اس دین (اسلام) میں وہ بھی داخل ہو سکتے ہیں (جس میں اور تمام لوگ داخل ہو چکے ہوں گے) لیکن اگر مجھے کامیابی نہیں ہوئی تو انہیں بھی آرام مل جائے گا اور اگر انہیں میری پیش کش سے انکار ہے تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک میرا سر تن سے جدا نہیں ہو جاتا، میں اس دین کے لیے برابر لڑتا رہوں گا یا پھر اللہ تعالیٰ اسے نافذ ہی فرما دے گا۔ بدیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش تک آپ کی گفتگو میں پہنچاؤں گا چنانچہ وہ واپس ہوئے اور قریش کے یہاں پہنچے اور کہا کہ ہم تمہارے پاس اس شخص (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہاں سے آ رہے ہیں اور ہم نے اسے ایک بات کہتے سنا ہے اگر تم چاہو تو تمہارے سامنے اسے بیان کر سکتے ہیں۔ قریش کے بے وقوفوں نے کہا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں کہ تم اس شخص کی کوئی بات ہمیں سناؤ۔ جو لوگ صائب الرائے تھے انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے جو کچھ تم نے سنا ہے ہم سے بیان کر دو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ کہتے سنا ہے اور پھر جو کچھ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا سب بیان کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ اس پر عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہما (جو اس وقت تک کفار کے ساتھ تھے) کھڑے ہوئے اور کہا: اے قوم کے لوگو! کیا تم مجھ پر باپ کی طرح شفقت نہیں رکھتے۔ سب نے کہا: کیوں نہیں ضرور رکھتے ہیں۔ عروہ نے پھر کہا: کیا میں بیٹے کی طرح تمہارا خیرخواہ نہیں ہوں، انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ عروہ نے پھر کہا: تم لوگ مجھ پر کسی قسم کی تہمت لگا سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری مدد کے لیے کہا تھا اور جب انہوں نے انکار کیا تو میں نے اپنے گھرانے، اولاد اور ان تمام لوگوں کو تمہارے پاس لا کر کھڑا کر دیا تھا جنہوں نے میرا کہنا مانا تھا؟ قریش نے کہا: کیوں نہیں (آپ کی باتیں درست ہیں) اس کے بعد انہوں نے کہا: دیکھو اب اس شخص (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہارے سامنے ایک اچھی تجویز رکھی ہے اسے تم قبول کر لو اور مجھے اس کے پاس (گفتگو) کے لیے جانے دو سب نے کہا: آپ ضرور جائیے۔ چنانچہ عروہ بن مسعود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی وہی باتیں کہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدیل سے کہہ چکے تھے عروہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا: اے محمد! بتائیے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو تباہ کر دیا تو کیا اپنے سے پہلے کسی بھی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنے خاندان کا نام ونشان مٹا دیا ہو لیکن اگر دوسری بات واقع ہوئی (یعنی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم غالب ہوئے) تو میں خدا کی قسم! تمہارے ساتھیوں کا منہ دیکھتا ہوں یہ مختلف جنسوں کے لوگ یہی کریں گے۔ اس وقت یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے امصص ببظر اللات (ابے جا لات بت کی شرمگاہ چوس لے) کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا: کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عروہ نے کہا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کا اب تک میں بدلہ نہیں دے سکا ہوں تو تمہیں ضرور جواب دیتا۔ بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے پھر گفتگو کرنے لگے اور گفتگو کرتے ہوئے آپ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک پکڑ لیا کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس کھڑے تھے تلوار لٹکائے ہوئے اور سر پر خود پہنے۔ عروہ جب بھی نبی کریم ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کی طرف اپنا ہاتھ لے جاتے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کی کوتھی کو ان کے ہاتھ پر مارتے اور ان سے کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی سے اپنا ہاتھ الگ رکھ۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مغیرہ بن شعبہ۔ عروہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا اے دغاباز کیا میں نے تیری دغابازی کی سزا سے تجھ کو نہیں بچایا؟ اصل میں مغیرہ رضی اللہ عنہ (اسلام لانے سے پہلے) جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھ رہے تھے پھر ان سب کو قتل کر کے ان کا مال لے لیا تھا۔ اس کے بعد (مدینہ) آئے اور اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے (تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کا مال بھی رکھ دیا کہ جو چاہیں اس کے متعلق حکم فرمائیں) لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تیرا اسلام تو میں قبول کرتا ہوں، رہا یہ مال تو میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ کیونکہ وہ دغابازی سے ہاتھ آیا ہے جسے میں لے نہیں سکتا، پھر عروہ رضی اللہ عنہ غور سے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی نقل و حرکت دیکھتے رہے۔ پھر راوی نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی! اگر کبھی رسول اللہ ﷺ نے بلغم بھی تھوکا تو آپ ﷺ کے اصحاب نے اپنے ہاتھوں پر اسے لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ کسی کام کا اگر آپ ﷺ نے حکم دیا تو اس کی بجا آوری میں ایک دوسرے پر لوگ سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ آپ ﷺ وضو کرنے لگے تو ایسا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے وضو کے پانی پر لڑائی ہو جائے گی (یعنی ہر شخص اس پانی کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینے کی کوشش کرتا تھا) جب آپ گفتگو کرنے لگتے تو سب پر خاموشی چھا جاتی۔ آپ کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ کے ساتھی نظر بھر کر آپ ﷺ کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ خیر عروہ جب اپنے ساتھیوں سے جا کر ملے تو ان سے کہا اے لوگو! قسم اللہ کی میں بادشاہوں کے دربار میں بھی وفد لے کر گیا ہوں قیصر و کسریٰ اور نجاشی سب کے دربار میں بھی، لیکن اللہ کی قسم! میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے ساتھی اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے اصحاب آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ قسم اللہ کی! اگر محمد ﷺ نے بلغم بھی تھوک دیا تو ان کے اصحاب نے اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں اگر کوئی حکم دیا تو ہر شخص نے اسے بجا لانے میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔ آپ ﷺ نے اگر وضو کیا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ کے وضو پر لڑائی ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے جب گفتگو شروع کی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ ان کے دلوں میں آپ ﷺ کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔ انہوں نے تمہارے سامنے ایک بھلی صورت رکھی ہے تمہیں چاہیے کہ اسے قبول کر لو۔ اس پر بنو کنانہ کا ایک شخص بولا کہ اچھا مجھے بھی ان کے یہاں جانے دو لوگوں نے کہا: تم بھی جا سکتے ہو۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے قریب پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے ایک ایسی قوم کا فرد جو بیت اللہ کی قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس لیے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دیئے اور لبیک کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا کہ سبحان اللہ قطعاً مناسب نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کو کعبہ سے روکا جائے۔ اس کے بعد قریش میں سے ایک دوسرا شخص مکرز بن حفص نامی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے بھی ان کے یہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے دو۔ سب نے کہا کہ تم بھی جا سکتے ہو۔ جب وہ آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مکرز ہے ایک بدترین شخص ہے۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرنے لگا۔ ابھی وہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا۔ معمر نے (سابقہ سند کے ساتھ) بیان کیا کہ مجھے ایوب نے خبر دی اور انہیں عکرمہ نے کہ جب سہیل بن عمرو آیا تو نبی کریم ﷺ نے (نیک فالی کے طور پر) فرمایا تمہارا معاملہ آسان (سہل) ہو گیا۔ معمر نے بیان کیا کہ زہری نے اپنی حدیث میں اس طرح بیان کیا تھا کہ جب سہیل بن عمرو آیا تو کہنے لگا کہ ہمارے اور اپنے درمیان (صلح) کی ایک تحریر لکھ لو۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے کاتب کو بلوایا اور فرمایا کہ لکھو: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' سہیل کہنے لگا رحمٰن کو اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز ہے۔ البتہ تم یوں لکھ سکتے ہو باسمك اللھم جیسے پہلے لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا کہ قسم اللہ کی ہمیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے سوا اور کوئی دوسرا جملہ نہیں لکھنا چاہیے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''باسمك اللھم ہی لکھنے دو۔'' پھر آپ ﷺ نے لکھوایا یہ محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے صلح نامہ کی دستاویز ہے سہیل نے کہا: اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ آپ رسول اللہ ہیں تو نہ ہم آپ ﷺ کو کعبہ سے روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے۔ آپ ﷺ تو صرف اتنا لکھئے کہ محمد بن عبداللہ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ گواہ ہے کہ میں اس کا سچا رسول ہوں خواہ تم میری تکذیب ہی کرتے رہو، لکھو محمد بن عبداللہ۔'' زہری نے بیان کیا کہ یہ سب کچھ (نرمی اور رعایت) صرف آپ ﷺ کے اس ارشاد کا نتیجہ تھا (جو پہلے بدیل سے کہہ چکے تھے)، کہ قریش مجھ سے جو بھی ایسا مطالبہ کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم مقصود ہوگی تو میں ان کے مطالبے کو ضرور مان لوں گا۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے سہیل سے فرمایا: ''مگر صلح کے لیے پہلی شرط یہ ہوگی کہ تم لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں بیت اللہ کے طواف کرنے کے لیے جانے دو گے۔'' سہیل نے کہا: قسم اللہ کی! ہم (اس سال) ایسا نہیں ہونے دیں گے ورنہ عرب کہیں گے ہم مغلوب ہو گئے تھے (اس لیے ہم نے اجازت دے دی) آیندہ سال کے لیے اجازت ہے۔ چنانچہ یہ بھی لکھ لیا۔ پھر سہیل نے لکھا کہ یہ شرط بھی (لکھ لیجیے) کہ ہماری طرف کا جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں جائے گا خواہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین ہی پر کیوں نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہمیں واپس کر دیں گے۔ مسلمانوں نے (یہ شرط سن کر کہا) سبحان اللہ (ایک شخص کو) مشرکوں کے حوالے کس طرح کیا جا سکتا ہے جو مسلمان ہو کر آیا ہو۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنی بیڑیوں کو گھسیٹتے ہوئے آ پہنچے وہ مکہ کے نشیبی علاقے کی طرف سے بھاگے تھے اور اب خود کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا تھا۔ سہیل نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ پہلا شخص ہے جس کے لیے (صلح نامہ کے مطابق) میں مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ ہمیں اسے واپس کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابھی تو ہم نے (صلح نامہ کی اس دفعہ کو) صلح نامہ میں لکھا بھی نہیں ہے (اس لیے جب صلح نامہ طے پا جائے گا اس کے بعد اس کا نفاذ ہونا چاہیے)'' سہیل کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! پھر میں کسی بنیاد پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح نہیں کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا مجھ پر اس ایک کو دے کر احسان کر دو۔'' اس نے کہا کہ میں اس سلسلے میں احسان بھی نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں ہمیں احسان کر دینا چاہیے۔'' لیکن اس نے یہی جواب دیا کہ میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ البتہ مکرز نے کہا کہ چلیے ہم اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کرتے ہیں مگر (اس کی بات نہیں چلی) ابو جندل رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمانو! میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ کیا مجھے مشرکوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا؟ کیا میرے ساتھ جو اذیتیں پہنچائی گئیں تھیں۔ راوی نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے کہا آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ اور حقیقت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں۔'' میں نے عرض کیا: کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور کیا ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں۔'' میں نے کہا: پھر اپنے دین کے معاملے میں کیوں دبیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں اس کی حکم عدولی نہیں کر سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔'' میں نے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ٹھیک ہے لیکن کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ پہنچ جائیں گے۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا نہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قید کے ساتھ نہیں فرمایا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تم بیت اللہ تک ضرور پہنچو گے اور ایک دن اس کا طواف کرو گے۔'' انہوں نے بیان کیا کہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں گیا اور ان سے بھی یہی پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں؟ انہوں نے بھی کہا کہ کیوں نہیں۔ میں نے پوچھا کیا ہم حق پر نہیں؟ اور کیا ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں میں نے کہا کہ پھر اپنے دین کو کیوں ذلیل کریں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب بلاشک وشبہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور اپنے رب کی حکم عدولی نہیں کر سکتے اور رب ہی ان کا مددگار ہے پس ان کی رسی مضبوطی سے پکڑ لو، خدا گواہ ہے کہ وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے یہ نہیں کہتے تھے کہ عنقریب ہم بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے انہوں نے فرمایا کہ یہ بھی صحیح ہے لیکن کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے یہ فرمایا تھا کہ اسی سال آپ بیت اللہ پہنچ جائیں گے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ آپ ایک نہ ایک دن بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ زہری نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بعد میں میں نے اپنی عجلت پسندی کی مکافات کے لیے نیک اعمال کیے۔ پھر جب صلح نامہ سے آپ فارغ ہو چکے تو صحابہ سے فرمایا: ''اب اٹھو اور (جن جانوروں کو ساتھ لائے ہو ان کی) قربانی کر لو اور سر بھی منڈوا لو۔'' انہوں نے بیان کیا کہ اللہ گواہ ہے صحابہ میں سے ایک شخص بھی نہ اٹھا اور تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ فرمایا۔ جب کوئی نہ اٹھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ کے خیمہ میں گئے اور ان سے لوگوں کے طرز عمل کا ذکر کیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ باہر تشریف لے جائیں اور کسی سے کچھ نہ کہیں بلکہ اپنا قربانی کا جانور ذبح کر لیں اور اپنے حجام کو بلا لیں جو آپ کے بال مونڈ دے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ کسی سے کچھ نہیں کہا اور سب کچھ کیا اپنے جانور کی قربانی کر لی اور اپنے حجام کو بلوایا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مونڈے۔ جب صحابہ نے دیکھا تو وہ بھی ایک دوسرے کے بال مونڈنے لگے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رنج و غم میں ایک دوسرے سے لڑ پڑیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مکہ سے) چند مومن عورتیں آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: ''اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لے بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ تک آیت پڑھی۔ اس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دو بیویوں کو طلاق دی جو اب تک مسلمان نہ ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک نے تو معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے نکاح کر لیا تھا اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو قریش کے ایک فرد ابو بصیر رضی اللہ عنہ (مکہ سے فرار ہو کر) حاضر ہوئے۔ وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ قریش نے انہیں واپس لینے کے لیے دو آدمیوں کو بھیجا اور انہوں نے آ کر کہا کہ ہمارے ساتھ آپ کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیا۔ قریش کے دونوں افراد جب انہیں واپس لے کر لوٹے اور ذوالحلیفہ پہنچے تو کھجور کھانے کے لیے اترے جوان کے ساتھ تھی۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک سے فرمایا: قسم اللہ کی! تمہاری تلوار بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے ساتھی نے تلوار نیام سے نکال دی۔ اس شخص نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! نہایت عمدہ تلوار ہے، میں اس کا بارہا تجربہ کر چکا ہوں۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ اس پر بولے کہ ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ اور اس طرح اپنے قبضہ میں کر لیا پھر اس شخص نے تلوار کے مالک کو ایسی ضرب لگائی کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ اس کا دوسرا ساتھی بھاگ کر مدینہ آیا اور مسجد میں دوڑتا ہوا داخل ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو فرمایا یہ شخص کچھ خوف زدہ معلوم ہوتا ہے۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو کہنے لگا اللہ کی قسم! میرا ساتھی تو مارا گیا اور میں بھی مارا جاؤں گا (اگر آپ لوگوں نے ابو بصیر کو نہ روکا) اتنے میں ابو بصیر بھی آ گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذمہ داری پوری کر دی آپ مجھے ان کے حوالے کر چکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے نجات دلائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(تیری ماں کی خرابی) اگر اس کا کوئی ایک بھی مددگار ہوتا تو پھر لڑائی کے شعلے بھڑک اٹھتے۔'' جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ سنے تو سمجھ گئے کہ آپ پھر کفار کے حوالے کر دیں گے اس لیے وہاں سے نکل گئے اور سمندر کے کنارے پر آ گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ اپنے گھر والوں (مکہ سے) چھوٹ کر ابو جندل بن سہیل رضی اللہ عنہ بھی ابو بصیر رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور اب یہ حال تھا کہ قریش کا جو شخص بھی اسلام لاتا (بجائے مدینہ آنے کے) ابو بصیر رضی اللہ عنہما کے یہاں (ساحل سمندر پر) چلا جاتا۔ اس طرح سے ایک جماعت بن گئی اور اللہ گواہ ہے یہ لوگ قریش کے جس قافلے کے متعلق بھی سن لیتے کہ وہ شام جا رہا ہے تو اسے راستے ہی میں روک کر لوٹ لیتے اور قافلہ والوں کو قتل کر دیتے۔ اب قریش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں اللہ اور رحم کا واسطہ دے کر درخواست بھیجی کہ آپ کسی کو بھیجیں (ابو بصیر رضی اللہ عنہ اور ان کے دوسرے ساتھیوں کے یہاں کہ وہ قریش کی ایذا سے رک جائیں) اور اس کے بعد جو شخص بھی آپ کے یہاں جائے گا (مکہ سے) اسے امن ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے یہاں اپنا آدمی بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اور وہ ذات پروردگار جس نے روک دیا تھا تمہارے ہاتھوں کو ان سے اور ان کے ہاتھوں کو تم سے (یعنی جنگ نہیں ہو سکی تھی) وادی مکہ میں (حدیبیہ میں) بعد میں اس کے کہ تم کو غالب کر دیا تھا ان پر یہاں تک کہ بات جاہلیت کے دور کی بے جا حمایت تک پہنچ گئی تھی۔ ان کی حمیت (جاہلیت) یہ تھی کہ انہوں نے (معاہدے میں بھی) آپ کے لیے اللہ کے نبی ہونے کا اقرار نہیں کیا اسی طرح انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھنے دیا اور آپ بیت اللہ جانے سے مانع بنے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہما

تعارف حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہما

مقدام بن معدیکرب بن عمرو کندی ان کی کنیت ابو کریمہ یا ابو یحییٰ تھی، مشہور صحابی رسول ہیں، شام کو اپنا مسکن بنایا اس لیے ان کی روایت کردہ احادیث کے راوی بھی شامی ہیں، صحیح قول کے مطابق ۸۷ھ میں وفات پائی ان کی عمر اس وقت ۹۱ برس تھی۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ ﷺ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عليه السلام، كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ)) [2]

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انہیں ثور نے خبر دی، انہیں خالد بن معدان نے اور انہیں مقدام رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسی انسان نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھائی، جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے اللہ کے نبی داود علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھایا کرتے تھے۔“

[1] اسد الغابة: ٥/ ٢٤٤، ت:٥٠٧٧۔ [2] بخاری، البیوع: ٢٠٧٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا مجاشع بن مسعود اسلمی رضی اللہ عنہما

تعارف حضرت مجاشع بن مسعود اسلمی رضی اللہ عنہما

مجالد کے بھائی ہیں۔صفر ۳۶ھ میں جنگ جمل میں شہید ہوئے۔انکے مشہور شاگرد ابوعثمان النہدی ہیں۔اہل بصرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ [1]

[1] اسد الغابۃ: ۵/ ۵۵، ت:۴۹۶۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

مجاشع رضی اللہ عنہ کی سفارش

بخاری والی روایت سے ملتی جلتی ایک روایت یہ ہے کہ مجاشع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰذَا مُجَالِدُ بْنُ مَسْعُودٍ، فَبَايِعْهُ عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ: ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَلٰكِنْ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ)) ❶

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ (میرا بھائی) مجالد بن مسعود ہے آپ اس سے ہجرت پر بیعت کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے البتہ میں اس سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ مُجَاشِعٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَا وَأَخِي، فَقُلْتُ بَايِعْنَا عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ ((مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا))، فَقُلْتُ عَلَامَ تُبَايِعُنَا؟ ((قَالَ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ)) ❷

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن فضیل سے سنا، انہوں نے عاصم سے، انہوں نے ابوعثمان نہدی سے، اور ان سے مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں اپنے بھائی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

❶ طبقات الكبرى: ٧/ ٢٢٢۔

❷ بخاری، الجهاد والسير: ٢٩٦٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہم سے ہجرت پر بیعت لے لیجئے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہجرت تو (مکہ کے فتح ہونے سے پہلے) ہجرت کر کے آنے والوں پر ختم ہوگئی۔'' میں نے عرض کیا: پھر آپ ہم سے کس بات پر بیعت لیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''اسلام اور جہاد پر۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما

تعارف حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما

انصاری مدینہ کے رہنے والے تھے اور بنو مازن سے تعلق تھا۔ بعد میں بصرہ میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ معراج والی حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شیخ واستاذ ہیں۔ ان کی روایات بخاری، ترمذی، مسلم اور نسائی میں موجود ہیں۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، ح: وقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، وَهِشَامٌ، قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رضي الله عنهما، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ، وَالْيَقْظَانِ وَذَكَرَ يَعْنِي رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ، مُلِئَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِّ الْبَطْنِ، ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، وَأُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ، دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ الْبُرَاقُ، فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيلَ حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، قِيلَ مَنْ هَذَا؟ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ، قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ نَعَمْ، قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى آدَمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ، قِيلَ مَنْ هَذَا؟ قَالَ جِبْرِيلُ، قِيلَ

[1] اسد الغابة: ٥/ ٢٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ مَعَکَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ، قِيلَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ، قَالَ نَعَمْ، قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى عِيسَى، وَيَحْيَى فَقَالَا مَرْحَبًا بِکَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ، قِيلَ مَنْ هَذَا؟ قِيلَ جِبْرِيلُ، قِيلَ مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ مُحَمَّدٌ، قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ نَعَمْ، قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى يُوسُفَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ، قِيلَ مَنْ هَذَا؟ قَالَ جِبْرِيلُ، قِيلَ مَنْ مَعَکَ؟ قِيلَ مُحَمَّدٌ، قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قِيلَ نَعَمْ، قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى إِدْرِيسَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ، قِيلَ مَنْ هَذَا؟ قَالَ جِبْرِيلُ، قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ مُحَمَّدٌ، قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ نَعَمْ، قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْنَا عَلَى هَارُونَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا عَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، قِيلَ مَنْ هَذَا؟ قِيلَ جِبْرِيلُ، قِيلَ مَنْ مَعَکَ؟ قِيلَ مُحَمَّدٌ، قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكَى، فَقِيلَ مَا أَبْكَاكَ قَالَ يَا رَبِّ هَذَا الْغُلَامُ الَّذِي بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ، قِيلَ مَنْ هَذَا؟ قِيلَ جِبْرِيلُ، قِيلَ مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ مُحَمَّدٌ، قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ، مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ، فَرُفِعَ لِي الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ، فَقَالَ هَذَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَعُودُوا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ، وَرُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا نَبِقُهَا كَأَنَّهُ قِلَالُ هَجَرَ، وَوَرَقُهَا كَأَنَّهُ آذَانُ الْفُيُولِ فِي أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ، وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ، فَقَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ النِّيلُ وَالْفُرَاتُ، ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُونَ صَلَاةً، فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جِئْتُ مُوسَى، فَقَالَ مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُونَ صَلَاةً، قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ، عَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، وَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَسَلْهُ، فَرَجَعْتُ، فَسَأَلْتُهُ، فَجَعَلَهَا أَرْبَعِينَ، ثُمَّ مِثْلَهُ، ثُمَّ ثَلَاثِينَ، ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عِشْرِينَ، ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عَشْرًا، فَأَتَيْتُ مُوسَى، فَقَالَ مِثْلَهُ، فَجَعَلَهَا خَمْسًا، فَأَتَيْتُ مُوسَى فَقَالَ مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ جَعَلَهَا خَمْسًا، فَقَالَ مِثْلَهُ، قُلْتُ سَلَّمْتُ بِخَيْرٍ، فَنُودِيَ إِنِّي قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي، وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي، وَأَجْزِي الْحَسَنَةَ عَشْرًا))، وَقَالَ هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((فِي الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ)) [1]

ہم سے ہدبۃ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ اور ہشام دستوائی نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ایک دفعہ بیت اللہ کے قریب نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے درمیان لیٹے ہوئے ایک

[1] بخاری، بدء الخلق: ۳۲۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرے آدمی کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا، جو حکمت اور ایمان سے بھرپور تھا۔ میرے سینے کو پیٹ کے آخری حصے تک چاک کیا گیا۔ پھر میرا پیٹ زمزم کے پانی سے دھویا گیا اور اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔ اس کے بعد میرے پاس ایک سواری لائی گئی۔ سفید، خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی یعنی براق، میں اس پر سوار ہو کر جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ چلا۔ جب ہم آسمان دنیا پر پہنچے تو پوچھا گیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جبرائیل علیہ السلام۔ پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون صاحب آئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کہ کیا انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، اس پر جواب آیا کہ اچھی کشادہ جگہ آنے والے کیا ہی مبارک ہیں، پھر میں آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا، آؤ پیارے بیٹے اور اچھے نبی۔ اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے یہاں بھی وہی سوال ہوا۔ کون صاحب ہیں؟ کہا جبرائیل، سوال ہوا، آپ کے ساتھ کوئی اور صاحب بھی آئے ہیں؟ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سوال ہوا انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ ہاں۔ اب ادھر سے جواب آیا، اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں، آنے والے کیا ہی مبارک ہیں۔ اس کے بعد میں عیسیٰ اور یحییٰ علیہ السلام سے ملا، ان حضرات نے بھی خوش آمدید، مرحبا کہا اپنے بھائی اور نبی کو۔ پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے یہاں بھی سوال ہوا کون صاحب ہیں؟ جواب ملا جبرائیل، سوال ہوا، آپ کے ساتھ بھی کوئی ہے؟ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سوال ہوا، انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں، اب آواز آئی اچھی کشادہ جگہ آئے آنے والے کیا ہی صالح ہیں، یہاں یوسف علیہ السلام سے میں ملا اور انہیں سلام کیا، انہوں نے فرمایا، اچھی کشادہ جگہ آئے ہو میرے بھائی اور نبی، یہاں سے ہم چوتھے آسمان پر آئے اس پر بھی یہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال ہوا، کون صاحب، جواب دیا کہ جبرائیل، سوال ہوا، آپ کے ساتھ اور کون صاحب ہیں؟ کہا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا کیا انہیں لانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا، جواب دیا کہ ہاں، پھر آواز آئی، اچھی کشادہ جگہ آئے کیا ہی اچھے آنے والے ہیں۔ یہاں میں ادریس علیہ السلام سے ملا اور سلام کیا، انہوں نے فرمایا، مرحبا، بھائی اور نبی۔ یہاں سے ہم پانچویں آسمان پر آئے۔ یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب؟ جواب دیا کہ جبرائیل، پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ اور کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ، پوچھا گیا، انہیں بلانے کے لیے بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ ہاں، آواز آئی، اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں۔ آنے والے کیا ہی اچھے ہیں۔ یہاں ہم ہارون علیہ السلام سے ملے اور میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا، مبارک میرے بھائی اور نبی، تم اچھی کشادہ جگہ آئے، یہاں سے ہم چھٹے آسمان پر آئے، یہاں بھی سوال ہوا، کون صاحب؟ جواب دیا کہ جبرائیل، پوچھا گیا، آپ کے ساتھ اور بھی کوئی ہیں؟ کہا کہ ہاں محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا، کیا انہیں بلایا گیا تھا کہا ہاں، کہا اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں، اچھے آنے والے ہیں۔ یہاں میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا، میرے بھائی اور نبی اچھی کشادہ جگہ آئے، جب میں وہاں سے آگے بڑھنے لگا تو وہ رونے لگے کسی نے پوچھا بزرگوار آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اے اللہ! یہ نوجوان جسے میرے بعد نبوت دی گئی، اس کی امت میں سے جنت میں داخل ہونے والے، میری امت کے جنت میں داخل ہونے والے لوگوں سے زیادہ ہوں گے۔ اس کے بعد ہم ساتویں آسمان پر آئے یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبرائیل، سوال ہوا کہ کوئی صاحب آپ کے ساتھ بھی ہیں؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ پوچھا، انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ مرحبا، اچھے آنے والے۔ یہاں میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا اور انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا: میرے بیٹے اور نبی، مبارک، اچھی کشادہ جگہ آئے ہو، اس کے بعد مجھے بیت المعمور دکھایا گیا۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے بتلایا کہ یہ بیت المعمور ہے۔ اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ نماز پڑھتے ہیں۔ اور ایک مرتبہ پڑھ کر جو اس سے نکل جاتا ہے تو پھر کبھی داخل نہیں ہوتا۔ اور مجھے سدرۃ المنتہیٰ بھی دکھایا گیا، اس کے پھل ایسے تھے جیسے مقام ہجر کے مٹکے ہوتے ہیں اور پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان، اس کی جڑ سے چار نہریں نکلتی تھیں، دو نہریں تو باطنی تھیں اور دو ظاہری، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ جو دو باطنی نہریں ہیں وہ تو جنت میں ہیں اور دو ظاہری نہریں دنیا میں نیل اور فرات ہیں، اس کے بعد مجھ پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئیں۔ میں جب واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا کر کے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ پچاس نمازیں مجھ پر فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ انسانوں کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں، بنی اسرائیل کا مجھے بڑا تجربہ ہو چکا ہے۔ تمہاری امت بھی اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی، اس لیے اپنے رب کی بارگاہ میں دوبارہ حاضری دو، اور کچھ تخفیف کی درخواست کرو، میں واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نمازیں چالیس وقت کی کر دیں۔ پھر بھی موسیٰ علیہ السلام اپنی بات (یعنی تخفیف کرانے) پر مصر رہے۔ اس مرتبہ تیس وقت کی رہ گئیں۔ پھر انہوں نے وہی فرمایا اور اس مرتبہ بارگاہ رب العزت میں میری درخواست کی پیشی پر اللہ تعالیٰ نے انہیں دس کر دیا۔ میں جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اب بھی انہوں نے کم کرانے کے لیے اپنا اصرار جاری رکھا۔ اور اس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی کر دیں۔ اب موسیٰ علیہ السلام سے ملا، تو انہوں نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ کر دی ہیں۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے کم کرانے کا اصرار کیا۔ میں نے کہا کہ اب تو میں اللہ کے سپرد کر چکا۔ پھر آواز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئی۔ میں نے اپنا فریضہ (پانچ نمازوں کا) جاری کر دیا۔ اپنے بندوں پر تخفیف کر چکا اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دیتا ہوں۔'' اور ہمام نے کہا، ان سے قتادہ نے کہا، ان سے حسن نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المعمور کے بارے میں الگ روایت کی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہما

تعارف حضرت معقل بن یسار المزنی رضی اللہ عنہما

ان کی کنیت ابوعلی تھی۔ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ بصرہ میں قیام پذیر رہے۔ بصرہ کی نہر معقل ان کی طرف منسوب ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کے آخر تک رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہما سے احادیث روایت کی ہیں۔ [1]

---

[1] اسد الغابة: ٥/ ٢٢٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

آخری لمحات میں بھی حدیث سنادی

ابوالاشہب نے بیان کیا، ان سے حسن نے کہ عبیداللہ بن زیاد معقل بن یسار رضی اللہ عنہما کی عیادت کے لیے اس مرض میں آئے جس میں ان کا انتقال ہوا، تو معقل بن یسار رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللّٰهُ رَعِيَّةً، فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ، إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ)) [1]

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی رعیت کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔''

نمونہ

حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ، قَالَ كَانَتْ لِي أُخْتٌ تُخْطَبُ إِلَيَّ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ، ح: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَتَرَكَهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، فَخَطَبَهَا، فَأَبَى مَعْقِلٌ فَنَزَلَتْ: ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ [2]

[1] بخاری، الاحکام: ۷۱۵۰۔ [2] ۲/البقرۃ ۲۳۲؛ بخاری، التفسیر: ۴۵۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے بیان کیا، کہا ہم سے عباد بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے حسن نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میری ایک بہن تھیں۔ ان کو ان کے اگلے خاوند نے نکاح کا پیغام دیا (دوسری سند) اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے امام حسن بصری رحمہ اللہ نے اور ان سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (تیسری سند) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا اور ان سے امام حسن بصری نے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی تھی لیکن جب عدت گزر گئی اور طلاق بائن ہوگئی تو انہوں نے پھر ان کے لیے پیغام نکاح بھیجا۔ معقل رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا، مگر عورت چاہتی تھی تو یہ آیت نازل ہوئی: ''تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کریں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا مرداس بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہما

تعارف حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہما

مرداس بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ اہل کوفہ میں سے ہیں، یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ کے مقام پر بیعت کی تھی، صاحب استیعاب کا کہنا ہے کہ ان سے صرف ایک ہی حدیث مروی ہے جو صحیح بخاری میں ہے اور نیچے درج ہے۔ [1]

نمونہ

حَدَّثَنِی یَحْیَی بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ بَیَانٍ، عَنْ قَیْسِ بْنِ أَبِی حَازِمٍ، عَنْ مِرْدَاسٍ الأَسْلَمِیِّ، قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((یَذْهَبُ الصَّالِحُونَ، الأَوَّلُ فَالأَوَّلُ، وَیَبْقَی حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِیرِ، أَوِ التَّمْرِ، لاَ یُبَالِیهِمُ اللَّهُ بَالَةً)) قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ یُقَالُ حُفَالَةٌ وَحُثَالَةٌ. [2]

مجھ سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک لوگ یکے بعد دیگرے گزر جائیں گے اس کے بعد جو کہ بھوسے یا کھجور کے کچرے کی طرح کچھ لوگ دنیا میں رہ جائیں گے جن کی اللہ پاک کو کچھ ذرا بھی پروا نہ ہوگی۔'' امام بخاری صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا حفالہ اور حثالہ دونوں کے ایک معنی ہیں۔

---

[1] الاستیعاب: ۳/ ۱۳۸۶، ت: ۲۳۶۷؛ اسد الغابۃ: ۴۸۳۸۔

[2] بخاری، الرقاق: ۶۴۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما

تعارف سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما

نعمان نام، ابوعبداللہ کنیت، قبیلہ خزرج سے ہیں، والدہ کا نام عمرہ بنت رواحہ تھا، بقول امام بخاری رحمہ اللہ ہجرت والے سال پیدا ہوئے۔ حضرت نعمان کے والد بشیر بن سعد بڑے رتبہ کے صحابی تھے، عقبہ ثانیہ میں ۷۰ انصار کے ہمراہ مکہ جا کر بیعت کی تھی بدر، احد اور تمام غزوات میں آنحضرت کے ہمرکاب تھے، سقیفہ بنی ساعدہ میں سب سے پہلے انہی نے حضرت ابوبکر سے بیعت کی تھی، ۱۲ ہجری میں حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کو نکلے، اور واپسی کے وقت عین التمر کے معرکہ میں شہید ہوئے۔ والدہ بھی جو حضرت عبداللہ بن رواحہ مشہور صحابی کی ہمشیرہ تھیں، آنحضرت نے بیعت کا شرف حاصل کر چکی تھیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوفہ پھر حمص کے گورنر اور عادل رہے۔ جب یزید بن معاویہ فوت ہوا تو یہ شام میں تھے۔ آپ سے ایک سو چودہ احادیث مروی ہیں، جن میں سے پانچ متفق علیہ ہیں، جبکہ ایک حدیث میں امام بخاری رحمہ اللہ اور چار احادیث میں امام مسلم رحمہ اللہ متفرد ہیں۔ حمص کی بستی بیرین میں مرج راہط کے معرکہ کے بعد خالد بن خیلی کے ہاتھوں ۶۴ ہجری کو شہید ہوئے۔ [1]

---

[1] الاستیعاب: ٤/١٤٩٦؛ الاصابة، ت: ٨٧٤٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت و کردار

دعائے رسول پانے والے

باپ ماں کو ان سے بڑی محبت تھی، باپ ان کو آپ کے پاس لاتے اور دعا کراتے تھے، ان کی پیدائش کے وقت ان کے والد انہیں حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ اور دعا و برکت کی درخواست کی حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس پر خوش نہیں ہو گے کہ یہ تمہاری عمر کو پہنچے گا۔ پھر یہ شام منتقل ہو جائے گا۔ اور ایک شامی منافق انہیں شہید کر دے گا''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۶۴ھ میں خالد بن خلی کلاعی نامی ایک بدبخت نے آپ کو شہید کر دیا۔ [1]

ماں باپ کا پیارا

ماں کو اس قدر محبت تھی کہ اپنی باقی اولاد کو محروم کر کے تمام جائیداد و املاک انہی کے نام منتقل کر دینا چاہتی تھیں، ایک روز شوہر کو مجبور کر کے اس پر آمادہ کر لیا اور گواہی کے لیے رسول اللہ ﷺ کو منتخب کیا، حضرت بشیر رضی اللہ عنہ ان کو آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے، اور عرض کی کہ آپ گواہ رہیں، میں فلاں زمین (یا غلام) اپنے اس لڑکے کو دیتا ہوں، فرمایا: ''اس کے دوسرے بھائیوں کو بھی حصہ دیا ہے؟'' بولے نہیں۔ ارشاد ہوا: ''تو پھر میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا۔'' یہ سن کر بشیر رضی اللہ عنہ اپنے ارادہ سے باز آئے۔ [2]

گورنر حمص کی فراخ دلی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حمص اور کوفہ کے گورنر رہے۔ اور کچھ عرصہ دمشق میں قضاء کے فرائض بھی انجام دیئے۔ آپ بہترین خطیب، کریم اور سخی تھے۔

حمص کے والی ہوئے تو اعشی ہمدانی پہنچا۔ اور کہا کہ میں نے یزید سے مدد کی درخواست کی تھی، لیکن اس نے نہ سنی اب تمہارے پاس آیا ہوں کہ کچھ قرابت کا پاس کرو اور میرا

---

[1] تہذیب الکمال: ۲۹/۴۱۱_۴۱۶_ [2] مسند أحمد: ۱۸۳۵٤_

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرض ادا کرو۔ نعمان کے پاس کچھ نہ تھا۔ قسم کھا کر کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں، پھر کچھ سوچ کر کہا: اور منبر پر کھڑے ہو کر بیس ہزار کے مجمع میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس کا مضمون حسب ذیل ہے:

لوگو! اعشی ہمدانی تمہارے ابنِ عم ہیں، مسلمان اور عالی خاندان سے ہیں۔ ان کو روپے کی ضرورت ہے اور تمہارے پاس اسی غرض سے وارد ہوئے ہیں، اب بتاؤ کیا رائے ہے؟۔ تمام مجمع نے یک زبان ہو کر کہا کہ جو آپ کا حکم ہو۔

فرمایا: نہیں! میں کچھ حکم نہیں دیتا۔ تو لوگوں نے کہا کہ فی کس ایک دینار۔ فرمایا: نہیں، دو شخصوں میں ایک دینار۔ سب نے منظور کیا۔ تو کہا کہ ان کو بیت المال سے اس وقت دیئے دیتا ہوں جب تنخواہ کا روپیہ برآمد کروں گا تو وضع کر دیا جائے گا۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے دس ہزار دینار (پچاس ہزار روپیہ) دیئے۔ تو اعشی سراپا شکر و امتنان تھا۔ چنانچہ حسب ذیل اشعار مدح میں کہے:

فلم أر للحاجات عند انكماشها كنعمان الندى ابن بشير

حاجتوں کے پیش آنے کے وقت میں نے سخی نعمان بن بشیر کی طرح کسی کو نہیں دیکھا۔

إذا قال اوفى بالمقال ولم يكن كمدل إلى الأقوام حبل غرور

جب وہ کچھ کہتے ہیں تو اپنے قول کو ایفاء کرتے ہیں، اس شخص کی طرح نہیں جو لوگوں کی طرف غرور کی ڈوری لٹکاتا ہے۔

فلولا أخوالأنصار كنت كنازل ثوى ماثوى لم ينقلب بنقير

اگر یہ انصاری نہ ہوتے تو میں اس شخص کی طرح ہوتا، جو کہیں اتر کر ٹھہرے اور کچھ لے کر نہ لوٹے۔

متى أكفر النعمان لم أك شاكرا ولاخير فيمن لم يكن بشكور [1]

جب میں نعمان کا کفران کروں تو مجھ میں احسان مندی کا، مادہ نہیں کہ جو شکر گزار نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

[1] الاستيعاب: ٤/ ١٤٩٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ماں کو انگور دیے ہیں

ایک مرتبہ آنحضرت کے پاس طائف سے انگور آئے، آپ نے ان کو دو خوشے عنایت کیے اور فرمایا: ''ایک تمہارا ہے اور ایک تمہاری والدہ کا۔'' نعمان رضی اللہ عنہ راستہ میں دونوں خوشے چٹ کر گئے اور ماں کو خبر تک نہ کی، چند دنوں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اپنی ماں کو انگور دے دیے تھے؟'' انہوں نے کہا نہیں، آپ نے ان کی گوشمالی کی اور کہا: ''یا غدر! کیوں ہوشیار۔'' [1]

نمونہ

حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اِسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ: كَرَاعٍ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى، يُوْشِكُ أَنْ يُّوَاقِعَهٗ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا إِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِيْ أَرْضِهٖ مَحَارِمُهٗ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)) [2]

حدیث بیان کی ہمیں ابونعیم نے، وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہمیں زکریا نے، وہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عامر (شعبی) سے روایت ہے کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان چند چیزیں مشتبہ ہیں۔ جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ تو جو ان مشتبہ چیزوں سے بچے تو (گویا) اس نے اپنے دین کو اور آبرو کو سلامت رکھا۔ اور جو ان شبہات (کی دلدل) میں پھنس گیا۔ وہ ایسے چرواہے کی طرح

---

[1] الاستیعاب: ۴/ ۱۴۹۸۔ [2] بخاری، الایمان: ۵۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو اپنے جانوروں کو سرکاری چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے۔ خدشہ ہے کہ وہ جانور چراگاہ میں داخل کر دے۔ اچھی طرح سن لو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے، یاد رکھو! اللہ کی زمین میں اللہ کی چراگاہ، اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ اور یاد رکھو! جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ سنور جاتا ہے تو سارا جسم سنور جاتا ہے۔ اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، سن لو! وہ ٹکڑا دل ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسماء من یعرف بکنیة

[ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے نام جو اپنی کنیت کے ساتھ معروف ہوئے]

(باعتبار حروف ہجاء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد۔

اس حصہ میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ہے جو اپنی کنیت کے ساتھ معروف ہوئے اس رسالہ کا اکثر حصہ کچھ کمی و بیشی کے ساتھ شیخ ابوالفتح محمد بن حسین الموصلی عرب عالم دین کی کتاب "اسماء من یعرف بکنیته" سے ماخوذ ہے، ہم انہیں باعتبار حروف تہجی پیش کر رہے ہیں۔

(الف)

نمبر شمار	کنیت	اسماء
1	ابوایوب انصاری	خالد بن زید
2	ابواُمامہ باہلی	صدی بن عجلان
3	ابواُمامہ انصاری	اسعد بن زُرارہ
4	ابواُمامہ جارثی	ثعلبہ بن سہل بن اُخت ابی بردہ
5	ابواُبی بن ام حرام	عبداللہ بن ام حرام بن امراٰۃ عبادہ
6	ابواُسید ساعدی خزرجی	مالک بن ربیعہ
7	ابواُسید (بن ثابت) انصاری	عبداللہ
8	ابواسرائیل	قشیر بن عباد
9	ابواُحمد بن جحش	عبد (عبداللہ بن جحش بن ریاب)
10	ابواُعور سلمی	عمرو بن سفیان
11	ابواُحیحہ	سعید بن عاص
12	ابواُروی دوسی	حباب (عبدالرحمن)
13	ابواُمیہ	سعد
14	ابواُرطاۃ	حسین بن ربیعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

15	ابواللحم (آبی اللحم)	عبداللہ بن عبدالملک (خلف بن عبداللہ)
16	ابوالأرقم	عبدمناف بن أرقم

(ب)

نمبر شمار	کنیت	اسماء
17	ابوبکر (صدیق)	عبداللہ بن أبی قحافہ
18	ابوبکرہ	نفیع بن حارث
19	ابوبرزہ اسلمی	نضلہ بن عبید بن حارث
20	ابوبردہ	ھانی بن نیار بن عمرو
21	ابوبردہ أشعری	عامر بن قیس
22	ابوبشیر أنصاری	قیس بن عبید بن عمرو
23	ابوبصرہ غفاری	حمیل بن بصرہ
24	ابوبصیر	عتبہ بن أسعد بن جاریہ
25	ابوبزّہ	یسار مولی عبداللہ بن سائب

(ت)

نمبر شمار	کنیت	اسماء
26	ابوتمیم جیشانی	عبداللہ بن مالک
27	ابوتمیمہ ہجیمی	طریف بن مجالد

(ث)

28	ابوثعلبہ خشنی	جرثوم

(ج)

29	ابوجحیفہ سوائی	وہب اللہ (وہب بن عبداللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

30	ابوجبیر بن ضحاک	ثابت بن ضحاک
31	ابوجمعہ کنانی	حبیب بن سباع
32	ابوجہم بن حذیفہ	عامر بن حذیفہ (عبید)
33	ابوجُہیم بن حارث بن صمہ	حارث (عبداللہ بن جہیم)
34	ابوجندل بن سہیل	عبداللہ
35	ابوجعد ضمری	اَدرع
36	ابوجری ہجیمی	جابر بن سلیم (سلیم بن جابر)

(ح)

37	ابوحمید ساعدی	عبداللہ بن عمرو
38	ابوحبہ بدری	عامر
39	ابوحسن بدری	عمارہ
40	حدرد اسلمی	سلامہ بن عمرو
41	ابوحجاج ثمالی	عبداللہ بن عابد
42	ابوحمراء	ہلال بن حارث
43	ابوحازم احمسی	صخر
44	ابوحازم	عوف بن حارث
45	ابوحذیفہ بن عتبہ	ہیشم (ہاشم بن ربیعہ بن عبد شمس)
46	ابوحثمہ	عامر بن ساعد
47	ابوحثمہ	عدی بن کعب (عبداللہ بن کعب)

(خ)

48	ابوخالد مخزومی	عاص بن ہشام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

49	خزامہ عذری	عمرو
50	ابوخراش سلمی	جدرد

(د)

51	ابودرداء	عویمر بن عامر

(ذ)

52	ابوذرغفاری	جندب بن جنادہ

(ر)

53	ابورافع (مولیٰ رسول)	اسلم (ابراہیم)
54	ابوریحانہ	شمعون
55	ابوروح کلاعی	شبیب بن عبید
56	ابورہم غفاری	کلثوم بن حصین
57	ابورہم اشعری	مجید بن قیس
58	ابورمثہ تمیمی	حبیب بن حیان (یثربی)
59	ابورفاعہ عدوی	عبداللہ بن حارث

(ز)

60	ابوزھیر ثقفی	معاذ
61	ابوزھیر نُمیری	یحییٰ بن یعمر
62	ابوزید انصاری	قیس
63	ابوزید انصاری	عمرو بن اُخطب

(س)

64	ابوسعید خدری	سعد بن مالک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

65	ابوسعید بن معلّی انصاری	رافع انصاری
66	ابوسعید خیر انصاری	عمرو بن سعید
67	ابوسلامہ سلامیؓ	خداش
68	ابوسبرہ	یزید بن مالک
69	ابوسیارہ متعی	عمیرہ بن الاعزل
70	ابوسہم	عبید بن حبیب
71	ابوسفیان بن حرب	صخر بن حرب
72	ابوسفیان بن حارث	مغیرہ بن حارث
73	ابوسلیط	سُبرہ بن عمرو (أسیر)
74	ابوسبرہ بن ابی رہم	عبداللہ بن ابی رہم
75	ابوسعد بن فضالہ انصاری	کنیتہ اسمہ
76	ابوسریحہ غفاری	حذیفہ بن أسید
77	ابوسنابل	لبدربہ بن بعکک (حبہ بن بعکک)
78	ابوسنان اسدی	وہب بن محصن (عبداللہ)
79	ابوسروعہ	عقبہ بن حارث بن عبدمناف

(ش)

80	ابوشریح خزاعی	کعب بن عمرو (خویلد)
81	ابوشجرہ	کثیر

(ص)

82	ابوصرمہ مازنی	مالک بن قیس
83	ابوصفوان مازنی	مالک بن عمیرہ (بن عمیر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ض)

84	ابوضمرہ کلابی	ضمرہ بن عیص

(ط)

85	ابوطلحہ انصاری	زید بن سہل
86	ابوطلیق مزنی	جبیر
87	ابوطفیل	عامر بن واثلہ
88	ابوطیبہ حجام	میسرہ
89	ابوطالب	عبد مناف

(ظ)

90	ابوظبیان جنبی	حصین بن جندب

(ع)

91	ابوعبیدہ بن جراح	عامر بن عبداللہ
92	ابوعبس بن جبیر	عبدالرحمن بن جبر
93	ابوعقرب	معاویہ بن خویلد
94	ابوعیاش زرقی	زید بن نعمان
95	ابوعبدالرحمن جہنی	زید (ابوعبداللہ جہمی)
96	ابوعامر اشعری	عبید بن وہب
97	ابوعبداللہ صناجی	عبداللہ صانجی
98	ابوعزہ ہزلی	یسار بن عبد (بن عبداللہ)
99	ابوعمرہ انصاری	عبداللہ بن صعصعہ
100	ابوعمیرہ	رشید بن مالک (اسید)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

101	ابوعبدالرحمن فہمی	یزید بن اسید
102	ابوعاص بن ربیع	لقیط بن ربیع
103	ابوعقبہ فارسی	رشید
104	ابوعسیب	مرہ (خازم بن قاسم)
105	ابوعنبہ خولانی	سعد

(غ)

106	ابوغادیہ جہنی	مسلم (یسار بن سبع)

(ف)

107	ابوفاطمہ	عبداللہ بن انیس

(ق)

108	ابوقتادہ	حارث بن ربعی
109	ابوقحافہ	عثمان
110	ابوقتیلہ	مرثد بن وداعہ
111	ابوقرصافہ	جندرہ بن خشینہ
112	ابوقعیس	وائل بن افلح

(ك)

113	ابوکبشہ انماری	سلیمان
114	ابوکبشہ حاضن	حارث بن عبدعزی
115	ابوکاہل	قیس بن عائذ احمسی
116	ابوکریمہ	مقدام بن معدیکرب

(ل)

117	ابولبابہ بن عبدمنذر	رافعہ بن عبدمنذر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

118	ابولیلی انصاری	یسار (داود بن بلال)
119	ابولیلی مازنی	عبدالرحمن بن کعب

(م)

120	ابوموسیٰ اشعری	عبداللہ بن قیس
121	ابومریم سلولی	مالک بن ربیعہ
122	ابومویہبہ	مخبر بن معاد
123	ابومرثد غنوی	کناز بن حصین
124	ابومحذورہ	سمرہ بن معیر
125	ابومالک اشعری	کعب بن عاصم
126	ابومعقل	ہیثم
127	ابومسعود بدری	عقبہ بن عمرو
128	ابوموسیٰ غافقی	مالک بن عبداللہ
129	ابومعبد	اکثم

(ن)

130	ابونملہ انصاری	عمرو (عمار بن معاذ)
131	ابونجیح سلمی	عباد
132	ابونجیح	عرباض بن ساریہ

(ہ)

133	ابوہریرہ دوسی	عبدالرحمن بن صخر
134	ابوہبیرہ	بجیر.
135	ابوہند اشجعی	نعمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

136	ابوہیثم بن تیہان	مالک بن تیہان
137	ابوہاشم بن عتبہ	عتیبہ (شیبہ)
138	ابوہند داری	عبداللہ بن اوس
139	ابوہند حجام	عبداللہ بن ہند
140	ابوہالہ	مالک بن مرارہ

(و)

141	ابوواقد لیثی	حارث
142	ابوورد	عبید بن قیس
143	ابووحوح	عبید (عبداللہ)
144	ابوودیعہ	خباب
145	ابووہب جشمی	مالک

(ی)

146	ابویزید	خطاب
147	ابویسر	کعب بن عمرو
148	ابویحیٰی انصاری	عبد

(ام)

149	ام حبیبہ	حمنہ بنت جحش
150	ام محمد	خولہ بنت قیس
151	ام صبیہ	خولہ جہنیہ
152	ام درداء	خیرہ بنت ابی حدرد (جہیمہ)
153	ام عبداللہ	ریطہ بنت منبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

154	ام حبیبہ	رملہ بنت ابی سفیانؓ
155	ام منذر انصاریہ	سلمی بنت قیس
156	ام معبد	عاتکہ بنت خلیف (خالد)
157	ام شریک دوسیہ	عزیہ بنت جابر بن حکیم
158	ام فضل	فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب (امامہ)
159	ام جمیل	فاطمہ بنت خطاب
160	ام ہانی	فاختہ بنت ابی طالب
161	ام فضل	لبابہ بنت حارث
162	ام عمارہ	نسیبہ بنت کعب (بنت حرب انصاریہ
163	ام عطیہ انصاریہ	نسیبہ
164	ام سلمہ	ہند بنت ابی امیہ
165	ام ہاشم	بنت حارثہ
166	ام مبشر	صفیہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم

مع مختصر شرح نووی

ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ

۲۰۴ھ - ۲۶۱ھ

ترجمہ

علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ تعالیٰ

تخریج

فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ

فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ

مکتبہ اسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر ابن کثیر

امام المفسرین حافظ عماد الدین

ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ

المتوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ

امام العصر مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ

تخریج
کامران طاہر

تحقیق ونظر ثانی
حافظ زبیر علی زئی

تقریظ
ابو الحسن مبشر احمد ربانی
حافظ صلاح الدین یوسف

☆ تمام آیات قرآنیہ، احادیث کریمہ کی مکمل تخریج وتحقیق کا اہتمام
☆ خوبصورت سرورق، معیاری طباعت، بہترین کاغذ، مناسب قیمت

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973 فیکس: 042-37232369
بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256
E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکوۃ المصابیح

مع الإکمال فی اسماء الرجال

تالیف

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی رحمہ اللہ

ترجمہ

ابو انس محمد سرور گوھر

نظر ثانی

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد

تحقیق وتخریج

حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُنن ابنِ ماجہ

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابنِ ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

المتوفی ۲۷۳ھ

ترجمہ
پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی

تحقیق
علامہ ناصر الدین البانی

نظرثانی
شیخ الحدیث ابومحمد عبدالستار الحماد

مراجعت
حافظ زبیر علی زئی

تخریج تنقیح وتصحیح
حافظ ندیم ظہیر

تصدیر
حافظ صلاح الدین یوسف

مکتبہ اسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
www.KitaboSunnat.com

۸ جلدیں
تخریج شدہ اڈیشن

صحیح بخاری

أمیر المؤمنین فی الحدیث
ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری

ترجمہ وتشریح
مولانا محمد داؤد راز

تقدیم ونظر ثانی
شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبد الستار الحماد

مقدمہ
حافظ زبیر علی زئی

تخریج
فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ

- اردو زبان میں پہلی دفعہ مکمل تخریج کا اہتمام
- مختلف نسخوں سے تقابل کے بعد نسخہ ہندیہ کے مطابق تصحیح کا اہتمام
- خوبصورت طباعت، دیدہ زیب سرورق، خوبصورت وصاف لکھائی اور اعلیٰ طباعتی معیار کے ساتھ دو مختلف اڈیشن میں دستیاب ہے

مکتبہ اسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

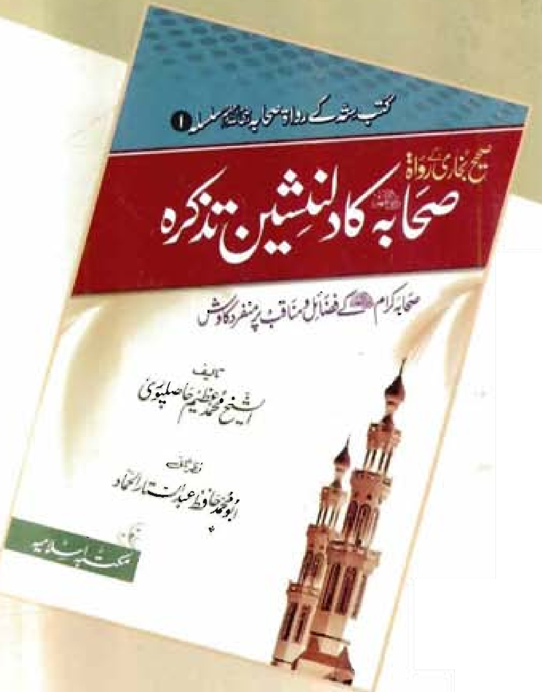
صحیح بخاری کے رواۃ
صحابہ کا دلنشین تذکرہ
صحابہ کرام کے فضائل و مناقب پر منفرد کاوش
تالیف
الشیخ محمد عظیم حاصلپوری
ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد
مکتبہ اسلامیہ